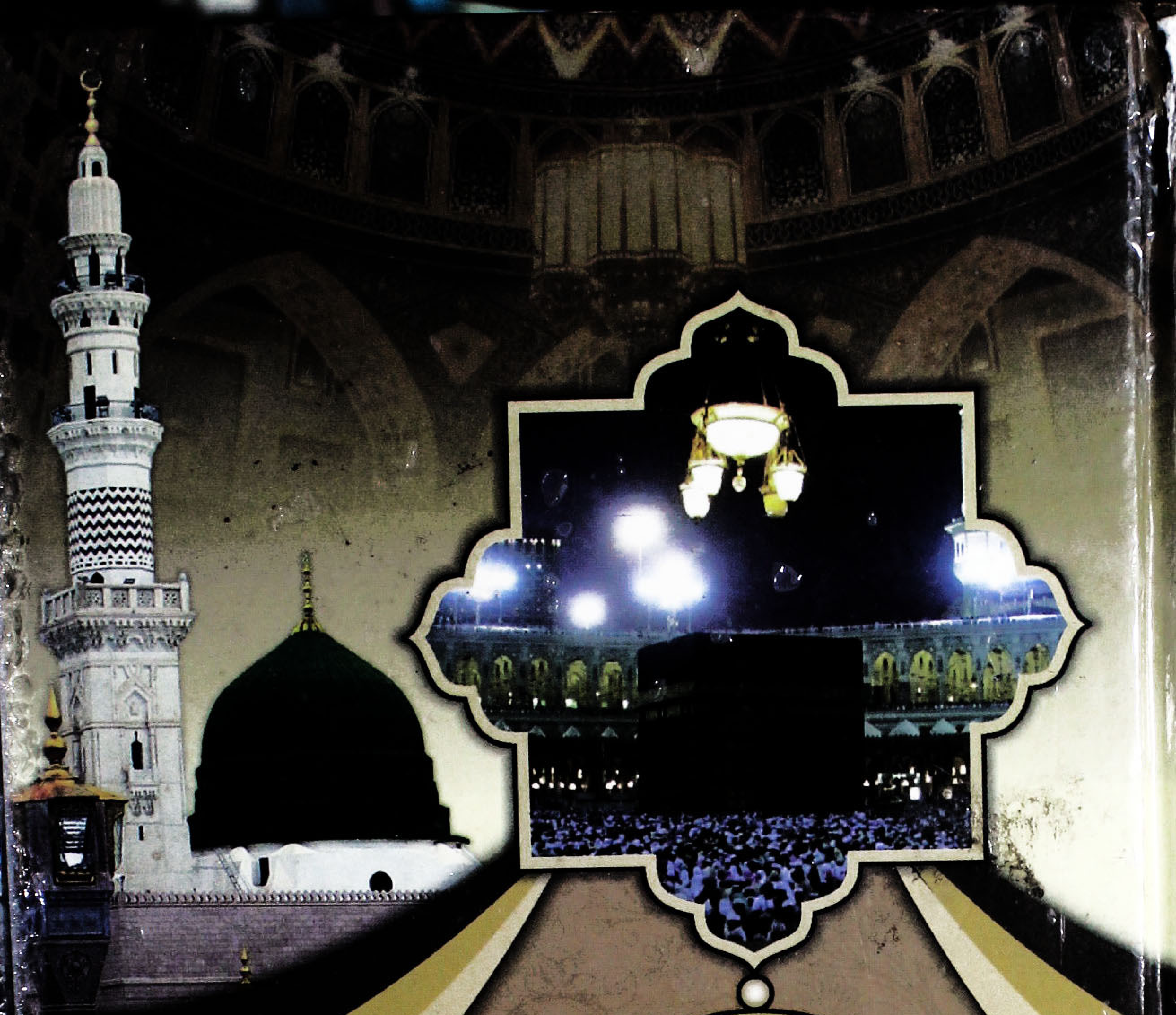

جلد 1

تذکرہ اولیائے ہندوستان

علامہ عالم فقری

Marfat.com

تذکرہ

اولیائے ہندوستان

اول

عالم فقری

حسیب پبلشنگ ہاؤس
ایوان علم پلازہ 18- اردو بازار لاہور فون، 042-37361444

DATA ENTERED

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرۂ اولیائے ہندوستانؒ (اول)

مؤلف : عالم فقری

297.9924
ع 20 ت
14194
جلد 1

اشاعت : 2013

تعداد : 1000

زیر اہتمام : محمد محسن

منتظم : مرزوق احمد

معاون : محمد جاوید

قیمت : -/600 روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور۔ فون 042-37323241

چوہدری اکیڈمی
الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
محمد خالد چوہدری بابائے اردو بازار 0300-4112009

شبیر برادرز،40-اردو بازار لاہور۔ 042-37246006

مکتبہ نوریہ رضویہ،بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے،فیصل آباد۔ 041-2626046

بک کارنر شو روم،بک سٹریٹ جہلم۔ 0321-5440882

مکتبہ غوثیہ،بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک یونیورسٹی روڈ،کراچی ۵۔ 021-34926110

فہرست اولیائے ہندوستان (اوّل)

مضمون	صفحہ
۱-حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	
والدین	۱۷
ولادت	"
شجرۂ نسب	۱۸
ابتدائی تربیت	"
والد ماجد کا وصال	۱۹
حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات	"
حصولِ علم	۲۰
تلاشِ مرشد	۲۱
بیعت ہونے کا واقعہ	"
خرقہ خلافت	۲۳
سیر وسیاحت	"
سورۃ فاتحہ کی برکت کا واقعہ	"
قبر کی ہیبت	۲۴
شیخ بہاء الدین سے ملاقات	۲۵
لکڑی سونا بن گئی	"
حضرت محمد عارف کا واقعہ	۲۶
ایک عابد بزرگ کا قصہ	"
محمد یادگار کے راہِ راست پر آنے کا واقعہ	۲۷
حقیقت اور معرفت کی روشنی	۳۰
ہندوستان آنے کا حکم	۳۳
اجمیر میں قیام	۳۴
چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت	۳۵
اناساگر جھیل کا پانی خشک ہوگیا	"
شادی دیو کے قبولِ اسلام کا واقعہ	۳۶
جے پال جوگی کے مسلمان ہونے کا واقعہ	۳۸
اجمیر شہر میں قیام	۴۲
پرتھوی راج کو دعوتِ اسلام	"
حضرت خواجہ کی دعا سے اجمیر فتح ہوگیا	۴۵
ارشاداتِ عالیہ	۵۰
تصانیف	۵۷
ازدواجی زندگی	۶۰
بی بی امۃ اللہ سے شادی	"
بی بی عصمت اللہ سے شادی	۶۱
وصال وتدفین	۶۳
۲-حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	
نسبی تعلق	۶۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شجرۂ نسب	۶۵	دہلی میں قیام	۸۲
ولادت	۶۶	سلطان التمش کی التجا	۸۳
نام	"	قاضی حمید الدین ناگوری کا خواب	۸۴
آثار ولایت	"	منصب شیخ الاسلام کی پیشکش	۸۵
والد ماجد کا وصال	۶۷	مرشد کی خدمت میں حاضری کا شوق	"
تعلیم	"	حضرت خواجہ غریب نواز دہلی میں	۸۵
شیخ ابو حفص سے اکتساب علم	۶۸	خواجہ نجم الدین صغریٰ کی بے رُخی	۸۶
بیعت ہونے کا واقعہ	"	حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ کی اجمیر میں حاضری	۸۸
خرقہ خلافت	۷۰	کرامات	۹۰
لقب کاکی مشہور ہونے کی کرامت	"	عقیدت مند کو گناہ سے بچالیا	"
سیر و سیاحت	۷۲	دودھ کی نہر	۹۱
ایک سفر کا حال	"	چھوٹی لکڑی بڑی ہوگئی	"
سفر بدایون کا حال	۷۴	والی ملتان کی فتح یابی	۹۲
اہل اصلاح کے گروہ سے ملاقات	"	نور باطن سے بادشاہ کی ناگواری معلوم ہوگئی	"
زیارت کعبہ کا سفر	۷۵	دل کی پوشیدہ بات ظاہر کردی	۹۳
خانہ کعبہ کے طواف کا واقعہ	۷۶	حوض شمسی کی تعمیر	"
ایک درویش سے ملاقات کا واقعہ	"	رجال الغیب کا آنا	۹۵
ہند میں آمد و قیام	۷۷	آپ کی توجہ سے مخالف معتقد ہوگئے	"
ملتان میں آمد	"	شہزادہ سعد الدین کی کایا پلٹ گئی	۹۷
حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے دوستانہ تعلقات	"	ایک شخص کو خدا رسیدہ بنادیا	۹۹
حضرت بابا فرید کے مرید ہونے اور خلافت پانے کا واقعہ	۷۹	شادی و اولاد	۱۰۱
		دوسرا نکاح	۱۰۲
		وصال	۱۰۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
مدفن کی خبر دینے کا واقعہ	۱۰۳
جائے مدفن کی فضیلت	"
آخری ایام	۱۰۴
تاریخ وصال	۱۰۵
آپ کی وصیت	۱۰۶
نمازِ جنازہ	"
مزار اقدس	"
۳-حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ	
نسبی تعلق	۱۰۷
ولادت	"
واقعہ بوقتِ پیدائش	"
وجہ تسمیہ اسم گرامی	۱۰۸
بچپن کی کرامت	"
واقعہ ذکر	۱۰۹
والد کا وصال	"
دست غیب سے کھانا پکنے کا واقعہ	۱۱۰
ابتدائی دینی تعلیم	۱۱۱
پاک پتن میں آمد و قیام	"
حضرت بابا فرید الدین کا خواب	۱۱۳
بیعت	۱۱۴
خدمت تقسیم لنگر	۱۱۵
دعائے نوری	۱۱۶
کیفیت جذب کا آغاز	"
زبان فرید سے صابر کا خطاب	۱۱۷
نکاح اور زوجہ کا انتقال	"
وصال والدہ محترمہ	۱۱۹
عطائے خرقہ خلافت	۱۲۰
انگلی شمع کی مانند روشن ہوگئی	۱۲۲
عطائے ولایت کلیر	۱۲۴
قاضی تبرک کی مخالفت	۱۲۶
گم شدہ بکری کا واقعہ	۱۲۷
صبر و ضبط کی انتہا	۱۲۸
بابا فرید کی حالات کلیر سے آگاہی	"
کلیر میں زلزلے کے جھٹکے	۱۳۱
کلیر کی مسجد کا رکوع و سجود	۱۳۳
کلیر شہر کی ویرانی	۱۳۴
دورِ جلال	۱۳۶
عالم جمال کا آغاز	۱۳۹
خواجہ شمس ترک کو وصیت	۱۴۰
حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	۱۴۳
مزارِ اقدس	۱۴۵
رونق افروزی	۱۴۶
۴-حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	
آباؤ اجداد	۱۴۰
والد گرامی	"
والدہ ماجدہ	۱۵۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ولادت	۱۵۰	پہنچانے سے نقصان اُٹھایا	۱۸۰
شجرۂ نسب	"	مرض تپ دق سے شفا	۱۸۱
بچپن کا صدمہ	"	مٹی سرمہ بن گئی	"
آپ کی تعلیم	۱۵۱	بہتر نوالہ	۱۸۲
قرآن وحدیث کی تعلیم کی تکمیل	۱۵۳	دلجوئی کا واقعہ	"
حضرت بابا فرید گنج شکر کی بیعت	۱۵۵	اللہ نے دل کی بات پوری کر دی	۱۸۳
رہائشی مشکلات اور اللہ کی مدد	۱۵۷	اللہ کی عنایت کا عجیب انداز	۱۸۳
آپ کا عقیدت مند سعد کاغذی	۱۵۹	ایک مست سے ملاقات	"
غیاث پور میں قیام	۱۵۹	حق تعالیٰ کی محبت کی مہک	۱۸۴
خلافت کا حصول	۱۶۳	رحمت کی بارش	"
ریاضت ومجاہدہ	۱۶۵	نیا وضو کر کے آؤ	۱۸۵
اسلام کی پیروی	۱۶۸	حصول اولاد نرینہ	"
ایک حکمت آمیز بات	۱۷۱	روحانی پرواز	۱۸۶
روحانی استقامت سے شیطان بھاگ گیا..	۱۷۲	صبح کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرنا	"
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا علمی مقام ..	۱۷۳	سواری کا تحفہ	۱۸۷
مجلس میں فقیر کو حاضر تصور کیا کرو	"	شاہانِ وقت کی عقیدت مندی	"
ہر ایک کے دل کی بات پوری ہوگئی	۱۷۶	اقوالِ حضرت نظام الدین اولیاء چشتیؒ	۱۹۴
نور باطن سے دل کی بات معلوم کر لی	۱۷۷	وصال مبارک	۱۹۸
الہام ربانی	"	۵- حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
ایک عقیدت مند کی اصلاح	۱۷۹	نسبی تعلق	۲۰۴
قید سے رہائی	"	والدین	"
اولیاء سے ناراض ہونا اچھا نہیں	"	پیدائش	"
حضرت نظام الدین اولیاء کو تکلیف		شجرۂ نسب	۲۰۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
تعلیم وتربیت	۲۰۵
صحبت درویش	"
بیعت	"
مجاہدات اور عبادت	۲۰۷
اہل دنیا میں رہ کر یاد الٰہی کا حکم	۲۰۸
لقب	۲۱۱
مرشد سے والہانہ محبت کا واقعہ	۲۱۲
جو کیا وہی مل گیا	۲۱۳
اسرار الٰہی مخفی رہتے ہیں	۲۱۴
نور باطن سے حال معلوم ہوگیا	"
الہام ربانی	۲۱۵
حضرت نے دل کی خواہش پوری کر دی	۲۱۶
مرشد کی جانشینی	۲۱۷
تنگی اور عسرت کا زمانہ	"
خوشحالی کا دور	۲۱۸
پند ونصیحت کا سلسلہ	"
حکایت	۲۱۹
عمل کرنے والی باتیں	"
بچوں کو پڑھانا اچھا کام ہے	۲۲۰
غیر سے حاجت بیان کرنے کی ممانعت	"
حکایت	"
سلسلہ وعظ ونصیحت	۲۲۱
مہمان نوازی کرنے کی تلقین	"
نماز پڑھنے اور نیک کام کرنے کی تاکید	۲۲۲
کاشت کاری اچھا پیشہ ہے	"
کسب حلال کی تاکید	"
ایمان کی بنیاد	۲۲۳
نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید	"
شغل دنیا کا انجام	۲۲۴
ایک مرید کو نیک عمل کرنے کی تلقین	۲۲۴
بادشاہ سے تعلقات	۲۲۵
سماع	۲۲۸
قاتلانہ حملے سے درگزر	۲۳۰
اقوال	۲۳۳
سیرت مقدس	۲۳۵
وصال	"
آپ کے خلفاء	۲۳۶
۶- حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ	
ولادت	۲۳۸
تحصیل علم	۲۳۹
بچپن کا واقعہ	"
والد محترم کا انتقال	۲۴۰
تکمیل تعلیم	"
بیعت	۲۴۱
امیر حسن دہلوی کا واقعہ	۲۴۳
مولانا برہان الدین کی معافی کی التجاء	۲۴۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ

مضمون	صفحہ
مرشد سے محبت کی انتہا	۲۴۵
مرشد کی قدر دانی کا واقعہ	۲۴۶
زیارت حرمین طیبین	۲۴۷
خصوصی عنایات مرشد	"
خطابات امیر خسرو	۲۴۹
آپ کے بارے میں مرشد پاک کا ایک خواب	۲۴۹
خط کا متن	۲۵۰
تحسین آمیز الفاظ	۲۵۱
شاعری	"
شاعری میں لطافت اور شیرینی	۲۵۲
تصانیف امیر خسرو	۲۵۴
وصال مرشد کا واقعہ	۲۵۵
وصال صد ملال	۲۵۶
تعمیر مزار اقدس	"

۷۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
نسبی تعلق	۲۵۷
شجرۂ نسب	۲۵۸
ولادت	"
حصول تعلیم	۲۶۱
درس و تدریس	"
آپ میں راہ حق کی تڑپ کیسے پیدا ہوئی حضرت شمس الدین ترک سے	۲۶۳
ہمدردانہ تعلقات	۲۶۵
احترام شریعت	۲۶۶
آپ کی تبلیغ سے ہندوؤں کا مسلمان ہونا	"
بارگاہِ قلندر میں سلطان علاء الدین کا تحائف بھیجنا	۲۶۹
حضرت بوعلی قلندر کی سلطان کو تنبیہ	۲۷۱
حضرت بوعلی قلندر کی حالت جذب کا واقعہ	۲۷۳
حضرت کبیر اولیاء کو مشورہ دینے کا واقعہ	۲۷۵
جنگلی جانوروں پر تصرف	۲۷۶
عورت کو اولادِ نرینہ ملنے کا واقعہ	"
حضرت بوعلی قلندر کی حالت جلالت کا واقعہ	۲۷۸
حضرت بوعلی قلندر کی پیش گوئی	۲۷۹
تصانیف	۲۸۰
نمونے مکتوبات	"
وصال اور مزار	۲۸۳

۸۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
نام و نسب	۲۸۵
تحصیل علم	"
تلاش مرشد	"
حضرت شمس الدین کی کلیئر میں آمد اور قیام	۲۸۶
بیعت حضرت شمس الدین ترک	۲۸۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خدمت مرشد	۲۸۸	بیعت	۳۰۳
ریاضت وعبادت	۲۸۹	عبادت وریاضت	۳۰۴
خرقہ خلافت	۲۹۰	مرشد کی خدمت	۳۰۶
مرشد کی وصیت	"	خلافت وسجادگی	۳۰۷
حضرت خواجہ شمس الدین کی فوج میں بھرتی	۲۹۳	سیر وسیاحت	۳۰۸
حضرت خواجہ شمس الدین کی دعا سے		حضرت خواجہ اجمیری کے دربار میں حاضری	"
قلعہ فتح ہوگیا	۲۹۴	سفر احمد آباد	۳۰۹
وصال حضرت مخدوم پاک	۲۹۵	کاٹھیاواڑ اور گرناتھ پہاڑ	۳۱۰
حقیقت فنا وبقا	۲۹۷	ٹھٹھہ اور حیدر آباد سندھ میں تبلیغ اسلام	"
پانی پت میں آمد وقیام	۲۹۸	لاہور میں قیام	"
کرامت	۲۹۹	بابا فرید کے مزار پر چلہ کشی	۳۱۱
سیرت پاک	"	ملتان سے ایبٹ آباد اور پھر سری نگر	"
خلیفہ	۳۰۰	امام علی الحق کے مزار پر حاضری	"
وصال	"	ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ	۳۱۲
اولاد	"	دولت آباد میں شاہی خیر مقدم	۳۱۷
۹۔حضرت خواجہ گیسو دراز چشتی رحمۃ اللہ علیہ		اقامت گلبرگہ	۳۱۸
نام اور لقب	۳۰۱	گلبرگہ میں خانقاہ کا قیام	۳۱۹
شجرۂ نسب	۳۰۲	خصائل ومعمولات	۳۲۱
والد ماجد	"	ذوقِ سماع	۳۲۴
پیدائش	"	طریقہ بیعت	۳۲۵
نیک بزرگ کی صحبت	"	کرامات حضرت گیسو دراز	۳۲۷
والد گرامی کا انتقال	۳۰۳	ایک ابدال کو نصیحت	۳۲۸
ابتدائی تعلیم	"	آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
پورے ہوگئے	۳۲۸
ہوائی مخلوق پر قابو پانے کا واقعہ	۳۲۹
رجال الغیب سے بات چیت	"
آپ کا روحانی مقام	"
ایک ہندو گرو سے مقابلہ میں گیت	۳۳۱
بندہ نواز کی شاعری	۳۳۲
تصنیف و تالیف	۳۳۵
شادی	۳۳۷
اولاد امجاد	"
خلفائے کرام	"
وصال	۳۳۸
روضہ مبارک	۳۳۹
۱۰- حضرت شرف الدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ	
پیدائش	۳۴۱
شجرۂ نسب	"
تعلیم و تربیت	۳۴۲
شادی	۳۴۳
والد ماجد کا وصال	۳۴۴
غار میں ریاضت و عبادت	۳۴۶
تلاش مرشد کامل	۳۴۹
بیعت و خلافت	۳۵۰
شجرۂ طریقت	"
مرشد کی آپ کو نصیحتیں	۳۵۱

مضمون	صفحہ
مرشد کا وصال	۳۵۳
اضطراب اور مجاہدے	۳۵۴
سلسلہ رشد و ہدایت	۳۵۵
تصانیف	۳۵۷
مکتوبات	"
وصال	۳۶۰
۱۱- حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ	
والدین	۳۶۱
بشارت قبل از ولادت	"
ولادت	
تعلیم و تربیت	۳۶۲
سمنان کی حکمرانی	"
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	۳۶۳
ہندوستان میں آمد و قیام	"
بیعت و خلافت	۳۶۴
جونپور کی طرف سفر	۳۶۶
کچھوچھہ میں مستقل قیام	"
سیر و سیاحت	۳۶۷
سلسلہ فیوض و برکات	۳۶۸
کرامات	۳۷۰
روحانی توجہ کا اثر	۳۷۱
ہندو جوگی کا قبول اسلام	"
ایک مرید کو معافی دینے کا واقعہ	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
علماء کے معافی طلب کرنے کا واقعہ	۳۷۳
کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا	"
گستاخی کا انجام	۳۷۵
آپ کی کہی ہوئی بات پوری ہوگئی	۳۷۶
بادشاہ کی اصلاح کا ضابطہ	۳۷۷
ولی اللہ سے تمسخر کرنا اچھا نہیں	۳۷۸
احوال وصال	"

۱۲۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
خاندان	۳۸۴
والد گرامی	"
ولادت	۳۸۵
تعلیم و تربیت	"
ترک تعلیم اور زمانہ کیف و مستی	"
شیخ احمد عبدالحق کی درگاہ میں حاضری	۳۸۶
بیعت	"
ریاضت اور مجاہدے	۳۸۸
کثرت عبادت	۳۹۰
پابندی نماز	"
شب برأت	۳۹۱
رمضان کی خصوصی دُعا	"
کثرت نوافل	"
نوافل میں مراقبہ	۳۹۲
اشغال و مراقبات	"
صلوٰۃ معکوس	۳۹۳
سلطان الاذکار کا غلبہ	۳۹۴
حصولِ خلافت	"
ردولی سے ہجرت	۳۹۴
شیخ محمد کی وفات	۳۹۵
گنگوہ میں قیام	"
کرامات	۳۹۶
شہتیر کی لمبائی اللہ تعالیٰ نے پوری کردی	"
مشائخ کو ماننے والا اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے	۳۹۷
کثیر ہندوؤں کے قبولِ اسلام کا واقعہ	"
آپ کی دعا سے منصب پر بحالی	۳۹۹
شیخ حسام الدین کی حق سے شناسائی	۴۰۱
فقیر کی غضبناکی میں نرمی پیدا کردی	۴۰۴
آپ کی توجہ سے قید خانہ سے رہائی مل گئی	"
دماغی مرض سے حصولِ شفاء	۴۰۵
خوفناک مخلوق سے نجات دلوادی	۴۰۶
گرم لوہا فوراً سرد ہوگیا	۴۰۷
مرید خاص کو بلند مقام دلوادیا	"
ایک مرید کی باطنی اصلاح	۴۰۹
استغراق شہود حق	۴۱۱
ایک وقت میں مختلف مقامات پر نظر آنا	"
آپ کا بدخواہ خود خراب ہوا	۴۱۲
تصانیف حضرت عبدالقدوس گنگوہی	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت شیخ کی شاعری	۴۱۴
نمونہ کلام فارسی	"
حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی شادی ..	۴۱۶
آپ کی زوجہ محترمہ	۴۲۰
اولاد	۴۲۴
خلفاء	۴۲۱
حالت محویت قبل از وصال	"
وصال	۴۲۲
وفات کے بعد قلبی کیفیت	
مزارِ اقدس	۴۲۳
۱۳۔ حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	
خاندان	۴۲۴
پیدائش	"
تعلیم و تربیت	"
تلاش مرشد کامل	۴۲۵
مجذوب سے ملاقات	"
بیعت و خلافت	۴۲۶
مدینہ منورہ سے واپسی	۴۲۸
درس و تدریس	۴۲۹
دینی و تبلیغی خدمات	۴۳۲
شمائل و عادات	۴۳۶
اتباع سنت	۴۳۶
سادہ رہن سہن	۴۳۷
زہد و قناعت	"
علم و عمل	۴۳۸
اندازِ خطابت	۴۳۹
طریقہ یادِ الٰہی	"
مصیبت زدوں سے اظہارِ ہمدردی	۴۴۰
عفو و درگزر	"
صبر و ضبط	۴۴۱
ذوقِ سماع	"
عطائے خلافت کا معیار	۴۴۲
اتباع شریعت کی ہدایت	"
اُمراء سے زیادہ اختلاط اچھا نہیں	۴۴۳
حضرت کی نگاہ اور توجہ کا اثر	۴۴۴
کرامات و تصرفات	"
اصلاحی نصیحت کا اثر	"
بلا پوچھے ایک شخص کو اس کا نام بتا دیا	۴۴۵
اللہ کی مہربانی سے کنوئیں کا پانی منڈیر تک آ گیا	۴۴۶
آپ کی دعا سے انار میٹھے ہو گئے	۴۴۷
روٹی کے ایک نوالے نے کایا پلٹ دی ...	۴۴۸
کلمہ توحید پڑھانے کا اثر	۴۴۹
آپ کی دعا سے دریا کی طغیانی	

Marfat.com

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵۰	معمول پر آ گئی	۴۶۳	خلفاءعظام
۴۵۱	دودھ کے پیالے میں برکت کا واقعہ	۴۶۴	شادی اور اولاد
"	ایک شخص پر نگاہِ عنایت کا اثر	"	وصال
۴۵۲	راز کو راز رہنے دو		**۱۴-حضرت مولانا**
"	ایک تاجر کی روحانی مدد کا واقعہ		**محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ**
۴۵۳	آپ کی تھوک کا اثر		
۴۵۴	اللہ کی طرف سے کھانا ملنا	۴۶۶	والدین
"	آپ کی دعا سے ایک شخص کی اصلاح ہو گئی	۴۶۷	نسبی نسبت
۴۵۵	ملفوظات	"	ولادت
"	فنافی الحبت	"	وجہ تسمیہ لقب وخطاب
"	دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں	۴۶۸	تعلیم
"	حضور سرورِ عالم کی حیاتِ مقدس	۴۶۹	بچپن کے واقعات
۴۵۶	عام لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ	۴۷۰	بیعت وخلافت
"	مدعیانِ تصوف کو ثبوت پیش کرنا چاہیے	"	فوج میں ملازمت
"	آدابِ سماع	۴۷۱	اورنگ آباد میں قیام
۴۵۷	مریدوں کو نصیحت	۴۷۳	دہلی کو روانگی
"	عام مسلمانوں کو نصیحت	۴۷۵	دربارِ فرید میں حاضری
"	تحصیل مقصود کا ایک انوکھا طریقہ	"	درس وتدریس
۴۵۸	مقامِ محمود اور مقامِ شفاعت	۴۷۷	علمی ذوق
"	علم کے اقسام ثلاثہ	"	تصانیف
"	صوفی کی تعریف	۴۸۰	تبلیغ دین
۴۵۹	ارشاداتِ عالیہ	۴۸۱	شاہانِ وقت کو تلقین
۴۶۲	تصانیف	۴۸۲	اتباعِ سنت کا درس

Marfat.com

مضمون	صفحہ
عادات وخصائل	۴۸۲
آپ کا اخلاق	۴۸۵
کرامات	۴۸۶
مرض سے کلی شفا نصیب ہوگئی	۴۸۶
ارادۂ قتل سے توبہ کرنے کا واقعہ	۴۸۷
نگاہِ فیض کا اثر	۴۸۸
آپ کی توجہ سے گہری بیہوشی درست ہوگئی	"
مولوی مکرم سے شفقت	۴۸۹
ایک وقت میں دو مقامات پر	۴۹۱
ایک عقیدت مند کی روحانی مدد کا واقعہ	"
قرض اُتارنے کے لئے اللہ کی مدد	۴۹۲
تعلیمات	۴۹۳
شادی اور اولاد	۴۹۵
خلفاء عظام	"
وصال	۴۹۶

۱۵- حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
آباؤ اجداد	۴۹۸
ولادت باسعادت	۴۹۹
سید عطاء اللہ کا انتقال	۵۰۰
تعلیم وتربیت	۵۰۱
مرشد کامل کی مریدی	"
ظاہری علم کی تکمیل	۵۰۲
فیروز پور میں قیام اور ریاضت	۵۰۳
پیمبر کی خدمت میں حاضری	۵۰۴
جہانگیر بادشاہ کی عقیدت مندی	"
کرامات	۵۰۹
آپ کی دعا سے ایک بچے کے شفایاب ہونے کا واقعہ	"
ایک غریب کے امیر ہونے کا واقعہ	۵۱۰
آپ کی زبان سے نکلی بات حرف بہ حرف پوری ہوئی	۵۱۱
برے آدمی سے اچھا سلوک کرنے کا واقعہ	۵۱۳
دو بزرگوں سے ملاقات کا واقعہ	۵۱۴
کثیر ہندوؤں کے مسلمان ہونے کا واقعہ	۵۱۷
شاعری	۵۱۸
وصال	"

۱۶- حضرت غوث علی شاہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
پیدائش	۵۱۹
حصولِ تعلیم	"
حاجی لعل حسین سے اکتسابِ فیض کا واقعہ	۵۲۰
بیعت وحصولِ خلافت	۵۲۲
شاہ فدا حسین کی نگاہِ شفقت کا واقعہ	"
سیر وسیاحت	"
جادو اور روحانیت کا مقابلہ	۵۲۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ

ایک مجذوب کا روحانی تصرف ۵۲۵
ایک دنیادار فقیر کا قصہ ۵۲۶
مہمان نوازی ۵۲۷
ایک بزرگ کی صحبت کا اثر ۵۲۸
پیغمبر کی قبر کی خدمت کا صلہ ۵۲۹
ایک فقیر کی توجہ کا اثر ۵۳۰
ایک درویش کی داستان ۵۳۱
ایک دنیادار درویش کا قصہ ۵۳۳
مریدوں سے ذاتی کام لینا اچھا نہیں ... ۵۳۴
صاحب کیف لوگوں کی اصلاح ....
قلندر صاحب کی چلہ گاہ ۵۳۶
سیرت پاک .... "
تعلیمات .... "
اقوال ۵۳۸
اوراد و وظائف ۵۳۹
وصال ۵۴۰

۱۷-حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

خاندانی حالات ۵۴۱
والدین .... "
شجرۂ نسب .... "
ولادت ۵۴۲
تعلیم و تربیت .... "
بیعت و خلافت ۵۴۳
سیر و سیاحت ۵۴۴
عادات و خصائل ۵۵۸
کرامات ۵۶۶
ارشاداتِ عالیہ ۵۷۹
وصال ۵۸۷

۱۸-اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرۂ نسب ۵۸۸
خاندان .... "
تعلیم و تربیت ۵۸۹
خصائل و عادات ۵۹۱
جود و سخا ۵۹۲
بیعت و خلافت .... "
علم و فنون ۵۹۴
حج بیت اللہ ۵۹۵
بے مثل قوتِ حافظہ ۵۹۶
فتویٰ نویسی .... "
فتویٰ صادر کرنے کی خداداد صلاحیت ... ۵۹۷
علومِ قرآن میں مہارت .... "
اعلیٰ حضرت کا علم حدیث ۵۹۸
شعر گوئی میں آپ کا مقام .... "
تصانیف ۵۹۹
تفسیر و ترجمہ قرآن .... "

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حلیہ مبارک	۶۰۰
علالت	۶۰۲
آخری تحریر	۶۰۳
تاریخ وصال	"
غسل شریف	"
تجہیز و تکفین	۶۰۴
نمازِ جنازہ	"
مزارِ مقدس	"

۱۹-حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
نام و نسب	۶۰۵
ولادت	"
تحصیل علم	"
شوقِ تلاشِ حق	۶۰۶
روحانی تربیت	۶۰۷
خواجہ املنگی سے بیعت	۶۰۹
مرشد سے خلافت ملنے کا واقعہ	"
لاہور اور دہلی میں قیام	۶۱۰
آپ کا طریقہ	۶۱۱
فضائل و خصائل	۶۱۲
آپ کی تعلیمات	۶۱۸
کرامات و تصرفات	۶۲۳
وصال	۶۳۲
اولاد	۶۳۴

۲۰-امام ربانی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون	صفحہ
آباؤ اجداد	۶۳۵
والد ماجد	۶۳۵
ولادت	۶۳۶
نام و لقب	"
شجرۂ نسب	"
بچپن	۶۳۷
تعلیم و تربیت	"
صحبت علماء	۶۳۸
حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت	۶۳۹
مرشد کی خدمت میں حاضری	۶۴۱
لاہور میں قیام	۶۴۲
سرہند میں قیام	"
درس و تدریس	"
کرامات	۶۴۴
ارشاداتِ عالیہ	۶۶۴
شادی و اولاد	۶۶۹
خلفاء عظام	۶۷۰
حلیہ مبارک	"
وفات	۶۷۱

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ درحقیقت ہند کے روحانی تاجدار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلند شان عطا فرمائی ہے آپ صاحب کرامات بے شمار اور خوارق لاتعداد ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی نہایت قوی الحال تھے۔ آپ کو خاص قرب الٰہی حاصل ہے۔ آپ مظہر انوار ہیں۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ فریضہ سونپا گیا کہ اے معین اہل ہند کو کفر و شرک کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی سے منور فرماؤ۔ اس لئے آپ نائب رسول اور سلطان ہند کے خطابات سے نوازے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نظر میں وہ تاثیر پیدا فرما دی تھی کہ آپ جس کے حال پر توجہ دیتے وہ فوراً وحدانیت اور رسالت مصطفیٰ پر ایمان لے آتا۔ آپ کی غریب نوازی مشہور زمانہ ہے۔ آپ کے حالات حسب ذیل ہیں۔

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔

والدین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام خواجہ غیاث الدین حسن ہے جو سیستان کے علاقہ سنجر میں رہتے تھے اہل عرب سیستان کو سجستان کہتے ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل علم اور صاحب ثروت حضرات سے تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ دارا شکوہ قادری

Marfat.com

نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت سجستان میں ہوئی اور نشوونما خراسان میں پائی مخزن چشت میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سجز جو کہ سجستان میں ہے کہ جسے سیستان بھی کہتے ہیں میں ہوئی اور وہ جگہ خراسان کے ملک میں ہے جس میں آپ نے نشوونما پائی۔

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

آپ کا مادری شجرہ مرآۃ الانساب میں یوں لکھا ہے والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

ام الورع الموسومہ بی بی ماہ نور بنت میثلہ داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حضرت حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تربیت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے زمانہ میں خراسان ایک سلطنت تھی اسی سلطنت میں صوبہ سیستان تھا جسے سیوستان اور سجستان بھی کہا جاتا ہے اس میں ایک قصبہ تھا جسے سجز کہا جاتا تھا پیدائش کے وقت آپ کے والدین کی رہائش سجز میں تھی اس لئے آپ کو سجزی کہا جاتا ہے لیکن بعد ازاں اس قصبے کا نام ونشان تاریخوں میں نہ رہا مگر یہ قصبہ نیشاپور کے قریب تھا۔

آپ کے والدین چونکہ مذہبی ذہن کے لوگ تھے اور آپ کے گھر کا ماحول انتہائی دینی تھا اس لئے آپ کا بچپن ہی سے دین کی طرف ازحد لگاؤ پیدا ہو گیا۔ بچپن میں اچھی عادات اپنائیں اور والدین کی اطاعت کا درس گھر ہی سے سیکھ لیا۔

Marfat.com

جب ذرا پڑھنے کے قابل ہوئے تو نماز یاد کر کے باقاعدہ نماز پڑھنے لگے۔ آپ کو بچپن ہی سے سچ بولنے کی عادت پڑ گئی۔

نیشاپور اس زمانے میں سلطنت خراسانی کا صدر مقام تھا اور علم وادب کا گہوارہ تھا اس لئے آپ کو حصول تعلیم کے لئے نیشاپور میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا اور آپ نے ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کا آغاز وہیں سے کیا۔

آپ کے والد غیاث الدین حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کام کے سلسلے میں گاہے بگاہے بغداد میں جاتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب وہ بغداد گئے ہوئے تھے تو وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ اور انہیں وہیں دروازہ شام کے قریب دفن کیا گیا آپ کے دو بھائی اور ایک ہمشیرہ بھی تھیں۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔

<u>والد ماجد کا وصال:</u> جب آپ کے والد خواجہ غیاث الدین حسن کا انتقال ہو گیا تو آپ کی والدہ نے ترکہ کو ان کے ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ صاحب کا ترکہ میں ایک انگوروں کا باغ اور پن چکی حصے میں آئی۔ والد گرامی کے بعد آپ نے اسی باغ میں باغبانی کا کام سنبھال لیا باغ کے درختوں کی حفاظت کرنے لگے اور باغ میں جب پانی دینے کی ضرورت پڑتی تو پانی بھی دیتے غرضیکہ آپ نے باغبانی کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ باغ سے جو آمدن ہوتی اس سے اپنے اخراجات پورے کرتے اور جو رقم بچ جاتی اسے راہ خدا میں دے دیتے۔

<u>حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات:</u> ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسب معمول اپنے باغ میں درختوں اور پودوں کو پانی دے رہے تھے کہ کہ اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی گھومتے پھرتے آپ کے باغ میں آئے ان پر اکثر عشق حقیقی کا غلبہ طاری رہتا تھا جس وقت حضرت خواجہ نے انہیں دیکھا تو سب کام چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئے نہایت ہی عزت اور احترام کے ساتھ انہیں ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا ان دنوں انگوروں کا موسم تھا انگور پکے

Marfat.com

ہوئے تھے آپ نے انگوروں کا ایک خوشہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور خود با ادب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم قندوزی کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حسن سلوک اور رویہ بہت پسند آیا انہیں نگاہ باطن سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بچہ راہ حق کا متلاشی ہے اس لئے جیب سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اسے دانتوں سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا اور کھانے کے لئے کہا۔ جونہی آپ نے کھلی کا ٹکڑا کھایا تو آپ کے دل میں عشق حقیقی کا جذبہ بیدار ہو گیا اور نور الٰہی سے منور ہو گیا آپ کے دل میں اللہ کی تلاش موجزن ہو گئی اور یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ یہ دنیا اور اس کی دولت کچھ نہیں ہے اس لئے اسے چھوڑ کر اللہ کی معرفت تلاش کی جائے۔

جونہی آپ مجذوب کی توجہ سے اللہ کی محبت میں مغلوب ہوئے تو آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا آپ کی کیفیت بدل گئی آپ کی سوچ میں ایسی تبدیلی آئی کہ آپ باغ اور چکی کو فروخت کر کے تلاش علم کے لئے نکل پڑے۔

<u>حصول علم</u>: اس زمانے میں ترکستان کے علاقے میں سمرقند اور بخارا کے عظیم شہر آباد تھے جو علم و ادب کا گہوارہ تھے خانقاہوں اور مدرسوں میں صوفیاء اور علماء تعلیم دیتے تھے آخر آپ نے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے لئے سمرقند اور بخارا کا رخ کیا طویل سفر طے کرنے کے بعد آپ سمرقند پہنچے آپ نے ایک دینی مدرسے میں داخل ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اس مدرسے میں مولانا اشرف الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم دین کی خدمت میں رہے یہیں آپ نے قرآن حفظ کیا مولانا کی توجہ سے آپ نے چند ابتدائی کتب بھی پڑھنا شروع کیں مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے بخارا کا رخ کیا بخارا میں ان دنوں مولانا شیخ حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بڑی شہرت یافتہ تھی انتہائی قابل اور فاضل عالم تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے تلامذہ میں شریک ہو گئے اور چند سالوں میں قرآن تفسیر حدیث فقہ اور علوم معقول و منقول کی تکمیل کی۔ آخر تکمیل تعلیم پر حضرت مولانا شیخ حسام الدین

Marfat.com

نے آپ کو دستار فضیلت بھی عطا فرمائی کہا جاتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے آپ بخارا میں پانچ سال تک رہے۔

تلاش مرشد: ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد آپ کے دل میں اللہ کی محبت کا جذبہ بھڑک اٹھا مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے کے لئے کسی مرشد کامل کی بیعت کرنا ضروری تھا اس سوچ کے تحت آپ بخارا سے جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو مرشد کی تلاش کے لئے چل پڑے ان دنوں نیشاپور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا جسے ہرون بھی کہا جاتا تھا۔ جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ان کی بزرگی کا چرچا دور ونزدیک تھا لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے تھے غرضیکہ اس دور میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ذات اقدس کی وجہ سے روحانی چشمہ فیض بنا ہوا تھا آپ کی ذات بابرکات کے انوار جگمگا رہے تھے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو ہارون یا ہرون پہنچ گئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دل نے گواہی دی کہ یہاں سے اللہ کے کرم کا دروازہ کھل جائے گا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی حقیقتاً عظیم المرتبت بزرگ تھے ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور انہیں سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے جب آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو نور باطن سے انہیں معلوم ہوگیا کہ اس نوجوان کی قسمت میں ولایت ہے اور یہ جوان ایک روز آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بعض اوقات بغداد جایا کرتے تھے اور بغداد میں انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو مرید بنایا۔

بیعت ہونے کا واقعہ: ملفوظات انیس الارواح میں آپ نے خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے دعاء گو فقیر حقیر

Marfat.com

کمترین بندگان معین حسن سنجری کو شہر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس وقت معزز مشائخ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ جوں ہی بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر میں نے ادا کیا۔ پھر فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ سورۃ البقر پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا اکیس مرتبہ کلمہ سبحان پڑھ۔ میں نے پڑھا۔ بعد میں خود کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے اللہ عزوجل تک پہنچا دیا۔ جونہی یہ فرمایا قینچی اپنے دست مبارک میں لے کر میرے سر پر چلائی۔ اور چارترکی کلاہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھی۔ اور خاص گدڑی عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں آٹھ پہر کا مجاہدہ ہوتا ہے۔ آج کی رات اور آج کا دن مجاہدے میں مشغول رہو۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے ایک دن اور ایک رات گزارے۔ جب دوسرے دن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ! اور ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ فرمایا۔ اوپر کی طرف دیکھ جونہی میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ عرش عظیم تک سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ پھر فرمایا۔ زمین کی طرف دیکھ: جب میں نے زمین کی طرف دیکھا۔ فرمایا۔ کہاں تک تجھے دکھائی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حجاب عظمت تک۔ فرمایا آنکھ بند کر۔ جب میں نے بند کی فرمایا کھول! میں نے کھولی۔ مجھے دو انگلیاں دکھا کر فرمایا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات۔ جب میں نے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جا! تیرا کام سنور گیا۔ ایک اینٹ پاس رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو الٹ! جب میں نے الٹی۔ تو اس کے نیچے ایک مٹھی سونے کے دینار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسے لے جا کر فقیروں کو صدقہ کر جب میں نے صدقہ کر دیا۔ تو فرمایا کہ چند روز تک تم ہماری خدمت میں رہو۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ

14019L

Marfat.com

فرمانبردار ہے۔ (انیس الارواح)

خرقہ خلافت: جب بارگاہ الٰہی اور دربار رسالت سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مقبولیت کا پروانہ عطا ہو چکا تو وہ وقت آ گیا کہ مرشد کامل بھی انہیں اپنے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ، مصلیٰ، نعلین چوبی اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا:

''یہ چیزیں ہمارے پیروان طریقت کی یادگار ہیں اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد جس کو ان کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا۔''

پھر خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر کلاہ چہارترکی رکھی اور ان کے سامنے اپنے مرشد حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت دہرائی کہ: یعنی کلاہ چہارترکی سے مراد چار ترک ہیں اول ترک دنیا۔ دوم ترک عقبیٰ یعنی ہر وقت اپنی ذات کے لئے آخرت کی بھلائی نہ طلب کرتا رہے بلکہ سوائے ذات الٰہی کی رضا کے اور کوئی غرض نہ رکھے۔ سوم سونے اور کھانے کا ترک کرنا مگر صرف اسی قدر کہ جس سے زندگی قائم رہے (یعنی کم کھائے اور کم سوئے) چہارم خواہش نفس کا ترک کرنا یعنی جو نفس کہے اس کے خلاف عمل کرنا اور جو ان چار چیزوں کو ترک کرتا ہے وہی کلاہ چہارترکی پہننے کا حق دار (اہل) ہے۔

سیر و سیاحت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ جن علاقوں میں آپ نے بیشتر سفر کئے ان میں خراسان، سمرقند، بخارا، بغداد، عراق، عرب، شام، بصرہ، دمشق، اصفہان، ہمدان، تبریز اور کرمان کے علاقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے کچھ سفر اپنے مرشد کے ہمراہ بھی کئے۔ دوران سفر آپ کو مختلف مقامات پر کئی واقعات پیش آئے ان میں سے چند کا ذکر حسب ذیل ہے۔

سورت فاتحہ کی برکت کا واقعہ: منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے مرشد دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی کشتی نہ تھی حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اپنی

Marfat.com

آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو میں نے خود کو اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر پایا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

قبر کی ہیبت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ہم سیوستان پہنچے وہاں پر ایک خانقاہ میں حضرت صدر الدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ اقامت گزیں تھے۔ ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے کئی دن تک میں ان کی خدمت میں حاضر رہا ان کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی بھی آدمی ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ اس کو اندر سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور لا کر دیتے تھے اور فرماتے کہ میرے حق میں دعا مانگو کہ میں اس دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جاؤں۔ اور جب قبر کی تنگی اور موت کی شدت کا احوال سنتے تو خوف سے بید کی مانند تھر تھر کانپنے لگ جاتے اور مسلسل سات سات دن تک روتے رہتے اور ان کا رونا اس قدر متاثر کن ہوتا کہ دیکھنے والوں کے بھی آنسو نکل آتے اور وہ بھی رونے لگ جاتے تھے۔

جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ گریہ فرما رہے تھے جب طبیعت کچھ سنبھلی تو میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا، اے عزیز! جسے موت آنے والی ہو اور جس کا حریف ملک الموت ہو اسے ہنسنے اور سونے سے کیا غرض؟ اگر تمہیں ان لوگوں کی حالت کے بارے میں علم ہو جائے جو زمین کے اندر ایسی کوٹھڑی میں سوتے ہیں جو بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے تو تم اس طرح سے پگھل جاؤ کہ جس طرح سے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سکوت فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، آج میں تمہیں تیس برس کے بعد یہ واقعہ سناتا ہوں میں ایک دن بصرہ کے ایک قبرستان میں ایک اللہ کے درویش کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے نزدیک

Marfat.com

ہی ایک قبر میں مردے کو عذاب دیا جا رہا تھا جب اس مرد درویش کو کشف کے ذریعہ سے عذاب قبر کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایک زبردست نعرہ مارا اور زمین پر گر گئے میں نے آگے بڑھ کر ان کو اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا۔ اے عزیز! اس دن سے مجھ پر قبر کی ہیبت طاری ہے اس لئے بندہ کو دنیا میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہئے کہ وہ حق سے ہی غافل ہو جائے۔

شیخ بہاء الدین سے ملاقات: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک اور اللہ کے فقیر بھی تھے۔ سفر کرتے ہوئے ہم اوش میں پہنچے اور حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جو بڑے صاحب علم و فضل اور واصلین حق میں سے تھے اور ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ جو کوئی بھی ان کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوتا خالی ہاتھ واپس نہ لوٹتا تھا۔ اگر کسی کے پاس کپڑے نہ ہوتے تو حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کپڑے عنایت فرماتے اور یہ سب کچھ پردۂ غیب سے ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ چند دنوں تک ہم ان بزرگ کی خدمت میں حاضر رہے ایک دن انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اے درویش! جو کچھ بھی تمہیں ملے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینا۔ دولت اکٹھی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھانا کھلانا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو جاؤ۔

لکڑی سونا بن گئی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور بھی درویش وہاں پر موجود تھے۔ گفتگو کے دوران یہ بات طے ہوئی کہ سب افراد ایک ایک کرامت دکھائیں وہاں پر میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ علاء الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے سب لوگوں نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کرامت دکھائی اور اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سونے کا ایک ٹکڑا نکالتے ہوئے ایک درویش کو دیا اور اس سے فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے شیرینی لے آؤ۔ حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کو ہاتھ میں پکڑا تو وہ سونا بن گئی اس کے بعد میرے مرشد پاک نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے اپنے مرشد پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے کمبل سے چار روٹیاں نکالیں اور ایک بوڑھے فقیر کو دے دیں۔

حضرت محمد عارف کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جا رہے تھے کہ ہم دمشق میں پہنچے دمشق کی جامع مسجد کے سامنے انبیاء کرام سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور یہاں کے درویشوں سے بھی ملاقات کی۔ ایک روز ہم دمشق کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے پاس ہی کچھ اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے کہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، روز قیامت دولت مندوں سے تو حساب کتاب ہوگا درویشوں سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ ان کی یہ بات سن کر ایک شخص بحث کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت اتفاق سے کتاب کا نام یاد نہیں آ رہا تھا انہوں نے تھوڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ یہ بات جس کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دی جائے۔ چنانچہ کتاب حاضر ہوگئی حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے سامنے وہ کتاب رکھ دی اس نے جب کتاب دیکھی تو اس قدر شرمندہ ہوا کہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔

ایک عابد بزرگ کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کرمان کا سفر کر رہا تھا کہ

Marfat.com

میں نے ایک درویش کو دیکھا جو بڑے عبادت گزار اور ہمہ وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے تھے ان جیسا کامل بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس قدر مشغول رہنے والا میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے جسم میں صرف روح تھی جسم پر گوشت بالکل نہیں تھا (گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے) وہ بہت کم گفتگو کرتے تھے ہم نے آپس میں یہ بات طے کی کہ ان سے پوچھیں کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟ ابھی ہم آپس میں طے ہی کر رہے تھے کہ اس صاحب کرامت بزرگ نے کشف کے ذریعہ سے ہماری قلبی کیفیت کے بارے میں جان لیا اور خود ہی اپنی حالت کے بارے میں بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، اے درویش! میں ایک دن اپنے ایک دوست کے ہمراہ قبرستان میں گیا اور ہم دونوں ایک قبر کے پاس ٹھہر گئے۔ اتفاق سے میرے دوست نے کوئی ایسی بے ہودہ بات کی کہ جسے سن کر میری ہنسی نکل گئی۔ میرے ہنستے ہی مجھے ایک آواز سنائی دی کہ جس کے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہو اور اس کا گھر زمین کے نیچے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان ہو اس کا ہنسی سے کیا واسطہ؟ یہ آواز سنتے ہی میں آہستہ سے اٹھا اور اپنے دوست کو جانے کی اجازت دی پھر اپنے گھر گیا اس کے بعد وہاں سے میں اس غار میں چلا آیا اور اس جگہ پر سکونت اختیار کی اس روز سے مجھ پر ہیبت طاری ہے اور اس قدر خوف مسلط ہے کہ میری جان منہ کو آ رہی ہے آج اس بات کو چالیس برس گزر گئے ہیں نہ تو میں کبھی ہنسا ہوں اور نہ ہی میں نے شرمندگی کے باعث اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ہے کہ کل قیامت کے دن کیا شکل دکھاؤں گا ہر وقت اپنے گناہوں کی طرف نگاہ کئے رہتا ہوں۔

محمد یادگار کے راہ راست پر آنے کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں میں اللہ کے بندوں کو فیوض و برکات سے نوازتے ہوئے جب شہر بدخشاں میں پہنچے تو آپ نے بدخشاں کے ایک مشہور بزرگ سے ملاقات فرمائی جو بہت زیادہ ضعیف تھے ان کی عمر مبارک تقریباً ایک سو چالیس برس تھی یہ بزرگ

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہے چنانچہ ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک عرصہ سے اس خانقاہ میں اعتکاف کی نیت کر کے عبادت الٰہی میں مشغول تھا اور نفسانی مجاہدہ کر رہا تھا ایک روز میرے دل میں کسی دنیاوی حاجت کی غرض سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ابھی میں نے اپنا ایک پاؤں باہر نکالا ہی تھا کہ غیب سے ندا آئی۔ اے دعویٰ کرنے والے! ہمارے ساتھ عہد کر کے بھلا دیا۔ اس آواز کا سننا تھا کہ میرا دل بے چین ہو گیا میں نے اسی وقت چھری اٹھائی اور اپنا پاؤں کاٹ کر پھینک دیا۔

فرمانے لگے کہ میرے دل میں اس دن سے یہ تصور جم کر رہ گیا ہے کہ کل قیامت کے روز اپنا یہ چہرہ لے کر کس طرح درویشوں کے سامنے جاؤں گا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ تھوڑی دیر تک ان کی صحبت میں رہے اور پھر ان سے اجازت لے کر چل دیئے۔ سفر کرتے کرتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سبزوار میں پہنچے تو وہاں کا حکمران نہایت بے دین، بدکردار اور بدعقیدہ تھا اس کا نام محمد یادگار تھا یہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا برائی کی دلدل میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس نے سیر و تفریح کرنے کی غرض سے شہر سے باہر رہنے کے لئے ایک خوبصورت اور عالی شان باغ تعمیر کرا رکھا تھا اس باغ میں نہایت خوبصورت حوض بھی تھا فوارے بھی لگے ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے یہاں پر کچھ دیر رکنے اور قیام فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ سفر کے باعث کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے غسل کرنے کی غرض سے حوض پر تشریف لائے اور حوض کے صاف ستھرے پانی سے غسل فرمایا اس کے بعد نماز پڑھی اور پھر قرآن پاک کی تلاوت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس دن اتفاق سے محمد یادگار بھی اپنے باغ کی

Marfat.com

سیر کرنے کے لئے اپنی قیام گاہ سے چل پڑا اس کی آمد کا اعلان اس کے شاہی کارندوں نے شہر میں کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بھی یہ منادی سن لی۔ چنانچہ وہ خادم بھاگتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اب باغ سے باہر نکل کر قیام پذیر ہو جائیں خادم کی شکل سے گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی آپ نے خادم کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو تم چلے جاؤ اور اس درخت کے نیچے جا کر ٹھہر جاؤ میں تو یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ خادم آپ کے فرمان کے مطابق وہاں سے چلا گیا اور جس درخت کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا تھا اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں شاہی کارندے قالین لے کر حوض کے کنارے پر پہنچ گئے انہوں نے جب یہاں ایک اللہ کے فقیر کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے دل پر ہیبت سی طاری ہو گئی وہ چاہتے تھے کہ آپ کو آگاہ کریں کہ محمد یادگار باغ کی سیر کرنے کے لئے آ رہا ہے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں مگر ان کو یہ بات کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہی سبزوار کے حکمران کے لئے قالین بچھا دیا اسی اثناء میں محمد یادگار بھی آن موجود ہوا اس نے اپنے قالین کے پاس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا شاہی کارندوں کو برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ تم لوگوں نے اس فقیر کو یہاں سے نکال کیوں نہیں دیا اس کی یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کیا آپ حالت جلال میں تھے۔ جلال کی ایسی نگاہ اس پر ڈالی کہ محمد یادگار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگ گیا اور اسی حالت میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ شاہی کارندوں نے اس کی جب یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر گئے اور عجز و انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ حضور!

Marfat.com

ان کی گستاخی معاف فرما دیں ان کو علم نہیں تھا کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ لوگ رو رو کر محمد یادگار کے لئے آپ سے معافی مانگ رہے تھے یہ دیکھ کر آپ کو ان پر رحم آ گیا۔ اب جلال کی شدت بھی کم ہو گئی تھی اور جو خادم درویش آپ کے حکم کے مطابق سامنے ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا قریب بلایا اور حکم فرمایا کہ اس حوض سے تھوڑا سا پانی لو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس شخص کے چہرے پر چھینٹا مار دو۔

اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس درویش نے محمد یادگار کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا تو اسے ہوش آ گیا اب اس کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا، حضور! میں نے آج سے تمام غیر شرعی کاموں کو چھوڑ دیا اور آپ کے دست حق پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شفقت فرمائی اور اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر بٹھا دیا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کی پیروی نہ کرنا بڑی عجیب سی بات ہے پھر آپ نے ان کے سامنے ایسے مدلل اور پر اثر انداز میں اہل بیت اور خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب بیان فرمائے کہ محمد یادگار اور وہاں پر موجود دیگر لوگوں کے قلوب پر رقت طاری ہو گئی اور وہ سب رونے لگے محمد یادگار بھی اٹھا اس نے حوض کے پانی سے وضو کیا اور اسی جگہ پر دو رکعت نفل نماز شکرانے کی ادا کرنے کے بعد آپ کے سامنے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا آپ نے اسے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا اور پھر ایک ہی نگاہ کامل سے اس کی قلبی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا وہ محمد یادگار جو لمحہ پہلے اولیاء اللہ کا گستاخ تھا ایک دم سے اولیاء اللہ کا محبّ اور عقیدت مند بن گیا تھا آپ کے فیضان نظر سے وہ راہ راست پر آ گیا۔

حقیقت اور معرفت کی روشنی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب

Marfat.com

اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ رہ کر سلوک کی منازل طے کر چکے تو مرشد نے آپ کو اپنے پاس سے رخصت کر دیا۔ آپ مختلف شہروں میں اولیاء اکرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے اور اللہ کے فقیروں اور درویشوں کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے جب بلخ میں تشریف لائے تو حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ چند یوم تک یہاں پر قیام فرمایا آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ سفر کے دوران طباق، نمکدان اور تیر و کمان اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ جب بھوک کی شدت محسوس ہوتی تو جنگل میں سے پرندہ شکار کرتے اور اس سے اپنی بھوک مٹاتے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی کہ آپ کو ایک کونج دکھائی دیا فوری طور پر کمان پر تیر چڑھایا اور اسے شکار کرلیا ذبح کرنے کے بعد خادم کو دیا۔ تا کہ وہ اسے صاف کر کے بھون لے اور خود نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے اس کے نزدیک ہی اس وقت کے ایک مشہور فلسفی اور حکیم مولانا ضیاء الدین کا گھر تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خادم کونج کا گوشت بھون رہا تھا۔ مولانا ضیاء الدین کا ادھر سے گزر ہوا جو کہ اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ جہاں پر دور دراز سے طالب علم تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور خادم کو گوشت بھونتے ہوئے دیکھا تو خادم سے دریافت کیا کہ یہ کباب تم کس کے لئے تیار کر رہے ہو؟ اور یہ بزرگ کون ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں؟ خادم نے بتایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حکیم ضیاء الدین کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اولیاء کرام کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور ولایت اور کرامات کو نہیں مانتے تھے جب بھی کبھی کسی اللہ کے بندے کا تذکرہ کرتے تو مذاق اڑانے کے انداز میں کرتے۔

Marfat.com

اسی اثناء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھ لی آپ نے مولانا ضیاء الدین کی طرف ایک نگاہ کی۔ نگاہ کے پڑتے ہی مولانا کی حالت غیر ہوگئی زمین پر گر گئے اور تڑپنا شروع کر دیا۔۔ سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مولانا کیحالت سنبھلی ہوش وحواس درست ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا آپ نے ان کو تسلی و تشفی دی۔ اسی اثناء میں خادم بھی کونج بھون کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور اس کی ایک ٹانگ مولانا ضیاء الدین کو دے دی پھر دوسری بھنی ہوئی ٹانگ پر گوشت اتار کر خود کھانے میں مشغول ہو گئے۔ باقی خادم کو دے دیا۔ مولانا ضیاء الدین نے ابھی ایک ہی لقمہ گوشت کا کھایا تھا کہ ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ قلبی کیفیت میں ایک دم سے نکھار آ گیا عقل اور فلسفہ کے زعم کے باعث جو فاسد خیالات دل و دماغ میں سمائے ہوئے تھے ایک دم سے دور ہو گئے حقیقت و معرفت کی روشنی سے دماغ اور سینہ منور ہو گیا۔ اپنے سابقہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے پھر آپ کے دست حق پر بیعت کی اور اپنے شاگردوں سمیت آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد مولانا ضیاء الدین کی دل کی دنیا ہی کچھ اور ہو گئی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی نگاہ کرامت سے حقیقت و معرفت کی منازل طے کر لیں آپ نے مولانا ضیاء الدین پر اپنی خصوصی شفقت فرمائی انہیں روحانی و باطنی فیوض پہنچا کر درجہ ولایت پر پہنچا دیا پھر ان کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کی اس کرامت کی خبر جب اہل شہر کو ہوئی تو وہ بھی عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا شروع ہو گئے اور شہر کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو

Marfat.com

گئی۔

هندوستان آنے کا حکم: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سلوک و عرفان کی منزل طے کر چکے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو پھر اپنے وطن تشریف لے گئے وطن میں قیام کیے ابھی تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ قلب اطہر میں بیت اللہ اور روضہ انور کی زیارت کے لئے تڑپ پیدا ہوئی چنانچہ سفر پر نکل پڑے سفر کے بعد اپنے دل کی مراد پوری کی قلب کو تسکین ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس کئی دنوں تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ انور سے آواز آئی، معین الدین! تو ہمارے دین کا معین اور مددگار ہے ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا جاؤ اجمیر میں جا کر اپنا قیام کر اس لئے کہ وہاں پر کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے تیرے وہاں پر ٹھہرنے سے کفر کا اندھیرا دور ہو گا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت سے یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئے ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ہندوستان میں اجمیر کس جگہ پر ہے کہ اچانک اونگھ آ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرا دی اور اجمیر کے پہاڑ کو بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیاء کرام کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے اور ضرورت کے مطابق کرامات کا اظہار کرتے ہوئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بھی حاضری کے لئے اپنے ارادت مند ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور مزار مبارک کے سامنے چلہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ آج بھی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے عین سامنے ایک حجرہ کی شکل میں موجود ہے۔ حضور داتا گنج بخش

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چلہ کرنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ یہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ نے دہلی کی طرف سفر شروع کیا چند روز تک دہلی میں قیام فرمایا اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اجمیر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر شریف پہنچے تو آپ نے آبادی سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اس جگہ پر اجمیر اور دہلی کے حکمران راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے راجہ کے ملازم جب رات کے وقت اونٹ لے کر آئے اور ایک درویش کو اس جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے اس لئے آپ یہاں سے اٹھ جائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا، ہم یہاں سے اٹھ جاتے ہیں تم شوق سے اونٹوں کو یہاں بٹھا لو۔ چنانچہ آپ یہ فرمانے کے بعد وہاں سے اٹھے اور تالاب انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں پر آپ کا چلہ مبارک بنا ہوا ہے اس جگہ پر بہت سے مندر بھی تھے۔

راجہ کے ملازمین نے اس جگہ پر اونٹوں کو بٹھا دیا صبح کے وقت جب ساربانوں نے ان اونٹوں کو وہاں سے اٹھانا چاہا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اونٹ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے انہوں نے کافی کوشش کی کہ اونٹ کسی بھی طرح وہاں سے اٹھ جائیں مگر ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی انہوں نے اونٹوں کو مارا پیٹا بھی لیکن پھر بھی اونٹ وہیں پر بیٹھے رہے۔ ادھر ادھر سے راہ گیر بھی وہاں پر اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ بھی اونٹوں کو اٹھانے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے ان ساربانوں میں سے کسی نے جا کر راجہ سے یہ بات کہہ دی سن کر راجہ بھی حیران ہوا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ تم لوگ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگو ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔ ساربان اس کے حکم کی تعمیل میں آپ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا، جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہو گئے یہ بنتے ہی ساربان واپس ہوئے میدان میں آ کر دیکھا کہ راجہ کے اونٹ کھڑے ہیں اس بات کی خبر پرتھوی راج کو پہنچائی گئی تو وہ مزید حیران ہو گیا اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اناساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گایوں کی بچھڑیاں ہیں اور ان میں کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک بچھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس بچھڑی کا دودھ دوہ کر لاؤ۔ گوالہ بڑا حیران ہوا مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق بچھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا۔ اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

اناساگر جھیل کا پانی خشک ہو گیا: اناساگر ایک ایسا مقام ہے جہاں پر ہندوؤں کے بے شمار مندر تھے ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پجاری مندروں میں رہتے تھے ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ ہر روز ساڑھے تین من تیل بھیجا کرتا تھا ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا جسے راج مندر کہتے تھے اس کے اخراجات کے لئے راجہ نے کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ صرف راجہ، اس کے امراء، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی ان مندروں کے نزدیک ہی پانی کا تالاب تھا جس کے کنارے بیٹھ کر حضرت خواجہ

Marfat.com

معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی وضو کیا کرتے تھے وہاں کے رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی تھی ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس بات کی شکایت مہاراجہ سے کی کہ ایک مسلمان فقیر اور اس کے ساتھی اناساگر کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ان کی موجودگی سے ہمارا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے۔ اس پر پرتھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے ان لوگوں نے آپ کے خادموں کے ساتھ سختی کا سلوک کیا آپ کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بتایا سن کر آپ جلال میں آ گئے اور حکم دیا کہ اناساگر سے ایک پیالہ پانی لے کر آؤ پیالہ ابھی بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے تالاب بالکل خشک ہو گیا۔

اس بات سے برہمن خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے پھر راجہ سے شکایت کر دی اب پرتھوی راج نے پولیس کے آدمیوں کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ سختی سے کام لے کر آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا دیں۔ پولیس اور برہمن حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور آپ کو فوری طور پر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر آپ خود نہیں جائیں گے تو ہم آپ کو زبردستی نکال دیں گے آپ نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی یہ دیکھ کر پولیس اور برہمن آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے آپ نے ایک مٹھی بھر خاک اٹھائی اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونک ماری اور ان لوگوں کی طرف پھینک دی اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا یہ دیکھ کر تمام ہندو خوفزدہ ہو گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا چند لوگ راجہ کے دربار میں پہنچے اور اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

<u>شادی دیو کے قبول اسلام کا واقعہ:</u> پرتھوی راج سمجھ گیا تھا کہ ایک مسلمان درویش سے اس طرح مقابلہ کرنا اس کے حق میں ٹھیک نہ ہوگا اور وہ اس طرح سے

Marfat.com

اس معاملہ میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوگا بے بس ہو کر اس نے دوسرا طریقہ استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس نے آپ کا مقابلہ کسی بڑے ہندو پجاری سے کرانا مناسب سمجھا اس کا خیال تھا کہ ہندو مہنت آپ کی کرامات کا مقابلہ آسانی سے کر کے آپ کو شکست دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے پرتھوی راج نے اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا اور اس سے اس کام کو کرنے کے لئے کہا۔ رام دیو جو کہ ہندوؤں کا بہت بڑا مہنت تھا اور جادوگری کے اسرار و رموز بھی جانتا تھا اس نے راجہ کو یہ جواب دیتے ہوئے اس کام کے کرنے سے معذوری کا اظہار کیا کہ جس درویش کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے ان کا مقابلہ میں نہیں کرسکتا۔ راجہ نے اس کے باوجود بضد ہوتے ہوئے رام دیو کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ رام دیو نے کہا، البتہ یہ بات ہوسکتی ہے کہ میں اس درویش سے جادوگری سے مقابلہ کروں۔ راجہ اس پر بھی راضی ہو گیا چنانچہ رام دیو نے اپنے ساتھی تمام پجاریوں کو جادو کے کچھ منتر بتائے اور ان کو کہا کہ جب ہم اس فقیر کے سامنے جائیں تو میرے ساتھ تم بھی ان منتروں کو پڑھنا اس طرح اس فقیر کو ہمارے ساتھ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اس کے بعد رام دیو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اناساگر کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچ کر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے اس بات کی اطلاع آپ کے ایک خادم نے آپ کو دی۔ آپ نے فرمایا، ان کا جادو اثر نہ کرے گا یہ دیو سیدھے راستے پر آ جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد رام دیو اپنے پنڈت ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آ گیا آپ نے نماز مکمل کر لی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے جیسے ہی ان پر ایک نگاہ ڈالی وہ تمام اپنی اپنی جگہ ٹھہر گئے ان کی زبانیں بند ہو گئیں رام دیو پر پڑنے والی ایک ہی نگاہ سے اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔

Marfat.com

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کی زبان سے رام رام کی بجائے رحیم رحیم نکل رہا تھا۔ وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہ رہا تھا مگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

اس کے ساتھی ہندوؤں نے جب اُس کو رام رام کی بجائے رحیم رحیم کہتے ہوئے سنا تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے اسے نصیحت کرنے لگے مگر رام دیو کے دل میں انقلاب برپا ہو چکا تھا اس کی کیفیت دیوانوں جیسی ہوگئی اس نے پجاریوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی، ڈنڈا یا پتھر جو کچھ بھی لگا اس سے اس نے ان کے سر پھاڑ دیئے۔ پجاریوں نے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔ اس کی حالت دیکھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو پانی سے بھرا ہوا پیالہ دیا کہ رام دیو کو دے۔ رام دیو نے وہ سارا پانی پی لیا پانی پیتے ہی اس کی حالت ٹھیک ہو گئی وہ اسی لمحے آپ کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے حضور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کا نام رام دیو سے تبدیل کر کے آپ نے شادی دیو رکھ دیا۔

جے پال جوگی کے مسلمان ہونے کا واقعہ: پرتھوی راج کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ جسے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے وہ وہاں جا کر ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔ رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔ پرتھوی راج اب بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ اصل بات کیا ہے چونکہ ہندوستان میں جادو عام ہے اس لئے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک جادوگر ہی سمجھ رہا تھا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ یہ کام جادو کے ذریعہ ہی ممکن ہے اس لئے آپ کے مقابلے کے لئے کسی بہت بڑے جادوگر کو لایا جائے۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں جے پال جادوگر کا خوب شہرہ تھا۔ جے پال جادو کی تمام باریکیوں کو

Marfat.com

جانتا تھا اس کے سینکڑوں چیلے اور شاگرد جادو کے کام میں ماہر تھے وہ ان تمام چیلوں کا استاد تھا اس کے علاوہ وہ پرتھوی راج کا خاندانی گرو بھی تھا راجہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ راجہ نے فوری طور پر جے پال کو اجمیر طلب کیا اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے کے لئے آمادہ کیا۔

جے پال کو اپنے جادو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا اس نے اس کام کے کرنے کی حامی بھر لی اور راجہ کو بھی تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو یہ کام تو میں فوراً کرلوں گا اور اس فقیر کو اجمیر سے نکال کر ہی چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چیلوں کو جمع کر کے تیاری شروع کی ادھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جے پال کی سرگرمیوں کی خبر ہوگئی۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے گرد اپنے عصا مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اس دائرے کے اندر داخل نہ ہوسکیں گے۔ جے پال نے وہاں پر پہنچتے ہی جادو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لا سکیں۔ جے پال کی اس حرکت کا علم حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جیسے بھی ہو اس تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر کر لے آؤ۔ شادی دیو جو کہ آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکا تھا آپ کے حکم کے مطابق دیوانہ وار گیا اور تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر لیا۔ اس نے جیسے ہی تاباب سے پانی کا پیالہ بھرا تالاب بالکل خشک ہوگیا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تالاب میں کبھی پانی تھا ہی نہیں شادی دیو نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا آپ اور آپ کے ساتھیوں کو جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی اس پیالے سے لے لیتے جس قدر بھی پانی استعمال کرتے اس پیالے میں سے کم نہ ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پانی کا پیالہ تالاب

Marfat.com

سے بھرنے سے تالاب تو خشک ہوا ہی تھا اجمیر شہر کے تمام کنوئیں خشک ہو گئے۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے۔ شہر میں انسان اور جانور پیاس کی شدت سے بے چین ہو گئے۔ راجہ کے محل میں بھی ایسی ہی صورت حال تھی۔ جے پال جادوگر کا جادو کسی کے کام نہ آسکا۔ وہ خود بھی پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ آخر کار آپ کے دائرہ حصار کے پاس کھڑا ہو کر آپ سے مخاطب ہوا، اللہ کی مخلوق پیاس کی شدت سے تڑپ رہی ہے اور آپ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں آپ تو فقیر آدمی ہیں اور فقیر رحم کرتے ہیں ظلم نہیں کرتے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مخلوق خدا کو پیاسا مرنے سے بچا لیجئے۔ جے پال کی آہ و زاری اور التجا سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آگیا اور آپ نے شادی دیو سے فرمایا کہ جاؤ اور اس پیالہ کا پانی تالاب میں ڈال دو۔ چنانچہ تالاب میں پیالہ کا پانی ڈالتے ہی تالاب پانی سے بھر گیا اور شہر کے کنوؤں میں بھی پانی آگیا۔

ہندو چونکہ بڑی عیار اور مکار قوم ہے وہ اس کرامت کو دیکھ کر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئے انہوں نے جب دیکھا کہ تالاب پانی سے بھر گیا ہے تو انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی استعمال کیا اور جب تازہ دم ہو گئے تو پھر سازش شروع کر دی۔ جے پال کو چونکہ اپنے جادو پر بہت گھمنڈ تھا وہ اس بات میں اپنی سبکی محسوس کرتا تھا کہ ناکام واپس جائے وہ جادوگروں کا سردار تھا۔ اپنے جادو کے بل بوتے پر وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شکست دینے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے ایک اور پینترا بدلتے ہوئے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ اب تم لوگ جادو کے منتر پڑھ کر اپنی اپنی کارکردگی دکھاؤ۔ چنانچہ ان کے جادو کی بدولت پہاڑ کی طرف سے ہزار ہا سانپ آپ کے کھینچے ہوئے حصار کی طرف دوڑے لیکن جو بھی سانپ دائرے کے نزدیک آتا آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ لاتعداد سانپ دائرے کے گرد آکر رہ گئے تھے یہ دیکھ کر جے پال کو بڑی ندامت ہوئی اس کے دل پر ایک طرح کی ہیبت طاری ہو گئی وہ سوچ رہا تھا کہ شہر کے تمام ہندوؤں اور خود راجہ کی نظریں اس کی طرف

Marfat.com

لگی ہوئی ہیں اور کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہیں ہو رہا اب کس منہ سے لوگوں کا سامنا کروں لوگ تو مجھے بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہیں مگر یہاں پر میرا کوئی بھی بس نہیں چل رہا۔ اس سوچ کے بعد جے پال نے ایک اور حربہ آزمانا چاہا اس نے اور اس کے چیلوں نے جادو کے زور پر آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ یہ آگ اس قدر برسی کہ زمین پر آگ کے ڈھیر لگ گئے۔ بہت سے درخت آگ کی لپیٹ میں آ کر جل کر راکھ ہو گئے لیکن آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکی اور آپ کو کسی طرح بھی گزند نہ پہنچا سکی۔

یہ دیکھ کر جے پال نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے غضب ناک ہو کر کہا اے فقیر! اب میرا اور تمہارا مقابلہ ہو گا تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ تم ابھی اجمیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ میں آسمان پر جا کر تم پر اس قدر بلائیں نازل کروں گا کہ تم سے سنبھلا نہ جائے گا اس کے ساتھ ہی جے پال نے ہرن کی کھال بچھائی اور اس پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑنا شروع ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر اپنی کھڑاؤں اتاری اور ہوا میں اچھالتے ہوئے فرمایا کہ جا اس بدبخت کو زمین پر اتار کر لا۔ حکم سنتے ہی کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئی اور جے پال کے سر کے اوپر جا کر اس نے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ جے پال نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کھڑاؤں کی ضرب سے بچ جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا برا حال ہو رہا تھا کھڑاؤں نے اس کو مار مار کر زمین پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ زمین پر آتے ہی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے اسے ایک پیالہ پانی پینے کے لئے دیا جو اس نے پی لیا۔ جے پال تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں عاجز ہے مگر دنیاوی رکھ رکھاؤ اور اس کی عظیم جادوگر ہونے کی شہرت اسے اعتراف شکست نہ کرنے پر مجبور کر رہی تھی لیکن اب وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اپنی شکست کا برملا اظہار کر رہا تھا۔ وہاں پر موجود لوگ بھی اس کی بے بسی اور شکست کا نظارہ کر

Marfat.com

رہے تھے۔ جے پال نے آپ سے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس نے سچے دل سے آپ کے سامنے توبہ کی۔ آپ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ اسے کلمہ اسلام پڑھایا اور دائرۂ اسلام میں داخل کرتے ہوئے اس کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ پھر عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اپنی تمام زندگی گزاری اور اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بسر کرنا شروع کر دیا۔

اجمیر شہر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو اجمیر شریف سے نکالنے کی پرتھوی راج کی ہر کوشش ناکام ہوگئی تھی۔ ہر حربہ اس نے اختیار کر کے دیکھ لیا تھا اب اس نے چند دنوں تک خاموشی اختیار رکھی۔ اس دوران شادی دیو اور جناب عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تجویز پیش کی کہ یا حضرت! اب یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام شہر کے اندر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو سکے۔ آپ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر کوئی مناسب سی جائے قیام تلاش کرے چنانچہ آپ کے خادم نے وہ جگہ پسند کی۔ جس جگہ پر آج آپ کا مزار مبارک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ آپ کے مرید شادی دیو کی تھی۔ بہرحال آپ اس کے بعد اناساگر کے کنارے سے شہر میں تشریف لے آئے اور اس مقام پر قیام پذیر ہو گئے۔

پرتھوی راج کو دعوت اسلام: پھر آپ نے پرتھوی راج کو باقاعدہ تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ بھیجا جس میں تحریر تھا، اے پتھر دل راجہ جن لوگوں پر تیرا یقین تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اگر تو اپنی بہتری چاہتا ہے تو تو بھی اسلام قبول کر لے ورنہ تو ذلیل ہو گا۔

آپ کی اس دعوت کا پرتھوی راج پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوا قاصد ناکام واپس آ گیا پھر آپ نے مراقبہ کیا اور کافی دیر تک مراقبہ کی حالت میں رہے اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا، یہ بدبخت اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لایا تو اس کو میں

Marfat.com

زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دوں گا۔ پرتھوی راج کو اب اس بات کا بھی غصہ تھا کہ آپ نے اجمیر شہر میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ یہ بات اسے اور اس کے درباریوں کو بہت ناگوار گزری مگر وہ آپ کی عظمت اور کرامت دیکھ چکے تھے اور ان میں ہرگز یہ جرأت نہ تھی کہ وہ آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ان کا اور تو کوئی بس نہ چل سکا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ انہی دنوں پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ رائے پتھورا کو جب یہ علم ہوا کہ اس مسلمان کی عقیدت و تعلق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تو اس نے اس مسلمان کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور اس کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ اس مسلمان نے اس ظلم کی شکایت حضرت خواجہ سے کی آپ نے اس مسلمان کی سفارش رائے پتھورا سے کی مگر رائے پتھورا پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے آپ کی سفارش اور فرمان کی کوئی پرواہ نہ کی اپنے ظلم کو اس نے جاری رکھا بلکہ اپنے درباریوں سے کہنے لگا، یہ فقیر جو کہ اس جگہ پر آیا ہے اور غیب کی باتیں بتاتا ہے اب ہم پر بھی حکم چلاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کسی تدبیر سے یہاں سے چلا جائے۔

پرتھوی راج کی یہ بات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ آپ کی زبانِ حق سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے "ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔" پرتھوی راج کی پے در پے ناکامی اور آپ کی کرامات کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ان کی عقیدت و محبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت ہی زیادہ ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتا تھا دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہ دیکھ کر پرتھوی راج بڑا پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا طریقہ کامیاب ہو کہ وہ جس پر عمل کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر شریف سے نکالنے کی اپنی دلی خواہش پوری کر سکے

Marfat.com

مگر اس کے تمام ارادے اور سوچیں بیکار ثابت ہو رہی تھیں وہ اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا ہو کر اسی سوچ میں مگن تھا کہ اس نے دیکھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں تشریف فرما ہیں۔ عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے گرد اکٹھا ہے یہ دیکھ کر پرتھوی راج کو بہت غصہ آیا اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ جائے اور ان تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے لے آئے اور اس فقیر کو سختی کے ساتھ اس بات کا حکم دے کہ وہ کل تک اجمیر خالی کر دے ورنہ اس کے حق میں اچھا نہ ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی رائے پتھورا نے منادی کو بھی حکم دیا کہ وہ سارے شہر میں یہ منادی کر دے کہ کسی بھی شخص کا مسلمان فقیر کے پاس جانا منع ہے جو کوئی بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی اور اس کا گھر بار لوٹ لیا جائے گا۔ رائے پتھورا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے راجپوت سردار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے وہاں پر موجود آپ کے تمام عقیدت مندوں کو گرفتار کر لیا اور آپ کو راجہ پتھورا کا اجمیر سے نکل جانے کا حکم بھی سنایا یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور زبان حق سے ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ پرتھوی راج کیوں ہمارے کام میں دخل اندازی کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہہ دو کہ تمہیں تین دن کے اندر اندر پتہ چل جائے گا کہ اجمیر سے تم نکلتے ہو یا میں؟ اس وقت آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ رائے پتھورا کی یہ حرکت آپ کو ناگوار گزری۔ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک مصلے پر ہی تشریف فرما رہے پھر روزہ افطار کیا اور نماز کی ادائیگی کے بعد مراقبہ میں چلے گئے۔

جب آپ نے مراقبہ سے اپنا سر اٹھایا تو حاضرین جو آپ کے پاس موجود تھے آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رائے پتھورا کی حکومت

Marfat.com

شہاب الدین کے حوالے کر دی۔ آپ کی زبان حق سے نکلے ہوئے الفاظ کی عملی صورت اس طرح سے ہوئی کہ رائے پتھورا آپ کو اجمیر شریف سے نکل جانے کا حکم دینے کے اگلے روز اپنے قلعہ کی اسی برجی پر کھڑا ہو کر یہ دیکھنے میں مشغول تھا کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے چلے گئے ہیں یا نہیں کہ اچانک اس کی نظر دور ایک گھاٹی کی طرف پڑی اس نے دیکھا کہ وہ سانڈنی سوار نہایت تیزی سے اس کے قلعہ کی طرف چلے آ رہے ہیں۔ اس نے اندازہ قائم کیا کہ یہ سانڈنی سوار کھانڈے راؤ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ضرور کوئی اہم اطلاع لے کر آ رہے ہیں۔ اب وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنا بھول گیا اور عجلت میں قلعہ سے نیچے اتر آیا اور اپنے محل میں بیٹھ کر قاصدوں کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ قاصد آن پہنچے اور انہوں نے رائے پتھورا کو کھانڈے راؤ کا ایک خط پیش کیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کی طرف سے بھیجا گیا اعلان جنگ بھی اسے پڑھایا۔

حضرت خواجہ کی دعا سے اجمیر فتح ہوگیا: رائے پتھورا بری خصلت کا آدمی تھا اس نے فوری طور پر اس بارے میں حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کھانڈے راؤ کے نام ایک خط لکھوایا۔ جس میں تحریر تھا کہ شہاب الدین غوری کا مقابلہ کرنے کے لئے ارگرد کے تمام راجاؤں کو اپنے ساتھ ملاؤ اور ان سے کہو وہ سب مل کر مقابلے کی تیاری کریں اور خود بھی جنگ کی فوری تیاری کرو۔ اس خط کو روانہ کرنے کے بعد رائے پتھورا نے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ جس دن آپ کی زبان حق سے یہ الفاظ نکلے کہ ''ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔'' اسی رات کو خواب میں سلطان شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ وہ ہندوستان میں ایک بزرگ کے سامنے مودب کھڑا ہے اور بزرگ اس سے فرما رہے ہیں کہ شہاب الدین! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی حکومت عطا فرمائی ہے فوراً ہندوستان کا رخ کرو اور اس بدبخت

Marfat.com

راجو کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دو۔ سلطان شہاب الدین غوری جب خواب سے بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہے ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ ہندوستان سے شکست کھا کر خراسان واپس آیا تھا اس نے اپنے چند دانش مند اور صاحب علم ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا ان نیک افراد نے سلطان کا خواب سن کر خوشی کا اظہار کیا اور سلطان شہاب الدین غوری کو ہندوستان کی حکومت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہوئے اسے فتح و نصرت کی نوید سنائی۔ سلطان بھی چونکہ ہندوستان سے شکست کھانے کے بعد بڑے پیچ و تاب کھا رہا تھا وہ اس شکست کو بھولا نہیں تھا بلکہ وہ ہندوستان پر ایک بھرپور حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ اس شکست کا بدلہ نہیں لے لیتا نہ تو وہ نئے کپڑے پہنے گا اور نہ حرم سرا میں بستر پر سوئے گا۔

اس خواب کی صورت میں اسے فتح و نصرت کی نوید مل گئی تھی۔ اب اس نے زیادہ جوش و خروش سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک ہی ہفتہ کے بعد اس نے اپنی فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سلطان اسلامی لشکر کے ہمراہ پشاور پہنچا اور وہاں کے پٹھان سرداروں سے ملاقاتیں کیں ان کو اعتماد میں لے کر اپنے ساتھ ملایا ان کو مناسب عہدوں پر تعینات کرنے کا وعدہ کیا پھر ملتان کا رخ کیا اور وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد وہاں ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو شکست اٹھانی پڑی تھی اب وقت آ گیا ہے کہ اس کا بدلہ لے کر حساب چکا دیا جائے۔ تمام سرداروں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری لاہور کی طرف تیزی سے روانہ ہوا۔

لاہور پہنچنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنا ایک سفیر رائے پتھورا کے پاس بھیجا۔ سفیر نے اجمیر پہنچ کر سلطان کا ایک خط پرتھوی راج کو دیا جس میں تحریر تھا، رائے پتھورا کو جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے لکھا جاتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے اور ملک کو انسانوں کی قتل گاہ نہ بنائے ورنہ یہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی کا حکم

Marfat.com

اور تلوار فیصلہ کرے گی۔ خط پڑھ کر رائے پتھورا بہت آگ بگولہ ہوا اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے سلطان کے خط کا جواب بہت سخت الفاظ میں دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کے نام ایک تحریری فرمان فوری طور پر جاری کر دیا کہ سلطان شہاب الدیا غوری آن پہنچا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر لو۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی رائے پتھورا کے پاس تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ پرتھوی راج نے مزید انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی فوج کو لے کر سرسوتی ندی کے کنارے پر آن پہنچا۔ دوسری طرف سلطان شہاب الدین غوری بھی اپنے لشکر کے ساتھ ندی کے دوسرے کنارے پر آموجود ہوا۔ دونوں فوجوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تھی جبکہ رائے پتھورا کے تین لاکھ لشکر کے علاوہ بھی بہت بڑی تعداد میں فوجی جتھے اس کے جھنڈے تلے چلے آرہے تھے۔ اس سے اس کا گھمنڈ مزید بڑھ گیا تھا۔ مغروریت اور تکبر کے عالم میں اس نے سلطان شہاب الدین غوری کے نام ایک خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ ''مسلمانوں کے سیناپتی کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس بات کی اطلاع مل گئی ہوگی کہ اپنے دھرم کی رکھشا کے لئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ فوج موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے کونے کونے سے دھرم رکھشک چلے آرہے ہیں ان میں ایک سے ایک بڑھ کر بہادر راجپوت ہے۔ ان بہادروں کی تلوار سے کابل اور قندھار نے بھی پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں کی جوانی پر ترس کھاؤ ان پر کرپا کرو اور یہاں سے واپسی کی راہ لو ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے انتہا جنگی سازوسامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ بچ کر واپس نہیں جائے گا۔''

رائے پتھورا کا خط پڑھ کر سلطان شہاب الدین غوری نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنی فتح ونصرت کا کامل یقین تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لئے صف بندی کرنی شروع کی۔ ہندو راجپوتوں نے

Marfat.com

جنگ کا آغاز کرتے ہوئے اسلامی لشکر پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ اس پر جنگ باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی دوپہر تک دونوں فوجیں آپس میں لڑتی رہیں۔ پرتھوی راج کو یہ امید نہیں تھی کہ لڑائی اس قدر طول پکڑ لے گی وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ ایک ہی حملے میں اس کی فوج مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گی مگر یہ اس کی بھول تھی اس کی اپنی فوج لڑتے لڑتے تھک گئی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر لیں گے اس نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام سرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہوں نے تلسی کے پتے چبا کر اس بات کی قسم کھائی کہ چاہے مر جائیں مگر میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے ساتھ ہی لڑائی کا میدان مزید گرم ہو گیا۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری اپنے گھوڑے پر بیٹھا میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو لڑتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اسی عالم میں اس پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہے سلطان بھی نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد کسی نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا، معز الدین! اٹھو، یہ وقت سونے کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے میدان جنگ کی طرف دیکھا تو جو اسے نظر آیا کہ جو بزرگ اسے فتح و نصرت کی نوید سنا رہے تھے وہ بذات خود میدان جنگ میں موجود ہیں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ محرم کے دنوں میں ہو رہا تھا اس دن گرمی بھی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ میدان جنگ بھی خوب گرم تھا۔ شہاب الدین غوری نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر رائے پتھورا کے لشکر پر بھرپور حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کھانڈے راؤ میدان جنگ میں جہنم واصل ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے ان کے بدمست ہاتھی اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے پیچھے کی طرف بھاگے۔ شہاب الدین غوری نے ان بھگوڑوں کا پیچھا

Marfat.com

کرتے ہوئے ان کو قرار واقعی سبق سکھایا۔ بہت سے ہندو راجے اور سردار مارے گئے۔ پرتھوی راج بھی دریائے سرسوتی کے کنارے گرفتار کرلیا گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آگے بڑھا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب دیولی پہنچا تو وہاں پر میدان جنگ میں مارے جانے والے راجاؤں کے بیٹے استقبال کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کا ایک فاتح کی حیثیت سے استقبال کیا اور سلطان کی خدمت میں بہت سے تحائف پیش کرتے ہوئے سر تسلیم اطاعت خم کیا اجمیر شریف کی حکومت سلطان نے پرتھوی راج کے بیٹے کو دے دی۔ سلطان شہاب الدین غوری جب اجمیر شریف میں داخل ہوا تو نماز کا وقت تھا۔ سلطان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت نماز ہو رہی تھی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ سلطان نے بھی ان کے پیچھے نیت باندھ لی جب نماز کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کرنے کے لئے مقتدیوں کی طرف چہرہ مبارک کیا تو سلطان کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو خواب میں فتح کی بشارت دے رہے تھے اور یہی بزرگ میدان جنگ میں مسلمانوں کی فوج کے ہمراہ کفار کے مقابلے پر تھے۔

سلطان شہاب الدین غوری دعا کے فوراً بعد آپ کی قدم بوسی کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر سلطان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ شہاب الدین غوری کافی دیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک سے اپنے گال کو لگائے کھڑا رہا اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا جذبات کی شدت سے اس کا دل مغلوب ہو رہا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کا کندھا سہلایا اور اس کو دعائیں دیتے ہوئے بیٹھ جانے کے لئے کہا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے

Marfat.com

لئے اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی ڈھارس بندھائی سلطان کی حالت کچھ سنبھلی تو بڑے ادب سے عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔ عرض کیا، حضور! میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی غلامی کا شرف عطا فرمایا جائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شہاب الدین غوری کو اپنا مرید بنا لیا۔ اس طرح شہاب الدین غوری بھی آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

ارشادات عالیہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات علم و عرفان کے انمول موتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ اہل سلوک اور اہل محبت اس اعتبار سے ایک ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس خوف کے باعث کہ کہیں دور نہ کر دیئے جائیں۔

☆ قبرستان کی علامت یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا مطیع نہ ہو اور کسی سے ڈر کر اس کے حکم پر نہ چلے۔

☆ شقاوت کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ تو مقبولان خدا میں سے ہو گا۔

☆ مصیبت اور سختی کا آنا صحت اور ایمان کی علامت ہے۔

☆ حسد بہت بری شے ہے اسے ہرگز دل میں جگہ نہ دو۔

☆ اگر عشق خرد کا رہنما نہ ہو تو وہ کبھی منزل کو نہیں پا سکتی۔

☆ دانا دنیا کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔

☆ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم رہے۔

☆ کائنات میں صرف ایک چیز موجود ہے یعنی نور خدا اور تمام غیر موجود۔

☆ جس نے بھی نعمت پائی اس نے سخاوت کے عوض پائی۔

Marfat.com

☆ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں اور لقائے الٰہی چاہتے ہیں۔

☆ سورۂ فاتحہ تمام دردوں اور امراض کے لئے شفا ہے جو مرض کسی بھی علاج سے رفع نہ ہوتا ہو وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ کائنات کی کثرت سے فریب نہ کھاؤ۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو اس نے بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔

☆ ہنسی اور قہقہہ کبیرہ گناہ ہے اور قبرستان میں ہرگز نہیں ہنسنا چاہئے کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے ہنسی کا مقام نہیں۔

☆ دانا وہ ہے جو سوائے ذکرِ حق کے کسی کو دوست نہ رکھتا ہو۔

☆ پیر مرید کے سنوارنے والا ہے، مرید کو پیر جو فرمائے چاہئے کہ اس پر عمل کرے اس لئے کہ پیر جو کچھ فرمائے گا وہ مرید کے کمال کے لئے ہی فرمائے گا۔

☆ حق تعالیٰ کے پہچاننے کی علامت خلق سے بھاگنا اور معرفت میں خاموش رہنا ہے۔

☆ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوا اسے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں ہے۔

☆ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل اور بے عزت کرنا۔

☆ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

☆ دشمن کو دل کی مہربانی اور احسان سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔

☆ حقیقت میں متوکل وہ ہے کہ جو اپنی تکلیف لوگوں سے ہٹا لے۔

☆ اگر تم اپنی قوتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرو گے تو بعد میں ہمیشہ افسوس کرو گے۔

Marfat.com

☆ سچا دوست وہ ہے کہ جو دوست کی بھیجی ہوئی مصیبت کو خوشی سے قبول کرے اور دم نہ مارے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسی طرح حاصل ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن جانتا ہے ان چیزوں کو بندہ بھی دشمن سمجھے۔

☆ عارف ایک قدم اٹھا کر عرش پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا اٹھا کر واپس آجاتا ہے۔

☆ جو مسلمان قرآن پاک کی طرف ادب و تعظیم کی خاطر دیکھتا ہے اس کی آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہیں آتیں اور نہ ان میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

☆ علماء اور مشائخ کے چہرہ کی طرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

☆ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو عجیب کام قدرت کا ظہور پذیر ہوتا ہے ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے وہ غیب کی باتیں ملاحظہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

☆ اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی شرط یہ ہے کہ کم کھائے تاکہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے کم سوئے تاکہ عبادت میں مشغول رہے۔

☆ عارفین کا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

☆ اہل عشق نماز فجر ادا کرنے کے بعد مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے تو پھر مصلے سے اٹھتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔

☆ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اول سخاوت دریا کی طرح دوم شفقت آفتاب کی طرح سوم تواضع زمین کی طرح۔

Marfat.com

☆ مومن وہ شخص ہے کہ جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ فاقہ، درویشی اور موت۔

☆ مرد وہ ہے کہ جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھی نظر نہ رکھے اور دنیا و آخرت میں مبتلا نہ ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین صرف ایک ہی حجاب حائل ہے جس کا نام نفس ہے۔

☆ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس قدر نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہئے۔

☆ مومن کی معراج نماز ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔

☆ اصل متوکل وہ ہے کہ جو لوگوں سے مدد نہ مانگے اور تکلیف کے موقع پر شکایت نہ کرتا پھرے۔

☆ مرید فقیر کے نام کے پانے کا مستحق اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ عالم فانی میں باقی ہو جائے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے کہ جب گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ بیس برس تک اس کا گناہ نہ لکھے۔

☆ اس راہ میں سکون حاصل کرنے کے لئے دو چیزیں ہیں ایک عبودیت اور دوسرے حق تعالیٰ کی تعظیم۔

☆ بھوکے کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اور دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرنا نفس کی زینت ہے۔

☆ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔

☆ جس نے بھی کچھ پایا خدمت ہی سے پایا۔

☆ اللہ تعالیٰ خیر مجسم ہے اور اس کی تقدیرات ہم خیر۔

☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی اس کے گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور وہ اپنے خاندان کو ویران و برباد کرتا ہے۔

☆ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ موت کو عزیز رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا

Marfat.com

اور کسی شے سے اسے چین نہیں آتا۔

☆ تمام مشائخ عظام، اولیاء کرام اور اہل طریقت کا مسلک یہی رہا ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان تمام مصیبتوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

☆ انسان جس قدر دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ سفر درپیش ہے زادراہ اور سفر کے سامان کی تیاری کر لو وہ دن بہت جلد آنے والا ہے اس دن ایمان کی سلامتی کی ضرورت ہو گی۔

☆ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اس کے اور جہنم کے مابین سات پردے حائل ہو جاتے ہیں ہر ایک پردہ کی زیارت پانچ سو کوس کی مسافت ہے۔

☆ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے شریعت کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنا واجب ہے، ذرہ برابر بھی کسی حکم سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے یہاں بھی استقلال شرط ہے طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کو اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے اور اس کے قلب پر تجلیات کا ظہور ہونے لگتا ہے تو اس کی رسائی مرتبہ حقیقت تک ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے. جب انسان اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر جو کچھ وہ چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

☆ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا قرآن پاک پڑھے تو اس کا دل موم ہو جائے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو جائے، ایمان اور یقین میں زیادتی آ جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یا قرآن پاک سننے سے اس کا دل موم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن پاک

Marfat.com

میں ہے کہ سچے مسلمانوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر یقین رکھتے ہیں۔

☆ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کی یاد میں اگر سویا ہوا ہو تو دوست کے تصور میں عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا رہتا ہے وہ دم بھر کے لئے بھی دوست کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

☆ آدمی کے جسم پر ہر بال کی جڑ میں ناپاکی ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ غسل جنابت کرتے ہوئے ہر بال کی جڑ میں پانی پہنچائے اور بالوں کو خوب اچھی طرح گیلا کرے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو قیامت کے روز جسم کا اس سے جھگڑا ہوگا۔

☆ عارف اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام جہان کو جانتا اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان کر سکتا ہو اور محبت کے تمام حقائق کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت بحر معانی میں تیرتا رہے تاکہ اسرار الٰہی اور نور الٰہی کے انمول موتی نکالتا رہے اور دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے اور وہ ان موتیوں کو دیکھیں اور پسند کریں تو بے شک آدمی عارف ہے۔

☆ صحبت کے اثرات ضرور ہوتے ہیں اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ تو نیک ہو جاتا ہے اگر نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے تو برا ہو جاتا ہے اس لئے کہ نعمت نیکیوں سے ملتی ہے جو ملتا ہے صحبت سے ملتا ہے اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

Marfat.com

☆ جو لوگ اپنی منشاء اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے ہیں ان کو بہشت کی راحت سے کیا سروکار ہے ان کو تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مطلوب ہے۔

☆ راہ طریقت پر چلنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں یعنی طلب حق، مرشد کامل کی طلب، ادب، رضا، محبت و ترک فضولیات، استقامت، تقویٰ، نماز، روزہ، دنیا سے علیحدگی، گوشہ نشینی، کم کھانا اور کم سونا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اور کسی بھی حال میں اس کو نہ بھولے اسی سے قربت حاصل کرے اس کے بعد وہ جو چاہے گا ہو جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں اگر انسان ان میں غور کرے تو ایک دم دیوانہ ہو جائے اور دنیا کے کام کا نہ رہے۔

☆ مسلمان بھائی کو بلاوجہ ستانا کبیرہ گناہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون ہو گا تو گھر قائم ہو گا جب ستون نکل جائے گا تو چھت فوراً گر جائے گی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز ستون کا کام دیتی ہے اس لئے جب نماز کے اندر فرض، سنت، رکوع و سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت میں اسلام اور دین میں نقص واقع ہو گا۔

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سانپ کے منہ سے نکالیں چنانچہ اس وقت دوزخ کی آگ مزید بھڑکایا جائے گا اور دوزخ اس وقت ایک سانس لے گی تو تمام عالم حشر دھوئیں سے بھر جائے گا جو چاہتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چاہئے کہ ایسی اطاعت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر اطاعت نہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ایسی اطاعت ہے؟ ارشاد فرمایا، ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنا، بھوکوں

Marfat.com

کو پیٹ بھر کر کھلانا اور مظلوموں کی فریاد رسی کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا اہل عرفان کی زبان پر اور کوئی لفظ نہیں آتا وہ دوست کی محبت میں دنیا کی ہر بات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے معمولی بات ہے ایسے لوگوں کی مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت خاموش اور غمزدہ رہتے ہیں۔

تصانیف: اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو با کمال ولایت سے نواز اور اس کے ساتھ ہی ظاہری و باطنی علم و فضل سے مالا مال کیا۔ آپ فقیر کامل معین الحق زبدۃ العرفاء اور سلطان المشائخ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عرفان بصیرت و حکمت میں یگانہ روزگار بنایا۔ آپ کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم تصوف پر بھی کامل شناسائی تھی آپ کی تصانیف آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

(۱) انیس الارواح: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انیس الارواح آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس کتاب کی اصل زبان فارسی ہے یہ کتاب 28 مجالس پر مبنی ہے اس کے بارے میں حضرت خواجہ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہم سفر کرتے ہوئے دوبارہ بغداد آئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے فرمایا کہ میں کچھ یاد الٰہی کے لئے خلوت یعنی معتکف رہوں گا اس دوران تم روزانہ مجھ سے ملاقات ضرور کیا کرنا اور جو باتیں میں تجھے بتاؤں انہیں یاد رکھنے کے لئے لکھ لینا چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ سنا اسے قلمبند کرلیا اور اس کا نام انیس الارواح رکھا۔ یہ کتاب سالکان طریقت کے لئے مشعل راہ ہے کیوں کہ اس سے پڑھنے والے کو رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ چشتیہ کی تعلیمات بھی قاری کے سامنے عیاں ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

ذخیرۃ الانبیاء میں حضرت مخدوم جلال الدین نے لکھا ہے کہ انیس الارواح کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔

سیر العارفین میں محمد ناگوری نے تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ عالم واکمل تھے آپ کی تصانیف بہت تھیں لیکن ان میں سے انیس الارواح اور دیوان شریعت باعث افتخار ہیں۔

شیخ عبدالواحد بلگرامی نے لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ علم میں کمال درجہ رکھتے تھے اور ان کی تصانیف خراسان میں بہت مشہور ہیں۔

(۲) دیوان معین: مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین کو شعر کہنے کا ملکہ حاصل تھا اور آپ کے کہے ہوئے اشعار دیوان معین کی صورت ہمارے سامنے موجود ہیں اس کے بارے میں کتاب سیر السالکین از شجاع الدین میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ شعراء کے گروہ میں نابغۂ روزگار تھے۔ اصناف شعر، قصیدہ، غزل اور رباعی میں کمال درجہ رکھتے ہیں آپ کے کلام کا مجموعہ عرفان جو فی الواقع گراں بہا ہے اس میں سات آٹھ ہزار شعر مرقوم ہیں زمانہ کی دست برد سے آپ کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔ اس میں بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔

اس دیوان میں ایک سو اکیس غزلیات اور تقریباً ساڑھے گیارہ سو ابیات ہیں۔ اکثر غزلیات اور ابیات نہایت بلند پایہ اور عارفانہ ہیں۔ آپ کا کلام فارسی میں ہے۔

(۳) گنج الاسرار: کہا جاتا ہے کہ کتاب گنج الاسرار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم اور تربیت کے لئے لکھی۔ یہ کتاب قیام دہلی کے دوران فارسی زبان میں تحریر کی گئی اس کتاب میں حصول معرفت کا طریقہ کار بیان ہوا ہے۔

اس کتاب میں قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے احوال اور اقوال درج ہیں یہ کتاب اصل میں تصوف کا بیش بہا خزانہ ہے اس لئے اسے گنج الاسرار کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ کتاب پچیس معرفتوں پر مبنی ہے۔ جس سے مراد پچیس عنوانات ہیں یعنی شریعت کا جاننا اور دریافت کرنا۔ ظاہری و باطنی طہارت، علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت، اصلاح باطنی اور راہ حقیقت میں استقامت، توحید اور رسالت، بیان قرآن، اطاعت رسول، اقسام کفر و توبہ عرفان مذہب، حنبلی دریا متن جمعہ علم توحید دانستن معرفت تلقین مرشد کامل ذکر فی القلب مرشد کی ضرورت قلبی اعمال عبادت جلی اور خفی فیض صاحب دل حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی دلی میں آمد مقام عالم تحیر و محویت پیوستن مستی سماع دربار رسالت خواجگان چشت کے پندرہ مقامات چودہ علم ......اور بقا ہیں۔

اصل کتاب گنج الاسرار نایاب ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ مخزن الانوار کے نام سے موجود ہے۔

(۴) حدیث المعارف: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی نادرالوجود ہے۔

(۵) رسالہ وجودیہ: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب نادر الوجود ہے۔

(۶) رسالہ آفاق نفس: آپ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ قلمی نسخہ ملتا ہے۔ اس میں تصوف کے بعض نکات پر بحث کی گئی ہے۔

(۷) رسالہ تصوف الہامات: حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی فارسی میں ہے۔ قلمی کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ یہ کتاب آپ کے بلند افکار اور طرز شاعری کی آئینہ دار ہے۔

(۸) کشف الاسرار: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی فارسی میں ہے۔ اس کو معراج الانوار بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب تصوف پر ہے۔ اس کتاب میں چہار دہم، حبس دم اور ذکر خفی پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب قلمی ہے۔

چہار دہم کہاں سے آتے ہیں؟ ذکر خفی کی تعلیم، خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے

Marfat.com

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔

اول منزل ناسوت ہے۔ دوسری منزل ملکوتی ہے۔

تیسری منزل جبروت ہے۔ چوتھی منزل لاہوت ہے۔

مقام محمودہ، انوار جلال، نور جمال، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور احمد ایک ہیں۔ محمود، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد، واحد ایک ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے اربعہ عناصر کے چار وجود پیدا کئے اور چار نفس پیدا کئے۔

(۹) مکتوبات: آپ کے خطوط کا بھی ایک مجموعہ ہے جو آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو لکھے ان مکتوبات میں شریعت اور علم وعرفان کی بہت اچھی باتیں کہی گئیں۔ اگر کوئی ان باتوں پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اسے عجیب کیف ومستی حاصل ہوگی اور وہ بہت جلد راہ حق کا مسافر بن جائے گا۔

ازدواجی زندگی: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کا زمانہ ریاضت و عبادت اور زُہد وتقویٰ کی بنا پر تجرید یعنی بلا شادی گزر گیا اس لئے جب عمر زیادہ ہوگئی تو آپ نے سوچا کہ زندگی کا زیادہ حصہ تو گزر گیا ہے اس لئے شادی نہ کی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ نے آخری عمر میں ازدواجی زندگی اختیار کر لی اور اجمیر کے قیام کے زمانہ میں دو شادیاں کیں۔

امتہ اللہ سے شادی: اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی عمر زیادہ ہوگئی کہ ابھی تک آپ کی شادی نہ ہوئی تھی ایک رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آں حضرت نے ارشاد فرمایا:

"معین الدین تم میرے دین کے معاون ہو مگر میری سنتوں میں سے ایک سنت کو کیوں ترک کر دیا ہے؟ اتفاقاً اسی رات قلعہ بنیلی کے حاکم (ملک خطاب) نے کافروں پر حملہ کیا (ان پر غالب آ کر مہاراجوں اور ان کی اولاد کو مالِ غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا) اس مالِ غنیمت سے راجہ کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بھی

Marfat.com

تھی جسے ملک خطاب نے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ نے اسے قبول کرلیا۔

جس لڑکی کو آپ نے قبول کیا پہلے اسے مسلمان کیا اور اس کا نام امتہ اللہ رکھا پھر اس سے شادی کی اسی بیوی سے حضرت خواجہ کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔

بی بی عصمت اللہ سے شادی: آپ کی ایک اور شادی سید وجیہ الدین مشہدی کی بیٹی سے ہوئی اور اس کا نام بی بی عصمت اللہ تھا۔ اس کے بارے میں سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی عصمت حضرت وجیہ الدین مشہدی کی صاحبزادی تھیں جو کمال عفت کے باعث آراستہ و پیراستہ تھی جب سن بلوغت کو پہنچی تو (حضرت مشہدی کو) ان کے نکاح کے لئے تجسس لاحق ہوا، ایک رات خواب میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ فرزندم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی صاحبزادی کا خواجہ معین الدین حسن سجزی سے نکاح کر دو۔

اور سید وجیہ الدین حضرت خواجہ سے پیوستہ (متعلق) تھا جب متذکرہ واقعہ خواب حضرت خواجہ صاحب سے بیان کیا تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بابا وجیہہ الدین میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لہٰذا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قبول کرتا ہوں۔

آپ کی بیوی عصمت اللہ سے آپ کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) خواجہ فخر الدین ابوالخیر (۲) خواجہ حسام الدین ابو صالح (۳) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید

آپ کی دوسری بیوی امتہ اللہ سے آپ کی ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں۔

آپ کے بیٹوں اور بیٹی کے حالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے

Marfat.com

صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۹۱ھ مطابق ۱۶۲۱ء میں ہوئی۔ آپ موضع مانڈل میں زراعت کرتے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ آپ بتاریخ ۵ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۶۲۳ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پرانوار واقع سرواڑ شریف مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس بڑے تزک و احتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔

(۲) خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے جو حضرت خواجہ کی بیوی عصمت کے بطن سے پیدا ہوئے دینی اور روحانی تربیت اپنے والد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حاصل کی جوانی کے عالم میں یاد الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ دنیا سے دور ہو کر ابدالوں کی صحبت میں رہنے لگے۔ اور والد گرامی کے کافی عرصہ بعد ان کا وصال ہوا۔

(۳) خواجہ ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں سے ہیں آپ کی والدہ عصمت اللہ تھیں آپ نے خواجہ صاحب کے بعد کافی عرصہ تک مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ انتہائی نیک زاہد اور عابد تھے آپ نے شادی کی اور آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خواجہ احمد تھا۔ آپ کی عمر پچاس سال تھی جبکہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ان کا مزار درگاہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لب جھالدہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۳ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

(۴) بی بی حافظہ جمال: آپ حضرت خواجہ غریب نواز کی اکلوتی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام بی بی امت اللہ تھا جو راجہ کی بیٹی تھیں۔ بڑی زاہد و عابد تھیں قرآن کی حافظہ تھیں۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی

Marfat.com

شادی رضی الدین عرف عبداللہ جو قاضی حمید الدین ناگوری کے لڑکے تھے سے ہوئی اور دو صاحبزادے ہوئے لیکن وہ دونوں بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے آپ اپنے شوہر نامدار کی انتہائی تابعدار تھیں آپ کا مزار مبارک ایک کمرے میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پائنتی کی جانب ہے نور چشمے پر آپ کا چلہ بھی ہے آپ کا سالانہ ختم شریف ۱۷ رجب کو درگاہ شریف میں ہوتا ہے اور ۱۹ رجب کو چشمے پر ہوتا ہے۔

وصال و تدفین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ دین کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے سالہا سال کی تبلیغی جدوجہد سے آپ نے کفر زار ہند میں توحید کو روشن کیا بے شمار مخلوق خدا کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ آخر اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کا وقت آن پہنچا اور وقت آ گیا کہ آپ اس عالم فانی سے تشریف لے جائیں۔

جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس رات چند اولیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کا دوست ہے اور ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

آپ کا وصال کا واقعہ یوں ہے کہ جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہونے والا تھا اس رات عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے اور اندر سے حجرے کا دروازہ بند کر لیا حسب معمول حجرے کے باہر چند درویش بیٹھے ہوئے تھے حضرت خواجہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اب دنیا سے جانے کا وقت بالکل قریب ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ کے دل میں اللہ سے ملنے کی محبت انتہا تک پہنچ گئی حتیٰ کہ آپ اللہ کی محبت اور جدائی میں تڑپنے لگے اللہ کی نورانی تجلیات آپ کی روح پر پوری طرح نازل ہو رہی تھیں آخر محبت اتنی شدید غالب آئی کہ آپ اللہ کی محبت میں

Marfat.com

کھو گئے اور ملک الموت نے اپنا فریضہ ادا کر دیا یعنی آپ کا وصال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجرے کے باہر جو درویش بیٹھے ہوئے تھے رات کے وقت انہوں نے حضرت کے حجرے سے ایسی آوازیں سنیں جیسے کہ زور زور سے زمین پر پیر مارنے کی آواز آ رہی تھی مگر رات کے پچھلے پہر یعنی تہجد کے وقت پیر مارنے کی آوازیں بند ہو گئیں فجر کی نماز کے وقت خادموں نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا چنانچہ کسی طرح دروازہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہو چکے ہیں۔ خادموں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو آپ کی پیشانی پر یہ الفاظ نمایاں تھے۔ حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کا حبیب اللہ کی محبت میں واصل ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ کے مریدین خلفاء عقیدت مندوں اور اجمیر کے رہنے والوں کے لئے انتہائی دل سوز سانحہ تھا آپ کے وصال کی خبر بہت جلد اجمیر اور اس کے گرد و نواح میں پھیل گئی اشک بار ہو کر لوگ جوق در جوق آئے آخر کار آپ کے جسم مبارک کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے فخر الدین نے پڑھائی اور آپ کو آپ ہی کے حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ کا مزار اقدس صدیوں سے اجمیر میں مرجع خاص و عام ہے اور بعد ازاں آپ کی قبر مبارک پر انتہائی خوبصورت روضہ مبارک تعمیر کر دیا گیا۔

آپ کا وصال ۶ رجب بروز پیر ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا اس وقت ہندوستان پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۷ سال تھی اور سر زمین اجمیر میں آپ کا قیام چالیس سال رہا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ چشتیہ کے بزرگان میں سے بڑی شان اور بلند مرتبہ والے تھے۔ آپ سیف زبان تھے۔ جو کچھ زبان مبارک سے فرما دیتے مشیت ایزدی کی طرف سے ویسا ہی ہو جاتا جو شخص خلوص دل سے آپ کی صحبت پاک میں رہتا وہ صاحب ولایت ہو جاتا اور جس پر آپ روحانی نگاہ شفقت ڈالتے اس کی زندگی کا رُخ بدل جاتا ہے اور وہ صاحب باطن بن کر مقبول بارگاہ رب العزت ہو جاتا۔

نسبی تعلق: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا تعلق اوش کے سادات کرام سے تھا۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں کیونکہ آپ کا نسب چند واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام سید کمال الدین تھا۔

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ملتا ہے۔

قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بن سید کمال الدین احمد بن سید موسیٰ اوشی بن سید محمد بن سید احمد بن سید اسحاق بن سید معروف بن سید احمد چشتی بن سید احمد بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن سید جعفر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام محمد تقی۔ الجواد بن امام علی الرضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن امام

Marfat.com

زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ولادت: آپ کی ولادت قصبہ اوش میں ہوئی۔ قصبہ اوش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قصبہ ماوراء النہر میں تھا بعض نے کہا ہے کہ اوش علاقہ فرغانہ صولت افغانی میں ہے کہ اوش کا قصبہ بغداد کے مضافات میں تھا۔ آپ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف کتب میں مختلف سن کا اندراج ہے۔ خزینۃ الاصفیاء میں 537ھ دلی کے بائیس خواجہ میں آپ کا سن ولادت 569ھ لکھا ہے اور تذکرہ اولیائے برصغیر اختر دہلوی میں 582ھ درج ہے۔ اخبار الاخیار میں آپ کا زمانہ 505ھ سے 633ھ تک لکھا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

نام: آپ کا نام قطب الدین ہے مگر بعض کا خیال ہے کہ آپ کا نام بختیار ہے اور قطب الدین اللہ کا عطا کردہ خطاب ہے کیونکہ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپ کا پہلا نام بختیار تھا۔ اور جناب حق تعالیٰ سے آپ کو قطب الدین کا خطاب ملا تھا۔ لیکن مراۃ الاسرار کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز آپ کو ازراہ مہربانی قطب الدین بختیار کہا کرتے تھے۔

آثار ولایت: آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ میرے پیٹ میں تھے تو میں تہجد کے وقت اٹھتی تھی اور نماز پڑھتی تھی اور میرے پیٹ میں حرکت ہوتی تھی۔ ذکر کی آواز آتی تھی۔ ایک پہر تک یہی ہوتا رہتا تھا۔ آپ کی والدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ آپ نصف شب کے بعد پیدا ہوئے اور پیدائش کے وقت انوار و برکات کا اس قدر نزول ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے سمجھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ پیدا ہوتے ہی آپ سجدہ میں چلے گئے اور اللہ اللہ کہہ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ حیران ہوئیں اور ڈرنے بھی لگیں۔ اس کے بعد آپ نے سر اوپر اٹھایا اور رفتہ رفتہ وہ نور کم ہو گیا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ نور جو تم نے دیکھا ہے ہمارے رازوں میں سے ایک راز تھا۔ جو ہم نے تمہارے بیٹے کے قلب میں رکھا ہے۔

Marfat.com

والد ماجد کا وصال: آپ ابھی شیر خوار بچے ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ کی عمر ڈیڑھ سال تھی۔ اس وقت سے آپ کی پرورش کی تمام ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ پر عائد ہو گئی۔ انہوں نے بڑی محبت اور توجہ سے آپ کی پرورش کی آپ کی والدہ نہایت پاکدامن اور صالحہ تھیں۔

تعلیم: آپ کی تعلیم کے بارے میں سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کی عمر جب چار سال چار ماہ اور چار دن ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس وقت آپ نے ان کے لئے تختی پر کچھ لکھنا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ حمید الدین ناگوری آ رہا ہے۔ ہمارے قطب کو وہی تعلیم دے گا۔ اس روز خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اوش میں تھے اور قاضی حمید الدین ناگوری ناگور میں۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے حمید الدین جلدی جاؤ۔ ہمارے قطب کی تختی لکھو۔ اور ان کو دینی علم سکھاؤ۔ قاضی صاحب نے کہا یا الٰہی آپ کا قطب کہاں ہے۔ آواز آئی کہ اوش میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے آنکھیں بند کیں اور فوراً اوش میں پہنچ گئے۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور تختی ہاتھ میں لے کر پوچھا کہ اے قطب الدین کیا لکھوں۔ آپ نے جواب دیا کہ لکھو سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ پندرھواں پارہ ہے۔ آپ نے قرآن پہلے کہاں پڑھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری والدہ کو پندرہ پارے یاد ہیں۔ میں نے والدہ کے پیٹ میں ان کے قلب پر نظر ڈالی۔ حق تعالیٰ کے کرم سے یاد کر لئے ہیں۔ چنانچہ قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تختی پر لکھا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی ...... تا آخر سورت چار روز میں قاضی صاحب نے آپ کو قرآن ختم کروا دیا اور فرمایا کہ بابا قطب الدین تجھے حق تعالیٰ نے تمام علم بچپن میں پڑھا دیا ہے۔ اس وجہ سے کہ تم خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت خواجہ بزرگ کے حوالہ کیا اور

Marfat.com

کہا کہ یہ آپ کے مرید ہیں۔ آپ ہی ان کی تربیت فرما دیں۔

شیخ ابو حفص سے اکتساب علم: مراۃ الاسرار میں آپ کے حصول علم کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ آپ کی والدہ صاحب نے آپ کو ایک ہمسایہ بنام ابراہیم کے ذریعے استاد کے پاس بھیجا۔ راستے میں ایک نورانی شکل کے بزرگ ملے۔ وہ خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ کمال شفقت سے پکڑ کر حضرت شیخ ابو حفص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ وہ قطب وقت اور تمام کمالات سے مزین تھے۔ انہوں نے شیخ ابو حفص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ان کو اچھی طرح تعلیم دیں کیونکہ یہ اکابر اولیاء میں سے ہوں گے اور مشائخ روزگار میں ان کا شمار ہوگا۔ شیخ ابو حفص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو دل و جان سے قبول کیا۔ جب وہ بزرگ چلے گئے تو شیخ ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ علیہ الرحمتہ سے پوچھا کہ کیا تم اس بزرگ کو جانتے ہو۔ آپ نے کہا نہیں فرمایا: یہ خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے آپ کی تعلیم کا معاملہ میرے سپرد کیا۔

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی خیر المجالس میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو حفص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض صحبت سے حضرت قطب الاقطاب کو تہذیب الاخلاق ظاہری باطنی اور ارادت شریعت و طریقت بکمال حاصل ہوئی۔ اور آپ کا ظاہر و باطن آراستہ و پیراستہ ہو گیا چنانچہ آپ ریاضات و مجاہدات سے ایک ساعت کے لئے فارغ نہیں ہوتے تھے۔ اور ہر شب و روز دو سو پچاس رکعت نماز کمال نیاز کے ساتھ گزارتے تھے۔ اور ہمہ تن حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے تھے۔

بیعت ہونے کا واقعہ: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تقریباً ۱۷ سال کی عمر میں خواجہ غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بیعت کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں۔

سبع سنابل میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز تک حضرت خواجہ غریب نواز کے خواب میں تشریف لا کر فرماتے رہے "اے معین الدین! قطب

Marfat.com

الدین ہمارا دوست ہے۔ تمہارا خلیفہ اور سجادہ نشین ہے تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے ملی ہیں اسے دے دو اس سے بہتر تمہیں کوئی قائم مقام نہیں مل سکتا۔"

ادھر بارگاہ نبوت سے حضرت خواجہ غریب نواز کو ہدایت مل رہی تھی۔ ادھر حضرت قطب صاحب پیر و مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھے۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ اسی دوران جذبہ تلاش حق جلوہ گر ہوا حضرت قطب اوش سے روانہ ہو کر بغداد شریف پہنچے اوز امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں شرف حضوری حاصل کیا۔ اس مجلس میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ اوحد الدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ برہان الدین چشتی، شیخ محمد اصفہانی اولیائے کاملین بھی موجود تھے۔

حضرت خواجہ صاحب نے دلیل العارفین کی پہلی مجلس میں مرید ہونے کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں بغداد شریف میں جمادی الاول ۵۱۴ھ جمعرات اس فقیر کو امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں شاہ فلک دستگاہ سلطان المشائخ حضور غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دل میں بے پناہ عقیدت پیدا ہوئی۔ اسی وقت جناب خواجہ غریب نواز نے مجھے شرف بیعت سے مشرف فرما دیا۔ حضرت نے چار ترکی کلاہ فقیر کے سر پر رکھی۔ میں نے اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے پر ایزد اقدس جل مجدہ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

بعض تذکروں میں حضرت قطب صاحب کے مرید ہونے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز اصفہان تشریف لے گئے اور شیخ اصفہانی کے پاس قیام فرمایا اس وقت حضرت قطب صاحب بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ انہیں مرشد کامل کی تلاش تھی۔ شیخ محمود اصفہانی حالات کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضرت قطب صاحب خواجہ غریب نواز سے بیعت ہو گئے۔

Marfat.com

یہ روایت اگرچہ بعض مستند تذکروں میں موجود ہے مگر چونکہ حضرت قطب صاحب نے بغداد شریف امام ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں خواجہ غریب نواز کے دست حق پرست پر بیعت ہونا تسلیم فرمایا ہے۔ اس لئے روایت اول صحیح و معتبر ہے۔

خرقہ خلافت: حضرت خواجہ کی نظر کرم سے حضرت قطب صاحب چند روز میں درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ سرکار غریب نواز نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ سیر الاقطاب میں ہے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب نے تھوڑے ہی عرصہ میں پیر روشن ضمیر کی مخصوص برکت سے درجات سلوک طے کر لئے اس وقت حضرت قطب صاحب کی عمر ۱۷ سال تھی۔ داڑھی تک نہیں نکلی تھی کہ خواجہ قطب صاحب نے خلافت حاصل کر کے خرقہ زیب تن فرمایا۔

مسالک السالکین میں ہے کہ حضرت قطب صاحب خلافت سے شرف اندوز ہو کر ایک مدت تک حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت بابرکت میں رہ کر مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے اور تکمیل مراتب سلوک کے بعد سیر و سیاحت فرمائی مشائخ کبار سے فیوض روحانی حاصل کئے۔

سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمان رسالت کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت قطب صاحب کو خرقہ خلافت عطا فرما کر دہلی کی ولایت عطا فرمائی۔

لقب کاکی مشہور ہونے کی کرامت: آپ کے کاکی مشہور ہونے کی وجہ بھی آپ کی کرامات ہے جس کے متعلق مختلف روایات مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی نہایت تنگ دستی کی تھی گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ آپ کو کسی سے نذرانہ قبول کرنے کی عادت نہ تھی۔ اپنا بیشتر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں گزارتے تھے آپ کے پڑوس میں ایک پرچون فروش تھا جس سے آپ قرض لے لیا کرتے تھے۔ ایک دن اس پرچون فروش کی بیوی نے آپ کی اہلیہ کو طعنہ دیا کہ اگر ہم لوگ تمہارے پڑوس میں نہ ہوتے تو تم لوگ بھوکے مرتے۔ اس عورت کی یہ بات آپ کی اہلیہ کو بہت ناگوار گزری اور اس

Marfat.com

بات کا ذکر آپ سے کیا اس پر آپ نے فرمایا، آئندہ سے قرض نہ لیا کرو اور میں بھی عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اس سے قرض نہ لوں گا۔ جب ضرورت ہو ہمارے حجرہ کے طاق میں ہاتھ ڈال کر پکی ہوئی روٹی لے لیا کریں اور اس کو اپنی ضرورت کے مطابق صرف کریں اور جسے چاہیں اس کو بھی اس میں سے دیں۔ چنانچہ اس عہد کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روز ایک روٹی اس طاق میں سے مل جاتی جو آپ کے گھر بھر کے لئے کافی ہو جاتی۔ اس روٹی کو کاک کہا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے آپ کے نام کے ساتھ کاکی کا لقب موجود ہے۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک دن اس پرچون فروش نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ شاید کوئی ایسی بات ہو گئی ہے کہ جس کے باعث حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے قرض لینا چھوڑ دیا ہے چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو صورتحال معلوم کرنے کی غرض سے آپ کے گھر بھیجا۔ اس کی بیوی نے آپ کی اہلیہ سے باتوں باتوں میں معلوم کر لیا کہ اصل واقعہ کیا ہے چنانچہ جب آپ کی اہلیہ نے پرچون فروش کی بیوی سے یہ بات بیان کر دی کہ پردہ غیب سے روٹی میسر ہو جاتی ہے تو پھر وہ روٹی ملنا بند ہو گئی۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ کیا تم نے روٹی کے ملنے کا واقعہ کسی کو بتایا ہے؟ تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ ہاں میں نے یہ بات پرچون فروش کی بیوی کو بتائی تھی۔

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ تعالیٰ کو کاکی کس وجہ سے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضرت اقدس اپنے اصحاب کے ساتھ حوض شمسی پر بیٹھے تھے۔ کہ ایک آدمی نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس سرد ہوا کے ساتھ نان گرم بھی مل جاتی۔ حضرت خواجہ نے اپنا ہاتھ حوض میں ڈال کر نان گرم نکالے اور اصحاب کے سامنے رکھ دیئے اور سب نے سیر ہو کر کھائے۔ اس روز سے آپ کو لوگ کاکی کہنے لگے۔ اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت

Marfat.com

اقدس سے طعامِ غیب کی التجا کی۔ آپ نے فوراً اپنے دونوں آستین ہلا دیئے تو نہایت عمدہ اور گرم کاک (نان) برآمد ہوئے۔ بادشاہ نے نہایت ہی عجز و نیاز سے نان کھائے اور مشکور ہوا۔ اس وجہ سے آپ کا لقب ''کاکی'' مشہور ہو گیا۔

سیر و سیاحت: فقر اور درویشی کے لئے سیر و سیاحت لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اللہ والوں نے اسے حصول علم اور حصول مشاہدہ کا حصہ قرار دیا ہے۔ اس لئے ہر ولی اللہ نے اپنی کوشش اور بساط کے مطابق سیر و سیاحت ضرور کی چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر چل پھر کر آثار کا مشاہدہ کرو اس لئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ نے عالم شباب میں زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں گزارا سفر میں اکثر اوقات آپ کو مشقت اور تکلیف بھی اٹھانا پڑی لیکن آپ نے اکثر علاقوں کی سیر و سیاحت کی اس کا حال حسب ذیل ہے۔

ایک سفر کا حال: اسرار الاولیاء میں آپ کے سفر کے بارے میں یوں بیان ہوا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ابتداء میں اوش میں سکونت پذیر تھے اس قصبہ کے مضافات میں ایک مسجد تھی جو ویران تھی۔ اس مسجد میں ایک مینار تھا جسے ہفت مینارہ کہا جاتا تھا۔ آپ کو اپنے بزرگوں کے وسیلہ سے ایک دعا ملی ہوئی تھی۔ اس دعا کو ہفت دعا کہتے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ جو کوئی اس مینار پر چڑھ کر مخصوص دعا پڑھتا۔ اس کی ملاقات ضرور بالضرور حضرت خضر علیہ السلام سے ہو جاتی تھی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اس بات کا اشتیاق ہوا کہ وہ بھی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کریں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ رمضان المبارک کی ایک رات کو اس ویران مسجد میں تشریف لے گئے وہاں پر دو رکعت نفل نماز ادا کی اور پھر مینار پر چڑھ گئے اور وہاں وہ خاص دعا پڑھی پھر نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر وہاں پر ٹھہرے لیکن کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ ناامیدی کے عالم میں جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ کو ایک شخص کھڑا ہوا دکھائی دیا جس نے آپ کو آواز دیتے ہوئے کہا کہ تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟ آپ نے جواب

Marfat.com

دیا کہ میں یہاں پر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے آیا تھا مگر ان کی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ اس لئے اب میں واپس اپنے گھر جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا تم خضر (علیہ السلام) سے ملاقات کر کے کیا کرو گے وہ تو خود سیر و سیاحت میں محو رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے کیا ہو گا۔ پھر اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا تم ان سے دنیا کے طلب گار ہو؟ آپ نے فرمایا، میں اس سے بہتر چاہتا ہوں۔ اس شخص نے کہا، کیا تم نے کسی کا قرض ادا کرنا ہے؟ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، میں اس سے بھی بہتر بات کا طالب ہوں۔ یہ بات سن کر اس شخص نے کہا کہ پھر تم کیا حضرت خضر علیہ السلام کو تلاش کرتے پھرتے ہو۔ تھوڑے سے توقف کے بعد اس نے کہا، اس شہر میں ایک ایسا بھی درویش کامل ہے کہ خضر علیہ السلام دس بار اس کے دروازے پر گئے ہیں لیکن اجازت نہیں پا سکے۔

ابھی ان دونوں کی بات چیت جاری تھی کہ ایک نورانی شکل والا بزرگ نہایت اعلیٰ لباس میں ملبوس آن پہنچا وہ شخص اس بزرگ کی جانب بڑی عظمت و احترام اور عزت سے بڑھا اور اس کی قدم بوسی کی۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب وہ بزرگ میرے نزدیک پہنچے تو انہوں نے پہلے شخص کی طرف چہرہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص نہ تو قرض کی ادائیگی کی خواہش رکھتا ہے اور نہ ہی دنیا کا طلب گار ہے، صرف تیری ملاقات کا خواہش مند ہے۔ اسی اثناء میں نماز کے لئے اذان کی آواز سنائی دی اور اس ویران مسجد میں ہر طرف سے اولیاء اللہ اور اصحاب منصب حضرات، اقطاب و ابدال و رجال الغیب نمودار ہوئے۔ ایک بہت بڑی جماعت اکٹھی ہو گئی ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے امامت کروائی اور صلوٰۃ و تراویح میں بارہ بارہ منزل تلاوت کی۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ کاش وہ شخص اس سے بھی زیادہ منزل تلاوت کرتا جب نماز ختم ہو گئی تو تمام اصحاب اپنے اپنے مقامات کی طرف

Marfat.com

تشریف لے گئے۔

سفر بدایون کا حال: آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں بدایون کی طرف سفر کر رہا تھا اور شمس ولی بھی بدایوان میں تھا۔ ایک روز گیند کھیلنے کے لئے باہر گیا ایک بوڑھے کمزور نے اس سے کچھ مانگا لیکن اسے کچھ نہ دیا۔ جب آگے بڑھا تو ایک نوجوان ہٹے کٹے آدمی کو دیکھا تو تھیلی سے کچھ روپیہ نکال کر اسے دیا۔ آگے بڑھا تو امیروں وزیروں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو! اس بوڑھے نے مجھ سے مانگا لیکن میں نے اسے کچھ نہیں دیا اور اس نوجوان تندرست کو میں نے بغیر مانگے دے دیا یہ اس واسطے ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اگر میری مرضی ہوتی تو اس بڈھے کو دیتا۔ جو لینے کا مستحق تھا لیکن جس کو دیتا ہے۔ خدا دیتا ہے۔ میں درمیان میں کون ہوں جو کہوں کہ میں نے اسے کچھ دیا اور اسے نہ دیا جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔

اہل اصلاح کے گروہ سے ملاقات: آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک شہر میں گیا۔ اہل اصلاح کے ایک گروہ کو دیکھا کہ بیس بیس کی ٹولی عالم تحیر میں کھڑی رہتی ہے۔ اور ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو نماز ادا کر لیتے ہیں اور پھر عالم تحیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں بھی کچھ مدت ان کے پاس رہا۔ ایک دن ان میں سے چند آدمی عالم صحو میں آئے تو اس دعا گو نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کب سے اس عالم میں مشغول ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً ساٹھ ستر سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ بعض اوقات ہمیں شیطان اور آدم کے واقعے کا خیال آتا ہے کہ اس نے چھ لاکھ چھتیس ہزار سال اللہ کی عبادت کی۔ لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو مردود ہو گیا۔ اس خوف اور حیرت سے ہم کانپ جاتے ہیں اور اس عالم تحیر میں پڑے ہین اور اسی سوچ میں پڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال کو بہتر کر دے جس سے ہمارا انجام اچھا ہو۔

سفر سمرقند: آپ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ سمرقند میں میں نے ایک درویش کو

Marfat.com

دیکھا جو عالم تحیر میں تھا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کب سے عالم تحیر میں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ عرصہ بیس سال سے یہ عالم حیرت میں محو ہیں میں کچھ مدت ان کی خدمت میں رہا۔ ایک مرتبہ انہیں عالم صحو میں پا کر ان سے پوچھا کہ جس وقت آپ عالم تحیر میں ہوتے ہیں تو کیا تمہیں آمد و رفت کی خبر بھی ہوتی ہے کہ نہیں؟ درویش نے کہا جس وقت درویش دریائے محبت میں غرق ہوتا ہے تو جو کچھ تجلیات کے اسرار اس پر نازل ہوتے ہیں۔ اسے اٹھارہ ہزار عالم میں سے کسی کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ پس یہ عشق الٰہی کی راہ ہے جس نے اس میں قدم رکھا وہ واپس نہ آ سکتا اور نہ ہی جان سلامت لے سکتا ہے۔

زیارت کعبہ کا سفر: آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے سفر کر رہا تھا چلتے چلتے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ کو دیکھا جو ایک کٹیا میں معتکف ہے اور غار کے اندر کھڑا ہو کر دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگائے ہوئے ہے جیسا کہ کوئی سوکھا ہوا ڈھانچہ کھڑا کیا ہو۔ یہ دیکھ کر شیخ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر تو کہے تو چند روز یہاں ٹھہر جائیں؟ میں نے عرض کیا بسر و چشم! غرضیکہ ہم تقریباً ایک ماہ ان کے پاس رہے۔ اس عرصے میں ایک روز وہ بزرگ عالم تحیر سے ہوش میں آئے ہم نے اٹھ کر سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے عزیزو! تم نے تکلیف اٹھائی۔ اللہ عزوجل تمہیں اس کا اجر دے گا۔ اس واسطے کہ بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ کسی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ گئے۔ تو اس طرح گفتگو شروع کی کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزندوں میں سے ہوں اور تقریباً تیس سال سے عالم حیرت میں مستغرق ہوں۔ مجھے رات دن کی کچھ خبر نہیں آج اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے مجھے ہوش میں لایا۔ اے عزیزو! تم واپس چلے جاؤ! اللہ تمہیں اس تکلیف کا اجر دے گا لیکن ایک بات فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے راہ طریقت میں قدم رکھ لیا ہے تو دنیا

Marfat.com

اور نفسانی خواہش کی طرف مائل نہ ہونا اور خلقت سے کنارہ کشی کرنا اور جو تمہیں نذر و نیاز ملے اسے اپنے پاس جمع نہ کرنا۔ اگر ایسا کرو گے تو خطا کھاؤ گے جب اس بزرگ نے نصیحت ختم کی تو پھر عالم تحیر میں محو ہو گئے اور ہم وہاں سے اپنے سفر کو جاری رکھتے ہوئے منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

خانہ کعبہ کے طواف کا واقعہ: آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہاں پر شیخ برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ ایک بزرگ جو خواجہ ابوبکر شبلی علیہ الرحمتہ کے مرید تھے اور از حد بزرگ تھے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنے آئے تھے۔ ہم نے بھی ان کے پیچھے اس طرح طواف کرنا شروع کیا کہ جہاں وہ قدم رکھتے ہم بھی وہیں رکھتے چونکہ وہ پیر روشن ضمیر تھے سمجھ گئے۔ انہوں نے کہا میری ظاہری متابعت کیوں کرتے ہو؟ اگر کرنی ہے۔ تو باطنی کرو اور جو ہمارا عمل ہے اس پر کاربند ہو۔ ہم دونوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون سا عمل کرتے ہیں شیخ نے کہا کہ ہم ایک دن میں بیس ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ ہم دونوں نے اس بات سے بڑا تعجب کیا کہ یہ بزرگ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ اس نے شاید ہر سورۃ کا کوئی خاص حصہ زبانی یاد کیا ہو گا۔ اتنے میں اس نے سر اٹھا کر مجھے کہا۔ خبردار! ایسا نہیں بلکہ ہم حرف بحرف پڑھتے ہیں۔ قرآن پاک چونکہ لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے اور بزرگ حضرات اسے عالم مشاہدہ میں یکدم پڑھ لیتے ہیں۔

ایک درویش سے ملاقات کا واقعہ: آپ کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ میں دریا کی طرف سیر کر رہا تھا ایک بزرگ وار مالدار درویش کو دیکھا لیکن ساتھ ہی اسے مجاہدے میں یہاں تک پایا کہ اس کے وجود مبارک کی ہڈیوں پر گوشت بھی نہیں رہا تھا۔ اس درویش کی یہ رسم تھی کہ جب نماز چاشت ادا کرتا اور سجادے پر بیٹھتا۔ تو اس کے دستر خوان پر تقریباً اڑھائی من طعام ہوتا۔ چاشت سے ظہر کی نماز تک جو شخص آتا کھانا کھا کر چلا جاتا۔ اگر کوئی ننگا ہوتا تو اسے حجرے میں لے جا کر کپڑا پہناتا اور

Marfat.com

جب طعام ختم ہو جاتا اور کوئی مسکین اور عاجز آ جاتا تو مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ اس کا نصیب ہوتا اسے دے دیتا۔ دعا گو چند روز اس بزرگوار کی خدمت میں رہا جونہی افطار کا وقت ہوتا چار کھجوریں عالم غیب سے پہنچ جاتیں۔ ان میں سے دو مجھے دیتا اور دو خود کھا لیتا۔ اس کے بعد کہتا کہ جب تک درویش کم نہ کھائے اور کم نہ سوئے اور کم نہ بولے اور لوگوں کے میل جول کو ترک نہ کرے کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

ہند میں آمد و قیام: ملتان میں آمد: بغداد میں آپ کو حضرت جلال الدین تبریزی سے معلوم ہوا کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان سے ہندوستان تشریف لے گئے ہیں اور دہلی میں قیام ہے تو آپ اپنے پیر و مرشد کی قدم بوسی کے شوق میں ہندوستان روانہ ہو گئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی آپ کے ساتھ ہو لئے۔ آپ مع شیخ جلال الدین تبریزی ملتان میں رونق افروز ہوئے۔ یہ زمانہ سلطان شمس الدین التمش کا تھا۔ قباچہ بیگ ملتان کا حاکم تھا اسی زمانہ میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ ملتان میں سلسلہ رشد و ہدایت میں سرگرم عمل تھے۔

مسالک السالکین میں ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت قطب صاحب نے مشائخ عصر سے بھی استفادہ کیا۔ قیام بغداد کے زمانہ میں حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کے دوستانہ تعلقات ہو گئے اور اس درجہ باہمی محبت اور اخلاص بڑھا کہ جب حضرت قطب صاحب ہندوستان روانہ ہوئے تو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی کو آپ کی جدائی شاق ہوئی۔ تنہا رہنا پسند نہ کیا۔ حضرت شیخ صاحب بھی حضرت قطب صاحب کے ساتھ ہندوستان روانہ ہو گئے چنانچہ یہ دونوں بزرگ ملتان پہنچے اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ میں فروکش رہے۔

حضرت بہاء الدین زکریا سے دوستانہ تعلقات: سیر الاقطاب میں ہے شیخ الاسلام حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کو جب حضرت قطب صاحب کی تشریف

Marfat.com

آوری کی اطلاع ملی تو خود بہ نفس نفیس حضرت قطب صاحب کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کو اپنی خانقاہ میں ٹھہرایا اور دعوتیں کیں۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات حضرت خواجہ قطب صاحب کی ہندوستان میں تشریف آوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب صاحب ملتان کی ایک مسجد میں فروکش تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نور باطن سے معلوم کر کے ایک خادم کو دریافت حال کے لئے مسجد میں بھیجا جس وقت وہ خادم آپ کی خدمت میں پہنچا اس وقت حضرت قطب صاحب وضو فرما رہے تھے۔ ریش مبارک سے جو پانی قطرہ بن کر ٹپکتا تھا اس کو فرشتے نور کے طبق میں رکھ کر آسمان پر لے جا رہے تھے۔ وہ خادم بھی اہل نظر اور صاحب باطن تھا۔

خادم نے یہ حال دیکھ کر اپنا مشاہدہ حضرت شیخ کے گوش گزار کیا۔ حضرت شیخ پالکی ہمراہ لے کر اس مسجد میں تشریف لائے جہاں حضرت قطب صاحب اقامت گزیں تھے۔ حضرت صاحب کو پالکی میں سوار کرا کر اپنی خانقاہ میں بصد عزت و احترام لے آئے اور خوب خاطر مدارت کی۔

ملتان میں حضرت قطب صاحب پر لوگ پروانوں کی طرح نثار ہونے لگے۔ اور رشد و ہدایت حاصل کرنے لگے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے بیعت کی درخواست کی لیکن آپ نے کسی کو بیعت نہیں کیا۔ فرمایا کہ یہ علاقہ میرے بھائی مخدوم بہاء الدین کا ہے مجھے آپ کے علاقہ میں کسی شخص کو بیعت کرنا زیبا نہیں۔

سلطان ناصر الدین نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے والہانہ عقیدت مندانہ انداز میں عرض کیا کہ اگر حضور ملتان میں قیام فرمائیں تو ہمارے لئے خوش نصیبی کا باعث ہوگا۔ حضرت قطب صاحب نے جواب دیا کہ میں بلا اجازت پیر و مرشد کے کسی جگہ قیام نہیں کر سکتا۔ یہاں میرے بھائی بہاء الدین زکریا شاہ ولایت ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے لئے یہی جگہ مقرر فرمائی ہے میں یہاں کسی حال میں قیام نہیں کر

Marfat.com

سکتا۔

حضرت بابا فرید کے مرید ہونے اور خلافت پانے کا واقعہ: ان دنوں ملتان علم وفنون کا مرکز تھا۔ بڑے بڑے عالم یہاں رہتے تھے۔ لوگ دور دراز سے تحصیل علم کی غرض سے ملتان آتے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر تلاش علم میں ملتان آئے۔ آپ نے مولانا منہاج الدین ترمذی کی مسجد میں قیام کیا۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قبلہ رو بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے۔ اس کتاب کا نام "نافع" تھا۔ حضرت قطب صاحب جب ملتان میں رونق افروز ہوئے تو آپ اسی مسجد میں گئے، جہاں بابا فرید الدین گنج شکر مطالعہ میں مشغول تھے جوں ہی حضرت بابا صاحب نے حضرت قطب صاحب کو دیکھا آپ بے چین ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب کے روئے مبارک پر جو آپ کی نظر پڑی تو آپ ایک والہانہ جذبے سے متاثر ہو کر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔ آداب بجالائے۔ تعظیم کے اظہار کے بعد بابا صاحب ایک طرف مودبانہ بیٹھ گئے۔

حضرت قطب صاحب نے دوگانہ تحیۃ المسجد ادا کیا۔ پھر بابا صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ بیٹا کیا پڑھتے ہو حضرت بابا فرید الدین نے نہایت ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور کتاب نافع پڑھتا ہوں یہ سن کر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ نافع پڑھنے سے تمہیں کیا نفع ہو گا۔ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ حضور مجھے تو حضرت کی قدم بوسی کی سعادت کا حاصل ہونا نافع ہو گا۔ یہ کہہ کر حضرت بابا صاحب والہانہ انداز میں اٹھے اور حضرت قطب صاحب کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا۔

حضرت قطب صاحب کی نظر کیمیا اثر اپنا کام کر چکی تھی۔ حضرت بابا صاحب کو اب حضرت قطب صاحب کی جدائی گوارا نہ تھی۔ ہر وقت حضرت قطب صاحب کی صحبت میں رہنے لگے۔ آپ کو حضرت قطب صاحب سے بے پناہ عقیدت ہو گئی۔

ملتان میں کچھ دن قیام فرما کر حضرت قطب صاحب دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت

Marfat.com

بابا صاحب نے بھی آپ کے ہمراہ دہلی جانا چاہا، لیکن حضرت قطب صاحب نے حضرت بابا فرید گنج شکر کی تکمیل تعلیم پر زور دیا۔ حضرت بابا صاحب تین منزل تک حضرت قطب صاحب کے ہمراہ آئے۔ وہاں سے رخصت ہو کر ملتان واپس آ گئے آپ حضرت قطب صاحب سے ملنے کو بے چین تھے۔ دہلی پہنچ کر حضرت قطب صاحب کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی ہی مجلس میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے بوقت بیعت حضرت بابا صاحب کی عمر پندرہ سال بتائی ہے۔

بابا صاحب کا دہلی میں کچھ عرصہ قیام رہا۔ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کا حکم پا کر آپ قندھار روانہ ہو گئے۔ وہاں آپ نے علم ظاہری حاصل کرنے میں انتہائی محنت کی۔ وہاں سے آپ بعد تحصیل علم ظاہری عراق، خراسان، ماوراء النہر، مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ ہوتے ہوئے اور شیخین عظام سے ملتے اور روحانی فیوض حاصل کرتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔

حضرت قطب صاحب کو بابا صاحب کی آمد سے بے حد خوشی ہوئی۔ بابا صاحب غزنی دروازہ کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت قطب صاحب کے فرمان کے مطابق عبادات، ریاضات اور مجاہدات میں لگے رہتے۔ اس زمانے میں آپ نے سخت سے سخت ریاضتیں کیں۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں روزانہ حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ دو ہفتہ کے بعد اپنے پیر و مرشد کے جمال پر انوار سے مشرف ہوتے تھے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی ریاضات و مجاہدات میں مشغول تھے کہ اجمیر سے حضرت خواجہ غریب نواز دہلی تشریف لائے اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا۔ خواجہ غریب نواز کا دہلی میں قیام دہلی والوں کے

Marfat.com

لئے باعث برکت تھا۔ اب روحانی فیض کا چشمہ ان سے قریب تھا۔ عرفان کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر قسم کی دولت تقسیم ہو رہی تھی۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ اپنا دامن مراد بھر لے۔ ہر ایک کی قسمت تھی اور اس کا دامن تھا۔

حضرت قطب صاحب کے حصے میں وہ نعمت آئی کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ حضرت قطب صاحب نے اپنے مریدوں کو خواجہ غریب نواز کے حضور میں پیش کیا۔ ہر ایک اپنی قابلیت اور استطاعت کے مطابق خواجہ غریب نواز سے فیض یاب ہوا۔ جب خواجہ غریب نواز جی بھر کے عرفان کی دولت لٹا چکے تو آپ نے خود ہی حضرت قطب صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے مریدوں میں سے کوئی نعمت پانے سے رہ گیا ہے؟ تو اس جواب میں حضرت قطب نے عرض کیا مسعود (بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) رہ گیا ہے۔ وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔ یہ سن کر خواجہ غریب نواز کھڑے ہو گئے اور قطب صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آؤ فرید کے پاس چلتے ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چلہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچ کر چلہ کا دروازہ کھولا۔ وہاں بابا صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اتنے کم زور ہو گئے تھے کہ خواجہ غریب نواز اور قطب صاحب کی تعظیم کے واسطے کھڑے نہ ہو سکے۔ با چشم پرآب سر نیاز زمین پر رکھ دیا۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ حال دیکھ کر خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب سے فرمایا اے قطب کب تک اس بے چارے نوجوان کو مجاہدہ کی بھٹی میں جلا کر خاکستر کرو گے۔

یہ کہہ کر خواجہ غریب نواز نے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا داہنا ہاتھ پکڑا۔ حضرت قطب صاحب نے بایاں بازو پکڑا۔ اس طرح ہر دو بزرگوں نے بابا صاحب کو کھڑا کیا۔ خواجہ غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے بارگاہِ ایزدی میں

Marfat.com

بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے واسطے دعا فرمائی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے عرض کیا خدایا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکمل درویش کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم نے فرید کو قبول کیا۔ یہ وحید عصر ہوگا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے پھر حضرت قطب صاحب کو اس امر کی تاکید کی اور ہدایت فرمائی کہ اسم اعظم جو خواجگانِ چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔

اسے تلقین کرو۔ اس اسم اعظم کی برکت سے، حضرت بابا صاحب خدارسیدہ ہو گئے۔ آپ پر علم لدنی کا انکشاف ہوا اور حجابات کے پردے اٹھ گئے۔

حضرت قطب صاحب خواجہ غریب نواز نے بابا صاحب کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت قطب صاحب نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کو دستار، مثال اور خلافت کے دیگر لوازمات سے نوازا۔ اور اسی موقع پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے بابا صاحب کے متعلق پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قطب تم نے ایسے شہباز کو اپنے دامن کا اسیر کیا ہے جس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا۔

اس محفل میں صوفیائے کرام، پیران عظام اور مشائخین والا احترام موجود تھے۔ یعنی قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علی کرمانی، سید نور الدین غزنوی، مولانا مبارک، شیخ نظام الدین ابو الموائد، مولانا شمس الدین ترک، خواجہ محمد مونیہ دوز اور دیگر اصحاب موجود تھے۔

دہلی میں قیام: ملتان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد آپ دہلی کی طرف روانہ ہوگئے جب آپ ملتان سے چلے تو آپ کے ہمراہ کچھ لوگ تھے جنہیں آپ نے ہانسی میں مرید کیا کہا جاتا ہے کہ ہانسی پہنچ کر حضرت قطب صاحب نے ایک عریضہ حضرت غریب نواز کی خدمت میں ارسال کیا اور خود دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب نے خط میں یہ لکھا کہ میرا دل زیارت حضور والا کے لئے بے تاب ہے اگر ارشاد ہو تو حاضر خدمت ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں۔ اس کے جواب میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم دہلی میں قیام کرو۔ حق تعالیٰ نے

Marfat.com

تمہیں دہلی کی ولایت عطا فرمائی ہے۔

روحانی ملاقات تو ہر وقت ہی ہے انشاء اللہ میں چند روز بعد تمہارے پاس آؤں گا تو ظاہری ملاقات بھی ہو جائے گی اس حکم نامہ کے موصول ہوتے ہی حضرت قطب صاحب مستقل طور پر دہلی میں قیام پذیر ہو گئے۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ جب آپ دہلی میں رونق افروز ہوئے اس وقت سلطان شمس الدین التمش مرید خلیفہ حضرت خواجہ غریب نواز اورنگ شاہی پر متمکن تھے۔ سلطان شمس الدین التمش ایک فوجی دستہ کے ساتھ حضرت قطب صاحب کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے اور شکر خداوندی بجالا کر التماس کیا کہ آپ شہر میں قیام فرمائیں لیکن آپ نے منظور نہ کیا بلکہ اپنی رہائش کے لئے موضع کیلوکھڑی جو جمنا کے کنارے واقع تھا پسند فرمایا۔ اس زمانہ میں موضع کیلوکھڑی اس مقام پر آباد تھا جہاں ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ واقع ہے۔ اس وقت دہلی کے شیخ الاسلام حضرت شیخ جمال الدین محمد بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے وہ آپ کے بڑے معتقد ہو گئے۔

سیر الاقطاب میں ہے۔ رفتہ رفتہ تمام شہر آپ کا معتقد ہو گیا۔ شہر کے خواص کے علاوہ عوام کا ایک مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا۔ حضرت خواجہ قطب صاحب اس بھیڑ بھاڑ سے بہت گھبرائے جی چاہتا تھا کہ کسی دوسری جگہ جا کر گوشہ نشینی اختیار کر لیں مگر بدون اجازت پیرو مرشد ایسا نہ کر سکتے تھے۔

لوگوں کی عقیدت یہاں تک بڑھی کہ حضرت قطب صاحب کے پاس ہر وقت لوگوں کا میلہ رہنے لگا۔ خود بادشاہ سلامت ہفتہ میں دو بار زیارت کے لئے حاضر ہوتا تھا۔

<u>سلطان التمش کی التجا:</u> سلطان شمس الدین التمش نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے عرض کیا کہ اگر آپ بجائے کیلوکڑی کے مہرولی میں رہنے لگیں تو لوگ دور دراز سے آنے جانے کی تکلیف سے بچ جائیں گے۔ سلطنت کے کام میں بھی کوئی حرج نہ ہو گا اور لوگوں کو بھی سہولت پہنچے گی۔

Marfat.com

حضرت قطب صاحب نے ازراہِ عنایت وکرم سلطان شمس الدین التمش کی درخواست منظور فرمائی۔ آپ کیلوکڑی سے مہرولی تشریف لے آئے پہلے ایک نانبائی کے یہاں قیام فرمایا۔ یہ نانبائی حضرت قطب صاحب سے عقیدت رکھتا تھا۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری پھر آپ کو اپنے گھر لے آئے کچھ دن بعد آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ پھر آپ نے مسجد اعزالدین کے قریب رہنا سہنا شروع کر دیا۔ انہیں دنوں حضرت مولانا بدرالدین غزنوی حاضر خدمت اقدس ہو کر شرف بیعت وخرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آخر عمر تک حاضر خدمت رہے۔

قاضی حمید الدین ناگوری کا خواب: سیر الاقطاب میں ہے کہ دہلی میں حضرت قطب الاقطاب کی تشریف آوری سے قبل حضرت قاضی حمید الدین ناگوری نے عالم معاملہ میں دیکھا کہ دہلی میں آفتاب طلوع ہوا ہے جس سے تمام مملکت منور اور تاباں ہے اور وہ حضرت قاضی صاحب کے مکان میں اتر آیا ہے اور وہ آفتاب قاضی سے کہہ رہا ہے کہ اب میں تمہارے مکان میں ہی رہوں گا۔ حضرت قاضی صاحب یہ خواب دیکھ کر حیران تھے۔ دیکھو اس خواب کا کیا نتیجہ ظہور میں آتا ہے لیکن یہ بات ان کے دل میں ضرور تھی کہ دہلی میں عنقریب کوئی ولی کامل آنے والا ہے اور وہ میرے مکان میں قیام پذیر ہوں گے۔ اس خواب کو دیکھے دو روز نہ گزرے تھے کہ حضرت قطب صاحب دہلی تشریف لے آئے اور ایک بھٹیارے کے مکان میں جو حضرت کا معتقد تھا قیام پذیر ہوئے۔ اسی روز قاضی صاحب کو خواب میں حکم ہوا کہ ہمارا دوست قطب الدین اس شہر میں آیا ہوا ہے۔ فلاں بھٹیارے کے مکان میں ٹھہرا ہوا ہے جلدی جاؤ انہیں اپنے گھر لے آؤ وہ تمہارے یہاں قیام کریں گے۔ حضرت قاضی حمید الدین فوراً ننگے پاؤں بھٹیارے کے مکان میں پہنچے اور حضرت قطب صاحب کو نہایت ادب واحترام کے ساتھ اپنے مکان پر لے آئے۔

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری اگرچہ حضرت قطب صاحب کے اُستاد تھے لیکن قاضی صاحب نے حضرت قطب صاحب کی وہ خدمت اور ادب واحترام کیا کہ

Marfat.com

لوگ حیران ہو کر کہا کرتے تھے کہ خواجہ قطب الدین تو تمام مشائخ کے قطب ہیں اور قاضی حمید الدین ناگوری سے ہزار درجہ بہتر و برتر ہیں اور قاضی صاحب حضرت قطب صاحب کی بال برابری بھی نہیں کر سکتے۔ اس خدمت کے صلہ میں باوجود کہ قاضی صاحب اپنے پیرو مرشد سے فیض ونعمت حاصل کر چکے تھے۔ حضرت قطب صاحب نے بھی ان کو نعمت روحانی اور خلافت عطا فرمائی۔

منصب شیخ الاسلام کی پیشکش: حضرت جمال الدین محمد بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں شیخ الاسلام کے جلیل عہدہ پر فائز تھے۔ ان کے انتقال کے بعد سلطان شمس الدین التمش کی خواہش تھی کہ حضرت قطب صاحب یہ عہدہ قبول فرما لیں۔ جب سلطان التمش نے حضرت قطب صاحب سے اس امر کی درخواست کی تو آپ نے عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ سلطان التمش نے آخر کار شیخ نجم الدین صغریٰ کا اس عہدہ پر تقرر کیا۔

مرشد کی خدمت میں حاضری کا شوق: قیام دہلی کے دوران حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پھر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کا بے حد اشتیاق پیدا ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں ایک درخواست اجمیر بھیجی۔ اس درخواست میں آپ نے شوق قدم بوسی کا اظہار کیا اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے جواب دیا اگرچہ ظاہر میں دوری ہے لیکن روحانی طور پر قریب ہو وہیں رہو۔

حضرت خواجہ غریب نواز دہلی میں: حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب کو اجمیر آنے سے منع فرمایا تھا بلکہ آپ بہ نفس نفیس دہلی تشریف لے آئے۔ آپ نے حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرما کر حضرت قطب صاحب کی عزت افزائی فرمائی۔ دہلی میں کچھ دن قیام فرما کر اور عرفان کی دولت لٹا کر خواجہ غریب نواز اجمیر واپس تشریف لے آئے۔

Marfat.com

دوسری مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز بغیر اطلاع دہلی میں رونق افروز ہوئے حضرت قطب صاحب کو سخت تعجب ہوا۔ اس مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز ایک کسان کی سفارش اور اپنے فرزند حضرت خواجہ فخر الدین کے لئے موضع ماندن کی معافی کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے تھے۔ حضرت قطب صاحب کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ سلطان شمس الدین التمش کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے کسان کا معاملہ کسان کے حق میں طے کرا دیا۔ خواجہ غریب نواز کو نہیں جانے دیا۔ موضع ماندن کی معافی کا فرمان غریب نواز کے فرزند حضرت خواجہ فخر الدین کے حق میں کروا دیا۔

خواجہ نجم الدین صغریٰ کی بے رخی: سیر العارفین میں ہے کہ شیخ نجم الدین صغریٰ بڑی اچھی عادت اور اخلاق کے آدمی تھے مگر شیخ الاسلام کا عہدہ ملتے ہی ان کی حالت بدل گئی۔ دنیاوی جاہ وجلال پر فریفتہ ہو گئے اور جو خوبیاں ان میں شیخ الاسلام بننے سے پہلے تھیں شیخ الاسلام بنتے ہی ختم ہو گئیں۔

حضرت قطب صاحب کی طرف دہلی میں تشریف آوری کے بعد رجوعات خلق حضرت قطب کی طرف ہو گیا۔ ہر خواص وعوام حضرت قطب صاحب پر شیفتہ وفریفتہ ہونے لگے شیخ نجم الدین صغریٰ نے بھی یہی سوچا تھا کہ شیخ الاسلام بننے کے بعد میں بھی مرجع خلائق بن جاؤں گا مگر شیخ الاسلامی کے بعد کسی نے بھی ان کو منہ نہ لگایا۔ وہ رسمی طور پر شیخ الاسلام ضرور تھے مگر کوئی ان کو پوچھتا تک نہ تھا۔ اس کے برعکس حضرت خواجہ قطب صاحب کی یہ حالت تھی کہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر آپ کی غلامی باعث صد افتخار وسعادت دارین تصور کرتے تھے۔

شیخ نجم الدین صغریٰ یہ حال دیکھ کر رشک وحسد سے اندر ہی اندر سلگنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز دہلی تشریف لائے اور حضرت قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا تو حضرت قطب صاحب نے بادشاہ سلامت کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دینی چاہی مگر حضرت خواجہ غریب نواز نے منع فرما دیا لیکن اس کے باوجود بادشاہ اور عوام خواص کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہو گئی۔

Marfat.com

لوگ جوق در جوق زیارت حضور والا کے لئے آنے لگے۔

باوجودیکہ شیخ نجم الدین صغریٰ سے خواجہ غریب نواز کی خراسان سے ملاقات تھی مگر وہ حضرت قطب صاحب پر رشک و حسد کی وجہ سے غریب نواز سے ملنے نہ آئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خود شیخ الاسلام سے ملنے تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ الاسلام اپنے مکان کا چبوترہ تعمیر کرا رہے تھے۔ شیخ الاسلام نے نہ حضرت خواجہ غریب نواز کا استقبال کیا نہ خوش آمدید کہا نہ خواجہ غریب نواز سے اچھی طرح ملاقات کی۔ اس پر حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ مجھ سے ملنے دہلی کے مشائخ کبار علماء اور خواص و عوام آئے مگر تم نہ آئے۔ تم نے شیخ الاسلامی کے گھمنڈ میں پرانے دوستوں کو بھی بھلا دیا۔ شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ یہ بات سن کر بہت شرمندہ ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے قدموں میں سر رکھ کر معذرت کرنے لگے کہ میں جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب صاحب نے میری قدر و منزلت برباد کر دی۔ جب سے قطب صاحب دہلی تشریف لائے ہیں خلقت انہی کی طرف رجوع ہے میں تو برائے نام شیخ الاسلام ہوں مجھے تو کوئی پوچھتا تک نہیں۔

یہ بات حضرت خواجہ غریب نواز کو سخت ناگوار گزری۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے قطب صاحب سے فرمایا ''بابا قطب صاحب تم میرے ساتھ چلو۔ یہاں کے بعض آدمی تمہارے دہلی میں قیام سے ناراض ہیں۔ یہ فرما کر خواجہ غریب نواز شیخ نجم الدین صغریٰ کے مکان سے واپس آ گئے۔'' شیخ الاسلام نے ہر چند منت و سماجت کی، کھانا تیار ہو رہا ہے کھانا کھا کر جانا مگر خواجہ غریب نواز نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔

حضرت قطب صاحب سے اہلیان دہلی کو بے پناہ عقیدت اور محبت تھی۔ یہ خبر سن کر بے تاب ہو گئے جس وقت حضرت خواجہ غریب نواز حضرت قطب صاحب کو ہمراہ لے کر بقصد اجمیر روانہ ہوئے تو تمام شہر میں یکبارگی شور ماتم اور واویلا برپا ہو

Marfat.com

گیا۔ لوگ دیوانہ وار آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ حضرت قطب صاحب سے عوام و خواص کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ لوگ حضرت قطب صاحب کے قدموں کے نیچے کی خاک تبرکاً اٹھا کر سر آنکھوں پر مل رہے تھے اور حضرت قطب صاحب کے پیچھے پیچھے روتے چلے جا رہے تھے۔

سلطان شمس الدین التمش کو خواجہ غریب نواز اور حضرت قطب صاحب کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو وہ خود دوڑتے ہوئے خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور بہ کمال منت و زاری عرض کیا حضور! قطب صاحب کو اجمیر نہ لے جائیں برائے خدا یہیں رہنے دیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز اہلیان دہلی کی عقیدت اور شیفتگی مشاہدہ فرما چکے تھے۔ سلطان کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے فرمایا ''بابا قطب الدین! تم دہلی میں ہی رہو۔ تمہارے چلے جانے سے سارے شہر والے پریشان ہو جائیں گے۔ یہ شہر تمہارے سپرد ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے فرمان سے حضرت قطب صاحب واپس تشریف لے آئے۔

مسالک السالکین میں ہے کہ سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ تعلیم و تربیت حضور غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود سلطان موصوف کو حضرت قطب صاحب کے ساتھ بے حد عقیدت اور محبت تھی عجب نہیں کہ حضرت قطب صاحب سے بھی شرف ارادت حاصل ہو چونکہ حضرت قطب صاحب کی خلفاء میں سلطان موصوف کا نام بھی شامل ہے اس لئے خیال یہ ہے کہ سلطان موصوف آخر وقت میں حضرت قطب سے بیعت ہو گئے ہوں گے۔

<u>حضرت قطب صاحب کی اجمیر میں حاضری:</u> کچھ مدت دہلی میں قیام فرمانے کے بعد حضرت قطب صاحب اپنے پیر و مرشد کی قدم بوسی کے لئے بے چین ہوئے۔ آپ نے ایک عریضہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آپ کے پیر و مرشد کا جواب آیا کہ میں بھی چاہتا تھا کہ فرزند ارجمند کو بلاؤں کہ اسی اثناء میں مراسلہ ملا۔ تم کو چاہئے کہ جلد آؤ کہ یہ ملاقات اس دنیا میں آخری ہے۔

حضرت قطب صاحب یہ جواب ملتے ہی اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ اجمیر پہنچ کر آپ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور خدمت بابرکت میں رہے۔ انہی ایام میں ایک دن شیخ علی سنجری موجود تھے۔ ان کو حکم دیا کہ فرمان لکھا جائے اور ہمارے شیخ قطب الدین بختیار کاکی کو دیا جائے تاکہ وہ دہلی جائیں ہم نے انہیں خلافت دی اور دہلی کے قیام کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر جب فرمان مکمل ہو گیا۔ دعا گو قطب صاحب کو عطا فرمایا۔ میں آداب بجا لایا۔ حکم ہوا کہ نزدیک آ میں اور نزدیک ہو گیا۔ دستار اور کلاہ اپنے دست مبارک سے میرے سر پر رکھا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا عصا اور خرقہ عنایت فرمایا۔ قرآن مجید اور مصلیٰ بھی عنایت فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس امانت ہے جو خواجگان چشت کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے، میں تم کو یہ سونپ رہا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ جس طرح ہم نے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھا ہے تم بھی اسی طرح رکھو گے، تاکہ کل قیامت کے دن خواجگان کے سامنے مجھے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بندہ پھر آداب بجا لایا۔ دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ ارشاد ہوا جاؤ میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا، اور مقام عزت اور بزرگی پر فائز کیا۔

حضرت قطب صاحب کے پیر و مرشد خواجہ غریب نواز نے آپ کو نصیحت فرمائی کہ چار باتیں بڑی خوبی کی ہیں۔ ان پر عمل کرنا باعث خیر و برکت ہے۔ ان چاروں باتوں میں سے:

Marfat.com

پہلی بات تو ایسی درویشی ہے کہ جس سے تونگری ظاہر ہو۔

دوسری بات بھوکوں کا پیٹ بھرنا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ غم کی حالت میں خوشی کا اظہار کرے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اگر کوئی دشمنی سے پیش آئے تو جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرے۔

اس آخری مجلس کا واقعہ ہے۔ خواجہ غریب نواز نے حضرت قطب صاحب سے فرمایا، آؤ۔ حضرت قطب صاحب آگے بڑھے۔ قدم بوس ہوئے۔ خواجہ غریب نواز نے فاتحہ خیر پڑھ کر فرمایا۔

"روئے نہ خراشی ۔ مرد شدہ بباش"

ترجمہ: رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ مرد بن کر رہو۔

حضرت قطب صاحب اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر دہلی واپس تشریف لائے اور دہلی میں سکونت اختیار کر کے بقیہ عمر وہیں گزاری۔

آپ کی روانگی کے بیس دن بعد آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی واصل بحق ہوئے۔

جس دن آپ کو اپنے پیرومرشد کی وفات شریف کی خبر موصول ہوئی آپ حالت غم و رنج میں مصلے پر نماز پڑھ کر لیٹ رہے۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کو خواب میں دیکھا، آپ قدم بوس ہوئے۔ کیفیت حال دریافت کی۔ ارشاد ہوا کہ

"خداوند تعالیٰ نے رحمت خاص سے نوازا اور فرشتوں اور ساکنانِ عرش کے نزدیک جگہ دی۔ میں یہیں رہتا ہوں۔"

کرامات: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فضل و کمال اور صاحب کرامت ولی اللہ ہیں آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا جو انسانوں کی بھلائی اور فلاح کے لئے بہترین درس کا کام دیتی ہیں۔ آپ کی چند کرامات حسب ذیل ہیں:

عقیدت مند کو گناہ سے بچا لیا: ایک مرتبہ کوئی شخص روانہ ہوا کہ دہلی جا کر

Marfat.com

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں توبہ کروں گا۔ راستے میں ایک فاحشہ عورت اس کے ہمراہ ہو گئی جو یہ چاہتی تھی کہ کس طرح اس مرد سے تعلق ہو جائے چونکہ مرد کی نیت صادق تھی۔ اس لئے اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ آخر ایک منزل میں جب وہ ایک ہی کجاوے میں سوار ہوئے تو وہ عورت اس کے پاس بیٹھ گئی اور کوئی پردہ یا مزاحمت بیچ میں نہ تھی شاید مرد نے اس سے کوئی بات کی یا ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت دیکھا کہ ایک مرد نے آکر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ قطب صاحب کی خدمت میں توبہ کی نیت سے جا رہا ہے اور پھر ایسی بری حرکت کرتا ہے اس نے فوراً توبہ کی اور اس عورت کی طرف پھر دیکھا تک نہیں جب وہ خواجہ قطب الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے تجھے برائی سے بچا لیا۔

<u>دودھ کی نہر:</u> ایک مرتبہ ایک شخص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اس نیت سے حاضر ہوا کہ خواجہ صاحب اسے دنیا دیں اور جہاں پر خواجہ صاحب بیٹھے ہیں وہاں دودھ کی نہر جاری ہو ابھی وہ دور ہی تھا کہ خواجہ صاحب نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دوست آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز طلب کرتے ہیں چونکہ تیرے دل میں یہ خیال ہے اس لئے اس اینٹ کو جس پر تو بیٹھا ہے اٹھا جب اٹھائی تو نیچے اشرفیوں کا ڈھیر اٹھا لیا تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تیری خواہش دودھ چاول کی ہے سو تیرے آگے ہے کھا جب اس نے نگاہ کی تو دیکھا کہ دودھ چاول کی ندی بہہ رہی ہے۔

<u>چھوٹی لکڑی بڑی ہو گئی:</u> ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کسی مقام کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستے میں مسجد تعمیر ہو رہی تھی ایک کڑی اوپر لے جانا چاہتے تھے لیکن وہ اور کڑیوں سے دو گز چھوٹی تھی بے چارے حیران تھے کہ کیا کریں خواجہ صاحب نے فرمایا اوپر چڑھا کر مجھے اطلاع دینا جب اوپر چڑھائی گئی تو آپ نے دیوار پر چڑھ کر اسے کھینچا تو وہ دوسری کڑیوں کی نسبت ایک

Marfat.com

گز لمبی ہوگئی۔ عرصہ دراز تک وہ کڑی اس مسجد میں پڑی رہی۔

والئ ملتان کی فتح یابی: ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی یہ تینوں حضرات خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ سلطان ناصر الدین قباچہ والئ ملتان دوڑا آیا اور آ کر التجا کرنے لگا کہ سرکار دعا فرمائیں اللہ میری مدد کرے۔ کیونکہ مغلوں نے قلعہ ملتان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اسی وقت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تیر پر کچھ پڑھ کر دم کر کے دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تیر شام کے وقت دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دینا۔ سلطان ناصر الدین نے حسب ہدایت آپ کے حکم پر عمل کیا صبح ہوئی تو میدان صاف تھا۔ جہاں قلعہ کے پاس مغل محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ وہاں کسی مغل کا نام ونشان بھی موجود نہ تھا۔ سلطان ناصر الدین نے خدا کا شکریہ ادا کیا اور حاضر خانقاہ ہو کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا۔

نور باطن سے بادشاہ کی ناگواری معلوم ہوگئی: آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو اجمیر شریف کے نزدیک ایک گاؤں جاگیر میں ملا ہوا تھا مگر بعد میں چند سرکاری اہلکاروں نے ان کو اس جاگیر سے بے دخل کر دیا چنانچہ اب یہ ضروری تھا کہ کوئی شخص بادشاہ وقت کے پاس جا کر اس کی بحالی کا حکم لاتا۔ اس مقصد کے لئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک صاحبزادہ اجمیر شریف سے دہلی پہنچا اور سیدھا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورتحال بیان کی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں بادشاہ کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں مین خود جا کر بحالی کا حکم لے آتا ہوں۔ چنانچہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ خود چل کر بادشاہ وقت شمس الدین التمش کے پاس گئے۔ بادشاہ آپ کو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ جن سے باوجود التجا کے ملاقات کی اجازت حاصل نہیں ہوتی تھی آج خود تشریف لائے ہیں۔ آپ نے

Marfat.com

اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ بادشاہ نے اسی وقت گاؤں کی بحالی کا فرمان جاری کیا اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور ساتھ کچھ اشرفیوں کی تھیلیاں بطور ہدیہ بھی دیں۔ اس وقت بادشاہ کی مجلس میں اودھ کا حاکم رکن الدین حلوائی بھی بیٹھا ہوا تھا اور یہ اتفاق سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے اونچے مقام پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بات بادشاہ شمس الدین التمش کو کچھ ناگوار گزری کہ رکن الدین حضرت صاحب سے اونچے مقام پر بیٹھے لیکن بادشاہ خاموش رہا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے نور باطنی سے سلطان التمش کی اس ناگواری کو معلوم کر لیا اور ارشاد فرمایا کہ جب حلوہ اور کاک یعنی روٹی موجود ہوں تو حلوہ کاک کے اوپر ہی ہوتا ہے اگر حلوائی کاکی سے اوپر بیٹھ گیا تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔

دل کی پوشیدہ بات ظاہر کر دی: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی غربت اور افلاس کی شکایت کرنے لگا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اگر میں یہ کہوں کہ میری نگاہ اللہ تعالیٰ کے عرش تک پہنچتی ہے تو کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟ وہ شخص کہنے لگا کہ ہاں میں یقین کر لوں گا بلکہ میرا اعتقاد تو آپ پر اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا جب تم مجھ پر اس قدر یقین رکھتے ہو تو میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ چاندی کے اسی ٹکے جو تم نے اپنے گھر میں چھپا کر رکھے ہوئے ہیں پہلے ان کو خرچ کر لو پھر اپنی غربت کی شکایت کرنا۔ اس شخص نے جب آپ کی یہ بات سنی تو بہت شرمندہ ہوا اور شرم سے اپنی نگاہیں نیچی کر کے اپنے گھر کو واپس لوٹ آیا۔

حوض شمسی کی تعمیر: سلطان شمس الدین التمش بڑا نیک صفت اور اولیاء کرام سے بے پناہ عقیدت رکھنے والا اور احترام کرنے والا حکمران تھا۔ سلطان کی بڑے عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ شہر کے نزدیک پانی کا ایک حوض تعمیر کروایا جائے تاکہ شہر کے لوگوں کو پانی آسانی سے مل سکے کیوں ان دنوں شہر میں پانی کی بہت زیادہ قلت

Marfat.com

تھی اور پانی کا حصول بہت مشکل تھا۔ ایک دن سلطان شمس الدین التمش کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سلطان نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر تشریف فرما ایک مقام پر کھڑے ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں اے شمس الدین! اس جگہ پر لوگوں کے لئے پانی کا ایک حوض بنوا دو۔ صبح ہوئی تو سلطان نے فوری طور پر ایک خادم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اگر آپ حکم فرمائیں تو میں خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں۔ خادم کی زبانی یہ پیغام سن کر آپ نے فرمایا سلطان سے جا کر کہہ دو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقام پر حوض تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں اس مقام پر جا رہا ہوں تم بھی وہاں پر پہنچ جاؤ۔ سلطان یہ بات سن کر بڑا حیران ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے نور باطنی سے اس کے خواب کو معلوم کر لیا چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت چل پڑا اسے راستے میں کسی نے بتایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ فلاں مقام پر جلوہ افروز ہیں اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ سلطان تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا اس مقام پر پہنچ گیا۔

سلطان نے دیکھا کہ آپ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سلطان آگے بڑھا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ سلطان التمش نے جس مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی اس جگہ پر گھوڑی کے سم کے نشان صاف دکھائی دے رہے تھے اور وہاں پانی بھی تھا۔ چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے اسی جگہ پر حوض کی تعمیر شروع کرا دی۔ سلطان کا تعمیر کروایا ہوا حوض آج بھی اس مقام پر موجود ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اکثر اسی حوض کے کنارے عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔

سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب قرآن السعدین میں

Marfat.com

اس حوض کی بہت کچھ تعریف تحریر فرمائی ہے۔ اس حوض کے کنارے اکثر اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ اکثر اس حوض کے کنارے عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اسی حوض کے کنارے حضرت خواجہ قطب صاحب کا دربار قطبیت آراستہ ہوتا تھا۔ درباریوں میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، خواجہ محمود موینہ دوز، شیخ بدر الدین غزنوی، شیخ تاج الدین منور رحمتہ اللہ علیہم خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس حوض کے کنارے اولیاء مسجد بھی ہے جہاں آپ کچھ عرصہ چلہ کش بھی رہے۔

رجال الغیب کا آنا: مسالک السالکین میں ہے کہ ایک روز ایک شتر سوار نیلے رنگ کا لباس زیب تن کئے ہوئے اس حوض پر آیا۔ غسل کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اس وقت اس مسجد میں جو سلطان شمس الدین کے لنگر خانہ کے قریب لب حوض واقع تھی بزرگان موصوف الصدر موجود تھے۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے بہ آواز بلند دریافت کیا کہ اس مسجد میں کون کون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ تاج الدین منور نے جواب دیا۔ چند فقراء یاد الٰہی میں بیٹھے ہیں۔ اس سوار نے کہا کہ میرا سلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ محمد عطاء قاضی حمید الدین ناگوری کو پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ خادم خاص ابو سعید دمشقی نے سلام عرض کیا ہے جس وقت حضرت خواجہ قطب صاحب نے ابو سعید دمشقی کا نام سنا درویشوں کے ہمراہ ملاقات کے لئے دوڑے اس جگہ پہنچے مگر وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ حضرت قطب صاحب نے فرمایا ابو سعید دمشقی رجال الغیب میں سے ہیں۔

آپ کی توجہ سے مخالف معتقد ہو گئے: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ جب آئے تو ابتداء میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے لئے کھانے کا اہتمام کیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا میرے بھائی بہاء الدین نے دعوت تو بڑی زبردست کی ہے لیکن

Marfat.com

یہ دعوت ہے خشک۔ آپ کی یہ بات سن کر حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ آپ کے کہنے کا مطلب کیا ہے یعنی آپ نے سماع کی طرف اشارہ فرمایا ہے چنانچہ انہوں نے اسی وقت قوالوں کو بلوایا اور ان کو قوالی کرنے کا حکم دیا اور خود خانقاہ کے دروازہ پر ایک لاٹھی پکڑ کر کھڑے ہو گئے تاکہ کوئی سماع میں مداخلت کے لئے اندر داخل نہ ہو سکے۔

جب قوالوں نے کلام سنانا شروع کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب بے خود ہو گئے آہ و بکا سے ایک شور سا مچ گیا۔ کسی نے سلسلہ سہروردیہ کے درویشوں کو جا کر بتا دیا کہ حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی ہے تو وہ سب اکٹھے ہو کر آ گئے۔ دیکھا کہ دروازہ پر حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہیں اور خانقاہ کے اندر قوالی ہو رہی ہے تو وہ سب کہنے لگے کہ یہ کیا خلاف شرع کام ہو رہا ہے۔ حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، تم لوگ بھی کیسی بات کرتے ہو جن لوگوں کی پاسبانی پر بہاء الدین کھڑا ہو ان کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ خلاف شرع کوئی کام کریں گے ہرگز مناسب نہیں ہے۔ درویشوں نے ان سے بحث کرنا شروع کر دی۔ آخر تنگ آ کر حضرت بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، اگر تم لوگوں میں طاقت ہے تو ان لوگوں کو قوالی سننے سے روک دو۔

ان لوگوں کو اپنے آپ پر بڑا غرور تھا فوری طور پر یہ سنتے ہی خانقاہ میں داخل ہو گئے اور جب محفل سماع میں پہنچے تو ان پر اس قدر ذوق و شوق کا غلبہ طاری ہوا کہ قوالی سنتے ہی مدہوش ہو گئے یہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ جو لوگ محفل سماع سے روکنے آئے تھے ان پر آپ کی نگاہ شفقت کا اتنا اثر ہوا کہ وہ خود ہی سماع سننے میں مشغول ہو گئے اور اس مشغولیت میں استغراق کا یہ عالم تھا کہ کوئی ہوش نہ رہی تھی پھر جب محفل سماع ختم ہوئی تو یہ لوگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے

Marfat.com

اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ سے استفادہ حاصل کریں وہ میرے ہمراہ چلیں چنانچہ یہ سب لوگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہانسی تک آئے۔ ہانسی میں تشریف لانے کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دست حق پرست پر انہیں بیعت کر کے اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔ اس طرح وہ لوگ راہ حق کے سچے طالب بن گئے۔

شہزادہ سعد الدین کی کایا پلٹ گئی: ایک مرتبہ دہلی میں ایسا خوفناک قحط پھیلا کہ لوگ دانے دانے کو ترس گئے۔ بھوک سے لوگوں کے مرنے کی خبریں آنے لگیں۔ سلطان التمش نے اس صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنے بھانجے سعد الدین کے ذمہ یہ کام سپرد کر دیا کہ وہ شاہی گوادم سے اناج نکلوا کر اس کی روٹیاں پکوا کر عوام میں بانٹے۔ سعد الدین نے منوں کے حساب سے آٹا نکلوایا اور مختلف نانبائیوں کے ذمہ یہ کام لگا دیا کہ وہ دن رات روٹیاں پکا پکا کر قحط زدہ عوام کے لئے ڈھیر کرتے جائیں۔ اتفاق سے ایک نانبائی کے ہاتھوں چند روٹیاں انجانے میں جل گئیں۔ سعد الدین غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا ''ملک میں پہلے ہی قحط کی صورتحال ہے اوپر سے تم اپنی غفلت سے روٹیوں پر روٹیاں جلاتے جا رہے ہو'' چنانچہ اس جرم میں اس غریب کو گرفتار کر کے قید خانے کی طرف لے جانے لگا۔ لوگوں کا ایک مجمع بھی تماش بینوں کی صورت میں ساتھ ہو لیا اچانک راہ میں چلتے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر اس مجمع پر پڑی تو انہوں نے نزدیک آ کر ایک شخص سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اس شخص نے آپ کو پورا قصہ کہہ سنایا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر مجمع میں داخل ہو گئے لوگوں کے ہجوم نے جو آپ کو مجمع میں داخل ہوتے دیکھا تو خود بخود راستہ چھوڑنا شروع کر دیا۔ آپ نہایت اطمینان سے لوگوں کے بیچ میں سے گزرتے سعد الدین کے پاس جا پہنچے۔ آپ نے سعد الدین سے فرمایا ''کیوں اس غریب کو ناحق پریشان

Marfat.com

کرتا ہے روٹیاں ہی جلی ہیں ناں اگر تجھے وہی جلی روٹیاں صحیح حالت میں مل جائیں تو کیا اس شخص کو تو چھوڑ دے گا!"

سعد الدین یہ سن کر ہنس پڑا اور بولا "حضرت! بزرگ ہونے کے ناطے میں آپ کی عزت کرتا ہوں مگر بات ایسی کریں جسے عقل تسلیم کرے۔ بھلا یہ جلی جھلسی روٹیاں کس طرح دوبارہ ٹھیک ہو سکتی ہیں بھلا مردہ بھی کبھی زندہ حالت میں کوئی لایا ہے؟"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو سہی مگر جواب دینا گوارا نہ کیا۔ انہوں نے نانبائی کی طرف مڑ کر پوچھا، تیرا تنور کدھر ہے؟ جلی ہوئی روٹیاں لے کر میرے ساتھ وہاں چل سعد الدین نے کچھ آپ کی عظمت اور بڑائی کا احساس کیا اور کچھ وہ آپ کے دعویٰ کو پرکھنے کا خواہش مند تھا۔ سو اس نے اعتراض نہ کیا اور نانبائی کو عارضی طور پر رہا کر کے جلی روٹیوں سمیت اپنے تنور تک جانے کی اجازت دے دی۔ تنور پر پہنچ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے نانبائی کے ہاتھوں سے جلی ہوئی روٹیاں لیں۔ سعد الدین اور لوگوں کا مجمع حیرت سے آپ کو دیکھ رہا تھا کہ آخر آپ ان جلی روٹیوں کے ساتھ کیا کرنے والے ہیں جو یہ اپنی درست حالت میں آ جائیں گی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سب سے بے نیاز روٹیاں اٹھا کر آگے بڑھے اور دوسرے لمحے روٹیاں دہکتے ہوئے تنور میں ڈال دیں۔

سعد الدین یہ دیکھ کر ہنس پڑا اور لوگوں کی طرف منہ کر کے بولا "چلو قصہ ختم رہی سہی کسر ان بزرگوار نے پوری کر دی" ادھر نانبائی بھی دل ہی دل میں خوش ہو گیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے اس فعل سے وہ بھی اس کے جرم میں شریک ہو گئے ہیں۔ اب اس کے بچاؤ کی کوئی امید نکل سکتی ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر بعد تنور کا منہ کھولا اور نانبائی کو حکم دیا "جا اپنی روٹیاں تنور میں سے نکال کر سعد الدین کو دے دے" نانبائی نے حکم

Marfat.com

کی تعمیل کی اور روٹیاں نکالنے لگا۔ تمام روٹیاں بالکل صحیح اور پکی نکل آئیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے سعد الدین کی طرف دیکھا اور مخاطب ہوئے "سعد الدین! اپنی روٹیاں لے اور راہ پکڑ، اس نابائی کی جان چھوڑ اور یاد رکھ خدا نے تجھے اپنے بندگان کا خادم مقرر کیا ہے اور تو اپنے کسی فعل سے بندگانِ خدا کو دکھ نہ پہنچا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو خدا کی پکڑ میں آ جائے۔" یہ کہہ کر آپ چل دیئے لیکن سعد الدین آپ کے پیچھے پیچھے سر جھکائے چلنے لگا۔ گھر پہنچ کر جب آپ نے اس سے دریافت کیا "اب کیا بات ہے؟" سعد الدین دست بستہ ہو کر مخاطب ہوا یا حضرت! خادم اپنے سابقہ رویہ پر نادم ہے اور آپ کے حلقہ عقیدت مندوں و خدمت گزاروں میں شامل ہونے کا خواہش مند ہے۔ آپ نے جواب دیا، دنیاوی دولت اور درویشی کا آپس میں کیا میل؟ جب تک تیرے گھر میں یہ چیزیں موجود ہیں تو درویشی کے احاطہ میں کیسے آ سکتا ہے؟"

شہزادہ مودبانہ انداز میں کھڑا رہا۔ آپ نے اس پر نگاہ کرم فرمائی پھر جب شہزادہ آپ سے اجازت لے کر اپنے محل میں واپس آیا تو اپنی ملکیت جو چیزیں پاس تھیں وہ تمام فقراء میں تقسیم کر دیں اور دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے ایک ہی نگاہ کامل سے شہزادہ کے دل کی دنیا بدل دی اسے فقیری کے اسرار و رموز سے آشنا کیا اور پھر ایک وقت آیا کہ وہی شہزادہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ اور صحبت کی بدولت مقبولان بارگاہ رب العزت سے ہو گیا۔

<u>ایک شخص کو خدا رسیدہ بنا دیا:</u> حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں بیان ہوا کہ ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری جو اس دعا گو کے یار غار تھے دریا کی طرف سیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات کا نظارہ کر رہے تھے جس کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ دریا کے نزدیک ایک مقام تھا جہاں پر ہم دونوں بیٹھ گئے اور بھوک نے ہم دونوں کو لاچار کر دیا وہاں بیابان

Marfat.com

میں طعام کہاں سے مل سکتا تھا کچھ وقت کے بعد ایک بکری منہ میں دو روٹیاں لئے ہوئے آئی اور ہمارے سامنے رکھ دیں اور خود واپس چلی گئی ہم نے روٹیاں کھا لیں اس کے بعد ہم نے آپس میں کہا اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں روٹیاں اپنے خزانہ غیب سے عطا کی ہیں وہ بکری نہیں تھی بلکہ وہ مردانِ غیب سے کوئی ہوگا۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک بچھو ایک بڑے اونٹ کے قد کا ظاہر ہوا۔ اسی طرح جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے اور دوڑتا ہوا آیا جونہی دریا کے پاس پہنچا اپنے آپ کو بے دھڑک پانی میں پھینک دیا میں نے قاضی کی طرف دیکھا اور قاضی نے میری طرف ہم دونوں نے کہا کہ اس میں کچھ بھید ہے جو بچھو جلدی جلدی آ رہا ہے مناسب ہے کہ ہم بھی اس کے پیچھے چل کر دیکھیں لیکن دریا کے اس کنارے پر کوئی کشتی موجود نہ تھی جس پر سوار ہو کر ہم پار جاتے جب عاجز ہو گئے تو دعا کی کہ اے پروردگار عزوجل! اگر ہم درویشی میں مکمل ہو چکے ہیں تو ہمیں دریا راستہ دے تاکہ ہم چل کر اس بچھو کا تماشا دیکھیں کہ کہاں جاتا ہے۔ جونہی یہ مناجات ہم نے کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا پھٹ گیا اور خشک زمین نکل آئی۔ ہم ایک درخت کے پاس پہنچے جہاں ایک آدمی سویا ہوا تھا۔ اور درخت سے ایک بڑا سانپ نیچے اتر رہا تھا تاکہ اس شخص کو ہلاک کرے۔ اس بچھو نے سانپ کو ڈسا اور ہلاک کر دیا۔ ہمارے سامنے سے وہ بچھو غائب ہو گیا اور سانپ اس آدمی کے پاس ہی مردہ ہو کر گر پڑا۔ ہم نے نزدیک جا کر سانپ کو دیکھا۔ جو تقریباً اڑھائی من وزن میں ہوگا۔ ہم نے کہا جب وہ آدمی جاگے تو ہم دریافت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اسے بچایا تو یہ ضرور کوئی بزرگ ہوگا۔ جب ہم اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شراب پی کر پڑا ہے اور قے کی ہوئی ہے۔ ہم بے حد شرمندہ ہوئے اور کہا کہ کاش ہم نہ ہی آتے تاکہ اس طرح کی حالت نہ دیکھتے۔ اس کے بعد ہم دونوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ایسے شراب خور اور نافرمان کو بچایا۔ ابھی یہ خیال پورے طور پر ہمارے دل میں نہ گزرنے پایا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے عزیزو! اگر ہم صرف پرہیزگاروں اور صالح آدمیوں کو بچائیں گے تو گنہگاروں اور مفسدوں کو کون

Marfat.com

بچا ہے؟ ابھی ہم اسی گفتگو میں تھے کہ وہ مرد جاگ پڑا اور سانپ کو پاس مرا ہوا دیکھا۔ تو بہت ہی حیران ہوا اور اس فعل سے توبہ کی کہتے ہیں کہ جوان خدا رسیدہ بن گیا۔ اور سترہ حج ننگے پاؤں کئے۔

شادی و اولاد: پہلی شادی: آپ کی پہلی شادی آپ کے وطن اوش میں ہوئی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا عقد ایک خاتون کے ساتھ کر دیا۔ تین روز بعد حضرت قطب صاحب نے بیوی کو طلاق دیدی۔ اس شادی سے آپ کے اوراد میں فرق آیا اور یہ بات آپ کو گوارا نہ ہوئی۔

حضرت قطب صاحب کا معمول تھا کہ رات کو سوتے وقت تین ہزار مرتبہ اس درود پاک کا ورد کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَ حَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّم۔

شادی کے بعد آپ تین شب درود شریف نہ پڑھ سکے۔

تیسرے دن آپ کے ایک مرید نے خواب دیکھا جس کا نام رئیس احمد تھا اسے خواب میں یہ نظر آیا کہ ایک عالی شان محل ہے، خلقت کا ہجوم ہے اور ایک شخص جس کی صورت نورانی ہے، محل میں بلا تکلف آ جا رہے ہیں۔ لوگوں کا پیغام لے کر محل میں جاتے ہیں اور پیغام کا جواب لے کر باہر آتے ہیں۔ رئیس احمد نے محل اور ان بزرگ کے متعلق ایک شخص سے معلوم کیا۔ اس شخص نے ان کو بتایا کہ سرورِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس محل میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ بزرگ جو آتے جاتے ہیں، ان کا نام حضرت عبداللہ بن مسعود ہے۔

رئیس احمد یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا کہ وہ اس کا پیغام برائے شرف زیارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔ چنانچہ وہ اندر تشریف لے گئے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ فلاں شخص آپ کے دیدار کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ابھی اس میں میرے دیدار کی اہلیت اور لیاقت نہیں ہے، میرا اسلام قطب الدین اوشی کو پہنچا اور میری طرف سے کہنا کہ کیا بات ہے کہ جو تحفہ وہ ہر رات ہمارے پاس بھیجتے تھے اب تین رات سے نہیں بھیجا۔ رئیس احمد کی آنکھ کھلی تو آپ سرور عالم کا یہ پیغام پہنچانے کے لئے بے چین تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب سنایا...... قطب صاحب نے جو سرور عالم کا پیغام سنا تو کھڑے ہو گئے اور رئیس احمد سے پوچھنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر رات آپ کا درود وسلام کا ایک تحفہ بارگاہ رسالت میں آیا کرتا تھا لیکن تین راتوں سے نہیں پہنچا اس میں کیا مانع ہوتا ہے؟

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے شادی کی تھی چنانچہ مہمانوں کی آمدورفت اور اس میں مصروفیت کے باعث متواتر تین رات وہ وظیفہ نہ پڑھ سکے اور نہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود وسلام کا نذرانہ بھیج سکے۔ یعنی شادی تحفہ درود بھیجنے میں رکاوٹ بنی۔ اس لئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت بیوی کو بلایا اور اسے طلاق دے کر اس کا حق مہر ادا کیا اور اس کو فارغ کر کے باعزت طریقے سے رخصت کر دیا اور پھر اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے ایک مدت تک شادی نہیں کی۔

دوسرا نکاح: آپ نے دوسری شادی دہلی میں سکونت اختیار کرنے کے بعد کی۔ یہ شادی آپ نے آخری عمر میں کی اس سے آپ کے ہاں دو لڑکے تولد ہوئے، ایک لڑکے کا نام احمد تھا اور دوسرے کا نام شیخ محمد تھا۔ شیخ محمد کا سات سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ جب ان کے انتقال پر ان کی والدہ کے رونے کی آواز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے شیخ بدرالدین

Marfat.com

سے پوچھا کہ "یہ رونے کی آواز ہمارے گھر سے کس وجہ سے آ رہی ہے" انہوں نے عرض کیا: کہ حضور آپ کے صاحبزادے شیخ محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کی والدہ رو رہی ہیں تو حضرت قطب صاحب نے فرمایا اگر مجھے لڑکے کی بیماری کی خبر ہوتی تو میں رب العزت سے اس کے لئے کچھ عمر مانگ لیتا۔ مجھے امید ہے کہ میری درخواست قبول ہوتی مگر اسے مرنا ہی تھا اسی لئے مجھے اس کی بیماری کی خبر تک نہ ہوئی۔ اس کے بعد حضرت قطب صاحب نے اہلیہ محترمہ کو دلاسا و تسلی دے کر جزع فزع سے منع کیا اور خود اللہ کی یاد میں محو ہو گئے۔

وصال: سلطان الاولیاء، سید الاصفیاء، قطب عالم بقا، تارک مملکت دنیا، صاحب سلطنت عقبی، قطب العالم، مقتدائے ارباب یقین، پیشوائے اصحاب دین، شیخ المسلمین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ایک مدت تک لوگوں کی بھلائی اور اصلاح کے لئے کوشاں رہے۔

مدفن کی خبر دینے کا واقعہ: ایک سال عید کے موقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے کہ یکایک اس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں پر آج آپ کا مزار مبارک ہے۔ یہ جگہ ان دنوں بالکل غیر آباد اور جنگل تھی۔ آپ کچھ دیر تک وہاں کھڑے سوچتے رہے جو عقیدت مند آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے آپ کو اس طرح کھڑے دیکھا تو عرض کی کہ آج عید کا دن ہے۔ بہت سے عقیدت مند آپ کی زیارت کے انتظار میں ہوں گے کہ شیخ گھر تشریف لائیں اور کچھ تناول بھی فرمائیں۔ یہاں پر دیر فرمانے کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا، مجھے اس زمین سے اہل دل کی بو آتی ہے پھر آپ نے اس زمین کے مالک کو بلوایا اور اس سے وہ زمین خرید کر فرمایا کہ مجھے اسی جگہ پر دفن کیا جائے۔

جائے مدفن کی فضیلت: روضۃ الاقطاب میں ہے کہ اس جگہ کو جہاں حضرت قطب صاحب کا مزار مبارک ہے خاص فضیلت حاصل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ

Marfat.com

السلام کا تخت اڑتے اڑتے ایک بار اس جگہ پہنچا، جہاں حضرت قطب صاحب کا جائے مدفن ہے۔ آپ کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ عرش سے فرش تک نور ہی نور ہے اور نور کے طبق فرشتے آسمان سے لا رہے ہیں اور اس زمین پر ڈال رہے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ یہ خوبصورت جگہ اور یہ پرفضا مکان کس مرد باصفا کا مسکن یا مدفن ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ "ایں سرزمین مسکن و مدفن خواجہ قطب الدین محبوب اللہ است کہ درامت رسول اللہ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا خواھد بود دھم دریں بقعہ خواھد آسود۔"

یہ سرزمین مسکن و مدفن اللہ کے محبوب خواجہ قطب الدین کا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہوں گے اور یہاں آسودہ خاک ہوں گے۔

آخری ایام: ایک روز شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں محفل سماع ہو رہی تھی۔ صاحب حال اور اہل کمال درویش محفل میں شریک تھے۔ حضرت قطب صاحب بھی بہ نفس نفیس تشریف رکھتے تھے۔ قوال یہ شعر پڑھ رہے تھے:

عاشق رویت کجا بیند نکیں
بستہ رویت کجایا بد خلاص

حضرت قطب صاحب پر وجد طاری ہوا۔ قوال اس شعر کو کچھ دیر تک گاتے رہے۔ اس کے بعد قوالوں نے حضرت احمد جام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی غزل گانا شروع کی...... جب صلاح الدین اور اس کے لڑکے، کریم الدین اور نصیر الدین نے یہ شعر پڑھا،

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تو حضرت قطب صاحب پر ایسا وجد طاری ہوا کہ آپ اس کیفیت میں بے

Marfat.com

ہوش ہو گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی آپ کو اسی حالت میں مکان پر لائے، قوال بھی ساتھ آئے۔ قوالی ہوتی رہی۔ جب آپ کو کسی قدر ہوش آتا تو آپ اس شعر کی تکرار کا حکم فرماتے اور پھر آپ پر وجد طاری ہو جاتا۔ چار روز تک آپ پر یہ کیفیت رہی۔ آپ بے ہوش تھے۔ نماز کے وقت آپ کو ہوش آ جاتا۔ آپ نماز ادا کرتے، اور پھر وہی حالت ہو جاتی۔

تیسرے روز آپ کے ہر بن مو سے تسبیح اسم ذات کی آواز آتی اور ہر بن مو سے خون کے قطرے ٹپکنے لگتے، جو قطرہ زمین پر گرتا اس سے نقش اللہ پیدا ہوتا اور اس دل کش نقش سے اللہ کی آواز آتی تھی۔ دوسرے روز ہر بن مو سے سبحان اللہ کی آواز آتی تھی اور خون کا قطرہ جو گرتا اس سے نقش سبحان اللہ ظاہر ہوتا۔

قوالی جاری رہی۔ جب قوال پہلا مصرعہ پڑھتے تو حضرت قطب صاحب کے قالب سے روح مبارک غائب ہو جاتی اور جب قوال دوسرا مصرعہ پڑھتے تو روح مبارک واپس آ جاتی۔ جب آپ آہ کرنا یا نعرہ لگانا چاہتے تو قاضی حمید الدین ناگوری آپ کا دہن مبارک بند کر دیتے اور کہتے کہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کو جلا دیں۔ آپ کا دہن مبارک تو بند رہا لیکن آپ کا جسم مبارک سوختہ ہو گیا۔ آپ کی نبض دیکھ کر حکیم شمس الدین نے کہا یہ مرض عشق ہے۔ آتش عشق نے دل و جگر کو بالکل جلا دیا ہے۔ اب علاج کی کوئی گنجائش نہیں۔"

تاریخ وصال: آپ پر ۱۰ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو کیفیت طاری ہوئی تھی۔ چار شبانہ روز یہی حالت رہی۔ پانچویں شب میں جب کہ مصرعہ اولیٰ کی تکرار ہو رہی تھی قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۲۳۵ء کو رحلت فرمائی۔

آپ کے وصال کی خبر سے دہلی میں کہرام مچ گیا۔ سلطان شمس الدین التمش، دہلی کے فقراء، مشائخ، صوفی، عوام اور خواص غرض سب ہی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کی وصیت: جنازہ جب تیار ہو گیا تو مولانا ابو سعید نے حضرت قطب صاحب کی وصیت بیان کی۔ آپ نے کہا کہ

"حضرت خواجہ ما وصیت فرمودہ کہ امامت جنازہ من کسے کند کہ از او بندش بحرام نہ کشادہ باشد و سنت نماز عصر و تکبیر اولی گاھے از وفوت نہ شدہ باشد۔"

ترجمہ: ہمارے خواجہ نے وصیت فرمائی ہے کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام نہ کیا ہو اور جس سے سنت عصر اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔

نمازِ جنازہ: جب حضرت قطب صاحب کی یہ وصیت لوگوں کو معلوم ہوئی تو لوگ حیران تھے کہ آخر وہ کون خوش قسمت ہے کہ جو آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائے گا۔ کچھ دیر سکوت طاری رہا۔ آخر سلطان شمس الدین التمش آگے بڑھے۔ آپ نے کہا کہ مجھے ہرگز منظور نہ تھا کہ کسی کو میرے حال سے آگاہی ہو۔ مگر حضرت قطب الاقطاب کی مرضی سے چارہ نہیں۔"

سلطان شمس الدین نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ لوگوں کی کثیر تعداد تھی۔ سلطان التمش نے نماز پڑھانے کے بعد ایک طرف سے جنازہ کو کاندھا دیا اور دوسرے اہل دہلی نے باقی تین طرف سے جنازہ کو کاندھا دیا۔ آپ کو اسی جگہ پر دفن کیا گیا کہ جس جگہ کو آپ نے اپنی حیات ظاہری میں اپنی آخری آرام گاہ کے لئے منتخب فرمایا۔

مزار اقدس: آپ کا مزار پرانوار مہرولی (قریب نئی دہلی) میں واقع ہے اور مرجع خاص و عام ہے۔ ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۳ اور ۱۴ ربیع الاول کو مہرولی میں بڑے تزک و احتشام سے ہوتا ہے۔ اجمیر میں بھی آپ کے چلہ پر ان ہی تاریخوں میں آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کے ان اولیاء سے ہیں جن سے سلسلہ چشتیہ کی شاخ سلسلہ صابریہ منسوب ہے۔ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر کے بانجے اور محبوب ترین خلفاء سے ہیں اور احباب میں سب سے پہلے مرید بھی ہیں۔ آپ کے خطابات آں شیر بیشہ محویت وفنا گوئندہ اسرار عشق بر منابر ہیں۔

نسبی تعلق: آپ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام سید عبدالرحیم المعروف سید عبداللہ تھا۔ آپ کی والدہ کا نام بی بی حاجرہ تھا۔ جو حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

ولادت: حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت با سعادت 19 ربیع الاول 592ھ کو جمعرات کے دن نمازِ تہجد کے وقت جبکہ ایک پہر شب باقی تھی ہرات میں ہوئی مگر بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کی جائے ولادت قصبہ کھوتوال لکھا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کھوتوال کو کھتوال بھی کہا جاتا ہے۔

واقعہ بوقتِ پیدائش: جب اللہ تعالیٰ چاہے تو پاکیزہ اشخاص اس دارِ فانی میں تشریف لاتے ہیں لہٰذا حضرت مخدوم علی احمد صابر علیہ الرحمت کا تشریف لانا قدرت کاملہ کی مشیت ہے۔

آپ کی دایہ مسماۃ بصری بنت ہاشم کا بیان ہے ''جس وقت شکم مادر سے برآمد

Marfat.com

ہوئے تو سر مبارک قبلہ کی طرف تھا اور پیر میری طرف تھے۔ میری یہ مجال نہ ہوئی کہ جسم اطہر کو ہاتھ لگا لوں جب آپ کو غسل دینے کا ارادہ کرتی اور آپ کو اٹھانے کے لئے ہاتھ لگاتی تو میرے ہاتھ کانپ جاتے تھے یا ناقابل برداشت سوزش میرے ہاتھوں میں ہو جاتی تھی یہ ماجرہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے دایہ کو ہدایت فرمائی کہ پہلے وضو کر لو بعدہٗ جسم پاک کو ہاتھ لگا چنانچہ دایہ نے وضو کر کے غسل کرایا۔ اس وقت بھی حضور کی والدہ ماجدہ کو وہی یاقوتی نور اور خوشبو سے لبریز بادل اپنے گھر کے گوشہ گوشہ میں معلوم ہوتا تھا اور یہ بھی محسوس ہوتا تھا کہ پاک روحیں بلباس سفید خوش پوش کثرت سے گھر میں آ رہی ہیں اور نوزائیدہ معصوم بچہ کی پیشانی کا بوسہ لے کر واپس ہو رہی ہیں۔"

وجہ تسمیہ اسم گرامی: آپ کی ولادت کے بعد آپ کا اسم پاک علی احمد رکھا گیا۔ اس ضمن میں تذکرہ نگاروں نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی ولادت با سعادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ جس وقت تمہارے ہاں فرزند پیدا ہو تو اس بچے کا نام احمد رکھنا۔ اس کے بعد ایک رات کو خواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اس بچے کا نام علی رکھنا۔ روایات میں آتا ہے کہ انہی دنوں آپ کے والد محترم کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوئی (کہا جاتا ہے کہ وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے) انہوں نے فرمایا کہ جب تمہارے ہاں فرزند کی ولادت ہو تو ان کا اسم گرامی علاؤ الدین رکھنا کیونکہ یہ دین اسلام کو بلند کرے گا۔

آپ کی ولادت کے بعد آپ کے والد محترم نے آپ کا اسم پاک علاؤ الدین رکھا جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ نے علی احمد رکھا اس طرح آپ کا پورا نام علاؤ الدین علی احمد شہرت پا گیا۔

بچپن کی کرامت: ولادت کے بعد آپ کے کان میں اس دور کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اذان دی اور فرمایا کہ یہ بچہ

Marfat.com

قطب عالم ہوگا۔ آپ کے والد محترم بیان فرماتے ہیں کہ بچپن سے ہی کرامات کا ظہور آپ سے ہونا شروع ہو گیا تھا اور روز بروز خوارق صادر ہوتے تھے سات ربیع الاول الآخر 594ھ بروز منگل نماز فجر کے بعد میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے مراقبہ سے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ایک بہت بڑے سانپ کے دو ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں ایک ٹکڑا مجھ پر گر کر زمین پر پڑا جبکہ ایک ٹکڑے کے پاس علاؤ الدین علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی والدہ کو آواز دی اور ان کو بتایا تو ان کی والدہ نے سانپ کے دو ٹکڑے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مخدوم علی احمد نے ایک سیاہ سانپ کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے سانپوں کے سردار کو مار دیا ہے اور سب سانپوں سے وعدہ لے لیا ہے کہ وہ میرے خاندان کے کسی بھی فرد کو کبھی بھی نہیں کاٹیں گے۔

واقعہ ذکر: آپ نے تین برس کی عمر میں اپنی مرضی سے شیر نوشی ترک فرما دی تھی اور جو کی روٹی تناول کرنا شروع کر دی تھی۔ تقریباً چار سال کی عمر میں آپ نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ یہ 21 ربیع الاول 596ھ کا واقعہ ہے کہ پیر کے دن فجر سے پہلے جب نیند سے بیدار ہوئے تو بلند آواز سے فرمایا "لَا مَوْجُوْدُ اِلَّا اللّٰہ" یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ اس کے بعد جب سوتے تو کبھی کبھار سوتے سوتے چونک کر اٹھتے اور زبان مبارک سے بلند آواز کے ساتھ اسم پاک "اللہ" ادا فرماتے اور چہرہ مبارک کی رنگت بدل جاتی۔

والد کا وصال: آپ کے والد محترم کا شمار اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔ اپنے زمانہ کے شیخ الوقت تھے، عابد زاہد اور متقی تھے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک تقریباً پانچ برس کی تھی کہ آپ کے والد محترم کو درد قولنج کی شکایت لاحق ہو گئی اور اسی بیماری کی حالت میں 597ھ میں وصال فرما گئے۔ والد محترم کے وصال پر بہت مغموم ہوئے کئی دنوں تک کھانا نہیں کھایا۔ نہایت خاموشی کے ساتھ حالت استغراق میں محو رہتے غلبہ جذب کی کیفیت آپ پر طاری رہتی تھی۔

Marfat.com

اس دوران بعض اہل باطن حضرات آپ کی زیارت کے لئے آتے آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے اور چلے جاتے صبح سے شام تک یہ حالت رہتی تھی کوئی دن اور کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا کہ کوئی زیارت کے لئے نہ آتا جنات تک آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے جاتے تھے۔ ایک مدت کے بعد آپ کے قلب کو کچھ قرار ہوا پروردگار عالم نے آپ کو سکون کی دولت عطا فرمائی۔

دست غیب سے کھانا پکنے کا واقعہ: والد محترم کے وصال کے بعد نہایت تنگی وعسرت سے گزر اوقات ہونے لگی لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کسی سے اس بات کا اظہار نہ فرماتی تھیں۔ حضرت مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ دن کے وقت جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ کھانے پینے کی ہوش نہ ہوتی تھی کئی پہر تک کچھ نہیں کھاتے تھے جب بھوک کا غلبہ شدت اختیار کر لیتا تو اپنی والدہ ماجدہ سے کوئی چیز کھانے کے لئے طلب فرماتے۔ بعض مرتبہ یوں بھی ہوتا تھا کہ آپ کو شدت سے بھوک لگتی مگر گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ دو تین دن سے فاقہ کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے آپ کو بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔ اتفاق سے اس دن گھر میں کچھ بھی کھانے کو موجود نہ تھا۔ اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ کچھ کھانے کو دو۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے دوپہر تک بہانہ سے آپ کو ٹالا اور اس دوران بہت کوشش کی کہ کچھ میسر آجائے تو پکا کر آپ کو کھلا دیا جائے لیکن کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے پھر والدہ ماجدہ سے کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا اور کہا کہ بھوک کے باعث بے تاب ہو رہا ہوں۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی تسکین کے لئے ایک دیگچی میں پانی بھر کر چولہے پر رکھ دی اور آگ جلا دی تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دیگچی میں چمچ ہلا دیتی تھیں۔ آپ تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد والدہ ماجدہ سے کہتے تو فرماتیں، بیٹا! ابھی پک جاتی ہے آگ جل رہی ہے۔ اسی طرح کئی مرتبہ ہوتا رہا آخر مغرب کی نماز کے بعد بھوک نے آپ کو پریشان کر دیا تو آپ نے پھر

Marfat.com

والدہ ماجدہ سے کھانا طلب فرمایا اور چولہے کے قریب جا کر خود دیگچی سے ڈھکن اٹھا کر فرمایا، چاول تو پک گئے ہیں مجھے جلدی سے کھلا دیجئے۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی زبان اطہر سے یہ بات سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ انہوں نے تو دیگچی میں صرف پانی ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا اور پانی کے سوا اس میں کچھ نہ تھا مگر چونکہ ان کو یہ یقین تھا کہ مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان اطہر سے جو کلمہ نکلتا ہے وہ بالکل درست اور سچ ہوتا ہے اس لئے فوراً اٹھیں اور دیگچی کے پاس آ کر دیکھا تو واقعی نہایت اعلیٰ قسم کے چاول پک کر تیار ہو چکے تھے جن کی خوشبو بہت اچھی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چاول نکال کر کھلائے اور مولانا محمد ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے بھی چاول دیکھے اور تبرک کے طور پر تناول فرمائے۔

<u>ابتدائی دینی تعلیم</u>: آپ نے ابتدائی دینی تعلیم ہرات میں حاصل کی۔ والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ کے کاندھوں پر آن پڑی تھی۔ والدہ ماجدہ نے اپنی اس ذمہ داری کو نہایت احسن طریقہ سے نبھایا۔ آپ نے سب سے پہلے قرآن حکیم پڑھا پھر عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں عربی اور فارسی کی تعلیم بھی مکمل کر لی۔ ابتدائی دینی تعلیم بہت شوق سے حاصل کی۔ پھر آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی مزید ظاہری و باطنی تعلیم کے سلسلہ میں حضرت محمد ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ کیا اور کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے بھائی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اجودھن (پاکپتن شریف) بھیج دوں تا کہ اپنے ماموں کی زیرنگرانی علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) علوم ظاہر و باطنی کی تکمیل کر سکیں۔

<u>پاکپتن میں آمد و قیام</u>: جب حضرت علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک آٹھ برس کی ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق نو برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ

Marfat.com

ہرات سے روانہ ہوئیں پاکپتن شریف جانے کی غرض سے ایک قافلہ کے ہمراہ روانگی اختیار کی کہا جاتا ہے کہ اس سفر میں حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ساتھ تھے۔ تذکرہ نگاروں نے تحریر کیا ہے کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کیا تو آپ پر کشف کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ نے اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا، آج سے تین برس کے بعد میرے دادا جان کا وصال ہو جائے گا۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بیٹا! تمہیں اس بات کا علم کیسے ہوا؟ تمہارے دادا سید سیف الدین عبدالوہاب تو اس وقت بغداد شریف میں ہیں اور تم یہاں پر ہو۔ آپ نے فرمایا، ابھی میں اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے اپنے والد ماجد کی صورت دکھائی دی۔ انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں میری طرف اٹھائیں جو کہ وصال پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت بابا جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس حالت استغراق میں اپنے بھانجے سے فرمایا، مرحبا علی احمد صابر فرزند بطن الولی بطن الولی۔ اس کے بعد آپ کے سینہ اقدس پر قلب کے مقام پر اپنے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں مارتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تجھ سے جمال ذات کے ظہور ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی نہایت شفقت سے توجہ فرمائی۔

تھوڑی دیر تک اسی طرح ماموں بھانجا معرفت کی باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ محترمہ نے کہا کہ علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو لے کر اس لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں کہ آپ ان کی تعلیم و تربیت بھی فرمائیں گے اور ان کے خورد و نوش کا خیال بھی رکھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے پروردگار عالم کا عطا کردہ سب کچھ آپ کے پاس موجود ہے۔ سینکڑوں غربا و مساکین کی نگہداشت

Marfat.com

آپ کے زیر سایہ ہوتی ہے۔علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کا بھانجا ہے اور آپ سے بہتر کوئی سر پرست مجھے دکھائی نہیں دیتا جو ظاہری و باطنی علوم میں درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہو اس لئے میں اپنے بیٹے کو آپ کے سپرد کرتی ہوں اور میں خود واپس ہرات جانا چاہتی ہوں۔حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اے ہمشیرہ محترمہ! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے نہایت بلند مرتبہ فرزند عنایت کیا ہے اس ضمن میں میں جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں وہ کم ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت بہت اچھی طرح کروں گا۔اس کے بعد حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم شروع فرمائی بہت شوق کے ساتھ آپ علوم صوری و معنوی کا اکتساب کرنے لگے۔حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تین برس میں اس قدر علوم ظاہری کا حصول فرمایا کہ دوسرے بچے چھ برس میں نہ حاصل کر سکتے تھے۔آپ نے نہایت محنت و مشقت سے تحصیل علم فرمایا اس دوران آپ کی والدہ ماجدہ پاکپتن شریف میں ہی مقیم رہیں اور اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت سے بہت خوش تھیں۔

<u>حضرت بابا فرید الدین کا خواب:</u> حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ 21 شوال 603ھ بروز اتوار میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم علی احمد کے جد امجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ مخدوم پاک تمہارے سپرد ہے۔آپ ہی ان کے استاد بھی ہیں سرپرست بھی ہیں اور پیر طریقت بھی ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوا تو علیم اللہ ابدال کو بلایا اور ان کو بغداد شریف کی طرف حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود اپنے حجرہ میں معتکف ہو گیا۔

25 شوال 603ھ بروز جمعرات نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد حضرت مولانا محمد

Marfat.com

ابوالقاسم گرگامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس حجرہ میں آئے اور عرض کیا کہ میں نماز تہجد پڑھنے کے بعد سو گیا تھا۔ عالم امثال میں میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ کی نماز میں نے پڑھی ہے اور آج رات بھر حضرت مخدوم علی احمد پر کیفیت جذب کا نہایت شدید غلبہ طاری رہا ہے۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد علیم اللہ ابدال بھی واپس آ گئے اور انہوں نے بتایا کہ حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب بن غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا ہے ان کو دفن کرنے کے بعد میں واپس آ گیا ہوں۔

بیعت: ''حقیقت گلزار صابری'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتاریخ 25 شوال 603ھ جمعرات نماز عصر کے بعد حضرت مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاضرین مجلس کے روبرو بیعت سے مشرف فرمایا اس سلسلہ میں ایک مجلس ترتیب دی گئی جس میں سلسلہ چشتیہ کے جید بزرگ اور حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ بھی موجود تھیں۔ حضرت مخدوم علی احمد کی عمر مبارک بوقت بیعت گیارہ برس تھی۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے اور حضرت بابا صاحب کی نگاہ کرم سے اپنے قلب کو نور عرفان سے منور کیا۔ بیٹے کی تعلیم و تربیت کی طرف سے مطمئن ہو کر حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ بہت خوش تھیں چنانچہ اپنے بھائی حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ میرے بیٹے کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت میری خواہش کے مطابق ہو رہی ہے، اور اب میں چاہتی ہوں کہ علی احمد کو آپ کے سپرد کر کے واپس ہرات چلی جاؤں۔ اس کے بعد کہا، بھائی! دیکھنا میرے بیٹے کو کوئی تنگی یا تکلیف نہ ہونے پائے میرا بیٹا بہت زیادہ شرم و حیا والا ہے۔ کبھی اپنے آپ کوئی چیز نہ مانگے گا اس لئے اس کو بھوک اور پیاس کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہن کی تسلی کی

Marfat.com

خاطر حضرت مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلایا اور بہن کے سامنے لنگر کا منتظم بنا دیا اور فرمایا کہ کل سے لنگر کی تقسیم تمہارے سپرد ہے صبح سے مساکین اور فقراء میں لنگر تم ہی تقسیم کرنا اس خدمت کو بیٹے کے سپرد ہوتے دیکھ کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمشیرہ بہت خوش ہوئیں اور خوشی خوشی ہرات کی طرف روانہ ہو گئیں۔

خدمت تقسیم لنگر: حضرت مخدوم پاک علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرشد نے جو فریضہ سونپا تھا اس کو نہایت احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔ آپ نے معمول بنا رکھا تھا کہ اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لاتے اور اپنی نگرانی میں غرباء و مساکین میں کھانا تقسیم کرتے اس کے بعد پھر حجرے میں چلے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے، نماز مغرب کے بعد پھر لنگر کی تقسیم اپنی نگرانی میں کرتے۔ لنگر کی تقسیم کرنے کے دنوں میں آپ نے کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا آپ پر جذب کی کیفیت کا شدید غلبہ رہتا۔ طبیعت عالیہ جلالی ہو گئی اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ کوئی آپ کے حجرہ مبارک کے نزدیک جانے کی جرأت بھی نہیں کرتا تھا۔

اس ضمن میں روایات میں آتا ہے کہ آپ نے تقریباً بارہ برس تک لنگر تقسیم کرنے کی خدمت انجام دی مگر اس مدت میں لنگر سے کچھ نہ کھایا نہ ہی کسی نے آپ کو کھاتے پیتے دیکھا۔ حالانکہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے منع نہ فرمایا تھا کہ تم نہ کھانا، صرف اُن الفاظ کی پابندی فرمائی کہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لنگر پکوانے اور کھلانے کا حکم فرمایا ہے نہ کہ کھانے کا اس لئے بلا اجازت میں کیسے کھاؤں۔ آپ نے حجرہ مبارک میں رہ کر اپنے آپ کو عبادت و ریاضت میں مشغول کئے رکھا روزانہ روزہ رکھتے جب بھوک کی شدت زیادہ ہو جاتی اور برداشت نہ ہو سکتی تو افطاری کے وقت جنگل کی طرف نکل جاتے اور درختوں کے پتے اور جنگلی خودرو پھل سے روزہ افطار کر لیتے اس کے بعد جب نماز مغرب ادا کرتے تو پھر لنگر کی تقسیم کی خدمت انجام دیتے۔

Marfat.com

دعائے نوری: "حقیقت گلزار صابری" کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علاؤالدین علی احمد صابری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ آپ لنگر کی تقسیم کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور لنگر میں سے اپنے کھانے کے لئے کچھ بھی نہ لیتے حجرے کا دروازہ بند کر کے توجہ ویکسوئی کے ساتھ عبادت الٰہی کرتے جب لنگر خانہ سے واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے جاتے تو پہلے باآواز بلند یہ دعائے نوری پڑھتے جو صوفیاء کرام کی نظروں میں آب حیات کی مانند ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ قَبْرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لَحِمِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ مُخِی نُوْرًا وَّ فِیْ عِظَامِیْ نُوْرًا وَّ بَیْنَ یَدَیَّ نُوْرًا وَّ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ سَلِّہٗ حَقًّاھُوْ۔

آپ نے کامل بارہ برس تک لنگر خانہ سے ایک دانہ تک نہ کھایا اور نہ ہی کھانے میں سے نمک تک چکھا۔ یہ برکت دعائے نوری اور نور باطنی کی قوت کے باعث تھی کہ تمام مساکین فقراء کو دونوں وقت کھانا تقسیم کرتے مگر خود نہ ان میں سے کھاتے تھے۔

کیفیت جذب کا آغاز: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چچا زاد بھائی حضرت شیخ فضل الرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ گیارہ ذیقعد 603ھ بروز جمعہ کا واقعہ ہے جبکہ حضرت مخدوم علی احمد کی والدہ ماجدہ کو ہرات کی طرف تشریف لے گئے ہوئے پندرہ دن گزر چکے تھے۔ حضرت علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب لنگر سے فارغ ہو کر حجرہ اقدس میں تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا گیا اچانک میں نے آپ کے رونے کی آواز سنی تو اس کا

Marfat.com

سبب دریافت کرنے کی غرض سے حجرہ میں داخل ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ رونے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنے سلوک کے جذب ہو جانے کا رنج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب بندگان خدا میں سے سوائے اولیاء کرام اور رجال الغیب کے کوئی بھی میرے پاس نہ آ سکے گا گو مرتبہ سلوک جذب سے کم نہ ہو گا لیکن جذب کی کیفیت کا غلبہ ابھی سے شروع ہو گیا ہے اللہ خیر کرے معلوم نہیں کیا ہو گا۔ یہ سن کر میں خاموشی کے ساتھ حجرہ مبارک سے باہر آ گیا اور مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حجرہ مبارک اندر سے بند کر لیا۔

زبان فرید سے صابر کا خطاب: آپ کی والدہ ماجدہ ایک عرصہ کے بعد ہرات سے واپس تشریف لائیں اپنے بیٹے کی حالت دیکھی کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنے ہوئے تھے۔ اپنے بھائی سے اس امر کی شکایت کی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، بہن! آپ بخوبی طور پر جانتی ہیں کہ میں نے آپ کے سامنے علی احمد کو لنگر خانہ کا منتظم بنایا تھا اور اس کے سپرد پورا لنگر خانہ کر دیا تھا۔ اس سے پوچھو کہ اس نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ والدہ ماجدہ نے بیٹے سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس میں سے کھانے کا نہیں اور بغیر حکم کے میں اس میں سے ایک دانہ بھی کیسے کھا سکتا تھا۔ یہ سن کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، بہن! اللہ تعالیٰ نے علی احمد کو کھانے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ یہ صابر ہے۔ انشاء اللہ اسے دونوں جہانوں میں صابر کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ یہ بچپن سے ہی جس قسم کے صبر کا اظہار کر رہا ہے اور بچپن سے ہی جو عجیب و غریب باتیں اس سے سرزد ہو رہی ہیں اور بھی بہت سی باتیں مستقبل میں سرزد ہوں گی۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھانجے کے صبر سے بہت متاثر اور خوش تھے۔

نکاح اور زوجہ کا انتقال: روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ جب ہرات سے تشریف لائیں تو حضرت بابا فرید الدین

Marfat.com

گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ میں اپنے بیٹے علاؤ الدین علی احمد کی شادی آپ کی صاحبزادی سے کرنا چاہتی ہوں۔ ''تاریخ مشائخ چشت'' میں تحریر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں صاحبزادوں کے نام یہ ہیں حضرت شیخ نصیر الدین نصر اللہ، حضرت شیخ شہاب الدین حضرت شیخ بدر الدین سلیمان، حضرت خواجہ نظام الدین اور حضرت شیخ یعقوب رحمتہ الہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ بی بی مستورہ، بی بی شریفہ، بی بی فاطمہ۔

بہن کی بات سن کر حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہن! میری طرف سے تو ہاں ہے لیکن علی احمد شادی کا اہل نہیں ہے وہ ہر وقت حالت جذب میں رہتا ہے ایسی حالت میں ان کی شادی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس جواب کو سن کر بہن نے یہ سمجھا کہ میں بیوہ ہوں اور میرا بیٹا یتیم اور مفلس ہے اس لئے بھائی اپنی بیٹی دینے سے انکار کر رہے ہیں چنانچہ یہ بات بہن نے بھائی سے کہہ بھی دی جب آپ کی والدہ ماجدہ نے بہت اصرار کیا تو حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شادی کے لئے رضامند ہو گئے اور اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کر دی۔ مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کے پرزور اصرار پر یہ نکاح 21 شوال 613ھ بروز بدھ بعد نماز عصر ہوا۔ رات کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔ آپ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ جب تہجد کا وقت ہوا تو آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا حجرے میں ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور پوچھا، تو کون ہے؟ دلہن نے جواب دیا میں آپ کی بیوی ہوں۔ آپ نے فرمایا، یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں، میں تو ایک کو دل میں بسا چکا ہوں۔ دوسرے کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ میں خدائے وحدہ لاشریک کا بندہ ہوں اور اس کے جمال میں گم ہوں۔ یہ فرما کر آپ پھر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے منہ سے جیسے ہی یہ

Marfat.com

الفاظ نکلے اسی وقت حجرے میں نورِ الٰہی کا نزول ہوا۔ جسے آپ کی دلہن برداشت نہ کر سکیں اور بے ہوش ہو گئیں پھر ان کی حرکت قلب بند ہو گئی اور اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔

حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے بیٹے کی مجذوبانہ کیفیت سے آگاہ تھیں اس لئے ان کے دل میں مختلف قسم کے خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ فجر کے وقت حجرہ مبارک کھول کر اندر داخل ہوئیں تو دیکھا کہ مخدوم پاک مراقبہ کی حالت میں ہیں جبکہ دلہن کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر والدہ ماجدہ بہت خفا ہوئیں اور غصہ کی حالت میں آپ کی کمر پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کی تھی مگر تم نے دلہن کو کیا کر دیا ہے۔ اب میں تمہارے ماموں کو کیا جواب دوں گی اور کس منہ سے ان کے پاس جاؤں گی؟ حضرت مخدوم پاک نے نہایت اطمینان سے جواب دیا امی جان! اس میں میرا کیا قصور ہے اللہ کی رضا یہی تھی۔

''تذکرہ جلیل'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی دلہن کو جب ایک نظر دیکھا ہوگا تو آپ کو یہ گوارہ نہ ہو سکا کہ فطری اور دنیاوی آرام کی خاطر تجرد کی بہترین راحت سے محروم ہو جائیں اور اپنے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو جگہ دیں چنانچہ آپ نے ایک ہی جلالی نگاہ میں اپنی دلہن کو بھی اپنے ہی رنگ میں رنگ لیا اور اپنی دلہن کی نفسانی خواہشات کو فنا کر کے جلا کر خاکستر کر دیا جس طرح آپ کے تن خاکی کو زوجہ کی ضرورت نہیں تھی۔ اسی طرح آپ کی دلہن کو بھی زوج کی ضرورت نہ رہی کیونکہ عشق الٰہی کی آگ سالک کے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

وصال والدہ محترمہ: حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلہن کے اس طرح اچانک انتقال سے حضرت مخدوم پاک کی والدہ ماجدہ کو بہت صدمہ ہوا۔ اس صدمے کے باعث وہ بیمار ہو گئیں۔ رفتہ رفتہ اسی بیماری کی وجہ سے آخرکار 2 محرم

Marfat.com

الحرام 614ھ بروز جمعہ اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ آپ کو والدہ ماجدہ کے وصال کی اطلاع دیتے ہوئے حضرت مولانا ابو القاسم بھنڈاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بعد نماز مغرب انتقال ہو گیا ہے اور ان کو دفن کرنے کے لئے جنازہ قبرستان کی طرف لے کر جا رہے ہیں آپ بھی جنازہ میں شرکت فرما لیں۔ آپ نے فرمایا، کہ میں حجرہ سے اس لئے باہر نکلا ہوں کہ لنگر کی تقسیم کروں اور اس خدائی لنگر سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی شے عزیز نہیں ہے والدہ ماجدہ کی تجہیز و تکفین کے لئے حضرت بابا صاحب کی موجودگی ہی کافی ہے۔ حقیقت یہ تھی کہ والدہ ماجدہ کے وصال کی اطلاع پر آپ کو دلی طور پر بہت دکھ ہوا۔ آپ اداس رہنے لگے۔ استغراق کے عالم میں محو رہتے اور آپ کی یہ حالت شدید سے شدید تر ہوتی جاتی پھر آپ نے لنگر کی تقسیم سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

عطائے خرقہ خلافت: کہا جاتا ہے کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً نو برس تک عالم استغراق میں مستغرق رہے اور اس کیفیت کا آپ پر شدت سے غلبہ رہا۔ اس مدت کے دوران حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ پر مسلسل باطنی توجہ مبذول رکھی۔ ایک دن مرشد پاک نے محسوس کیا کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس استغراقی کیفیت سے باہر نکالنا چاہئے چنانچہ اس مقصد کے لئے گیارہ محرم الحرام جمعرات کے دن اشراق کی نماز کے بعد حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے اور آپ پر بھرپور خصوصی توجہ مبذول فرمائی پھر آپ کے بائیں کان میں سات مرتبہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا۔ مرشد پاک کے کلمہ پڑھتے ہی آپ حالت استغراق سے باہر آ گئے۔ اس کے بعد حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خصوصی مجلس منعقد کی اور اس مجلس پاک میں خرقہ خلافت سے آپ کو نوازا اور آپ کے سر مبارک پر اپنا کلاہ پہنا کر اپنا خرقہ مبارک پہنا دیا۔ حضرت مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد کامل کے زیر سایہ تقریباً ستائیس برس کیفیت باطنی کی تحصیل فرمائی اور ریاضت و

Marfat.com

مجاہدہ میں مشغول رہے۔ ایک دن حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم ہوا کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت سے نوازا جائے۔ اس ضمن میں ''حقیقت گلزار صابری'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ 24 رمضان المبارک 650ھ بروز جمعرات نماز تہجد کے بعد حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں اپنے پیرومرشد حضرت شیخ الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت ہوئی۔ پیرومرشد نے یہ ارشاد فرمایا کہ مخدوم علی احمد صابر کو جلد لے چلو۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عالم امثال میں ہی مخدوم پاک کو حجرہ مبارک سے ہمراہ لیا اور اپنے پیرومرشد کے عقب میں روانہ ہوا، تھوڑی دیر میں ہی عالم ملکوت سے عالم جبروت میں عروج کیا چاروں طرف تا حد نگاہ انوار و تجلیات یاقوت کی مانند درخشاں تھے اور ہر طرف نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔

حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ایک عالیشان دربار منعقد تھا جہاں پر حضور سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور اردگرد تمام حضرات سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اور دیگر حضرات متقدمین اور متاخرین کی ارواح پاک بھی حسب مراتب متمکن ہیں۔ میرے پیرومرشد نے مجھے اور مخدوم علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بارگاہ اقدس میں پیش کیا اور میں نے مرشد پاک کے ارشاد کے مطابق مخدوم علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بندگان عالی میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخدوم علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے پاس بٹھایا اور پشت کی طرف دست مبارک رکھ کر زبان حق سے فرمایا ہذا ولی اللہ میں نے بھی کہا ہذا ولی اللہ۔ اس کے بعد میرے پیرومرشد اور تمام موجود حضرات نے بھی یکے بعد دیگرے ہذا ولی اللہ کہا۔ اس قدر مبارکباد کی آوازیں میرے کان میں گونجنے لگیں کہ ناگہاں میری آنکھ کھل گئی اور میں بیدار ہو گیا۔ یہ شب اس قدر روشن و منور تھی کہ لیلۃ القدر کی مانند معلوم ہوتی تھی۔ میں اسی وقت اٹھ کر مخدوم علی احمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حجرہ کی طرف گیا تو دیکھا کہ خلاف معمول

Marfat.com

دروازہ کھلا ہوا ہے اور انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے جبکہ مخدوم علی احمد صابر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) عالم استغراق میں مشغول ہیں۔ اس کے بعد عارفان حق کی آمد شروع ہوگئی جو کہ جوق در جوق آنا شروع ہوئے اور حضرت مخدوم پاک (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مہر ولایت کو دیکھ کر ہذا ولی اللہ کہتے ہوئے مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ صبح سے شام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ جب سالکین سے مہلت ہوئی تو رجال الغیب، رقبا ونقبا، نجبا وابدال، اقطاب واغیاث اور بادشاہ جنات آنا شروع ہوئے اور حضرت مخدوم پاک (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف اشارہ کر کے ھٰذا ولی اللہ کہتے ہوئے مجھے مبارکباد دینے لگے۔

اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خصوصی مجلس پاک منعقد کر کے حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خرقہ خلافت سے نوازا اپنی کلاہ مبارک آپ کے سر مبارک پر رکھی اپنے ہاتھوں سے سبز عمامہ باندھا پھر اپنا خرقہ مبارک پہنایا اور سند خلافت تحریر کر کے دہلی کے لئے مرحمت فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تم پہلے قطب ہانسی حضرت شیخ جمال الدین (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر اس ولایت نامہ پر مہر خلافت لگوا لینا پھر اس کے بعد دہلی جانا۔

انگلی شمع کی مانند روشن ہوگئی: حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اول تھے "سیر الاولیاء" کے مصنف تحریر کرتے ہیں کہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے اور آپ کی مریدی کی بدولت اکابر شیوخ کے مرتبہ پر پہنچے۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی محبت کی وجہ سے بارہ برس تک ہانسی میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدر ومنزلت اس قدر تھی کہ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جس کو بھی خرقہ خلافت سے نوازتے

Marfat.com

تو پہلے اس کو ارشاد فرماتے کہ پہلے ہانسی جا کر خلافت نامہ پر ان کی مہر لگوا لو۔ ان کی مہر کے بغیر کوئی بھی خلافت نامہ مکمل نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حکم کے مطابق پاکپتن شریف سے ہانسی کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اپنی سواری پر سوار ہو کر ہانسی پہنچے تو سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی خانقاہ اقدس میں داخل ہوئے۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کا استقبال کیا۔ دونوں بزرگوں نے نماز مغرب اکٹھے ادا کی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد پاک کی طرف سے دیا گیا خلافت اور قطبیت نامہ ان کو دکھایا۔

اتفاق سے اس دن خانقاہ اقدس میں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور مطلع ابر آلود تھا رات کی تاریکی پھیلنے کی وجہ سے حضرت شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ شب کا وقت ہے روشنی کا بھی کچھ انتظام نہیں اس لئے اب آپ آرام فرمائیں صبح کو دن کی روشنی میں مہر ثبت کر دی جائے گی۔ حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات سن کر فرمایا کیا روشنی نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام صبح تک کے لئے ملتوی کیا ہے یا کچھ اور بھی کام ہے۔ حضرت شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اور تو کوئی کام نہیں ہے صرف روشنی نہ ہونے کی وجہ سے کیا ہے کہ صبح کو مہر و دستخط کر دیئے جائیں گے۔ حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت مہر لگانے اور دستخط کرنے پر اصرار کیا چنانچہ چراغ جلایا گیا مگر اس وقت ہوا بڑے زور کی چل رہی تھی اس لئے ایک ہی جھونکے سے چراغ بجھ گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت پر اسم اعظم پڑھ کر دم فرمایا تو انگشت مبارک شمع کی مانند روشن ہو گئی۔ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے جلال کو ملاحظہ فرمایا تو خیال کیا کہ جب ان کے غصے کا یہ حال ہے تو یہ دہلی کی قطبیت کیا کریں گے دو چار دن میں ہی دہلی کو جلا کر خاکستر کر دیں گے اور دہلی بلاوجہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ حضرت مخدوم

Marfat.com

پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ آپ کے مزاج مبارک میں بہت جلال ہے اور دہلی والے آپ کے غصہ اور جلال کی تاب نہ لاسکیں گے اور آپ معمولی سی بات پر ہی دہلی کو جلا کر خاکستر کر دیں گے لہٰذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کو دہلی کی قطبیت پر فائز کیا جائے، یہ فرماتے ہی انہوں نے آپ کی سند قطبیت کو چاک کر دیا۔

اپنی سند قطبیت کو چاک ہوتے دیکھ کر حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دم غصہ میں آ گئے اور حالت جلال میں فرمایا، آپ نے میری سند چاک کی ہے میں نے آپ کا سلسلہ چاک کر دیا۔ جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اس وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پاکپتن شریف میں نماز کے لئے وضو کر رہے تھے۔ وضو کے بعد فرمایا، اللہ خیر کرے آج دین کے دو پہلوانوں میں کشتی ہو رہی ہے۔

اس کے بعد حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہانسی سے روانہ ہو گئے اور واپس پاکپتن شریف پہنچے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ قطب حضرت جمال الدین ہانسوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خلافت نامہ پر مہر نہیں فرمائی اور سند کو چاک کر دیا۔ حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''جمال (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے چاک کئے ہوئے کو میں نہیں سی سکتا مگر تم غم نہ کرو میں اس سے بہتر تمہیں حکم نامہ لکھ کر دوں گا۔''

عطائے ولایت کلیر: تذکرہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو کلیر شریف کا شاہ ولایت مقرر فرمایا اور اس ضمن میں اپنے دست مبارک سے ایک حکم نامہ تحریر فرمایا اور علیم اللہ ابدال کی معیت میں 15 ذی الحجہ 652ھ کو کلیر شریف کی طرف روانہ فرمایا۔ جب آپ کلیر شریف پہنچے تو وہاں پر مسماۃ گل زادی کے مکان میں سکونت اختیار فرمائی، یہ گھرانا آپ کا معتقد ہو گیا۔ اسی محلہ میں جمال تیلی اور مسماۃ نعمت کے گھر بھی تھے جبکہ آپ کی قیام گاہ کے شمال کی طرف قاضی تبرک کا مکان تھا۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ اپنی قیام گاہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اگلے دن عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ نمازیوں نے آپ کو دیکھا اور آپ سے بات چیت کی تو وہ سب آپ کے معتقد ہو گئے۔ آپ کے زہد و تقویٰ کی شہرت پورے کلیر شریف میں پھیل گئی لوگ آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی خدمت میں آنا شروع ہو گئے مگر آپ کی جلالی حالت اور رعب و دبدبہ کے باعث نزدیک آنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی اس لئے دور سے ہی زیارت کی سعادت حاصل کر کے چلے جاتے۔ ایک دن آپ حضرت علیم اللہ ابدال بہاؤ الدین اور جمال تیلی اور ان کے بیٹوں کے ہمراہ عصر کے وقت مسجد میں تشریف لائے۔ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نمازیوں سے مخاطب ہوئے مسجد میں اس وقت تقریباً دو ہزار افراد موجود تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، پروردگار عالم کے نزدیک اس کے سب بندے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کا خاص بندہ وہی ہے جو سچے دل سے اس کی عبادت و اطاعت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے پیارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شریعت مطہرہ کی پابندی کرے۔

اس کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور جمال تیلی اور ان کے سات بیٹوں نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، اے لوگو! یہ قطب ہند ہیں اور ان کو کلیر کی ولایت عطا کی گئی ہے۔ اس لئے سب لوگوں کو چاہئے کہ ان کے دست حق پر بیعت کر کے دینی و دنیوی کامیابی حاصل کریں۔ ان کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں پر مامور فرمایا ہے اور پروردگار عالم کی طرف سے ان کو بلند مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کے وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لوگوں نے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی باتیں سنیں مگر کوئی بھی بیعت کی غرض سے آگے نہ بڑھا۔ اگلے دن فجر کے وقت آپ پھر جامع مسجد کلیر شریف میں تشریف لے گئے اور نماز کی ادائیگی کے بعد حاضرین مسجد کو وعظ و ہدایت فرمائی۔

Marfat.com

حاضرین میں سے کسی نے بھی آپ کی آواز پر لبیک نہ کہا اور جواب دیا کہ ہمارا پیر قرآن حکیم ہے اور ہمارا امام قاضی تبرک ہے اس کی منشا کے بغیر ہم کس دلیل سے تم کو اپنا امام اور اپنا پیر مان لیں۔ (قاضی تبرک کلیر شہر میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھا، غرور تکبر میں یکتا تھا اور اپنے سے افضل کسی کو نہ سمجھتا تھا تمام اہل شہر پر اس نے اپنا رعب جما رکھا تھا، ہر ادنیٰ و اعلیٰ اس کا فرمانبردار اور تابعدار تھا۔ شہر کا حاکم قیام الدین عرف ذموان بن داؤد بن خاکف اگرچہ خودمختار تھا مگر وہ بھی قاضی تبرک کا تابعدار تھا۔)

قاضی تبرک کی مخالفت: حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کی یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا، فقیر اپنے پیر و مرشد کی طرف سے عطا کردہ خلافت نامہ کی بنا پر امام ہونے اور سلطان الاولیاء کا خطاب رکھتا ہے اس دلیل کے باعث طریقت کی ہدایت کرتا ہے۔ آپ کے اس اعلان کی شہرت کلیر شریف میں ہوگئی۔ رفتہ رفتہ لوگ آپ کے معتقد ہوتے گئے۔ آپ کی شہرت قاضی تبرک کو بہت ناگوار گزری اور اس نے کھلم کھلا آپ کی مخالفت شروع کر دی جو لوگ آپ کے عقیدت مند اور مرید ہو گئے تھے ان کو بہکانا شروع کر دیا اور جو آپ کی بیعت سے مشرف ہونے کے لئے آتے تو ان کو اس مقصد سے باز رکھنے کے لئے روکتا اور ان پر دباؤ ڈالتا۔ قاضی تبرک کی مخالفت اور سخت رویئے کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں پہنچے بغیر ہی واپس چلے جاتے جبکہ بعض لوگوں نے آپ کی قربت سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ قاضی تبرک نے آپ کی مخالفت کی انتہا کر دی اس نے رئیس کلیر قیام الدین کو بھی آپ کی طرف سے بدظن کر دیا اور کہا کہ کلیر میں ایک ایسا شخص آیا ہے جو اپنی بزرگی و برتری کا دعویدار ہے اور اپنے آپ کو کسی مرشد کامل کا بھیجا ہوا بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ کلیر کی ولایت اس کے سپرد کی گئی ہے وہ جامع مسجد میں بھی اسی طرح کی باتیں اور وعظ و تلقین کرتا رہتا ہے جس سے نمازیوں کی نمازوں میں فتور پڑتا ہے اور لوگ اس کی باتوں کا اثر لیتے ہیں اگر فوری طور پر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دن ہمارے لئے نقصان کا باعث بن جائے اس لئے ضروری ہے

Marfat.com

کہ جلد اس کا تدارک کیا جائے۔

کلیر کے رئیس پر قاضی تبرک کی باتوں کا اثر ہوا اور اس نے حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے اقتدار کے لئے خطرہ سمجھا چنانچہ رئیس کلیر قیام الدین بذات خود آپ کا وعظ سننے کی غرض سے جامع مسجد میں آیا۔

گم شدہ بکری کا واقعہ: حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد میں تشریف لا چکے تھے۔ قاضی تبرک نے چونکہ پہلے ہی رئیس کلیر کے کان بھر رکھے تھے۔ اس لئے اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ سے ملاقات کی اور کہا، آپ سلطان الاولیاء اور قطب الاقطاب ہیں اگر یہ درست ہے اور آپ کا دعویٰ سچا ہے تو بتائیے کہ میری ایک بکری جو کہ تین ماہ سے غائب ہے اس کی رنگت سفید اور قد دراز تھا اور وہ بہت خوبصورت بکری تھی اس وقت کہاں ہے؟ اگر آپ نے اس کے بارے میں صحیح بتا دیا تو ہم اہل کلیر آپ کی امامت، ولایت، قطبیت تسلیم کرلیں گے۔ حضرت مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دم جلال میں آ گئے اور فرمایا، زمواں کی بکری کھانے والے لوگو یہاں حاضر ہو جاؤ۔ یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوتے ہی فوری طور پر ستائیس آدمی گھبرائے ہوئے جامع مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم نے زمواں کی بکری کھائی ہے؟ ان لوگوں نے رئیس کے خوف سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ہم پر بہتان ہے ہمارا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت چاہا کہ ان کا پردہ فاش نہ ہو مگر وہ لوگ انکار ہی کرتے رہے۔ جب آپ تنگ آ گئے اور ان لوگوں نے بات نہ بتائی تو آپ نے رئیس شہر سے فرمایا، تم اپنی بکری کا نام لے کر بلند آواز سے پکارو اور پھر قدرت کا تماشہ دیکھو۔ رئیس شہر نے بکری حرمنہ کہہ کر آواز دی۔ رئیس کا نام لے کر آواز دینا تھا کہ بحکم باری تعالیٰ فوراً ان ستائیس آدمیوں کے پیٹ میں سے جدا جدا آواز آئی کہ میرا اس قدر اتنا اتنا حصہ فلاں فلاں شخص کے پیٹ میں ہے اور انہوں نے نصف شب کو ذبح کیا تھا میرا گوشت بھون کر کھایا تھا اور میری ہڈیاں

Marfat.com

صدرق کنویں میں ڈال دی تھیں۔

صبر وضبط کی انتہا: آپ کی یہ کرامت دیکھ کر رئیس کلیر بہت متاثر ہوا اور آپ کی قطبیت کا اقرار کیا اور چاہا کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے مگر قاضی تبرک نے مکاری سے کام لیتے ہوئے رئیس کے کان میں کہا کہ یہ شخص ساحر و جادوگر معلوم ہوتا ہے۔اس کی باتوں میں نہ آئیں ورنہ آپ کی تمام سلطنت برباد ہو جائے گی۔غرضیکہ قاضی تبرک نے اسی طرح مکروفریب سے رئیس کو حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب سے بدعقیدہ کر دیا۔رئیس اس کے ورغلانے میں آ گیا اور آپ سے کہنے لگا، تمہارا معاملہ جادو کا معلوم ہوتا ہے تم قطب نہیں ہو۔حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرائے اور فرمایا، الحمد للہ آج رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ سنت مبارکہ بھی اس عاجز سے ادا ہوئی کہ جادوگر خیال کیا گیا۔یہ فرما کر آپ اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

آپ کے اس طرح خاموشی کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف چلے جانے کے باوجود قاضی تبرک کو یہ خوف لاحق تھا کہ اگر کسی طرح حضرت مخدوم پاک کا سکہ جم گیا تو میں فوری طور پر اپنے منصب سے الگ کر دیا جاؤں گا۔اس لئے اس نے آپ کی مخالفت میں کوئی کمی نہ کی اور رات دن آپ کو تنگ کرنے اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ رہا۔اس نے آپ کے خلاف پراپیگنڈا کی انتہا کر دی مگر حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی صبر و تحمل کی انتہا کر دی۔

بابا فرید کی حالات کلیر سے آگاہی: ''سیر الاقطاب'' میں تحریر ہے کہ جب قاضی تبرک آپ کی مخالفت سے کسی بھی طرح باز نہ آیا اور اس کام میں رئیس کلیر کی مکمل حمایت اسے حاصل رہی تو آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس میں کلیر کے حالات کے بارے میں اس طرح سے لکھا کہ ''حضور نے جس مقام پر بندہ کو مقرر فرمایا ہے وہاں نماز جمعہ کے لئے جگہ نہیں پاتا اور کوئی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور حضرت پیر دستگیر کی اجازت

Marfat.com

کے بغیر تاب دم زدن نہیں۔ اس بارے میں جو حکم فرمایا جائے اس پر عمل کروں گا۔"
اس خط کے جواب میں حضرت قطب الکاملین نے فرمایا کہ وہ ولایت تم سے ہی متعلق ہے جس طرح تمہارا دل چاہے اسی طرح کرو اور جو مناسب سمجھو کرو اس کا تمہیں اختیار ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے اجازت و حکم ملنے پر حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پھر جامع مسجد کلیر شریف میں تشریف لے گئے۔

اس ضمن میں تذکرہ نگار تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خط کا جواب دینے کے ساتھ کلیر شریف کے رئیس اور قاضی تبرک دونوں کو بھی ایک خط تحریر فرمایا جس میں لکھا۔

"اے کلیر کے رئیس اور قاضی! تم میرے صابر کو آل نبی اولاد علی سمجھ کر اطاعت کرو کیونکہ اولی الامر وہی لوگ ہیں جن کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ بحکم حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے علی احمد صابر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اس ملک کا امام مقرر کیا ہے اور دربار رسالت سے اسے سلطان الاولیاء بنایا گیا ہے۔ اگر تم اس سے انحراف کرو گے اور اس کی بیعت سے انکار کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے تم سب کے نام لوحِ محفوظ سے چاک ہو چکے ہیں لیکن اگر اب بھی تم اپنی بہتری وسلامتی چاہتے ہو تو علی احمد صابر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اطاعت کرو۔"

تاریخ کے اوراق میں رقم ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا رئیس کلیر اور قاضی تبرک کو اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف کے حالات کے بارے میں لکھ کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوب بھیجا تو اس مکتوب کو علیم اللہ ابدال کے سپرد کیا کہ وہ پیرومرشد کی خدمت میں پہنچائیں۔ آپ کا خط لے کر علیم اللہ ابدال

Marfat.com

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف سے پاکپتن شریف آئے اور مخدوم پاک کا خط حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ خط پڑھ کر حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب لکھا اور ساتھ ہی ایک جامع فتویٰ قاضی تبرک کے نام تحریر فرمایا۔ اس فتویٰ کو علیم اللہ ابدال کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے اسے مخدوم علی احمد (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس لے کر جانا۔ چنانچہ جب حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ واپس کلیر شریف پہنچے تو پہلے سیدھے حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو وہ فتویٰ دکھانے کے بعد قاضی تبرک کے حوالے کر دیا گیا۔ اس بدبخت نے پڑھ کر چاک کر دیا اور اس کی پشت پر یہ لکھا کہ ہمارا پیر قرآن حکیم ہے اور امامت قدیم سے ہمارے حصہ میں چلی آتی ہے۔ ہمیں بیعت کی ضرورت نہیں ہے اور ہم آپ کے کہنے پر کیوں یہ یقین کریں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہمارے لئے صادر ہوا ہے اگر اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حکم دیں تو پھر ہم آپ کے خلیفہ کو امام تسلیم کریں گے ورنہ آپ کا کہنا ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔

یہ چاک کردہ خط حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کو بھیج دیا گیا۔ آپ نے کھڑے ہو کر اپنے مرشد پاک کے خط کی تعظیم کی مگر جب اس کو چاک کیا ہوا دیکھا تو جلال میں آ گئے اور فرمایا، اے گستاخو! تم نے ہمارے مرشد پاک کا خط چاک کیا ہے ہم تم سب کے ناموں کو لوح محفوظ سے چاک کئے دیتے ہیں۔ آج کی میری یہ بات یاد رکھو کہ تم لوگ کلیر کی سرزمین کے ساتھ بہت جلد سوختہ ہو جاؤ گے اور اس طرح جلو گے کہ تا قیامت تم سب جلتے رہو گے۔ کہا جاتا ہے کہ قاضی تبرک نے آپ کے مرشد پاک کا خط چاک کر کے صفوت بن قہوان نام کے ایک شخص کے ذریعہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تھا۔ آپ نے اسی دن اس چاک کردہ خط کو اور اپنی طرف سے لکھا گیا مکتوب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں صورتحال کی آگاہی کی غرض سے بھجوا دیا اور پھر اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج

Marfat.com

شکر رحمتہ اللہ علیہ نے رئیس کلیر اور قاضی تبرک کے نام خط تحریر کر کے روانہ کیا جس میں لکھا کہ ''پروردگار عالم نے تجھے کلیر کی ریاست عطا فرمائی ہے اور مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر (رحمتہ اللہ علیہ) کو دو جہاں کی بادشاہی عطا فرمائی ہے تجھ پر لازم ہے کہ فوری طور پر ان کی اطاعت کرے۔ تم ان کے مرتبے و مقام سے آگاہ نہیں ہو کیا تم نہیں جانتے کہ ان کا باپ شاہ عبدالرحیم عبدالسلام جیسا بلند پایہ بزرگ اور دادا عبدالوہاب جیسا ولی اللہ اور جد امجد قطب الاقطاب، غوث اعظم حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ تم قرآن حکیم کو اپنا پیر کہتے ہو اور آلِ رسول کو نہیں مانتے۔ آلِ رسول پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہو، میری یہ تحریر قاضی تبرک کو بھی مخاطب کرتی ہے اور ان کو بھی میں تاکید کرتا ہوں کہ اگر اس کے خلاف کرو گے تو پچھتاؤ گے اور قیامت تک گرفت سے نہ نکل سکو گے۔

غرضیکہ اس طرح کا نامہ مبارک حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ لے کر رئیس کلیر کے پاس پہنچے تھے۔

کلیر میں زلزلے کے جھٹکے: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے بھیجے ہوئے نامہ مبارک کی رئیس کلیر اور قاضی تبرک نے کوئی پرواہ نہ کی اور بدستور حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی مخالفت جاری رکھی آپ کو تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ''حقیقت گلزار صابری'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ کلیر شریف میں بہت سے علماء، فضلاء اور مشائخ بھی رہتے تھے کلیر کے رئیس اور شہر کے قاضی سرکش اور نافرمان ہو چکے تھے۔ آپ نے ان کو ہدایت حق کی تلقین کرنے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی کلیر کے لوگ بھی طرح طرح کی خرافات میں مبتلا ہو چکے تھے جب یہ لوگ سرکشی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے تو آپ کی طبیعت کے جلالی پن میں شدت پیدا ہوگئی۔ یہ نماز فجر کے بعد کا وقت تھا کہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ نے ورد سیف اللہ حرز یمانی، حرز مرتضوی کو بہ

Marfat.com

ترکیب قیوی روحی تلاوت فرمایا اور آسمان کی طرف دم کیا، پھر دوسرے دن بہ ترکیب غوثی معنوی تلاوت فرما کر زمین کی طرف دم کیا زمین میں اسی وقت ایک جنبش سی ہوئی لوگوں نے زلزلے کے جھٹکے محسوس کیے۔ دن چڑھنے تک تین مرتبہ زلزلہ آیا۔ رئیس کلیر نے قاضی تبرک کو بلایا اور اس کا سبب دریافت کیا۔ قاضی کے پاس کوئی جواب نہ تھا اس لئے اس نے کہا کہ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا کہ صبح سے اب تک تین مرتبہ زلزلے کے جھٹکے کیوں محسوس ہو رہے ہیں۔

قاضی کا مایوسانہ جواب سن کر رئیس کلیر نے کہا کہ میرا خیال ہے یہ قہر الٰہی ہے جو حضرت اقطاب ہند کی ناراضی کے باعث ہم پر نازل ہونے والا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم جا کے ان سے معافی مانگیں اور ان کی بیعت کر لیں۔ قاضی تبرک نے یکدم حواس باختہ ہو کر جواب دیا کہ آپ تو خواہ مخواہ معمولی سی باتوں سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ سب جادوئی عمل ہے اور جادو باطل ہوتا ہے اگر آپ اس کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو میں ایک ساحرہ کو اس طرح کے عمل کے لئے آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔ رئیس کلیر نے فوری طور پر اس کو بلانے کا حکم دیا چنانچہ ساحرہ کو حاضر کیا گیا۔ رئیس کلیر نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ صبح سے اب تک تین مرتبہ زلزلہ آ چکا ہے؟ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ چوتھی مرتبہ بھی زلزلہ آ گیا۔ ساحرہ نے کہا یہ تو سحر کا ایک معمولی سا مظاہرہ ہے اگر آپ حکم کریں تو میں بھی زمین کو اس طرح جھٹکے دے سکتی ہوں۔ رئیس کلیر نے اس ساحرہ کا امتحان لینے کی غرض سے حکم دیا کہ وہ اپنے سحر کا مظاہرہ کرے۔ اس پر اس نے گیارہ مرتبہ اپنے سحر کا مظاہرہ کیا وہاں پر موجود لوگوں اور رئیس کلیر کو گیارہ مرتبہ زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے حالانکہ حقیقت میں یہ زلزلے نہ تھے بلکہ اس ساحرہ نے اپنے سحر سے کام لے کر ان لوگوں کے دلوں پر زلزلے کے جھٹکے محسوس کروائے جس سے ان کو زمین کا زلزلہ محسوس ہوا اور ان لوگوں نے سمجھا کہ پہلے آنے والے زلزلے بھی سحر ہی کے مظاہرے ہیں۔

اس دن جمعہ کی اذان تک سات مرتبہ زلزلے کے جھٹکے آئے۔

Marfat.com

کلیر کی مسجد کا رکوع وسجود: نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے لوگوں نے جامع مسجد کلیر شریف کا رخ کیا۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ پہلے ہی جامع مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ مصلیٔ امامت پر تشریف فرماتے تھے۔ نمازیوں کی آمد شروع ہو چکی تھی تھوڑی ہی دیر بعد کلیر کا رئیس اور قاضی تبرک بھی آ گئے۔ مسجد میں ہزاروں آدمی موجود تھے۔ قاضی تبرک نے اپنے مصلہ امامت کے پاس پہنچ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ نے اس کو راہ راست پر آنے کی تلقین فرمائی مگر اس نے آپ کا مذاق اڑاتے ہوئے آپ کو جادوگر کے خطاب سے پکارا اور آپ کے مقام ومرتبہ کا صاف طور پر انکار کیا اور کہا کہ ہم لوگ ہرگز تمہیں اپنا امام نہیں بنائیں گے۔ قاضی تبرک کے با آواز بلند انکار کو وہاں پر موجود نمازیوں نے بھی سنا اور کسی نے آگے بڑھ کر مداخلت نہ کی ہر ایک نے خاموشی اختیار کی اور اس معاملہ میں بالکل دخل نہ دیا۔ یہ دیکھ کر آپ مصلہٗ امامت سے اٹھے اور اگلی صف میں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے آپ کو پہلی صف سے اٹھا دیا کہ یہ ہماری جگہ ہے۔ آپ وہاں سے اٹھے اور پچھلی صفوں سے ہوتے ہوئے لوگوں کے اٹھانے سے بیرونی دروازہ کے قریب آخری صف میں پہنچ گئے لیکن وہاں پھر بھی آپ کو کھڑا نہ ہونے دیا گیا آپ جہاں بھی کھڑے ہوئے لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہماری جگہ ہے آپ کو وہاں سے ہٹا دیتے حتیٰ کہ آپ سیڑھیوں تک آ گئے جب سیڑھیوں پر بھی جگہ نہ ملی تو آپ مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔

آپ کو مسجد سے باہر نکلتے دیکھ کر علیم اللہ ابدال بھی باہر آ گئے جبکہ حضرت شیخ بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ کو سیڑھیوں پر جگہ مل گئی۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت میں جلال کی کیفیت کا شدت سے غلبہ ہو چکا تھا ''سیر الاقطاب'' اور ''نور العارفین'' میں تحریر ہے کہ جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی رکوع کرے اور سجدہ میں جائے آپ کے حکم سے ایسا ہی ہوا مسجد کے سجدہ کرتے ہی

Marfat.com

تمام لوگ اس کے ملبے تلے دب گئے۔شہر میں زبردست زلزلہ آ گیا۔ جو لوگ مسجد کے باہر تھے انہوں نے جب تمام لوگوں کو مسجد کے ملبے تلے دبے موت کی وادی میں جاتے ہوئے دیکھا تو وہ شہر کی طرف بھاگے اور لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔

حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ پر جلال کا غلبہ طاری تھا۔ آپ اسی جلالی کیفیت میں اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے قیام گاہ کے باہر لوگوں کا ایک ہجوم جمع تھا جو آپ سے معافی کا خواستگار تھا چونکہ علیم اللہ ابدال آپ کی کیفیت جذب و جلال کے غلبہ کو محسوس کر رہے تھے۔ اس لئے کسی بھی شخص کو آپ کے سامنے جانے نہیں دے رہے تھے اور یہ کہہ کر ان کو واپس کر دیتے تھے کہ اب وقت گزر چکا ہے حضرت اس وقت بہت جلال میں ہیں جب شہر کے لوگوں کی آمد میں اضافہ ہوتا گیا تو آپ وہاں سے اٹھے اور کسی دوسرے مقام کی طرف چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد آپ نے کلیر شریف اور مسجد کی تباہی کے حالات لکھ کر علیم اللہ ابدال کے ذریعہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجے۔ علیم اللہ ابدال کو روانہ کرتے وقت فرمایا کہ جب تم واپس آؤ تو میرے عقب میں رہنا میرے سامنے ہرگز نہ آنا ورنہ جل کر خاکستر ہو جاؤ گے اور میں جو کچھ حکم دوں اس کی تعمیل کرنا ورنہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔ آپ کی بات سن کر علیم اللہ ابدال نے پاکپتن شریف کی طرف روانگی اختیار فرمائی اور عشاء کی نماز کے وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔

کلیر شہر کی ویرانی: کہا جاتا ہے کہ جس وقت کلیر شریف میں مسجد کے منہدم ہونے کا واقعہ پیش آیا عین اس وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ اقدس میں حضرت قطب الدین ابو الغیث بن جمیل رحمتہ اللہ علیہ نے وصال فرمایا اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے کی غرض سے بہت سے بزرگ وہاں پر جمع تھے ان اولیاء کرام نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ بابا جی! جب سے ہم لوگوں کو جامع مسجد کلیر کے الٹ جانے کا القا ہوا ہے ہمارے قلوب پر ایک

Marfat.com

باطنی کیفیت طاری ہے اور کسی کا حال سن کر سکون نہیں ملتا۔ سوائے اس کے کہ علی احمد صابر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تذکرہ کیا جائے۔ ان کی بات سن کر حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، یہ واقعہ میرے مخدوم صابر کے بلند مرتبہ کمال کا باعث ہے اور جب تک تم لوگ خود جا کر مخدوم علی احمد صابر (رحمتہ اللہ علیہ) کی مزاج پرسی کر کے نہ آؤ گے اس وقت تک کسی بھی اہل باطن کو اس کی رستگاری حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد جب حضرت علیم اللہ ابدال حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو تمام حاضرین کے سامنے کلیر شریف کے حالات و واقعات کی تفصیل بیان کی۔ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے اٹھائیس خلفاء بھی وہاں پر موجود تھے۔ علیم اللہ ابدال نے عشاء کی نماز وہاں پر ادا فرمائی اور پھر وہاں سے روانگی اختیار کی پھر جب حضرت علیم اللہ ابدال واپس کلیر شریف پہنچے تو یہ تہجد کا وقت تھا۔ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پاکپتن شریف کے تمام حالات بیان کیے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم مجھ سے عالم امکان کی بات ہرگز نہ کرنا اگر کچھ کہنا ضروری ہو تو عالم وجوب کی بات کرنا۔ کافی دنوں تک آپ پر جذب کی کیفیت طاری رہی تہجد کے وقت آپ مسماۃ گل زادی کے مکان پر تشریف لائے اور جس مقام پر آپ کا مزار اقدس ہے وہ مقام پہلے دن سے ہی آپ کو پسند تھا۔ اس مقام پر کھڑے ہو گئے پھر آپ پاس ہی لگے ہوئے گولر کے درخت کے قریب آئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اپنی پشت مبارک گولر کے درخت کے ساتھ لگا رکھی تھی اور بائیں ہاتھ سے درخت کی ایک شاخ پکڑ کر مٹھی بند کر لی پھر اپنی شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے ہاتھ کو اپنے قلب کے سامنے لا کر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ علیم اللہ ابدال سایہ کی طرح آپ کے ہمراہ تھے۔

کچھ دیر تک آپ پر استغراقی حالت طاری رہی پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ کے ہاتھ سے درخت کی شاخ چھوٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنا دوسرا ہاتھ بھی نیچے چھوڑ دیا۔ آسمان کی طرف بلند نگاہیں ہٹ گئیں اور آپ اسی حالت میں گولر کے

Marfat.com

درخت سے ذرا ہٹ کر جس جگہ پر کہ آپ کا مزار اقدس ہے کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد آپ نے اپنی جلالی نگاہوں سے ایک ہلکی سی نظر زمین کی طرف کی تو آپ کے مبارک قدموں سے سات قدم کے فاصلہ پر زمین سے آگ نکلی جو دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف پھیل گئی۔ اس آگ سے کلیر کی ہر چیز جلنا شروع ہو گئی۔ اس آگ کی زد سے صرف گولر کا درخت، ایک فاختہ جو اسی گولر کے اوپر گھونسلہ بنائے ہوئی تھی۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو آپ کی قیام گاہ سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ اور حضرت امام الدین رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک جو کہ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے کلیر کی فتح کے ہنگامے میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے تھے۔ یہ مذکورہ بالا چار چیزیں محفوظ رہیں۔ کلیر کی تباہی کے بعد پورے شہر میں ویرانی پھیل گئی تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جامع مسجد کلیر کے انہدام کے بعد شہر میں کوئی بیماری پھیل گئی جس سے وہ ویران اور تباہ و برباد ہو گیا۔

<u>دور جلال</u>: روایات میں آتا ہے حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کلیر کی تباہی کے بعد نہایت یکسوئی اور محویت کے ساتھ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ''حقیقت گلزار صابری'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ کچھ مدت کے بعد افغانستان کے شہر کابل کے علاقہ سے اکیس علماء و فضلاء، حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت کرنے کی استدعا کی۔ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے ان سب سے فرمایا کہ تمہارے لئے اس فقیر کے پاس کچھ نہیں ہے تم حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس کلیر شریف چلے جاؤ تم میں سے جس کا حصہ ہو گا وہ عطا کریں گے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق یہ سب علماء کرام کلیر شریف پہنچے اور وہاں پر چند یوم قیام کیا لیکن ان کا مقصد پورا نہ ہوا۔ کیونکہ حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت میں بے حد جلال پیدا ہو گیا تھا اور اسی

Marfat.com

جلال کی وجہ سے کوئی آپ کے قریب نہیں آتا تھا اس لئے حضرت شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کے سوا باقی تمام علماء، کرام یکے بعد دیگرے واپس کابل چلے گئے پروردگار عالم نے حضرت شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل فرمایا اور ان کو استقامت کی دولت نصیب فرمائی۔ وہ حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں ٹھہرے رہے، پھر جب حضرت مخدوم پاک جذب وسکر کی حالت سے نکل کر حالت صحو میں آئے تو ارشاد فرمایا، اے شمس الدین! تو ہمارا فرزند ہے ہم نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی ہے کہ ہمارا یہ سلسلہ تیرے ذریعہ سے تاقیامت جاری وساری قائم و دائم رہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضرت مخدوم پاک سے عرض کیا کہ حضور! کچھ تناول فرمالیں۔ آپ حالت استغراق میں تھے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ حضرت مخدوم پاک کا یہ جواب سن کر حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا، بے شک یہ درست ہے مگر کیا بندے کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ مالک کی نقل کرے، اللہ اللہ ہے اور بندہ بندہ۔ آپ نے فرمایا، تم ٹھیک کہتے ہو واقعی بندہ بندہ ہے اور اللہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے آزاد ہے پھر آپ نے چند دانے گولر کے تناول فرمائے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت مخدوم علی احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی استغراقی کیفیت کے عالم میں حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ اور کوئی مرید خاص آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے ان سے فرمایا شمس الدین! آج سے تم چھ سال کے لئے حبس کبیر یعنی چھ برس تک خلوت گزیں اور چلہ کشی اختیار کرو۔ اس چھ برس کی طویل مدت کے لئے آپ نے جو اور چنے کی دو روٹیاں اور پانی کا ایک لوٹا کھانے پینے کے لئے دیا اور فرمایا، شمس الدین! جب بھوک پیاس لگے تو ان سے دور کر لینا۔ جب حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ چھ برس کی چلہ کشی کے بعد جس کبیر سے باہر آئے تو آدھی روٹی اور آدھا لوٹا پانی باقی تھا۔ حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا، شمس الدین! ہم نے تم کو ہفت اقلیم کا بادشاہ کیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پورے چھ برس تک جس کبیر میں مقید رہنے کے بعد حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علیم اللہ ابدال سے فرمایا کہ جاؤ اور شمس الدین کو بلا لاؤ۔ حضرت علیم اللہ ابدال گئے اور حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عالم محویت میں پایا اور سات مرتبہ ان کو آواز دی۔ اس ضمن میں حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سمجھا کہ یہ آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز ہے۔ میں جواب میں قَالُوْا بَلٰی کہنے لگا۔ پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے سات مرتبہ مجھے آواز دی۔ اس وقت میں سمجھا کہ اب حکم فَاسْجُدُوْا کا ہے میں سجدہ کرنے لگا۔ پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھے سات مرتبہ آواز دی، اس وقت میں سمجھا کہ یہ آواز کُنْ کی ہے۔ پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دی تو تب میں سمجھا کہ یہ آواز وُجُوب ہے۔ اس کے بعد حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھے سات مرتبہ آواز دی۔ اس وقت میں نے سمجھا کہ اب میں عالم ارواح سے بَرْزَخِ صُغْریٰ میں آیا ہوں۔ پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھے سات مرتبہ آواز دی تو میں یہ سمجھا کہ عدم سے وجود میں ابھی آیا ہوں۔ پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھے سات مرتبہ آواز دی تو اس وقت میں سمجھا کہ کوئی کسی کو پکارتا ہے پھر حضرت علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دی تو میں سمجھا کہ کوئی شمس الدین یہاں ہے جسے کوئی پکارتا ہے۔ پھر علیم اللہ ابدال نے مجھے سات مرتبہ آواز دی تو میں نے آنکھیں کھولیں اور دیکھا پھر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے اور تیرا کیا مقصد ہے؟ یہ سن کر حضرت علیم اللہ ابدال متحیر ہوئے اور حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے اور تمام حالات کے بارے میں عرض کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اب جا کر شمس الدین سے

Marfat.com

کہو کہ ”صابر کے شمس ارضی کو بحکم صابر بلاتا ہوں“ چنانچہ حضرت علیم اللہ ابدال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ گئے اور ان الفاظ کے ساتھ حضرت خواجہ شمس الدین نے یہ آواز سنی تو فوراً اسی وقت حبس کبیر سے باہر تشریف لے آئے اور مخدوم پاک حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔

عالم جمال کا آغاز: حضرت شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قیام کے لئے ایک جھونپڑی تیار کر رکھی تھی اور اس مقام پر لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ کلیر شریف اور کلیر شریف کے اردگرد کے علاقوں اور مضافات سے عقیدت مندوں کی آمد جاری رہتی تھی اور لوگ آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد واپس چلے جاتے کوئی بھی شخص رات کو آپ کے پاس نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ آپ کی خدمت میں دہلی سے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین بھی حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی دہلی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتا تو آپ کو پہلے ہی معلوم ہو جاتا تھا تو آپ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرما دیتے کہ ”دہلی والا آ رہا ہے ہانڈی میں نمک ڈال دینا۔ ہانڈی میں گولر کھانے کے لئے ابالے جاتے تھے اور اس سے آنے والوں کی بعض مرتبہ تواضع کی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ کا حسن نامی قوال کلیر شریف میں حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ یہاں سے کچھ انعام ملے گا۔ آپ نے حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ اس کو کھانے کے لئے گولر دے دو۔ قوال نے گولر لے تو لئے لیکن دل ہی دل میں اس انعام پر کڑھتا رہا کہ یہ کیا ملا میں تو یہاں پر اس لئے حاضر ہوا تھا کہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قوال ہوں اور حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے مرید اور خلیفہ ہیں اس لئے کافی انعام لوں گا لیکن یہاں سے تو کچھ بھی

Marfat.com

نہیں ملا تاہم پاکپتن شریف پہنچ کر حضور بابا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ گولر دکھا دوں گا اور اس انعام کا ذکر کروں گا۔

اس کے بعد جب حسن قوال کلیر شریف سے واپس پاکپتن شریف پہنچا تو اپنے سفر کی ساری روئیداد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جب میں نے اپنے فریدی قوال ہونے کا ذکر کیا تو حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''میرے شیخ اچھے ہیں۔'' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ الفاظ سنے تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج سے میں شیخ ہوا ہوں۔ پاس بیٹھے ہوئے خدام نے عرض کی، حضور! کیا آپ اس سے پہلے شیخ نہ تھے؟ ارشاد فرمایا، آج سے پہلے شیخ کہنے والے علی احمد صابر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نہ تھے۔ آج یہ الفاظ حضور مخدوم پاک (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زبان اطہر سے نکلے ہیں۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے وہ گولر حاضرین میں تقسیم فرما دیئے جس جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی باطنی کیفیت میں تبدیلی آ گئی اور اس کا باطن نور سے منور ہو گیا۔

خواجہ شمس ترک کو وصیت: قطب ربانی، قطب الاقطاب، علم میں کامل، زہد و ورع میں مکمل، یادِ الٰہی میں مستغرق، ظاہری و باطنی فضائل سے آراستہ، سرمایہ صدق، طالب عقبیٰ، شیخ کامل حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دن حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ ہم نے تجھے ہفت اقلیم کا شاہ ولایت مقرر کیا ہے۔ فی الحال تم پانی پت جانے کے بجائے پہلے چتوڑ گڑھ چلے جاؤ اور سلطان علاؤ الدین خلجی کی فوج میں بھرتی ہو جاؤ۔ سلطان علاؤ الدین خلجی بادشاہِ اسلام ہے اور ایک عرصہ سے قلعہ چتوڑ گڑھ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے مگر اسے فتح حاصل نہیں ہوتی۔ تمہارا جانا وہاں پر ضروری ہے اس لئے کہ جب تک تم دعا نہ کرو گے اسے فتح حاصل نہ ہو گی۔ تمہارے جانے کے بعد اس دنیا فانی سے میرا بھی کوچ ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ مجھے کیسے معلوم

Marfat.com

ہو گا کہ آپ کا وصال مبارک کب ہوا اور پھر میں آپ کی آخری خدمت سے محروم رہ جاؤں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس دن قلعہ فتح ہو گا اسی دن میرا وصال ہو گا یعنی جس دن تم سے کوئی کرامت سرزد ہو گی اسی دن میرا وصال ہو گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ قلعہ فتح ہونے کی کیا صورت ہو گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا، تیرے لشکر میں موجودگی کی نشاندہی اور اطلاع ایک ولی اللہ سلطان علاؤ الدین خلجی کو کرے گا اور سلطان تیرے پاس آ کر تجھ سے دعا کرنے کی درخواست کرے گا تو تم اس کے حق میں دعا کرنا، بفضل باری تعالیٰ تمہاری دعا قبول ہو گی اور قلعہ فتح ہو جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم میری تجہیز و تکفین و تدفین میں شامل ہو گے۔

اپنے پیر و مرشد کا حکم ملتے ہی حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف سے روانہ ہوئے اور سلطان علاؤ الدین خلجی کی فوج میں جا کر بھرتی ہو گئے۔ ان دنوں سلطان علاؤ الدین خلجی چتوڑ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت دیانت و امانت کے ساتھ اپنا فریضہ انجام دیتے رات کے وقت اپنے خیمہ میں رہ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ سلطان خلجی نے کافی عرصہ سے محاصرہ کر رکھا تھا مگر اسے قلعہ فتح کرنے میں ناکامی کا سامنا تھا چونکہ شاہی فوج نے کافی عرصہ سے میدان جنگ میں اپنے خیمے لگا رکھے تھے طویل محاصرے اور بارش کی کثرت کی وجہ سے خیموں کے رسے گل کر کمزور ہو چکے تھے اور کافی تعداد میں ناکارہ ہو گئے تھے۔ اس بات کی اطلاع سلطان علاؤ الدین خلجی کو دی گئی تو سلطان نے فوری طور پر سوت اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ شاہی حکم کی تعمیل میں شاہی کارندے اسی وقت چاروں طرف سوت اکٹھا کرنے کی غرض سے روانہ ہو گئے۔ کچھ شاہی کارندے ایک گاؤں میں پہنچے اور لوگوں سے کہا کہ سلطان کا حکم ہے فوری طور پر اس قدر سوت فراہم کیا جائے۔ بظاہر اتنی جلدی اس قدر سوت کی فراہمی بہت مشکل اور ناممکن تھی اسی لئے گاؤں کے لوگ پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ اس گاؤں میں ایک بزرگ رہتے تھے کو مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات ولی اللہ تھے۔ ان

Marfat.com

کو شاہی کارندوں کی آمد اور گاؤں والوں کی پریشانی کا علم ہو گیا چنانچہ وہ گاؤں والوں کے پاس آئے اور ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر کرنے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں انشاء اللہ تعالیٰ میں اس کا انتظام کر دوں گا۔ بزرگ نے ایک شاہی کارندے کو اپنے ساتھ لیا اور اپنے گھر لے کر آئے گھر سے ایک ہنڈیا لے کر اس میں ایک سوت کی نلکی ڈال دی پھر ہنڈیا کے منہ پر کپڑا باندھ کر ایک سوراخ سے نلکی کے سوت کا سرا باہر نکالا، کچھ پڑھ کر دم کیا اور دعا مانگی۔ اس ہنڈیا کو لے کر شاہی کارندے کے پاس آئے اور اس سے فرمایا، اس کو لے جاؤ اور سوت کا سرا کھینچ کر جس قدر چاہو رسہ بنا لو انشاء اللہ سوت میں کمی واقع نہ ہو گی۔

شاہی کارندے بزرگ کی بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ہنڈیا لے کر خوشی خوشی شاہی لشکر کی قیام گاہ میں پہنچے اور سوت کھینچنا شروع کیا وہ سوت کھینچتے جاتے تھے اور رسے بناتے جاتے اس طرح بہت جلد ڈھیروں کے حساب سے رسے تیار ہو گئے بے شمار لشکری اس منظر کو دیکھنے کے لئے وہاں پر جمع ہو گئے تھے اور حیران ہوتے تھے۔ بزرگ کی اس کرامت کی خبر سلطان علاؤ الدین خلجی کو بھی ہو گئی چنانچہ وہ بذات خود اس جگہ پر آیا جہاں ہنڈیا سے سوت نکالا جا رہا تھا اپنی آنکھوں سے سارا مشاہدہ کرنے کے بعد ان شاہی کارندوں کو ساتھ لے کر پاپیادہ بزرگ کی خدمت میں حاضری کی سعادت سے مشرف ہوا، قدم بوسی کرنے کے بعد عرض کیا، حضور! بہت زبردست مہم آن پڑی ہے کامیابی نہیں ہو رہی میری فتح کے لئے دعا فرمائیے۔ بزرگ نے جواب دیا، جو کام میرے ذمہ تھا وہ میں نے بفضل باری تعالیٰ پورا کر دیا ہے جس مقصد کے لئے تم میرے پاس آئے ہو اس کے لئے خود تمہارے لشکر میں ایک خدا رسیدہ بزرگ موجود ہے اگر وہ دعا کرے گا تو تمہاری فتح یقینی ہے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے اپنے لشکر میں بزرگ کی موجودگی سے لاعلمی کا اظہار کیا تو اس حقیقت شناس مرد بزرگ نے کہا، اس بزرگ کی علامت یہ ہے کہ ایک روز رات کے وقت تیز ہوا چلے گی، بارش اور آندھی کے باعث تمام خیمے گر جائیں گے تمام لشکر والوں

Marfat.com

کے چراغ گل ہو جائیں گے لیکن اس بزرگ کا خیمہ قائم رہے گا اور اس کا چراغ بھی روشن رہے گا اور وہ تلاوت کلام اللہ میں مشغول ہو گا اگر اس وقت تم آندھی اور بارش میں تھوڑی سی تکلیف کر کے اس بزرگ کے پاس جا کر ان سے دعا کی درخواست کرو تو وہ ضرور دعا کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں فتح حاصل ہو گی۔

سلطان علاؤ الدین خلجی اس وقت کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا، آخر کار وہ شب آ ہی گئی بارش کے ساتھ سخت آندھی چلی خیمے گر گئے جس سے تمام لشکر والوں کے چراغ گل ہو گئے۔ سلطان فوری طور پر اپنی لشکر گاہ میں ہر طرف پھرنے لگا اسے دور سے ایک خیمہ میں چراغ جلتا ہوا دکھائی دیا وہ فوراً اس خیمے میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تلاوتِ قرآنِ پاک میں نہایت استغراق کے ساتھ مصروف تھے۔ سلطان دست بستہ ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ حضرت شیخ نے جب تلاوت کلام پاک سے فراغت پائی تو سلطان کی طرف دیکھا، سلطان نے سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور اس وقت آنے کی وجہ پوچھی۔ سلطان نے معذرت کی کہ میں آپ کی قدر و منزلت نہ کر سکا۔ آپ مجھے معاف فرما دیں۔ اس کے بعد دعا کی درخواست کی، آپ نے فرمایا میں یہاں سے تین کوس پر جا کر دعا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ قلعہ فتح ہو جائے گا۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین کوس پر جا کر دعا کی ادھر سلطان خلجی نے آپ کے حکم کے مطابق قلعہ پر حملہ کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں قلعہ فتح ہو گیا۔

حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ کا وصال: جس وقت سلطانی لشکر فتح مندی کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو رہا تھا عین اس وقت حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پیرو مرشد کی بات یاد آئی اور سمجھ لیا کہ آج حضرت مخدوم پاک علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا ہے چنانچہ فوری طور پر کلیر شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ کلیر شریف میں پہنچ کر مرشد پاک کے غسل و کفن سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ بالکل تیار ہو گیا تو دیکھا کہ ہزاروں لوگ حضرت مخدوم

Marfat.com

پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے موجود ہیں۔ نمازِ جنازہ پڑھانے کی کوئی جسارت نہ کرتا تھا کیونکہ نماز جنازہ اس شخص کو پڑھانا تھی جو حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ بلند مقام و مرتبہ رکھتا ہو۔ اسی شش و پنج میں تھے اور تھوڑی دیر انتظار کے بعد مصلے پر کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ حاضرین نے دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار نقاب پوش چلا آ رہا ہے قریب آ کر اس نے گھوڑا باندھا اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے مصلے پر کھڑا ہو گیا۔ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد جب وہ نقاب پوش واپس جانے کے لئے گھوڑا کھولنے لگا تو اس وقت حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بات یاد آ گئی کہ انہوں نے ایک دن اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا تھا کہ حضور! مقامِ فنا اور مقام بقا کیا ہے؟ تو حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ فنا و بقا کا راز کسی وقت ظاہر کر دیا جائے گا۔

آج وہ سوال اچانک اتنی مدت کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذہن میں دوبارہ ابھر آیا تھا پھر ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس بزرگ نے مرشد پاک کی نمازِ جنازہ پڑھائی ہے ان سے ملاقات تو کرنی چاہئے کہ وہ کون ہیں تا کہ پتہ چل سکے کہ مرشد پاک کی نمازِ جنازہ کس شخصیت نے پڑھائی ہے۔ اس اثناء میں وہ بزرگ گھوڑے پر سوار ہو کر جانے ہی والے تھے کہ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دوڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچے اور عرض کیا، اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟ یہ سن کر نقاب پوش نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا اور فرمایا، فقیر کے جنازے کی نماز فقیر ہی نے پڑھائی ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دیکھا تو نہایت حیران ہوئے۔ مرشد پاک نے ارشاد فرمایا، شمس الدین! حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔ قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ مقام فنا ہے اور یہ مقام بقا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور بے

Marfat.com

ہوش ہو گئے۔ اس اثناء میں وہ بزرگ گھوڑے پر سوار ایک طرف روانہ ہو کر سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ۱۳ ربیع الاول ، ۶۹۰ھ بمطابق 23 مارچ 1291ء میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک کلیر شریف ضلع سہارنپور میں نہر گنگ کے کنارے پر واقع ہے۔

صاحب تذکرہ جلیل نے آپ کی تاریخ وصال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تذکرہ اولیاء ہند میں روایت ہے کہ حضرت کا وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ میں عین حالت سماع میں بعہد جلال الدین خلجی ہوا۔ اقتباس الانوار میں ایک روایت کے مطابق ۶۶۴ھ ہے' سیر الاقطاب کے مطابق روایت ثانی سے جو اس نے اختیار کی ہے "جان گنج شکر بود" کے اعداد سے ۶۵۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ خزینۃ الاصفیاء میں معارج الولایت کے حوالے سے ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ درج ہے اور حدیقہ الاولیاء میں ۶۰۹ھ بحالت سماع اور بوقت وفات حضرت شمس الدین کی موجودگی تحریر کی ہے۔ مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین میں آں حضرت کی تاریخ وفات ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ بروز پنجشنبہ بعہد سلطان جلال الدین خلجی درج ہے۔ مصنف کلیر کا چاند کتاب بستان کے حوالہ سے ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ بتاتا ہے۔ قریب قریب تمام ان محققین کی رائے میں آپ کی وفات کی تاریخ ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ ہے۔

مزار اقدس: حضرت مخدوم پاک علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ زبردست جلالی طبیعت کے مالک تھے تاریخ کے اوراق میں رقم ہے کہ بعد از وصال بھی آپ سے کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ کے جلال کے باعث تقریباً دو سو برس سے زائد عرصہ تک آپ کا مزار مبارک لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے جلال کی شدت کی وجہ سے کوئی بھی شخص آپ کے مزار مبارک پر جانے کی ہمت و جرأت نہ کر سکتا تھا۔ آپ اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں ہی انتہائی پر جلال طبیعت رکھتے تھے مگر بعد از وصال اس جلالی کیفیت میں بہت زیادہ شدت پیدا ہو چکی تھی۔

Marfat.com

آپ کے مزارِ اقدس کے اردگرد دور دور تک کوئی آبادی قائم نہ ہو سکی تھی جس کی بنا پر رفتہ رفتہ عقیدت مندوں نے آپ کی قبر مبارک کی دور سے بھی زیارت کرنا چھوڑ دیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی قبر مبارک کے آثار معدوم ہو گئے اور پھر ایک وقت آیا کہ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کی قبر مبارک کس مقام پر واقع ہے۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا۔

رونق افروزی: آخر دو صدیاں گزرنے کے بعد سلسلہ صابریہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے ایک اشارہ ہوا جو یقیناً حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت تھی جس کی مختصر تفصیل ''مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین'' کے حوالے سے اس طرح ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رودلی میں اپنے دادا پیر حضرت خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس پر جھاڑو دیا کرتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد حسب معمول جھاڑو دے رہے تھے کہ ان کے قریب سے ایک بزرگ گزرے اور چلتے چلتے فرمایا عبدالقدوس! ہمارے مزار پر بھی جھاڑو دے دیا کرو۔ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاں تو کر لی مگر ان بزرگ کے رعب و جلال کے باعث یہ نہ پوچھ سکے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا مزار مبارک کہاں واقع ہے؟

وہ بزرگ اپنی بات فرما کر ان کی نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئے اور پھر یہ فکر مند ہو گئے کہ وہ بزرگ کون تھے اور ان کا مزار کہاں ہے؟ ہر وقت اس بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ آخر ایک دن انہوں نے جب حضرت خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی تو مزارِ انور سے حق حق کی آواز سنی جسے سن کر ان پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ مزار اقدس کے قریب ہی تشریف فرما ہو گئے اور مراقبہ شروع کر دیا۔ مراقبہ کی حالت میں اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ عبدالحق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کی وساطت سے حضرت مخدوم پاک علی احمد صابر رحمتہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور تمام صورتحال سے آگاہی حاصل کی پھر حضرت مخدوم پاک سے اپنی جلالیت کم کرنے کی التجا کی تو حضرت مخدوم پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی التجا کو شرفِ قبولیت بخشا اپنے مزار مبارک کی نشاندہی کی اور عقیدت مندوں کو مزارِ مبارک پر حاضری کی عام اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ کلیر شریف کے لئے روانہ ہوئے ''حقیقت گلزار صابری'' کے مصنف تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیر شریف میں پہنچ کر حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کے نشان کو واضح کرتے ہوئے جنگل سے درخت کاٹ کر مزار مبارک کی حد بندی کی اور درختوں کے ستون بنا کر زمین میں گاڑھے۔ قبر مبارک کے اردگرد درختوں کے پتے اور شاخیں ترتیب کے ساتھ بچھا دیں اور رسیوں سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا چند یوم تک وہاں پر قیام فرمایا اس کے بعد واپس گنگوہ شریف روانہ ہو گئے۔ روانہ ہونے سے قبل مزارِ مبارک پر قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔ ان کی آمد سے بہت سے عقیدت مند بھی وہاں پر جمع ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیرینی پکا کر حاضرین میں تقسیم فرمائی اور دعا فاتحہ کے بعد رخصت ہوئے۔

اگرچہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آپ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد عقیدت مندوں نے مزار مبارک پر زیارت کے لئے جانا شروع کر دیا تھا مگر اس کے باوجود لوگوں کی آمد و رفت کچھ زیادہ نہ تھی اکثر کئی دنوں تک کسی کی حاضری نہ ہوتی تھی اور پھر مزار مبارک کے اردگرد دور دور تک کوئی آبادی نہیں تھی جس کے باعث ایک سناٹا چھایا رہتا تھا۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعد از وصال ایک کرامت کے بارے میں ''مکتوباتِ فردوس الوجوب'' اور ''اقتباس الانوار'' میں تحریر ہے کہ ایک ہندو سادھو کہیں سے پھرتا پھراتا آپ کی قبر مبارک کے پاس آیا تو اس کے دل پر ایک طرح کی ہیبت طاری ہو گئی اسے یہ جگہ

Marfat.com

بڑی پر ہیبت دکھائی دی یہاں پر کافی تعداد میں پرندے جمع تھے۔ اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ضرور یہ کوئی خاص مقام ہے ممکن ہے کہ زمانہ قدیم میں یہ ہماری عبادت گاہ ہو۔ پھر اسے یہ خیال آیا کہ اگر یہ کسی مسلمان کی قبر ہوئی تو میں اسے زمین کے برابر کر دوں گا پھر اس نے سوچا کہ کہیں اس جگہ پر کوئی خزانہ دبا ہوا ہو اس لئے اس جگہ کو کھود کر دیکھنا چاہیے۔ یہ سب باتیں سوچ کر وہ ہندو سادھو آگے بڑھا اور قبر مبارک کے نزدیک آیا۔ کسی آہنی اوزار سے قبر میں ایک سوراخ کیا اور اس سوراخ کے اندر اپنا چہرہ داخل کر کے یہ دیکھنا چاہا کہ اس میں کیا ہے۔ اس کی گردن وہیں پر پھنس کر رہ گئی اس نے بہتیرا زور لگایا کہ کسی طرح اپنی گردن اس سوراخ سے باہر نکالے مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی حالت میں وہ خوف سے مر گیا۔ رات کے وقت دور کی ایک بستی میں رہنے والے آپ کے ایک عقیدت مند کو خواب میں آپ کی زیارت ہوئی اور آپ نے اس سے فرمایا کہ فوری طور پر میری قبر مبارک پر پہنچو اور ایک کتے کو جو میری قبر مبارک کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اس جگہ سے دور کر دو۔

اس خواب کو دیکھنے کے بعد حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ عقیدت مند آپ کے حکم کے مطابق صبح سویرے ہی آپ کی قبر مبارک پر پہنچا تو دیکھا کہ ہندو سادھو جس کی گردن قبر کے اندر پھنسی ہوئی ہے مردہ حالت میں پڑا ہے اس سادھو کو بے ادبی کی سزا مل گئی تھی۔ اس شخص نے اس کی نعش کو وہاں سے ہٹایا جب اس کی گردن کو قبر مبارک سے باہر نکالا تو اس ہندو سادھو کی شکل کتے کی مانند ہو چکی تھی۔ اس کی نعش کو دور لے جا کر پھینک دیا گیا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء، سراج السالکین، شیخ طریقت، نظام الحق و الحقیقۃ والشرع والدین، عماد الحق والدین فخر العشاق والموحدین، تاج المحسنین والمحبوبین، سلطان المشائخ، امام شریعت، خضر راہ حقیقت، کاشف اسرار رحمانی، عالم علوم ربانی۔

آباؤ اجداد: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اباؤ اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آیا پھر لاہور سے بدایوں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے دادا سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چچا زاد بھائی حضرت سید عرب رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ اپنے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بخارا سے ہجرت کر کے بدایوں میں آباد ہوئے تھے۔ سید عرب رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ تجارت تھا اور اس پیشہ سے انہوں نے خوب دولت کمائی تھی ان کا شمار دولت مندوں میں ہوتا تھا۔ مشہور مورخ خافی خان کا کہنا ہے کہ سید عرب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارون رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

والد گرامی: آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد تھا جو سید علی بخاری کے بیٹے تھے طریقت میں اپنے والد ہی کے مرید و خلیفہ تھے سید احمد نیک سیرت اور صاحب فضل و کمال تھے۔ حضرت سید عرب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

دونوں بزرگ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ دونوں بزرگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اپنے خاندانی رشتے کو مزید مضبوط و مستحکم کرتے ہوئے حضرت سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی شادی سیدہ زلیخا رحمتہ اللہ علیہا سے کر دی۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ زلیخا تھا جو سید عرب کی بیٹی تھیں۔ جو زہد و تقویٰ میں کمال درجہ رکھتی تھیں، عبادت گزار اور شب بیدار تھیں۔ اپنے وقت کی ولیہ کاملہ تھیں اور ان کو اپنے وقت کی رابعہ بصری کہا جاتا تھا۔

ولادت: حضرت نظام الدین اولیاء کی ولادت بروز بدھ بعد طلوع آفتاب بتاریخ 27 صفر 636ھ بدایوں میں ہوئی۔ ولادت کے بعد آپ کا نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی مناسبت سے محمد رکھا گیا۔ مگر دنیا میں آپ نے اپنے القابات سے سلطان المشائخ، محبوب الٰہی، سلطان السلاطین، سلطان الاولیاء اور نظام الدین اولیاء سے شہرت پائی۔

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب یوں تحریر ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بن سید احمد بن سید علی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید علی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر بن امام علی ہادی نقی بن امام، محمد تقی الملقب بہ جواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بہ زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین بن حضرت امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

بچپن کا صدمہ: ابھی آپ کی عمر مبارک پانچ برس کی تھی کہ والد ماجد وصال فرما گئے ان کو بدایوں میں ساگر تال کے نزدیک سپرد خاک کر دیا گیا۔ ایک مدت تک سید احمد رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک کا نشان باقی رہا مگر چونکہ قبر پر کوئی عمارت قائم نہ تھی اس لئے خدشہ تھا کہ کہیں رفتہ رفتہ قبر کا نشان نہ مٹ جائے۔ آخر ۱۱۸۴ھ میں روہیل کھنڈ کے حکمران حافظ رحمت خان نے اپنی عقیدت واحترام کا اظہار کرتے ہوئے قبر

Marfat.com

کے گرد چار دیواری تعمیر کروائی اور اس کے اوپر ایک گنبد بھی تعمیر کروایا جس سے سید احمد بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر ایک عالی شان عمارت تعمیر ہوگئی۔ اس کے علاوہ حافظ رحمت خان نے مزار مبارک کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔

آپ کی تعلیم: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد کا جب وصال ہوگیا تو آپ کی تعلیم و تربیت و پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ زلیخا رحمتہ اللہ علیہا پر آن پڑی جو نہایت سمجھدار اور دیندار خاتون تھیں۔ عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ان سے بہت سی خوارق و کرامات ظاہر ہوئیں۔ یہ بہت دولت مند گھرانے کی بیٹی تھیں مگر وضع داری کا یہ عالم تھا کہ دولت مند بھائیوں نے اپنی بہن کی مالی مدد کرنی چاہی تو انکار کر دیا اور گھر کی گزر بسر کے لئے سوت کاتنا شروع کر دیا۔ اس سے جو عوضانہ ملتا اس سے گھریلو اخراجات چلاتی تھیں اس کے باوجود گھر میں اکثر اوقات کئی دن فاقہ بھی رہتا تھا مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کمسن ہوتے ہوئے بھی کبھی کھانے کے لئے ضد نہیں کیا کرتے تھے اور صبر و برداشت کا مظاہرہ فرماتے تھے جس روز گھر میں فاقے کی نوبت آتی اور آپ اپنی والدہ ماجدہ سے کھانا طلب فرماتے تو آپ کی والدہ ماجدہ فرماتیں کہ بیٹا! آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے یہ فرماتیں کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں تو ان کی یہ بات سن کر مجھے بہت لطف آتا تھا اور میں اس انتظار میں رہتا تھا کہ میری والدہ ماجدہ کب فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے مہمان ہیں اس لئے کہ ان کے اس فرمانے سے مجھے جو لطف و سکون محسوس ہوتا تھا وہ بیان سے باہر ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے مدرسہ میں داخل کرا دیا چونکہ آپ پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم تھا اس لئے آپ نے بہت جلد قرآن پاک حفظ کر لیا اس کے بعد آپ نے مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مولانا علاء الدین اصولی رحمتہ اللہ علیہ کے درس میں شمولیت اختیار فرمائی۔ آپ کے استاد

Marfat.com

محترم نے آپ کے علمی ذوق وشوق کو دیکھتے ہوئے آپ پر خصوصی توجہ دی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے بعد فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''قدوری'' پڑھانا شروع کی۔ اہمیت کی حامل یہ کتاب جب اختتام پذیر ہونے لگی تو استاد محترم نے فرمایا، بیٹا اب تم ایک مستند اور معتبر کتاب ختم کر رہے ہو اس لئے اب ضروری ہے کہ اپنے سر پر دانائی کی دستار بندھواؤ۔ استاد محترم کی بات سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور پھر جب مدرسہ سے رخصت ہو کر گھر تشریف لائے تو اپنی والدہ ماجدہ کو یہ بات بتائی کہ استاد محترم نے یہ فرمایا ہے کہ ''قدوری'' ختم کرنے سے قبل اپنے سر پر دستار بندھواؤں۔

والدہ ماجدہ نے یہ بات سنی تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا بیٹا! تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کہ دستار بندی کی تقریب کا اہتمام کرنے کے لئے اخراجات کہاں سے آئیں گے اللہ مسبب الاسباب ہے وہ ضرور کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرما دے گا۔ انشاء اللہ تمہارے استاد کی خواہش کو پورا کیا جائے گا۔ پھر آپ کی والدہ ماجدہ نے خود اپنے ہاتھوں سے سوت کات کر اس سے کپڑا تیار کیا اور اس کی دستار بنائی اس کے ساتھ ساتھ شب و روز سوت کاتنے میں مشغول ہو گئیں اور پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگیں تاکہ سوت بازار میں فروخت کر کے دستار بندی کی تقریب کے اخراجات کے لئے کچھ رقم اکٹھی کر لی جائے۔ ادھر والدہ ماجدہ اپنے پیارے بیٹے کی دستار بندی کی غرض سے رات دن سوت کاتنے میں مشغول تھیں اور ادھر عظیم المرتبت بیٹا پڑھائی کرنے میں مصروف تھا پھر جلد ہی وہ دن بھی آ گیا کہ جب آپ نے فقہ حنفی کی یہ کتاب ختم کر لی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بیٹے کی دستار بندی کی تقریب کا اہتمام کیا شہر کے جید اور ممتاز علماء کرام کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا۔ مہمانوں کے لئے طعام کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اس مجلس پاک میں آپ کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھی گئی ایک روایت میں آتا ہے آپ کے سر مبارک پر حضرت خواجہ علی رحمتہ اللہ علیہ نے دستار فضیلت باندھی جو کہ اس وقت اولیاء اللہ میں سے تھے اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے صاحب

Marfat.com

کرامت ولی اللہ تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ کے استاد محترم مولانا علاء الدین اصولی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے سر مبارک پر دستار باندھی تھی۔ دستار بندی کے بعد حضرت خواجہ علی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے حق میں دعا کی اور فرمایا، یا اللہ! نظام الدین کو علماء کرام کی صف میں شامل فرما اور اپنے فضل و کرم سے بلند مرتبہ پر فائز فرما۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اس مجلس پاک میں موجود دیگر بزرگوں کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور ان بزرگوں کی دعاؤں کے سائے میں تقریب ختم ہوئی۔

قرآن حدیث کی تعلیم کی تکمیل: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ مزید دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے اپنی والدہ ماجدہ اپنی ہمشیرہ اور اپنے ایک عزیز بزرگ حضرت عوض کے ہمراہ بدایوں سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ دہلی ان دنوں علماء و فضلاء کا مرکز تھا نامور علماء کرام اس شہر میں موجود تھے اور خلق خدا کو فیض یاب کر رہے تھے۔ اس سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران جب ہم جنگل بیابان سے گزرنے اور کہیں شیر یا چور کا خطرہ درپیش ہوا تو میرے عزیز بزرگ حضرت عوض بلند آواز میں پکارتے کہ اے پیر! تشریف لائیے۔ اے پیر تشریف لائیے۔ جب رات بھر کے اس جنگل کے سفر کے بعد صبح ہوئی اور ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون سے پیر کو پکارتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کو پکارتا تھا یہ سن کر میرے دل میں شیخ شیوخ العالم کی محبت و عقیدت پیدا ہو گئی۔

دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا شمس الدین خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ کے درس میں شمولیت اختیار فرمائی مولانا شمس الدین خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ نے عربی زبان کی دقیق ترین کتاب "مقامات حریری" پڑھی اور اس کتاب کے چالیس مقامے حفظ کئے۔ آپ نے تقریباً دو برس تک مولانا شمس

Marfat.com

الدین خوارزمی رحمتہ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ اس عرصہ میں آپ نے عربی زبان پر بھی عبور حاصل کر لیا۔ آپ میں یہ کمال خوبی پائی جاتی تھی کہ آپ کا حافظہ بہت مضبوط تھا جو چیز یاد کر لیتے اسے بھولتے نہ تھے۔ علم کے حصول کا ذوق وشوق اور جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا بڑی دلجمعی اور لگن سے علم کی پیاس کو سیراب کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی علمی قابلیت، دانشمندی، معاملہ فہمی اور دانشوری کی شہرت علماء ومشائخ اور طالب علموں میں عام ہو گئی ہر مشکل مسئلے کا جواب آپ فوراً دلائل کی روشنی میں دیتے جس سے سننے والے دنگ رہ جاتے اور آپ کی علمیت کے قائل ہو جاتے نوعمری ہی میں لوگوں نے آپ کو مولانا نظام الدین بحاث شکن ومحفل شکن کے خطاب سے نوازا اور یہ آپ کی علمی قابلیت کا اعتراف تھا جس کا لوگ اظہار کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم اپنے وقت کے مشہور اور کامل ترین بزرگ اور عالم دین مولانا کمال الدین سے حاصل کی۔ علم حدیث وروایات کو پڑھا اور مشہور کتاب "مشارق الانوار" کو حفظ کر لیا۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد خاص پر خصوصی توجہ فرمائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں علم حدیث کے فن میں کامل کر دیا۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ جیسے بزرگ آپ کے استاد تھے۔ جو علم وفضل میں کمال درجہ رکھتے تھے دل میں دنیا کی رغبت ہرگز نہ تھی۔ ان کے علم وفضل، صلاحیت وقابلیت، نیک نامی اور دیانتداری کا شہرہ ہندوستان کے فرمانروا سلطان غیاث الدین بلبن تک بھی پہنچا تو سلطان چونکہ اللہ کے نیک بندوں سے حسن ظن رکھتا تھا اس لئے اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مولانا کمال الدین زاہد کو اپنا امام مقرر کرے چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے مولانا کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ تشریف لائیں تو یہ میری بڑی خوش بختی ہو گی۔ اس پیغام کو سن کر مولانا سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار میں تشریف لے گئے بادشاہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا، میں آپ سے بے حد عقیدت رکھتا ہوں آپ

Marfat.com

کا معتقد ہوں۔ آپ کا یہ مجھ پر بہت بڑا کرم ہوگا اور یہ میری بہت خوش نصیبی ہوگی کہ آپ ہماری امامت قبول فرمالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مجھے یقین کامل ہو جائے گا کہ اللہ کی بارگاہ اقدس میں میری نماز کو ضرور قبولیت کی سند حاصل ہوگی۔

مولانا کمال الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور فرمایا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اور جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ کسی دوسرے کو کیا دے سکتا ہے۔

لے دے کر صرف ایک نماز ہی میرے پاس ہے۔ کیا بادشاہ چاہتا ہے کہ مجھ سے یہ بھی چھین لے مگر میں یہ گزارش کروں گا کہ میری نماز میرے پاس رہنے دی جائے۔

سلطان غیاث الدین بلبن نے مولانا کا یہ جواب سنا تو وہ ہکا بکا رہ گیا اور کوئی جواب نہ دیا دربار میں طلب کرنے پر مولانا سے معذرت کی اور ان کو عزت و احترام سے رخصت کر دیا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک عرصہ تک مولانا کمال الدین زاہد رحمتہ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی اور اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

حضرت بابا فرید گنج شکر کی بیعت: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں جس جگہ سکونت پذیر تھے اس جگہ کے پاس ہی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کی رہائش گاہ تھی اور آپ اکثر ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اسی جگہ پر آپ کو ان کی زبانی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی فضیلت و مرتبہ کے بارے میں پتہ چلتا رہتا تھا اور آپ غائبانہ طور پر شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ کے معتقد اور عقیدت مند ہو گئے تھے اور آپ کے دل میں یہ خواہش غلبہ پانے لگی کہ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی جائے چنانچہ آپ اپنے دل کی خواہش سے مغلوب ہو کر پاکپتن شریف روانہ ہو گئے جب حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

Marfat.com

ترجمہ: تیری فرقت کی آگ نے قلوب کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کے سیلاب نے جانوں کو برباد کر دیا۔

تھوڑی دیر تک گفت وشنید ہوتی رہی پھر آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے شفقت ومحبت سے نوازا۔ پھر جب رات کا وقت ہونے لگا تو حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے شفقت ومحبت سے نوازا۔ پھر جب رات کا وقت ہونے لگا تو حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طالب علم کے لئے جماعت خانے میں چارپائی کا انتظام کیا جائے۔ بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام مریدین جماعت خانے کے اندر زمین پر سوتے تھے لیکن بابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر آپ کے سونے کے لئے جماعت خانہ میں چارپائی کا انتظام کیا گیا اور چارپائی بچھا دی گئی مگر حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ دوسرے مریدین کی طرح فرش پر ہی لیٹ گئے۔ دل میں یہ خیال آیا کہ اس فرش پر بہت سے حافظ قرآن، اللہ تعالیٰ کے عشاق اور برگزیدہ بندے استراحت فرمارہے ہیں۔ میں ان کی موجودگی میں کس طرح چارپائی پر لیٹ سکتا ہوں۔ میں تو ہرگز چارپائی پر نہیں لیٹوں گا۔ آپ کی چارپائی کو خالی دیکھ کر جماعت خانہ کے کسی خادم نے مولانا بدرالدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کو بتا دیا کہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ تو فرش پر لیٹے ہوئے ہیں اس پر مولانا نے فرمایا کہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر کہو کہ تم اپنی مرضی کرو گے یا مرشد کے حکم پر چلو گے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو جب یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میں تو مرشد کے حکم پر عمل کروں گا۔ اسی دوران مولانا بدرالدین اسحاق رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے اور آپ کی بات سن کر فرمایا تو پھر اٹھو اور چارپائی پر سو جاؤ۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کا اس بارے میں کیا حکم ہے کہ میں اپنی تعلیم کو

Marfat.com

جاری رکھوں یا ورود و نوافل میں مشغول ہو جاؤں؟ شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، میں کسی کو تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں کرتا وہ بھی جاری رکھو اور یہ بھی کرو۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک غلبہ پالے۔ درویش کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس قدر علم ضرور حاصل کرے کہ جس سے شریعت مطہرہ کے بارے میں آگاہی رہے تا کہ شیطان کے مکروفریب سے کسی دھوکہ میں نہ پڑے اور راہ حق سے بھٹک نہ جائے۔

اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو گاہے بگاہے ظاہری و باطنی علوم سے نوازا اور آپ پر خصوصی شفقت فرمائی مرشد کے زیر سایہ آپ نے قرآن پاک کے چھ پارے تجوید وقرات کے ساتھ پڑھے اور شیخ ہی کے حلقہ درس میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف ''عوارف المعارف'' کے چھ باب پڑھے۔ اس کے علاوہ مرشد پاک نے آپ کو ابوشکور سالمی کی ''تمہید'' بھی شروع سے آخر تک پڑھائی۔

<u>رہائشی مشکلات اور اللہ کی مدد:</u> پاکپتن شریف سے واپسی کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ جب دہلی میں تشریف لائے تو چونکہ اس شہر میں آپ کا کوئی ذاتی مکان نہ تھا۔ اس لئے ایک سرائے میں قیام فرمایا، کچھ دنوں تک اس سرائے میں رہے پھر دہلی کے ایک امیر شخص روات عرض کا مکان خالی ہوا جو کہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے نانا تھے تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اس گھر میں منتقل ہو گئے۔ یہ گھر بہت بڑا تھا اس کی تین منزلیں تھیں اس کی پہلی منزل میں سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہائش پذیر تھے جبکہ دوسری اور تیسری منزل حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے لے لی۔ دوسری منزل پر اپنی رہائش رکھی اور تیسری منزل اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے لئے مخصوص کر دی۔ اس منزل میں کھانا وغیرہ پکانے کا اہتمام بھی کیا جاتا تھا۔ ابھی اس مکان میں رہائش رکھے آپ کو تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ روات عرض کے بیٹے جو کہ اپنی جاگیروں پر گئے ہوئے تھے واپس آ گئے اور اپنا مکان فوری طور پر خالی کر دینے کے

Marfat.com

لئے کہا وہ اس مکان میں رہنے والوں کو اتنی مہلت دینے کے لئے تیار نہ تھے کہ وہ اپنے لئے کوئی دوسرا مکان تلاش کر لیں چونکہ جاگیردار تھے اور حکومت میں بھی اپنا اثر ورسوخ رکھتے اس لئے کوئی بھی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اس کے ساتھ انہوں نے حکومت کے کارندوں کو بھی بلوا لیا اور فوری طور پر مکان خالی کروانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مجبوراً مکان کو خالی کر دینا مناسب سمجھا اور اس حالت میں مکان سے باہر نکل آئے کہ آپ کے عقیدت مندوں نے اپنے سروں پر آپ کی کتابیں اٹھائی ہوئی تھیں ان عقیدت مندوں میں حضرت سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے ان کتابوں کے علاوہ گھر میں اور کوئی سامان نہ تھا۔

مکان سے باہر نکل کر اس شش و پنج میں پڑ گئے کہ کوئی ٹھکانہ تو ہے نہیں اس حالت میں کہاں جائیں تھوڑی دور سراج دکاندار کا گھر تھا جس کے سامنے ایک مسجد تھی جسے چھپر والی مسجد کہا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت اور تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس میں چلتے ہیں چنانچہ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کی کتابیں اس مسجد کے اندر رکھ دیں اور آپ نے مسجد میں قیام فرمایا آپ کے مخلص عقیدت مند سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ مسجد کی سیڑھیوں پر رات بسر کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ فرمایئے کہ رواتِ عرض کے بیٹوں نے اپنی دولت و اقتدار کے گھمنڈ میں جس بے دردی کے ساتھ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے عقیدت مندوں کو مکان سے نکالا تھا اسی رات اس مکان میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ پر قابو پانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن آگ پر قابو نہ پایا جا سکا تھوڑی ہی دیر میں بلند و بالا عمارت جل کر راکھ ہو گئی اور ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ یہ یقیناً حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے صبر و برداشت کا نتیجہ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے مخالفین کے لئے ایک تازیانہ عبرت تھا جو دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا اور محسوس کیا۔

Marfat.com

آپ کا عقیدت مند سعد کاغذی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس حال میں دیکھ کر دل گرفتہ ہو گیا اور اصرار و گریہ زاری کرتے ہوئے بڑی عزت و احترام کے ساتھ آپ اور آپ کے تمام عقیدت مندوں کو اپنے گھر لے گیا چونکہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مسجد سے کسی طور اب کسی کے گھر منتقل ہونے کے لئے راضی نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے سعد کاغذی نے بڑی مشکل سے آپ کو راضی کیا۔ حضرت سید محمد کرمانی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے اہل و عیال کے لئے اس نے الگ گھر لے کر دیا جبکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے گھر کی بالائی منزل میں ٹھہرایا۔ آپ نے تقریباً ایک ماہ تک اس گھر میں قیام کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس مکان کو چھوڑ دیا اور پل قیصر کے نزدیک واقع رکاب دار کی سرائے کے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ آپ کے عقیدت مند سید کرمانی رحمتہ اللہ علیہ کو جب آپ کی نقل مکانی کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے اہل و عیال کے ہمراہ اس سرائے کے ایک حجرہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔

اس مکان میں بھی آپ نے بہت تھوڑا عرصہ قیام کیا اور پھر یہاں سے شادی گلابی کے گھر میں منتقل ہو گئے۔ ابھی آپ کو اس گھر میں رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ شمس الدین شراب دار (شراب دار اس دور میں ایک عہدہ تھا جس کے ذمہ بادشاہ کو پانی پلانے کا کام تھا) کے عزیز و اقارب جو آپ کے عقیدت مند تھے اور آپ کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔ ان کی اس قدر عقیدت و محبت اور اصرار کو دیکھتے ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ان کے ساتھ جانے پر راضی ہو گئے اور وہ لوگ آپ کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ شمس الدین شراب دار کے گھر لے گئے بہت عرصہ تک آپ نے اس گھر میں قیام فرمایا۔ آپ کے جو عقیدت مند اجودھن سے آتے تھے وہ آپ سے اسی گھر میں ملاقات کرتے تھے۔

غیاث پور میں قیام: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ شہر کے

Marfat.com

ہنگاموں کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اس سے آپ کی یکسوئی میں خلل واقع ہوتا تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں میرا دل اس شہر میں رہنے کو نہ چاہتا تھا ایک دن میں قتلغ خان کے تالاب پر گیا ان دنوں میں قرآن پاک حفظ کر رہا تھا۔ وہاں پر مجھے ایک درویش بزرگ دکھائی دیئے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے میں ان کے پاس گیا اور اس انتظار میں رہا کہ درویش عبادت الٰہی سے فارغ ہوں تو ان سے کچھ بات کروں تھوڑی دیر بعد بزرگ فارغ ہو گئے تو میں نے ان سے سوال کیا، کیا آپ اس شہر کے باسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کیا آپ اپنی خوشی اور منشاء سے اس شہر میں رہ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں اور ایک واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگے کہ ایک دن میں نے کمال گیٹ کے باہر شہیدوں کی چار دیواری کے پاس چبوترے پر ایک بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا، اگر اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتے ہو تو اس شہر سے نکل جاؤ۔ یہ بات سن کر میں نے اسی وقت یہ نیت کر لی کہ اس شہر سے چلا جاؤں لیکن آج اس بات کو پچیس برس ہو چکے ہیں جب بھی میں اس شہر سے باہر جانے کی تیاری کرتا ہوں تو کچھ ایسی رکاوٹ درپیش ہو جاتی ہے کہ میں اپنے ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا میرا جانے کا ارادہ ضرور ہے مگر ابھی تک اس شہر سے جا نہیں سکا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بزرگ کی بات سن کر میں نے بھی اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ میں بھی اب اس شہر میں نہیں رہوں گا۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ اس شہر کو چھوڑ کر کس طرف جاؤں کبھی دل میں خیال آتا کہ فلاں مقام کی طرف چلا جاؤں کبھی سوچتا کہ قصبہ پٹیالی میں چلا جاؤں کہ ان دنوں اس قصبہ میں ایک ترک بھی رہائش رکھتا تھا۔ (ترک سے آپ کی مراد حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ تھی) کبھی دل میں یہ خیال آتا کہ بسنالہ نزدیک ہے اور صاف ستھری جگہ ہے وہاں چلا جاؤں۔ آخر کار میں نے بسنالہ کا رخ کیا اور وہاں پر تین دن تک قیام کیا تین دن وہاں مجھے ایک شخص نے مہمان کے طور پر اپنے ہاں رکھا

Marfat.com

اس دوران چونکہ مجھے کوئی کرایہ کا مکان نہ مل سکا اس لئے وہاں سے واپسی اختیار کی مگر میرے دل میں یہ خیال مسلسل موجود رہا کہ میں اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔

ایک روز میں حوض رانی کی طرف گیا۔ یہ حوض باغ حیرت کے نزدیک واقع ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی، یا اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اس شہر سے چلا جاؤں مگر میں اپنے رہنے کے لئے اپنی مرضی سے کسی جگہ کو منتخب نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مقام پر سکونت اختیار کروں۔ جہاں پر تیری رضا ہو۔ ابھی میں یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ مجھے ایک غیبی ندا سنائی دی۔ غیاث پور۔

یہ آواز سن کر میں چونکا اس لئے کہ میں نے اس سے قبل نہ تو کبھی غیاث پور کو دیکھا تھا اور نہ ہی مجھے یہ علم تھا کہ غیاث پور کس طرف ہے۔ میں اسی سوچ میں گم اپنے ایک دوست کے پاس گیا جو نیشا پور کا رہنے والا تھا اور سلطان کے دربار میں چوبدار تعینات تھا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو اس کے گھر والوں نے مجھے بتایا کہ وہ گھر میں موجود نہیں ہے۔ غیاث پور گیا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ وہی غیاث پور ہے جس کے بارے میں غیبی اشارہ ملا ہے۔ چنانچہ میں معلوم کرنے کے بعد غیاث پور پہنچا تو دیکھا کہ یہ ایک ویران اور بے آباد مقام ہے میں وہاں پر مقیم ہو گیا۔ اس غیر آباد علاقہ میں سکونت اختیار کرنے سے مجھے سکون قلبی نصیب ہوا مگر یہ علاقہ زیادہ دیر تک غیر آباد نہ رہ سکا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب سلطان غیاث الدین بلبن کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد معز الدین کیقباد ہندوستان کا حکمران بن گیا۔ اس کی اس علاقہ میں آمدورفت شروع ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی اس نے کیلوکھری میں اپنے لئے محل اور تفریح گاہ تعمیر کروا دی اس کے امراء حکومت، سرکاری اہلکاروں اور سکیورٹی کے افراد نے بھی اس جگہ پر سکونت اختیار کر لی جس کے باعث اس علاقہ میں کثرت سے لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اس شور اور ہنگامہ آرائی کے سبب میری تنہائی اور عبادت میں خلل پیدا ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اب اس جگہ کو بھی چھوڑ دینا چاہئے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کا پکا ارادہ کرلیا کہ اب میں اس جگہ کو بھی چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اسی روز نماز ظہر کے وقت ایک کمزور سا نوجوان جو کہ بہت خوبصورت تھا، آیا۔ اس کے چہرے میں بڑی کشش تھی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ پرکشش نوجوان مردان غیب سے تھا یا کوئی اور تھا۔ اس نے آتے ہی کہا اول تو انسان کو مشہور ہی نہیں ہونا چاہیے لیکن اگر کوئی مشہور ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس طرح کا بنے کہ کل قیامت کے روز اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور یہ کوئی طاقت اور ہمت کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے قطع تعلقی اختیار کر کے عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ ہمت اور جوانمردی تو وہ ہوتی ہے کہ انسان لوگوں کے درمیان رہ کر اپنے آپ کو یاد الٰہی میں مشغول رکھے۔ اس نوجوان نے جب اپنی باتیں ختم کر لیں تو میں نے اس کے سامنے کھانا لا کر پیش کیا مگر اس نے کھانے کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ میں نے اسی وقت اپنے دل میں یہ ارادہ کرلیا کہ اب میں اس جگہ سے کہیں بھی نہیں جاؤں گا۔ ابھی میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ اس نوجوان نے اسی وقت اس کھانے میں سے چند لقمے کھائے اور چلا گیا اس کے بعد وہ نوجوان مجھے پھر کبھی دکھائی نہ دیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ جن دنوں غیاث پور میں سکونت رکھتے تھے وہ دن آپ نے بڑی تنگی اور عسرت سے گزارے۔ آپ کے گھر میں ایک تھیلا لٹکا رہتا تھا جب افطار کا وقت ہوتا تو اس تھیلے میں سے روٹیوں کے ٹکڑے نکال کر لائے جاتے۔ آپ اور آپ کے عقیدت مند جو آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ان ہی ٹکڑوں سے افطاری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک درویش افطار کے وقت وہاں پر آیا روٹیوں کے ٹکڑے دستر خوان پر پڑے ہوئے تھے اور ابھی آپ نے افطاری نہیں کی تھی، اس درویش نے یہ سمجھا کہ شاید لوگ کھانا کھا چکے ہیں اور یہ ٹکڑے بچ گئے ہیں یہ سوچ کر اس نے روٹی کے تمام ٹکڑے اٹھائے اور چلتا بنا۔

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ درویش کی یہ حرکت دیکھ کر مسکرا دیئے۔

آپ کی اس تنگی اور فقر و فاقے کا حال جب سلطان جلال الدین خلجی کو معلوم ہوا تو اس نے آپ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے اور کہا اگر حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ حکم فرمائیں تو آپ کے خدمت گاروں کے لئے ایک گاؤں وقف کر دوں تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ آپ کی خدمت میں مشغول رہیں۔ آپ نے سلطان کی اس پیشکش کو سختی سے ٹھکرا دیا۔

خلافت کا حصول: پھر وہ وقت بھی آ گیا کہ جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا نظام الدین! میں تم کو اپنا خلیفہ بناؤں گا۔ مرشد کی یہ بات سن کر آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی آپ اسی انتظار میں رہے کہ کب مرشد کا حکم ہوتا ہے آخر وہ گھڑی بھی آن ہی پہنچی کہ مرشد پاک نے آپ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا، نظام الدین! تمہیں یاد ہے جو میں نے تم سے کہا تھا؟ عرض کی جی حضور! یاد ہے۔ فرمایا، کاغذ لاؤ تاکہ خلافت نامہ تحریر کیا جائے۔ چنانچہ ایک کاغذ لایا گیا اور اس پر خلافت نامہ تحریر کر کے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے بعد مرشد پاک نے آپ کے حق میں دعا کی اور رخصت فرمایا اور دہلی میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا نظام الدین! اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بخت بنائے انشاء اللہ تعالیٰ تم ایک ایسے درخت کی مانند ہو گے کہ جس کے سایہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق راحت حاصل کرے گی۔ پھر فرمایا نظام الدین! ایک بات یاد رکھنا کہ اگر کسی سے قرض لو تو اس کی جلد ادائیگی کی کوشش کرنا اور اپنے دشمنوں کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور یہ جو خلافت نامہ لکھا گیا ہے اسے ہانسی میں مولانا جمال الدین کو دہلی میں قاضی منتجب الدین کو دکھا دینا۔

قاضی منتجب الدین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت شیخ برہان الدین غریب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے ان کو مرشد پاک

Marfat.com

نے دہلی میں انسانوں کی بھلائی اور ہدایت حق کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا تھا۔

مولانا جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ان کا سلسلہ نسب امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان سے محبت ہی کی وجہ سے بارہ برس تک ہانسی میں مقیم رہے تھے، ان سے اس قدر خوش ہوتے تھے کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جمال ہمارا جمال ہے۔

حضرت شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ جب بھی اپنے کسی ارادت مند کو خلافت نامہ مرحمت فرماتے تو اس شخص کو اس بات کی تاکید کیا کرتے کہ یہ خلافت نامہ لے کر ہانسی جانا اور اس پر شیخ جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ سے مہر لگوا لینا اگر تو شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ اس پر اپنی مہر ثبت فرما دیتے تو اس کا یہ مطلب ہوتا کہ اب یہ خلافت نامہ مستند ہے اور اگر مہر نہ لگاتے تو پھر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ بھی قبول نہ فرماتے اور اس سے بری الذمہ ہو جاتے اور جس کا خلافت نامہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ چاک کر دیتے۔ حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ بھی اس پر کوئی باز پرس نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ جمال کے چاک کئے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دہلی میں حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ بھی سکونت پذیر تھے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی اور خلیفہ تھے مگر حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ نجیب الدین رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی ذکر نہ فرمایا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ ان سے خفا ہیں مگر جب میں دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرشد کے فرمان کے مطابق ہانسی پہنچ کر خلافت نامہ حضرت جمال الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا دیکھ کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور بڑی محبت و شفقت سے پیش آئے اور یہ شعر پڑھا۔

Marfat.com

خدائے جہان را ہزاراں سپاس
کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

''عالمین کے پروردگار کے لئے ہزار شکر ہے کہ قیمتی موتی اس کے حوالے کر دیا گیا جو موتی کی شناخت رکھتا ہے۔''

ریاضت و مجاہدہ: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیات طیبہ میں نہایت سخت مجاہدے کئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے قریب آؤ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں آپ کے قریب آ کر بیٹھا تو فرمایا کہ جب تم دہلی جاؤ تو مجاہدے کرنا، بیکار بیٹھے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روزہ رکھنا نصف دین ہے اور دوسرے اعمال جیسا کہ نماز اور حج وغیرہ نصف دین ہے۔

اپنے مرشد کی اس تلقین سے میرے دل میں بہت ذوق اور شوق پیدا ہوا میں خوشی کے جذبات سے سرشار تھا اور اپنی اس کیفیت میں آپ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ مجھے کون سا مجاہدہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے اپنے دوستوں سے اس بارے میں مشورہ کیا انہوں نے مجھے صوم دہر رکھنے کا مشورہ دیا اس پر میں نے صوم دہر رکھنا شروع کیا۔

عبادت و ریاضت کے دوران حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ پر امتحان و آزمائش کا وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ کو کئی کئی دن فاقے سے رہنا پڑتا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں دروازہ مندہ کے نزدیک ایک برج میں مقیم تھا وہاں پہ تین دنوں تک مجھے کوئی کھانے کی چیز میسر نہ ہوئی۔ اچانک ایک شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ باہر جا کر دیکھو کون ہے؟ اس نے باہر جا کر دیکھا تو اس شخص نے ایک پیالہ کھچڑی سے بھرا ہوا تھما دیا اور چلا گیا۔ شیخ

Marfat.com

نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے یہ پیالہ دیا۔ اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں پہچانتا کہ وہ کون ہے۔ چنانچہ ہم نے وہ کھچڑی غیب سے بھیجی ہوئی سمجھ کر کھالی جو اس قدر مزیدار اور لذت والی تھی کہ اس جیسا ذائقہ اور لذت مجھے کسی اور کھانے میں نہ آیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے جوانی کے دنوں میں تیس برس تک سخت مجاہدے کئے اور اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس سے بھی زیادہ سخت مجاہدے یعنی آپ اسی برس کی عمر میں پانچوں وقت کی نماز کے لئے جماعت خانہ کے بالا خانے سے نیچے تشریف لاتے تھے اور یہ بالا خانہ کافی بلندی پر تھا۔ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں صوم دائمی رکھتے افطار کے وقت ہلکی اور معمولی سی غذا تناول فرماتے تھے۔ نماز باجماعت پڑھ لینے کے بعد آپ پھر بالا خانے پر رونق افروز ہو جاتے۔ تھوڑی دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد جب آرام کرنے کی غرض سے چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو اس وقت اپنے ہاتھ میں تسبیح پکڑ لیتے اس وقت آپ کی خدمت میں سوائے حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے اور کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ حاضر رہتا۔ آپ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ سے گفت و شنید کرتے رہتے اور بہت خوش رہتے اس دوران بعض عقیدت مندوں اور خادمین کے بچے یا کوئی خاص عقیدت مند حاضر ہوتے تو آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد فوری طور پر واپس چلے جاتے پھر جب حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ بھی باہر چلے جاتے تو اس وقت آپ کے خادم خاص اقبال حاضر خدمت ہوتے اور آپ کے وضو کے لئے پانی کے چند لوٹے بھر کر رکھتے اور واپس چلے جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ خود اٹھتے اور دروازے کی کنڈی لگا دیتے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

سحری کے وقت آپ کے خادم خواجہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ آتے اور دروازے پر دستک دیتے جب دروازہ کھول دیا جاتا تو وہ کھانا لے کر آپ کی خدمت میں پیش

Marfat.com

کرتے آپ اس میں تھوڑا سا تناول فرما لیتے بعض مرتبہ تو ایسا ہوتا تھا کہ آپ اس کھانے میں سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے خادم عرض کرتے کہ حضور! آپ تو افطاری کے وقت بھی بہت کم کھاتے ہیں اگر آپ سحری میں بھی کچھ نہ تناول فرمائیں گے تو کمزوری واقع ہو جائے گی۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور فرماتے، بہت سے مسکین اور درویش مساجد کے گوشوں اور دکانوں میں بھوکے اور فاقے سے سو رہے ہیں ان حالات میں، میں کیسے کھانا کھا سکتا ہوں۔

شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں سرخی چھائی رہتی تھی۔ رات اور دن میں فرض عبادت کے علاوہ چار سو یا پانچ سو نفل نمازیں پڑھتے اور بہت زیادہ تعداد میں تسبیحات بھی پڑھتے تھے۔ چاشت اور اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ مسند رشد و ہدایت پر تشریف فرما ہو جاتے اس وقت آپ کی مجلس میں علماء کرام، مشائخ عظام، فقراء اور دیگر عقیدت مند حاضر خدمت ہوتے اور آپ ہر ایک کے ساتھ شفقت اور لطف و کرم کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ دوسری مجلس ظہر کی نماز سے عصر تک منعقد ہوتی تھی اس مجلس میں علمی مسائل پر گفتگو فرماتے جس کسی کو کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نور باطنی سے علم لدنی کی بناء پر ایسا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے کہ آپ کے کلام کی خوبی کا ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا اور اس قدر متاثر ہوتا کہ آپ کا معتقد ہو جاتا بہت سے علماء کرام ایسے تھے جو اولیاء کرام سے بغض و عناد رکھنے میں مشہور تھے مگر جب آپ کی مجلس وعظ میں آئے اور آپ کی گفتگو سے مستفید ہوئے تو پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے در کے غلام اور عقیدت مند بن گئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر انہوں نے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کا سامان کر لیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ میں بھی مشغول رہا کرتے تھے۔ حضرت مولانا علی شاہ جانداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مراقبہ کی حالت میں تھے آپ اس طرح تشریف فرما تھے

Marfat.com

کہ ایک بال بھی آپ کا حرکت نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھیں کھولی ہوئی تھیں میں نے آپ کو اپنے بارے میں بتایا مگر آپ نے مجھے نہیں پہچانا اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر میں نے نیت کی کہ واپس چلا جاؤں کہ اسی اثناء میں آپ نے اپنی آنکھیں ملیں اور مجھے پہچانتے ہوئے فرمانے لگے کہ بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں آپ کے فرمانے پر بیٹھ گیا آپ مجھ سے گفتگو فرمانے لگے۔ باتیں کرتے ہوئے آپ اس طرح سے اپنی آنکھوں کو گھماتے تھے کہ جیسے آپ مست ہیں۔ پھر مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم اپنے گھر میں کیا شغل کرتے ہو؟ میں نے کہا، جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا کرو۔ تھوڑی دیر تک سکوت کیا اور پھر فرمایا، درویش کے لئے مناسب ہے کہ وہ دل میں خشوع و خضوع کے ساتھ تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوں اور اس تصور میں کھو جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اور مریدوں میں جا کر بیٹھ جاؤ اس وقت میں فارغ نہیں ہوں۔

ایک وقت ایک مرید نے افطار کے وقت دل میں خیال کیا کہ اگر سلطان المشائخ پانی کا بچا ہوا وہ حصہ جس سے آپ افطار کریں گے، مجھے دیں تو یہ آپ کی کرامت ہو گی۔ یہ خیال اس مرید کے دل میں گزرا ہی تھا کہ سلطان المشائخ نے فرمایا، یہ پانی اس کو دے دو کہ اس نے توبہ کی ہے۔ جب سلطان المشائخ کھانا کھا کر اوپر آئے اور اپنی جگہ بیٹھے تو اس مرید کو بھی دوسرے مریدوں کے ساتھ بلایا اور بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا بندہ ہے جس نے چالیس سال سے پیٹ بھر کر نہ کھایا نہ سیر ہو کر پانی پیا۔

اسلام کی پیروی: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ایک اور کشف و کرامت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ضیاء الدین برنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اشراق کے وقت سے لے کر چاشت تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس دن میں نے دیکھا کہ آپ نے

Marfat.com

بندگان خدا کی ایک بہت بڑی تعداد کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا لوگ آتے تھے اور آپ کے مرید ہونے کی سعادت حاصل کرتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ پہلے بزرگ تو لوگوں کو مرید کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے مگر آپ ہر کسی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے جاتے ہیں اور بیعت کے لئے اپنا دست مبارک بڑھا دیتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میں آپ سے اس بارے میں سوال کروں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے نور باطنی سے میرے قلبی خیال کو بھانپ لیا اور مجھ سے فرمایا تم ہر بات مجھ سے پوچھتے ہو پھر یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں ہر آنے والے سے اس کے حالات معلوم کئے بغیر کیوں اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دیتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر میں لرز گیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ہر زمانے میں ایک خاصیت رکھی ہے جس کے باعث ہر دور کے لوگوں کی عادات واطوار اور طریقہ زندگی مختلف ہوتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج کے عہد کے لوگوں میں گزشتہ لوگوں کے طور طریقے بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔ بے شک اصلی ارادت یہ ہے کہ غیر حق سے مکمل طور پر قطع تعلقی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا جائے جیسا کہ سلوک کی کتب میں موجود ہے یہ درست ہے کہ اسلاف اس وقت تک مرید نہیں کرتے تھے جب تک کہ مکمل طور پر غیر حق سے قطع تعلقی کو نہیں دیکھ لیتے تھے مگر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ کے دور سے لے کر جو کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمتہ اللہ علیہ تک اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر حضرت قبلہ مرشد شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دور تک ان بزرگوں کے دروازے پر لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور ان کے حلقہ ارادت میں شمولیت کرتے تھے۔

ان بزرگوں نے بڑی کثرت سے لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا ہے۔

Marfat.com

اس لئے میں بھی لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتا ہوں۔ اگر ان بزرگوں نے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ ہیں دنیا کے گنہگاروں کو اپنی حفاظت میں لیا ہے تو میں بھی لیتا ہوں اور جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے کہ میں مرید کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتا تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ میں نے بے شمار لوگوں سے یہ سنا ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو میرے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ گناہوں سے تائب ہوئے ہیں اور با جماعت نماز ادا کرتے ہیں اور وظائف و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر میں اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے ارادت کی شرائط کا خیال رکھوں اور لوگوں کو پرکھ کر مرید کروں تو جو نیک کام وہ کرتے ہیں وہ پھر اس سے محروم رہ جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کو میرے پاس کسی سفارش لانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ میں ایک کامل و اکمل شیخ کی طرف اس کا مجاز ہوں۔ میرے پاس جب کوئی عاجز و مسکین مسلمان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں گناہوں سے تائب ہونا چاہتا ہوں۔ تو میں اس خیال سے کہ ہوسکتا ہے یہ سچ کہہ رہا ہو اس کو بیعت کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہوں۔ اور خاص طور پر اس وجہ سے بھی ایسا کرتا ہوں کہ میں صالح لوگوں سے سنتا رہتا ہوں کہ میرے حلقہ ارادت میں آنے والوں کو میری ارادت گناہوں سے باز رکھتی ہے۔

اس کا دوسرا سبب جو سب سے زیادہ مضبوطی کا حامل اور تقویت کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن میرے مرشد بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے قلم اور دوات مرحمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تعویذ لکھو کہ تعویذ دینے میں بھی اجازت ہونی چاہئے تم کو میں تعویذ لکھنے کی اجازت عطا کرتا ہوں۔ مجھے قوی امید ہے کہ تم حاجت مندوں کو تعویذ لکھ کر دو گے چنانچہ جب میں نے تعویذ لکھنا شروع کیا تو مرشد پاک نے یہ بات محسوس کی کہ میں دعاؤں کے لکھنے سے کچھ خوش نہیں ہوں تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا، تم تعویذ کو لکھ کر دینے سے ابھی سے رنجیدہ ہو جب بہت سے ضرورت مند تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے تعویذ دینے کے لئے التجا کریں گے تو

Marfat.com

اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی۔ اس موقع پر اور کوئی موجود نہ تھا میں اپنے مرشد پاک کے قدموں میں گر گیا اور عرض کی کہ شیخ! آپ نے جو مجھے بزرگی کی نعمت اور خلافت کی دولت سے نوازا ہے۔ میں ایک طالب علم ہوں اور دنیا کے میل جول سے ہمیشہ سے نفرت کرتا ہوں۔ یہ جو کام میرے ذمہ لگایا گیا ہے بہت بڑا کام ہے۔ جس کی میں استطاعت نہیں رکھتا میرے لئے تو آپ کی نظر کرم اور ارادت ہی کافی ہے۔

میری بات سن کر مرشد پاک نے فرمایا، تم اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دو گے میں نے اس بارے میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی آہ وزاری کی ہے۔ پھر مرشد پاک نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا نظام الدین! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ مجھے نہیں معلوم کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسعود بندے کی عزت ہوگی یا نہیں لیکن اگر عزت عطا ہوگی تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اپنے ہمراہ جنت میں نہ لے جاؤں گا۔

<u>ایک حکمت آمیز بات:</u> ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی نیت یہ تھی کہ وہ نماز تراویح میں قرآن پاک ختم کرے اس مقصد کے لئے اس نے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہے پھر تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کرنے کے بعد فرمایا اگر میں اس بارے میں کچھ کہوں گا کہ نہ پڑھو تو یہ ترک سنت ہے۔ اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار کر لی۔

یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت آ گیا اس شخص نے جب سورہ فاتحہ کے بعد قرآن مجید پڑھنا چاہا تو وہ خود بخود رک گیا اور کچھ بھی نہ پڑھ سکا۔ آخرکار اس نے نماز کی نیت توڑ دی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، مولانا! اخلاص سے کام لو۔ یعنی سورہ اخلاص پڑھو۔ آپ کی اس کرامت کا سبب دراصل یہ تھا کہ آپ نے فرمایا، نماز تراویح میں ایک قرآن شریف کا ختم کرنا سنت ہے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی سنت ہے) مگر میں جس امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھتا ہوں وہ سورہ

Marfat.com

اخلاص پڑھا کرتا ہے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن لوگ جماعتوں میں تقسیم ہوں گے جن لوگوں نے حج کی سعادت حاصل کی۔ وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ جن لوگوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ جن لوگوں نے نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کیا وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل قیامت کے روز اپنے مرشد شیخ شیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ کی جماعت میں ہوں کیونکہ میرے مرشد کے پیش امام نماز تراویح میں سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے اس لئے میں بھی اسی طرح ہی کرتا ہوں۔

روحانی استقامت سے شیطان بھاگ گیا: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مولاناً وجیہہ الدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جب وہ کرہ کے باغات میں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کی شکل زاہدوں جیسی تھی اس نے عبا پہنی ہوئی تھی، تسبیح گلے میں لٹکائے ہوئے۔ مصلّٰی کاندھے پر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے قریب آ کر مولانا کو سلام کیا اور گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں بڑی دور سے آ رہا ہوں۔ بہت سے علمی معاملات میں مجھے کچھ علمی مشکلات پیش آ گئی ہیں جن کو میں آپ سے حل کرانا چاہتا ہوں۔ مولانا اس کی اس بات پر ہمہ تن گوش ہو گئے اور فرمایا ٹھیک ہے تم سوال بتاؤ۔ اس شخص نے بڑی عقل مندی سے اپنے سوالات بیان کرنا شروع کئے۔ مولانا نے اس کے سوالات کے نہایت تسلی بخش جوابات دیئے اور پھر اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ شخص تو اس شہر کا رہنے والا نہیں ہے پھر اس نے اس قدر علوم کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ مولانا کو سوچ میں پڑے دیکھ کر اس شخص نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ مولانا نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا، میں تو ان سے بہت مرتبہ مل چکا ہوں وہ اتنے بڑے عالم نہیں ہیں جس قدر پائے کے آپ عالم ہیں اس قدر بلندی علمی مرتبہ رکھنے

Marfat.com

کے باوجود آپ ان کے پاس جا رہے ہیں؟ مولانا اس کی یہ بات سن کر ٹھٹکے اور فرمایا، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ تم نے کیا بات کی ہے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ تو علم کے سمندر ہیں اور آپ کا باطن علم لدنی سے منور اور آراستہ ہے۔ اس شخص نے اپنی بات پر پھر اصرار کیا اور کہا کہ میں نے نظام الدین سے کئی مرتبہ ملاقات کی ہے ان کے پاس اتنا علم نہیں ہے آپ ان کے پاس کیا لینے جا رہے ہیں۔ مولانا وجیہہ الدین نے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھتے ہوئے فرمایا، یہ تم کیا الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔ وہ شخص جو کہ مولانا کے بالکل نزدیک ہو کر گفتگو کر رہا تھا یہ سنتے ہی مولانا سے ذرا فاصلے پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مولانا نے دوسری مرتبہ الحول پڑھی تو وہ لعین لاحول سنتے ہی مزید فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اب تو مولانا نے بار بار لاحول پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک دم نظروں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد جب مولانا وجیہہ الدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان کو دیکھتے ہی نور باطنی سے معلوم کر کے فرمایا، مولانا! اس شخص کو تم نے خوب پہچانا اگر تم اس کو پہچاننے میں ذرا سی بھی غلطی کرتے تو وہ تمہاری قزاقی کر ہی چکا تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا علمی مقام: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت و کرامت کے چرچے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے تھے مگر بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اولیاء کرام سے اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ انہی لوگوں میں مولانا شمس الدین یحیٰی اور مولانا صدرالدین ناولی بھی تھے جو کہ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ زمانہ طالب علمی میں چھٹیوں کے دنوں میں یہ دونوں کپڑے دھونے کی غرض سے غیاث پور کے نواحی علاقے میں دریائے جمنا کے کنارے پر آئے۔ یہاں پر ان دونوں نے سلطان المشائخ کی عظمت و کرامت کی شہرت سنی کہ وقت کے جید علماء کرام و فضلاء حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے ہیں چونکہ

Marfat.com

یہ دونوں بزرگ پہلے پہل اولیاء کرام سے اعتقاد نہ رکھتے اس لئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ ایک دن یہ دونوں بزرگ غیاث پور کے قریبی علاقہ میں آئے ہوئے تھے کہ مولانا شمس الدین نے مولانا صدر الدین سے کہا کہ اس جگہ پر سلطان المشائخ رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں اور سارا شہر آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہے پتہ نہیں کہ ان میں کوئی علمی قابلیت بھی ہے یا نہیں۔ چلو ہم ان کے پاس چل کر دیکھتے ہیں اور بذات خود جائزہ لیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کریں گے کہ ان کی اس قدر تعظیم نہ کریں گے جس طرح کہ ان کے عقیدت مند ان کی قدم بوسی کر کے کرتے ہیں ہم صرف ان کو سلام کریں گے اور مجلس میں بیٹھ جائیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے دونوں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے ان دونوں کی نگاہ جیسے ہی آپ پر پڑی تو جو رعب و دبدبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کی پیشانی میں رکھا ہے وہ سلطان المشائخ کے جمال میں بھی موجود تھا دیکھتے ہی اس قدر اثر ہوا کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین کا اپنے اوپر اختیار نہ رہا اور بے اختیار دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے سلطان المشائخ کی قدم بوسی کر لی۔ آپ نے دونوں سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ یہ سنتے ہی دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ وہ جو دونوں یہ طے کر کے آئے تھے کہ ہم سلطان المشائخ کی قدم بوسی نہ کریں گے آپ کی عظمت و کرامت کے اثر سے اس قدر بے خود ہوئے کہ بغیر کسی حیل و حجت کے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کر لی۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کیا شہر میں رہتے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کچھ پڑھتے بھی ہو؟ کہنے لگے، ہم مولانا ظہیر الدین بھکری سے بزوری پڑھتے ہیں یہ سن کر سلطان المشائخ نے "بزوری" سے اس عبارت کو پڑھا جہاں تک ان کا سبق پہنچا تھا اور اس سبق کے دوران ایک ایسا مشکل مسئلہ رہ گیا تھا جو مولانا ظہیر الدین بھکری بھی حل نہ

Marfat.com

کر سکے تھے۔ آپ نے ان سے اس مشکل مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا۔ دونوں حیران ہو گئے اور دوبارہ قدم بوس ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ مخدوم! یہی تو مشکل مقام ہے جو اس سبق میں رہ گیا تھا جس کے بارے میں ہمارے استاد محترم مولانا ظہیر الدین نے کہا تھا کہ وہ اس مقام کی تحقیق کر کے بیان کریں گے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ مسکرائے اور ان کی منشاء کے مطابق اس مشکل مقام کو حل فرما دیا جس سے ان دونوں کی تسلی ہو گئی۔

اس کے بعد جب یہ دونوں حضرات آپ سے اجازت لے کر رخصت ہونے لگے تو آپ نے مولانا شمس الدین کو ایک تہبند عنایت فرمایا جبکہ مولانا صدر الدین ناولی کو ایک دستار مرحمت فرمائی۔ پھر جب یہ دونوں آپ کی مجلس سے باہر آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سلطان المشائخ کی عظمت و کرامت کی شہرت تو سنی تھی آج ان کے علمی کمال کو بھی دیکھ لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے استاد محترم مولانا ظہیر الدین کی خدمت میں پہنچے تو مولانا شمس الدین نے سلطان المشائخ کا دیا ہوا تہبند اپنے سر پر باندھ لیا۔ مولانا ظہیر الدین نے دیکھا تو پوچھا، شمس الدین! آج تم نے اپنی عادت کے خلاف سر پر تہبند کیوں باندھا ہوا ہے؟ مولانا شمس الدین نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا میں نے ان کی عظمت و کرامت کی خوب شہرت سنی تھی مگر آج میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی کرامت اور علمی کمال کو دیکھا ہے۔ پھر مولانا شمس الدین نے آپ کی مجلس کے حالات اس قدر پیارے اور دلکش انداز میں بیان کئے کہ مولانا ظہیر الدین کے دل میں بھی اس بات کا اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کریں اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوں چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مجلس میں فقیر کو حاضر تصور کیا کرو: خواجہ منہاج شقدار آپ کے خوش اعتقاد مریدوں میں تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ میں نے سلطان المشائخ کو سماع کی دعوت

Marfat.com

دی۔ آپ نے قبول کر کے فرمایا اچھا ہو گا میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق کے پوتوں اور دوسرے مریدین و معتقدین کو غیاث پور سے بلایا ہے۔ قبل اس کے کہ مریدین و معتقدین شہر سے پہنچتے، یہاں تک کہ ابھی کھانا بھی تیار نہیں ہوا تھا ہر کسی نے کہنا شروع کیا کہ قوال حاضر ہیں یا تو سماع شروع کراؤ ورنہ ہم جاتے ہیں۔ خواجہ منہاج نے ان کا یہ اصرار دیکھ کر بازار سے کھانا منگوایا اور کھانا کھلا کر سماع شروع کرایا لیکن مجلس میں کوئی کیف اور ذوق پیدا نہ ہوا۔ میں سخت پریشان ہوا کہ مجلس بے مزہ ہو گئی۔ میں اسی غم کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا کہ اچانک میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ سلطان المشائخ ٹوپی سر پر رکھے حوض خانے کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں خوشی کے مارے بے خود ہو گیا جب میں ہوش میں آیا تو میں نے دیکھا کہ سماع نے غیر معمولی اثر کیا تھا اور شہر کے سب دوست بھی پہنچ چکے تھے۔ جب میں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری کیفیت بیان کی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ جہاں اس فقیر کے مرید و معتقدین ہوں تو اس مجلس میں مجھ فقیر کو بھی حاضر تصور کرنا چاہئے۔

<u>ہر ایک کے دل کی بات پوری ہو گئی:</u> ایک دفعہ شیخ نور الدین فردوسی نے اپنے تین مریدوں کو سلطان المشائخ کی خدمت میں بھیجا کہ میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی روح پرفتوح کے ایصال ثواب کے لئے کچھ کھانا پکوایا ہے۔ ازراہِ بندہ نوازی آپ بھی تشریف لائیں۔ پھر ان تینوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر سلطان المشائخ شیخ ہیں تو مجھے کھانے کی کوئی چیز عنایت فرمائیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے کپڑا عنایت ہو گا۔ تیسرے نے کہا کہ بزرگوں کا امتحان نہیں کرنا چاہئے اور اس قسم کی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں جب یہ تینوں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم حاضر نہ ہوسکیں گے کیوں کہ آج ہم نے خود کھانا پکوایا ہے لیکن ہمارا دل تمہاری مجلس میں ہو گا۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک شخص دہی کا ایک دیگچہ اور چار ٹنکے لے

Marfat.com

کر حاضر ہوا۔ سلطان المشائخ نے خادم سے اس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دو پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم نے کھانے کی چیز اور روپے کے لئے اپنے دل میں سوچا تھا۔ پھر خادم سے فرمایا کہ اس دوسرے آدمی کے لئے کپڑا لاؤ اور اس کو دو۔ پھر تیسرے شخص سے فرمایا کہ اہل دل کی خدمت میں اسی طرح آنا چاہئے جس خیال کے ساتھ تم آئے ہو اور خادم کو حکم دیا کہ دو ٹنکے اس کو بھی دو۔

نور باطن سے دل کی بات معلوم کر لی: ایک دن ایک دانش مند سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ وہ کس غرض سے آیا ہے۔ ہر چند اس نے بیعت کے لئے التجا کی لیکن سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا کہ سچ سچ بتاؤ، تم کس نیت سے میرے پاس آئے ہو؟ اس شخص نے کہا اصل بات یہ ہے کہ ناگور میں میری زمین ہے۔ اس موضع کا مقطع دار میرا مزاحم ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اگر میں اس کو رقعہ لکھ دوں اور تمہارا کام ہو جائے تو بیعت کا ارادہ چھوڑ دو گے؟ اس دانشمند نے کہا ہاں آپ نے اسی وقت وہاں کے مقطع دار کو خط لکھ دیا جس سے اس کا کام ہو گیا۔

الہام ربانی: حضرت مولانا حسام الدین ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ یہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے با کمال مرید تھے۔ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد واپسی کا سفر طے کرتے ہوئے دہلی میں پہنچے تو یہ جمعہ کا دن تھا چنانچہ کیلوکھری کی مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی دنوں میں یہ معمول بنا رکھا تھا کہ نماز فجر کے بعد کیلوکھری کی مسجد میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ اس مسجد میں آپ نے ایک چھوٹی سی صاف ستھری جگہ قیلولے اور وضو کے لئے بنا رکھی تھی۔ چاشت کے وقت مولانا حسام الدین

Marfat.com

ملتانی مسجد میں پہنچے اور دل میں یہ خیال کیا کہ میں پہلے ہی مسجد کے ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہوں اور نماز ادا کرنے کے بعد سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کروں گا چنانچہ انہوں نے اسی طرح ہی کیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے نور باطنی سے یہ بات معلوم کر لی اور اپنے خادم خاص حضرت خواجہ ابوبکر سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور مولانا حسام الدین کو جو ابھی خانہ کعبہ کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے یہاں پر پہنچے ہیں اور اس مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں بلا کر لے آؤ۔ خواجہ ابوبکر سلطان المشائخ کے حکم کی تعمیل میں مسجد کے اندر مولانا کو تلاش کرنے لگے دیکھا کہ مسجد کے ایک کونے میں پوشیدہ طور پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ خواجہ ابوبکر نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ مولانا! آپ کو سلطان المشائخ نے یاد فرمایا ہے یہ بات سن کر مولانا بہت حیران ہوئے کہ میں نے تو اپنی آمد کو بہت خفیہ رکھا تھا مگر چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت ہیں اس لئے یہ بات ان سے چھپی نہ رہ سکی۔ چنانچہ مولانا حسام الدین اسی وقت اٹھے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے مولانا پر خصوصی نظر کرم عنایت فرمائی۔ مولانا کافی دیر تک سلطان المشائخ کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ دوران گفتگو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص خانہ کعبہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرے تو اسے چاہئے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لئے علیحدہ نیت کرے اور وہاں پر حاضری دے تا کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خاص کا مستحق ہو سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کو طفیلی زیارت نہ بنائے۔ مولانا حسام الدین ملتانی نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ آپ نے یہ بات الہام ربانی کی بنا پر فرمائی ہے۔ مولانا نے اسی وقت اپنے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کی نیت کر لی اور اس مقصد کے لئے خصوصی طور

Marfat.com

پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

ایک عقیدت مند کی اصلاح: آپ کے ایک عقیدت مند فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے روانہ ہوا۔ سفر کے دوران میں ایک قصبے سے گزرا۔ قصبہ بوندی سے گزرتے ہوئے میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اس جگہ پر شیخ مومن سکونت رکھتے ہیں جو با کمال درویش ہیں ان سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ یہ سوچ کر میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادہ سے جا رہا ہوں۔ شیخ مومن نے کہا کہ سلطان المشائخ کی خدمت میں میرا بھی سلام پہنچا دینا اور آپ سے کہنا کہ میں ہر جمعہ کی شب کو آپ سے خانہ کعبہ میں ملاقات کروں گا۔ پھر جب میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ سے عرض کیا کہ قصبہ بوندی میں سکونت پذیر ایک درویش نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے۔ آپ نے یہ پیغام سنا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ وہ درویش بے شک اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے مگر اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا۔

قید سے رہائی: حضرت قاضی محی الدین کاشانی فرماتے ہیں کہ علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت میں مجھے نظر بند کر دیا گیا اور بہت دنوں تک میں نظر بند رہا۔ رہائی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو میں نے ایک شخص کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کی کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھے بلا وجہ نظر بند کر دیا گیا ہے۔ میرا کوئی پرسان حال نہیں ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کب میری رہائی ممکن ہو گی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے تین روٹیاں میرے پاس بھیج دیں اور فرمایا کہ ایک روٹی روزانہ کھا لینا چنانچہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور تیسرے دن مجھے رہا کر دیا گیا۔

اولیاء سے ناراض ہونا اچھا نہیں: مصلح بقال کا بیٹا طبابت کرتا تھا۔ وہ

Marfat.com

سلطان المشائخ کا مرید تھا۔ ہمیشہ سلطان المشائخ کی زیارت کے لئے آتا تھا۔ سلطان المشائخ اس کو اسی روز واپس کر دیتے اور رات کو رہنے نہ دیتے تھے۔ اس نے اس بنا پر سلطان المشائخ کے گھر کا آنا جانا ترک کر دیا۔ مولانا علی شاہ جاندارا کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔ تجھے چاہئے کہ ہر ماہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ کی قدم بوسی کے لئے جا اور رات کو کسی کے گھر میں قیام کر لیکن میں نے اس کے چہرے سے اس کی ناراضگی کا اندازہ لگا لیا کہ وہ اس پر تیار نہیں۔ چند روز کے بعد اس کے پاؤں پر ورم ہو گیا اور وہ درد سے بے قرار ہو گیا۔ مولانا علی شاہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس سے کہا کہ یہ سلطان المشائخ کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اس نے کہا ہاں اور مجھ سے منت سماجت سے کہنے لگا اور ایک لاچین مجھے دیا کہ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچاؤں اور اس کا سارا حال بیان کروں۔ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا اور اس کا سارا حال آپ سے بیان کیا۔ سلطان المشائخ اس کا حال سن کر خفا ہوئے۔ جب میں سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء کو تکلیف پہنچانے سے نقصان اٹھایا: شیخ رکن الدین فردوسی کو سلطان المشائخ سے چنداں اخلاص نہ تھا۔ وہ شہر سے آ کر دریائے جمنا کے کنارے حدود کیلوکھری میں مقیم ہو گیا تھا اور یہیں اپنی مرشدی کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ اس کے دو بیٹے جو بالکل نوجوان تھے ان کو اور اس کے مریدوں کو آپ سے بغض تھا۔ وہ اکثر کشتی میں سوار ہو کر گاتے ناچتے سلطان المشائخ کے بالا خانے کے نیچے سے گزرتے تھے۔ ایک روز وہ بہت سے لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر ظہر کی نماز کے بعد گاتے بجاتے سلطان المشائخ کے گھر کے سامنے سے گزرے۔ سلطان المشائخ جماعت خانے کے بالا خانے پر ذکر و شغل میں مشغول بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر خورد کے والد رحمتہ اللہ علیہ اس مجلس میں آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اس شور و شغب کی وجہ سے سلطان المشائخ کی نظر کشتی کے

Marfat.com

لوگوں پر پڑی۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ سبحان اللہ! ایک شخص سالہا سال سے اس کام میں اپنا خون جگر کھا رہا ہے اور اپنی جان اس راہ میں فدا کر رہا ہے۔ اس راہ کے دوسرے نئے آنے والے اسے کہتے ہیں کہ تم میں کون سا سرخاب کا پر ہے جو ہم میں نہیں۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک آستین سے نکالا اور ان کی جانب اشارہ کر کے فرمایا، اب جاؤ۔ عین اس موقع پر شیخ رکن الدین کے بیٹوں کی کشتی آپ کے گھر کے نیچے پہنچی۔ لڑکے شور مچاتے ہوئے کشتی سے اترے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ دریا میں غسل کریں۔ جیسے ہی وہ دریا کے کنارے پہنچے غرق ہو گئے۔

مرض تپ دق سے شفا: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند مولانا وجیہہ الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے تپ دق کا عارضہ لاحق تھا طبیبوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ میں کسی باغ میں دریا کے کنارے اپنی رہائش رکھوں تا کہ اس آب و ہوا سے مرض میں افاقہ ہو۔ میں نے بیبیوں سے کہا کہ میرے لئے ایسے مقام کا ملنا بہت مشکل ہے یعنی میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ کسی پر فضا مقام پر سکونت اختیار کروں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے مکان میں سکونت اختیار کروں جو کہ دریا کے کنارے پر ہے۔ چنانچہ میں نے وہ دوائیں ساتھ لیں جو کہ طبیبوں نے میرے لئے تجویز کی تھیں اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ اس وقت افطاری کا وقت تھا اور کوئی شخص آپ کو تحفے کے طور پر منڈی دے گیا تھا اور آپ اس وقت وہی تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ آؤ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھاؤ۔ باوجود اس بات کے کہ میں تپ دق کے عارضہ میں مبتلا تھا اور منڈی کھانا میرے لئے نقصان کا باعث تھا مگر میں نے آپ کے حکم پر کھالی۔ اس کے بعد جب میں آپ کے پاس سے اٹھا تو مجھے مرض سے مکمل طور پر شفا مل چکی تھی اور مجھے علاج کی قطعاً کوئی ضرورت نہ رہی۔

مٹی سرمہ بن گئی: ایک دفعہ آپ کے چند معتقد و مرید مل کر سلطان المشائخ

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ میرے گھر اولاد نرینہ کی پیدائش ہو۔ چنانچہ میں اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں آپ سے عرض کی۔ آپ نے میرے لئے ایک روٹی اور کھجور منگوائی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اس روٹی میں سے تھوڑا تھوڑا کھاؤ یہاں تک کہ جب تم اپنے گھر والوں کے پاس پہنچو تو یہ روٹی ختم ہو جائے۔ پھر جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ تو یہ کھجور اپنی بیوی کو دے دینا تاکہ وہ اسے کھا لے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک صالح بیٹا عطا فرمائے گا۔ مولانا موید الدین انصاری بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مجھے ایک انتہائی صالح اور نیک سیرت فرزند عطا فرمایا یعنی آپ کے گھر مولانا نورالدین محمد انصاری کی ولادت ہوئی جو نہایت باعمل عالم اور فضیلت والے تھے۔

روحانی پرواز: مولانا بدرالدین مرید جن کو رفیق بھی کہتے تھے جو بات کے بڑے سچے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات سلطان المشائخ کے دروازے پر ایک اونٹ دیکھا کہ وہ کھڑکی کے نیچے کھڑا ہے۔ سلطان المشائخ اس پر سوار ہوئے اور وہ اونٹ ہوا میں اڑنے لگا۔ میں بے خود ہو گیا۔ جب میں بیدار ہوا اور خواب کا اثر جاتا رہا یہاں تک کہ رات آخر ہو گئی تو میں نے پھر دیکھا کہ وہ اونٹ دریچے کے نیچے کھڑا ہوا ہے۔ سلطان المشائخ دریچے کو بند کر کے گھر میں تشریف لے گئے اور اونٹ واپس چلا گیا۔

صبح کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرنا: شیخ نجم الدین صفاہانی ساٹھ سال تک خانہ کعبہ کے مجاور رہے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے قریب ایک گھر بنوایا تھا کہ ہمیشہ گھر میں بیٹھ کر ان کی نظریں خانہ کعبہ پر پڑتی رہتی تھیں۔ شیخ کامل الحال بزرگ تھے۔ ایک روز مکہ معظمہ کے مجاوروں نے ان سے پوچھا کہ آج سلطان المشائخ مقتدائے عالم ہیں اور خدا کی مخلوق کو مقصد تک پہنچا دیتے ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کرتے اور دولت حج سے مشرف نہیں ہوتے؟ شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ

Marfat.com

خادم سے فرمایا کہ ان سے ایک سیر گھی لے لو۔ میں نے آپ سے عرض کیا حضور! یہ تو معمولی چیزیں ہیں آپ ان کو قبول فرمالیں۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا، تمہیں ہمارا دیا ہوا جب گھی کی قیمت میں پڑ جائے گا۔

اللہ نے دل کی بات پوری کر دی: سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابتدائے حال میں میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں نہ کتاب لکھواؤں گا اور نہ قیمتاً خریدوں گا۔ اسی زمانے میں ایک آدمی امام غزالی کی ''اربعین'' لے کر آیا جو مجھے بہت پسند آئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے کتاب نہ خریدنے کا عہد کیا ہے۔ میں اس عہد کو نہیں توڑوں گا لیکن میرا دل اندر سے چاہتا تھا کہ اس کتاب کو خرید لوں۔ آخر چند روز کے بعد ایک شخص وہی کتاب میرے لئے تحفتاً لایا۔ میں نے اس کے تحفے کو قبول کر لیا۔

اللہ کی عنایت کا عجب انداز: ایک صادق القول عزیز نے خواب میں دیکھا کہ سلطان المشائخ بہشت میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ حق تعالیٰ ہر روز مجھے وظیفہ دیتا ہے۔ یہ شخص سلطان المشائخ کے رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ وہ وظیفہ کیا ہے جو حق تعالیٰ آپ کو دیتا ہے۔ پھر خود ہی سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ دنیا میں مجھ سے ہر روز خلقت کو وظیفہ دلاتا ہے۔ پھر اسے قبول فرما کر اپنی عنایت سے اس کے عوض کئی ہزار دوزخیوں کا وظیفہ مقرر فرماتا ہے کہ جو ہر روز بخش دیئے جاتے ہیں۔

ایک مست سے ملاقات: سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں مولانا رشید الدین نغری کی زیارت کر کے واپس ہو رہا تھا ان کے مکان کے پاس ایک گلی تھی۔ میں نے اس گلی میں دیکھا کہ ایک مست مدہوش چلا آ رہا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آدمی مجھے تکلیف پہنچائے۔ میں دوسری طرف ہو گیا۔ وہ بھی اسی طرف آ گیا جدھر میں نے رخ کیا تھا۔ میں اللہ پر توکل کر کے تیز تیز چلنے لگا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا اور مجھ سے بغل گیر ہوا اور میرے سینے کو

Marfat.com

بوسہ دے کر کہنے لگا، الحمد للہ! ایسا سینہ ابھی مسلمانوں میں موجود ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہاں نہ تھا۔

حق تعالیٰ کی محبت کی مہک: شیخ نصیر الدین محمود روایت کرتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں دروازہ پل کے قریب تھا اور مجھ پر ایک انتہائی مایوسی کی کیفیت طاری تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ نظام! تم کہاں اور محبت الٰہی کہاں۔ میں اسی عالم میں شیخ رساں کے روضۂ مبارک میں گیا اور چلہ کھینچا۔ جب چلہ ختم ہوا تو میں نے دیکھا کہ روضۂ شیخ رساں میں ایک خشک درخت تھا جو سرسبز ہو گیا۔ میں نے شیخ کے روضے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا میں چالیس روز تک چلہ کھینچتا رہا مگر میرا حال نہ بدلا۔ میں یہ بات کہہ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں میں نے ایک آدمی دیکھا لڑکھڑاتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ آدمی نشے میں ہے۔ میں راستہ بدل کر دوسری طرف چلنے لگا۔ وہ آدمی میری طرف آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب خدا ہی کی پناہ چاہنی چاہئے۔ میں نے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا میں نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور اس سے معانقہ کیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کے منہ اور سینے سے عطر کی خوشبو آ رہی ہے، یہاں تک کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اے صوفی! تیرے سینے سے حق تعالیٰ کی محبت کی بو آ رہی ہے یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

رحمت کی بارش: ایک مرتبہ دہلی میں کئی دنوں تک بارش نہ ہوئی۔ لوگ بارش کے نہ ہونے سے بہت پریشان تھے۔ بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، حضور! کئی دن ہو چکے ہیں دہلی میں بارش نہیں ہوئی ہم اسی پریشانی کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ دہلی پر بارش برسائے۔ لوگوں کی بات سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اسی وقت منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی بغل سے اپنی والدہ ماجدہ کی قمیض کا ایک پرانا سا کپڑا نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر یوں دعا مانگی،

Marfat.com

اے اللہ! اس کپڑے کی حرمت کے طفیل جو کہ ایک ضعیفہ کی قمیض کا ہے اور جس پر کسی نامحرم کی نگاہ نہیں پڑی تو بارش برسا دے۔ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور یکایک اسی وقت آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی چند بادل آئے اور بارش برسانے لگے۔

نیا وضو کر کے آؤ: قاضی محی الدین کاشانی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں گھر سے وضو کر کے حاضر ہوا لیکن مجھے اپنے دل میں شک تھا کہ میں نے نیا وضو کیا ہے یا نہیں۔ سلطان المشائخ نے میرے اس شک کو نور باطن سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ ایک مرتبہ سید اجل کا بیٹا میرے پاس آیا۔ میں ہر چند اس سے بات کرتا تھا لیکن اسے حاضر دماغ نہیں پاتا تھا۔ آخر میں نے اس سے پوچھا، سید! تیرا کیا حال ہے کہ میں تجھے غائب دماغ پاتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میرے مخدوم! بات یہ ہے کہ میں نے گھر میں وضو کیا تھا لیکن شاید میں نے تجدید وضو نہیں کیا۔ اس لئے میرا دل سخت پریشان ہے۔ میں نے کہا، سید جا اور وضو کر کے مطمئن ہو کر آ اور پھر مطمئن ہو کر دل جمعی سے بیٹھ۔ سلطان المشائخ نے جب یہ بات ختم کی تو میں بھی فوراً اٹھا اور میں نے عرض کیا کہ میں بھی اسی مخمصے میں مبتلا ہوں۔ سلطان المشائخ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا تم جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔

ایک روز دو مرید سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے وضو میں احتیاط نہ کی تھی۔ جب وہ سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے تو سب سے پہلے جو بات آپ نے ان سے کی وہ یہ تھی کہ وضو میں احتیاط کرنی چاہئے کہ وضو خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

حصول اولاد نرینہ: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے باکمال مرید مولانا موید الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوتی تھی میں اس نعمت سے محروم تھا۔ چونکہ میری بیوی بھی آپ کی مرید تھی اس لئے میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ میں اولاد نرینہ کی نعمت سے محروم ہوں اور

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مختلف قسم کی مٹھائیاں خریدیں۔ ان میں ایک دانشمند بھی تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا یہ مختلف تحائف سلطان المشائخ کی خدمت میں یکجا پیش کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے تھوڑی سی خاک راستے میں سے اٹھائی اور ایک کاغذ میں لپیٹ لی۔ جب یہ سلطان المشائخ کے پاس پہنچے تو ہر ایک نے اپنا تحفہ آپ کے سامنے رکھا اور اس دانش مند نے بھی وہ پڑیا کاغذ کی سامنے رکھی۔ آپ کے خادم نے وہ تحائف اٹھانے شروع کئے۔ خادم نے چاہا کہ وہ کاغذ کی پڑیا بھی اٹھا لے کہ سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا کہ اس پڑیا کو یہیں رہنے دو کہ یہ خاص ہماری آنکھوں کے لئے سرما ہے۔ وہ دانشمند فوراً تائب ہوا۔ سلطان المشائخ نے اسے خلعت خاص سے سرفراز کیا اور اس سے فرمایا اگر تمہیں وظیفے یا روٹی کی ضرورت ہو تو ہم سے کہو۔

بہتر نوالہ: ایک دفعہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں کھانا لایا۔ کھانا لاتے وقت راستے میں اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں نوالہ رکھیں تو یہ میری کتنی خوش نصیبی ہو گی۔ جب یہ شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا تو دسترخوان بڑھایا جا چکا تھا اور سلطان المشائخ اس وقت پان کھا رہے تھے۔ سلطان المشائخ نے تھوڑا سا پان اپنے منہ سے نکال کر اس کے منہ میں رکھا اور فرمایا لو یہ اس نوالے سے بہتر ہے۔

دلجوئی کا واقعہ: حضرت ابوبکر وراق جو آپ کی خدمت میں رہنا اپنے لئے سعادت کا باعث سمجھتے تھے اور آپ کا مصلیٰ بچھانے کی خدمت میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے اپنا جبہ مبارک عطا فرمایا۔ میں وہ جبہ لے کر بہت خوش ہوا اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ ایک شخص نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ آپ کو اس جبہ کی قیمت ادا کر دوں۔ اس شخص کی یہ بات مجھے بہت ناگوار محسوس ہوئی۔ اس کے بعد جب میں چند تحائف لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے

Marfat.com

وقت کے بادشاہ اور سلطان بھی آپ کے در کی حاضری کو اپنے لئے سرمایۂ حیات سمجھتے تھے مگر آپ نے کبھی کسی کو اس کی سلطنت و حشمت کی وجہ سے خصوصی توجہ نہ دی تھی بلکہ بادشاہوں اور امراء کو آپ خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آپ کی عظمت و کرامت کی شہرت ہر چار سو عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کی اسی شہرت اور مقبولیت اور لوگوں کا آپ سے اعتقاد دیکھ کر بعض حاسد قسم کے لوگ جو اولیاء کرام سے حسن ظن نہ رکھتے تھے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے اور حسد کی آگ میں جل کر سلطان علاء الدین خلجی کے پاس پہنچے اور سلطان کے کان بھرے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے ساری خلقت کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور اس شہر میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان کے آستانہ کی خاک کو اپنے سر کا تاج نہ بناتا ہو۔ اس کے علاوہ ان کا دستر خوان بھی اس قدر وسیع ہے کہ رشک آتا ہے۔

انہوں نے بادشاہ وقت سے اس طرح کی باتیں کیں کہ جس سے بادشاہ کو انہوں نے یہ باور کرا دیا کہ سلطان المشائخ کی وجہ سے اس کی حکومت کو خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے کہ اس سے قبل بھی بادشاہوں کی سلطنت کو اسی گروہ سے نقصان پہنچا ہے۔ اس قسم کی باتیں انہوں نے گاہے بگاہے بادشاہ سے کہیں اور اس کے دل میں حکومت چھن جانے کا خوف بٹھا دیا چونکہ سلطان علاء الدین خلجی ایک بہادر اور نڈر بادشاہ تھا اور اس نے اپنی حکومت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے بہت جدوجہد کی تھی اور مخالفین کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس کے دل میں یہ بات براجمان ہو گئی کہ کہیں یہ بات سچ نہ ہو کیونکہ میرے تمام درباری، مقربین خاص، ملازم اور عوام الناس سب کے سب سلطان المشائخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنی چاہئے کہ جس سے یہ پتہ چل جائے کہ سلطان المشائخ اس کے ملک پر قبضہ و اقتدار ہونے کی خواہش رکھتے ہیں یا نہیں۔

اس مقصد کے لئے سلطان علاء الدین خلجی نے بادشاہی امور کے بارے میں کچھ باتیں تحریر کروا کر ایک مسودہ تیار کروایا۔ اس مسودہ میں ایک بات یہ بھی تھی کہ

Marfat.com

علیہ نے فرمایا کہ آپ اکثر فجر کی نماز میں خانہ کعبہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ہمارے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ شتر فرشتہ ہو کر غیب سے آیا ہو اور سلطان المشائخ کو خانہ کعبہ لے جاتا ہو۔

سواری کا تحفہ: سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ غیاث پور کے قیام سے پہلے میں کیلو کہری کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ گرم ہوائیں چلتی تھیں اور مسجد کا فاصلہ ایک کوس تھا اور میں روزے سے تھا۔ مجھے چکر آنے لگے اور میں ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر میرے پاس سواری ہوتی تو میں اس پر سوار ہو کر جاتا۔ بعد میں شیخ سعدی کا یہ شعر میری زبان پر آیا۔

ما قدم از سر کنیم در طلب دوستاں
راہ بجائے برد ہر کہ باقدام رفت

میں نے اس خطرے سے توبہ کی۔

اس واقعہ کو تین روز گزرے تھے کہ خلیفہ ملک یار ہراں رحمۃ اللہ علیہ میرے لئے ایک گھوڑی لے کر آیا اور مجھ سے کہا کہ اسے قبول کیجئے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم خود ایک درویش ہو، میں تم سے یہ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تین راتوں سے میں برابر خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے برابر فرما رہے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس گھوڑی لے کر جاؤ۔ میں نے کہا، بے شک تمہارے شیخ نے تم سے کہا ہے لیکن اگر میرے شیخ بھی کہیں گے تو میں یہ گھوڑی تم سے لے لوں گا۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم مجھ سے فرماتے ہیں کہ ملک یار ہراں کی دل جوئی کے لئے یہ گھوڑی قبول کرو۔ دوسرے روز وہ گھوڑی لے کر آیا تو میں نے اسے فرستادہ حق سمجھ کر قبول کر لیا۔ اس کے بعد سے میرے گھر میں گھوڑوں کی کمی نہیں ہوئی۔ وہ گھوڑی ایک مدت تک میرے گھر رہی۔ بعد میں میں نے یہ گھوڑی اپنے بھانجے خواجہ محمد کو دے دی۔

شاہان وقت کی عقیدت مندی: آپ کی شان بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ

Marfat.com

چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ مخدوم جہاں ہیں اور خلقت اپنی دینی و دنیاوی حاجات کے لئے آپ سے رجوع کرتی ہے۔ اس ملک کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے مجھے مرحمت فرمائی ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر کام اور مصلحتوں میں آپ کے مشوروں پر عمل کروں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری اور حکومت کی بہتری جس کام میں سمجھتے ہیں اس سے مجھے مطلع فرمائیں تا کہ میں بصد شوق آپ کے فرمان کی تعمیل کے لئے کوشش کروں۔ اس لئے کہ آپ کے مشورہ پر ہی میری اور میری سلطنت کی سلامتی منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ چند باتیں تحریر کروا کر آپ کی خدمت میں روانہ کی ہیں۔ آپ اپنے قلم مبارک سے اس کے جواب میں وہ مشورے لکھ کر بھیج دیں جن میں سلطنت کی بہتری اور فلاح ہو۔

اس مسودہ کو تیار کروا کر علاء الدین خلجی نے اپنے بڑے صاجزادے خضر خان کو دیا جو کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدت مند اور مرید تھا۔ سلطان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم سلطان المشائخ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی قدم بوسی کرنے کے بعد یہ کاغذ ان کو دے دینا۔ خضر خان اپنے والد کے حکم کی تعمیل میں کاغذ لے کر چل پڑا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اس کاغذ میں کیا تحریر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے وہ کاغذ سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کر دیا۔ سلطان المشائخ نے اس کاغذ کو لے لیا اور پڑھے بغیر حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فاتحہ پڑھو۔ پھر فرمایا، درویشوں کو بادشاہوں کے کاموں سے کیا سروکار۔ میں درویش ہوں۔ تمہارے شہر میں قیام پذیر ہوں اور عام مسلمانوں اور بادشاہ کے حق میں دعا کرتا رہتا ہوں اگر اس بارے میں سلطان مجھے کچھ لکھے گا تو میں یہاں سے کوچ کر کے کسی دوسرے شہر میں سکونت اختیار کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت بڑی ہے۔ خضر خان نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جواب جب سلطان علاء الدین خلجی کو پہنچایا تو سلطان بہت خوش ہوا اور کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ دشمنوں نے سلطان المشائخ پر ایک جھوٹا الزام لگایا ہے مگر دشمن چاہتے تھے کہ میں

Marfat.com

اولیاء کرام سے کوئی گستاخی کروں اور ان سے جھگڑا کروں تاکہ اس سے ملک میں انارکی پھیلے۔

سلطان علاء الدین خلجی نے اپنی اس حرکت پر معذرت کرتے ہوئے آپ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کا عقیدت مند ہوں اپنی اس گستاخی پر آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مجھے معافی عنایت فرمائیں اور اس بات کی اجازت بھی مرحمت فرمائیں کہ میں بذات خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کروں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان کی اس درخواست کے جواب میں فرمایا کہ سلطان کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں میں سلطان کے حق میں غائبانہ دعا کرتا ہوں اور غائبانہ دعا میں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کو جب سلطان المشائخ کا یہ جواب ملا تو اس نے عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے عاجزانہ انداز سے خدمت میں حاضر ہونے کی التجا کی مگر آپ نے علاء الدین خلجی کو پیغام بھیجا کہ اس درویش کے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل جاؤں گا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ بادشاہوں کی قربت کو پسند نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بے چین رہا کرتے تھے۔ سلطان جلال الدین خلجی کو بھی سلطان المشائخ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی بڑی آرزو تھی اور اسی لئے اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر آپ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ امیر خسرو سلطان جلال الدین خلجی کے دربار سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص بھی تھے۔ سلطان نے ان سے مشورہ کیا کہ وہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرے گا۔ بادشاہ یہ فیصلہ کر کے بہت خوش تھا کہ اس طرح سے وہ اپنی حاضری کی خواہش پوری کر لے گا۔ امیر خسرو شش و پنج میں پڑ گئے کہ کیا کیا جائے

Marfat.com

انہوں نے یہ مناسب خیال کیا کہ وہ بادشاہ کے اس ارادے کی خبر سلطان المشائخ کو پہنچا دیں اس لئے کہ اگر میں نے بادشاہ کے اس ارادے کی اطلاع اپنے مرشد کو نہ دی تو مرشد پاک کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ جب تمہیں اس بات کا علم تھا تو تم نے مجھے کیوں نہیں یہ بات بتائی۔ کافی سوچ بچار کے بعد امیر خسرو نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ یہ بات مجھے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو بتا دینی چاہیئے چنانچہ امیر خسرو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کے ارادے کی خبر دی اور کہا کہ بادشاہ کل آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تشریف لائیں گے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ یہ بات سن کر اسی وقت اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے پاکپتن شریف چلے گئے۔ اس بات کی حقیقت کے بارے میں جب سلطان جلال الدین خلجی کو پتہ چلا تو وہ امیر خسرو سے خفا ہوا اور امیر خسرو کو بلوا کر کہا کہ تم نے میرا پوشیدہ بھید حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ پر ظاہر کر کے مجھے ان کی قدم بوسی کی سعادت سے محروم کر دیا۔ حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ مرشد کے خفا ہو جانے سے ایمان کے سلب ہونے کا خطرہ تھا۔ سلطان جلال الدین خلجی چونکہ دانشمند اور معاملہ فہم تھا اس لئے امیر خسرو کے اس جواب سے خوش ہوا اور اس بات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

سلطان علاء الدین خلجی حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا معتقد قدر دان اور عقیدت مند تھا اس کی یہ خواہش ہی رہی کہ اسے سلطان المشائخ کی قربت نصیب ہو اپنی اس خواہش کے احترام میں اس نے اپنے ولی عہد خضر خان اور چھوٹے بیٹے شادی خان کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی مریدی میں دے دیا تھا۔ جب علاء الدین خلجی کا انتقال ہو گیا تو صورتحال ایسی پیدا ہوئی کہ خضر خان کو حکمرانی نہ مل سکی اس کا سبب یہ ہوا کہ علاء الدین خلجی کا تیسرا بیٹا قطب الدین خان جو بڑا چالاک اور بدطینت شخص تھا اس نے دھوکہ دہی سے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنے

Marfat.com

بڑے بھائی خضر خان کو پہلے تو اندھا کر دیا پھر دوسرے بھائی شادی خان سمیت اسے موت کے گھاٹ اتار دیا چونکہ قطب الدین بدفطرت حکمران تھا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے بھی پرخاش رکھتا تھا۔ اس نے آپ سے جھگڑا کرنا چاہا۔ اس نے دہلی میں ایک مسجد ''جامع مسجد میری'' کے نام سے تعمیر کروائی۔ جب مسجد مکمل طور پر تعمیر ہوگئی تو اس نے پہلے جمعتہ المبارک کے دن تمام علماء و مشائخ کو طلب کیا کہ وہ تمام اس کی تعمیر کرائی ہوئی مسجد میں نماز جمعہ پڑھیں۔ یہ پیغام اس نے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی پہنچایا مگر آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو مسجد ہمارے نزدیک ہے اس کا حق ہم پر زیادہ ہے کہ ہم وہیں پر اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھیں چنانچہ آپ قطب الدین کی تعمیر کروائی ہوئی ''مسجد میری'' میں نہ گئے۔ قطب الدین نے اس بات کا برا منایا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اس شاہی رسم کی بھی کوئی پرواہ نہ کی جس کے تحت ہر قمری ماہ کی یکم تاریخ کو علماء کرام، مشائخ عظام، اکابرین شہر اور دیگر شاہی عہدیدار بادشاہ کو نئے چاند کی مبارکباد دینے کی غرض سے دربار میں حاضر ہوتے تھے مگر حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی حاضری نہ دی تھی۔ آپ کے مخالفین اور حاسدوں کے ہاتھ جب یہ دو باتیں آگئیں تو انہوں نے سلطان قطب الدین کے کان بھرے اور کہا کہ بادشاہ کے بلوانے کے باوجود سلطان المشائخ مسجد میں نہیں آئے اور نہ ہی چاند کی یکم تاریخ کو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ دوسرے مشائخ عظام حاضری دیتے ہیں۔ اس پر سلطان نے ایک اور پیغام آپ کو بھیجا کہ جس طرح تمام علماء و مشائخ سلام کرنے کے لئے اور مبارکباد دینے کے لئے دربار میں حاضر ہوتے ہیں آپ بھی میرے حضور حاضری دیا کریں۔ آپ نے اس کے اس پیغام کے جواب میں فرمایا کہ ہم فقیروں کا یہ دستور نہیں کہ بادشاہوں سے ملیں اور ان کے درباروں میں حاضری دیں۔ یہ جواب سن کر قطب الدین بہت آگ بگولا ہوا اور جوش و مستی میں آ کر کہا، اگر آئندہ چاند کی یکم

Marfat.com

تاریخ کو میرے حضور پیش نہ ہوں گے تو میں زبردستی بلاؤں گا جیسا کہ وہ میری عادت کو جانتے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ آئندہ ماہ کی یکم تاریخ کو مجھ سے ملاقات کریں۔ اس بات کی خبر جب آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا، میں اپنی ذاتی رائے بدل سکتا ہوں مگر بزرگوں کے طریقے کو نہیں بدل سکتا۔

آپ کے مریدین اور عقیدت مند سلطان قطب الدین کی اس دھمکی سے بہت پریشان ہوئے مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو کوئی فکر نہ تھی۔ آپ بالکل مطمئن تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ ہوئی کہ جب مقررہ چاند رات ہوئی تو اچانک اس رات کو قطب الدین کا ایک خوبصورت غلام خسرو خان جو کہ اس تاک میں تھا کہ کسی طرح حکومت پر اس کا قبضہ ہو جائے نے قطب الدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کا سرتن سے جدا کر کے اس کے جسم کو محل کے اوپر سے نیچے گرا دیا اور اس کا سر نیزے پر چڑھا کر محل کے اوپر سے عوام الناس کو دکھایا۔ اس طرح قطب الدین کا فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔

ایک دن آپ نے اپنی آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ میں دنیا سے نفرت کرتا ہوں اور مجھے جو کچھ بھی ملا اپنے شیخ کی برکت سے ملا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن جب میں اپنے مرشد شیخ الشیوخ العالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہونے لگا تو انہوں نے مجھے سفر خرچ کے لئے ایک سکہ دیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کا یہ حکم ہوا کہ آج نہ جاؤں اور کل چلا جاؤں۔ چنانچہ میں رک گیا۔ پھر جب افطاری کا وقت قریب ہوا تو گھر میں روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے عرض کی، شیخ! آپ نے مجھے ایک سکہ سفر خرچ کے لئے مرحمت فرمایا تھا اگر اجازت فرمائیں تو میں اس سے افطاری کا کوئی انتظام کرلوں۔ مرشد میری اس بات سے بہت خوش ہوئے اور میرے حق میں دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا نظام الدین! میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے تھوڑی سی دنیا طلب کی ہے۔ مرشد پاک کی یہ

Marfat.com

بات سن کر میں لرز اٹھا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بے شمار بزرگ اسی دنیا کے باعث فتنے میں مبتلا ہوئے ہیں تو میرا کیا حال ہوگا۔ یہ خیال ابھی میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، تم تسلی رکھو کہ تم کسی فتنہ میں نہ پڑو گے۔ مرشد پاک کی یہ بات سن کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایک شب میں نے رات کے آخری پہر میں دیکھا کہ مکان کے صحن میں ایک عورت جھاڑو دینے میں مشغول ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں اور مخدوم کے گھر میں جھاڑو دے رہی ہوں۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا، اے فتنہ میں ڈالنے والی! میرے گھر میں تیرا کیا کام۔ جا میرے گھر سے چلی جا۔ میں نے اس سے بہت مرتبہ جانے کے لئے کہا لیکن وہ جانے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ آخر کار میں نے اسے گردن سے پکڑا اور اسے کھینچ کر گھر سے باہر نکال دیا مگر وہ پھر بھی بار بار اپنی شکل مجھے دکھاتی تھی اور مجھے اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔

اقوال حضرت نظام الدین اولیاء چشتی رحمتہ اللہ علیہ

اولیاء کا عشق ان کی عقل پر غالب ہوتا ہے۔

جس کی طبع لطیف ہو وہ جلدی برہم ہو جاتا ہے۔

جس میں علم و عشق و عقل ہو وہ خلافت مشائخ کے شایان ہوتا ہے۔

درویش کو چاہئے کہ نہ خوشی سے خوش ہو نہ غمی سے غم ناک۔

ہر ایک کا ظلم سہنا چاہئے اور اس کا بدلہ لینے کی نیت بھی نہیں کرنی چاہئے۔

فرمایا: درویش کو پردہ پوش ہونا چاہئے۔ پردہ پوشی سب عبادتوں سے افضل ہے۔ سالک جب پیر کی بیعت میں مستقیم ہو تو جو کچھ اس سے پہلے کر گزرا ہو اس کے لئے اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

معاملے کے وقت اس قسم کی گفتگو کرنی چاہئے جس سے گردن کی رگیں نمودار نہ ہوں یعنی تعصب اور غضب کی علامت نہ پائی جائے۔

Marfat.com

فرمایا: جھوٹی قسم کھانا، زنا کرنا، مومن سے شرارت کرنا، شیطان کے نزدیک افضل کام ہیں۔

فرمایا: حق تعالیٰ کے اولیاء اور دوستوں نے سالہا سال نفس کی آرزو پوری نہیں کی اور اسے بری طرح مارا ہے۔

فرمایا: جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسے بددعا نہ کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لے۔

عارف اللہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے اور صرف حسب ضرورت کلام کرتا ہے۔

عارف کے ستر مقام ہیں۔ ان میں سے ایک اس کی مرادوں کا نہ ملنا ہے۔

فرمایا: عشق اور عقل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں۔

فرمایا: جو شخص کسی شیخ یا عالم دین کی بے عزتی کرے گا وہ دنیا و آخرت میں منافق اور لعنتی ہو گا نعوذ باللہ۔

فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مقام سے گرے تو شروع میں گرے اگر یہاں سے بھی گر گیا تو پھر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

فرمایا! گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے مگر طاعت سے ہزار مرتبہ یعنی جس طاعت میں ریا کا میل ہو وہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔

فرمایا! جب کوئی بندہ ادنی چیز کو خدا کے لئے چھوڑتا ہے تو اس سے بہتر شے اسے مل جاتی ہے۔

فرمایا! ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی نگاہ میں تمام خلقت مچھر سے بھی کم حقیقت معلوم نہ ہو۔

فرمایا! جس نے گناہ اور نافرمانیاں کی ہوں اور ان نافرمانیوں سے حظ اٹھایا ہو جب وہ توبہ کر کے اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت میں بھی ویسا ہی حظ آئے گا۔

فرمایا اگر مجنوں کے دل میں نماز کے وقت دنیا کا خیال آئے تو ازسر نو نماز

Marfat.com

پڑھتے ہیں اگر عاقبت کا خیال آجائے تو سجدہ سہو بجالاتے ہیں۔

فرمایا: صبر اس کا نام ہے کہ مصیبت سے کسی طرح کی کراہت نہ کرے اور ایسا معلوم ہو کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہی نہیں ہوئی۔ تمام چیزوں کی کنجی صبر ہے۔

حضرت امیر خسرو نے پوچھا محبت میں مصیبت کیوں ہوتی ہے۔ فرمایا اس لئے کہ ہر کمینہ اس کا دعویٰ نہ کرے۔

فرمایا جو مصیبت دوست کی طرف سے ہوتی ہے وہ مصیبت نہیں ہوتی بلکہ عین نعمت ہوتی ہے۔

فرمایا! ترک دنیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اپنے تیں ننگا رکھے، لنگھوٹا باندھ کر بیٹھ جائے۔ درویش لباس بھی پہنے اور کھائے بھی لیکن جو کچھ اسے ملے اس کی طرف راغب نہ ہو۔ اس سے دل نہ لگائے۔

تین وقتوں میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کی حالت میں دوسرے وہ کھانا کھاتے وقت جو اطاعت کی قوت کی نیت سے کھایا جائے اور تیسرا درویشوں کے حالات بیان کرتے وقت۔

فرمایا! مومن کی دل آزاری اللہ کو ستانے کے ہم معنی ہیں۔ مومن وہ ہے کہ اگر وہ مشرق میں ہے اور مغرب میں ایک مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کو یہاں درد محسوس ہو۔

فرمایا جو اہل سماع اور صاحب درد ہیں انہیں قوال کے صرف ایک شعر پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور جو لوگ درد و ذوق نہیں رکھتے انہیں خواہ کتنے ہی ساز ہوں کچھ اثر نہیں ہوتا۔

مرد جب علم سیکھتا ہے تو اسے شرف حاصل ہوتا ہے اور جب اطاعت کرتا ہے تو اس کے کام کی بہتری ہوتی ہے۔ اس موقع پر پیر کو چاہئے جو دونوں کو توڑ دے یعنی علم اور عمل دونوں کو اس کی نظر سے گرا دے گا کہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

فرمایا! شعر ایک لطیف چیز ہے۔ مگر وہ سخت بے لطف ہوتا ہے جب تعریف میں

Marfat.com

کہا جائے اور کہیں پیش کیا جائے اسی طرح علم بھی بہت اچھی شے ہے مگر اس کی عزت جاتی رہتی ہے اگر اسے حاصل کر کے دردر کا چکر لگایا جائے۔

جب ایک مرتبہ پیٹ بھر جائے تو پھر اور نہیں کھانا چاہئے البتہ دو شخصوں کو کھانا جائز ہے۔ ایک وہ جس کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں اور وہ ان کی خاطر ان کے ساتھ مل کر اور کچھ کھالے اور دوسرے وہ جو روزہ رکھتا ہے اور سمجھتا ہو کہ سحری کے وقت شاید کچھ نہ مل سکے۔

فرمایا! جب تک اللہ جل شانہ کی محبت قلب کے غلاف میں ہوتی ہے تب تک گناہ کا صادر ہونا ممکن ہے لیکن جب دل کے آس پاس آ جاتی ہے تو پھر ممکن نہیں کہ گناہ صادر ہو۔

اعانت حقوق ہمسایہ کے متعلق فرمایا کہ (۱) جب ہمسایہ قرض مانگے تو اسے دو (۲) اس کی ضرورت پوری کرو (۳) بیماری میں اس کی عیادت کرو (۴) مصیبت میں غم خواری کرو (۵) مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھو اور میت کے ساتھ جاؤ۔

فرمایا! شرط عیادت یہ ہے (۱) تین دن بعد بیمار پرسی کو جائے (۲) پاس بیٹھ کر نصیحت کرے کہ بیماری کفارہ گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسے بیمار کر ڈالتا ہے (۳) بیمار کو صدقہ دینے کی ترغیب دے اور کہے صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

ایک مرتبہ سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص نے آ کر اطلاع دی کہ آپ کے کچھ دوست جمع ہوئے ہیں اور بانسریاں بھی لائے ہیں۔ فرمایا میں نے تو منع کیا تھا کہ بانسریاں اور جو حرام چیزیں ہیں نہ آنی چاہئیں کیونکہ یہ سب کھیل تماشے ہیں جب تالی بجانے کی ممانعت ہے تو بانسری کی ضروری ہو گی۔

فرمایا! خلقت کی چار قسمیں ہیں (۱) وہ جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہو (۲) جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہو (۳) جن کا ظاہر و باطن دونوں خراب

Marfat.com

ہوں (۴) جن کا ظاہر اور باطن دونوں آراستہ ہوں۔ پہلی قسم کے لوگ متعبد کہلاتے ہیں جو عبادت تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ مجذوب ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ (ریا کار) عالم ہیں اور چوتھی قسم والے مشائخ بھی ہوتے ہیں۔

وصال مبارک: سلطان اولیاء کاشف اسرار رحمانی، محبوب العالمین، سلطان المشائخ، نظام الحق والدین حضرت سید خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ وصال مبارک سے پہلے اس قدر بیمار ہوئے کہ آپ پر نقاہت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ بیماری کے چالیس دنوں میں آپ نے کھانا کھانا بھی ترک کر دیا تھا گفتگو بھی کم ہی فرماتے تھے۔

سیر الاولیاء کی روایت ہے کہ یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے کہ آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی آپ کا باطن انوار و تجلیات سے اس قدر منور و تاباں ہو گیا کہ آپ نے نماز کے دوران بارگاہ الٰہی میں سجدے کیے۔ اسی حیرانی و تعجب کے عالم میں آپ گھر میں تشریف لائے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا بہت زیادہ زاری کی اور پھر بے ہوش ہو گئے۔ ہر روز اسی طرح ہوتا کبھی ہوش میں آ جاتے اور کبھی آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی جب ہوش میں آتے تو فرماتے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور دوست کو دوست کا وعدہ یاد آتا ہے۔ اسی حالت میں آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اسی کیفیت میں بار بار فرماتے ہیں کہ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پھر نماز ادا کرنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ ہر نماز کو دو مرتبہ پڑھتے۔ چند یوم تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی یعنی آپ استغراق کی حالت میں بار بار یہی فرماتے کہ آج جمعہ کا دن ہے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے اور میں نے نماز ادا کر لی ہے یا نہیں۔ کبھی آپ یہ بھی ارشاد فرماتے کہ می رویم و می روم و می رویم یعنی ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں۔

Marfat.com

اسی استغراق کی حالت میں ایک دن جب کچھ ہوش میں تھے تو اپنے عزیزوں، خادمین اور مریدوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر اپنے خادم خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا، تم سب اس بات کے گواہ رہنا کہ اگر اس نے گھر میں کوئی بھی غلہ رکھا تو کل بروز قیامت یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود جواب دہ ہوگا۔

حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ قلب پر رقت طاری ہو گئی اور عرض کی۔ مخدوم! میں کوئی بھی چیز باقی نہیں رہنے دوں گا تمام چیزیں آپ کے نام پر صدقہ کر دوں گا چنانچہ خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرح ہی کیا اور جس قدر غلہ موجود تھا اور جو بھی چیزیں پڑی ہوئی تھیں وہ تمام حاجت مندوں میں تقسیم کر دیں اور صرف اس قدر غلہ رہنے دیا کہ جو فقراء کی چند دنوں کی خوراک کے لئے کافی تھا۔

جب یہ کام ہو گیا تو آپ کے مرید خاص اور عقیدت مند سید حسین رحمتہ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کے بارے میں آپ کو بتاتے ہوئے عرض کی کہ گھر میں موجود تھوڑے سے غلہ کے سوا جو کچھ بھی گھر میں موجود تھا وہ خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی طرف سے حاجت مندوں اور مساکین میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے خفگی کا اظہار کیا اور خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اس مردار ریت کو تم نے کس لئے رکھ چھوڑا ہے۔ خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی، مخدوم! گھر میں جو کچھ بھی موجود تھا وہ میں نے تمام کا تمام تقسیم کر دیا ہے۔ سوائے تھوڑے سے غلے کے گھر میں اور کچھ بھی نہیں ہے اور وہ بھی صرف اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ یہ چند ہزار لوگوں کے لئے کام آ جائے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بلاؤ۔ چند لمحوں میں لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا آپ نے اپنے خادمین سے فرمایا کہ

Marfat.com

لوگوں سے کہہ دو کہ غلے کے گوداموں کے دروازے توڑ دیں اور ان میں جتنا بھی غلہ موجود ہے وہ بے خوف وخطر اٹھا کر لے جائیں اور پھر وہاں پر جھاڑو دے دیں۔ آپ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مساکین اور حاجت مندوں نے گوداموں میں سے غلہ اٹھایا اور لے گئے۔

اس کے بعد چند خدام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مخدوم! آپ کے بعد ہم مسکینوں کا کیا ہو گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، تمہیں فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے مزار سے تمہیں اس قدر نذر و نیاز حاصل ہو گی کہ وہ تمہیں کافی ہو گی۔ پھر آپ کے بعض خادمین آپ سے عرض پرداز ہوئے کہ اس آمدنی کو ہمارے مابین تقسیم کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا، جس کا اس آمدنی میں کوئی حصہ نہ ہو گا وہ تقسیم کرے گا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کو مرض سے کوئی افاقہ نہیں ہو رہا تھا اسی حالت میں آپ کے بعض عقیدت مندوں اور خدام نے حضرت سید محمد مبارک کرمانی رحمتہ اللہ علیہ المعروف امیر خورد کے نانا مولانا شمس الدین دامغانی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کے مزار مبارک کی جگہ کے سلسلہ میں بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم لوگوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق شیخ المشائخ کے حظیرے کے نزدیک جو حظیرہ القدس ہے۔ وہاں پر بلند و آراستہ مکانات تعمیر کروائے ہوئے ہیں تاکہ آپ کو وصال کے بعد وہاں پر دفن کر دیا جائے۔ صرف آپ ہمیں یہ بتا دیں کہ آپ وصال کے بعد کس مکان میں استراحت فرمانا پسند کریں گے تاکہ ہم اس معاملے میں اپنی مرضی سے کوئی ایسا کام نہ کریں جو آپ کو ناپسند ہو۔ چنانچہ جب یہ درخواست حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور خادمین کی طرف سے مولانا شمس الدین دامغانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے فرمایا، مولانا! میں کسی مکان میں دفن نہیں ہونا چاہتا میری آرزو تو یہ ہے کہ وصال کے بعد مجھے جنگل میں دفن کیا

Marfat.com

جائے۔

وصال سے چند دن پہلے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، نظام الدین! تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور آپ کی خدمت میں کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ اس کی طرف توجہ ہی نہ کرتے تھے ایک دن آپ کے ایک عقیدت مند اخی مبارک آپ کے لئے مچھلی کا شوربہ لے کر آئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کے دیگر عقیدت مندوں نے بہت اصرار کیا کہ کسی طرح آپ شوربہ نوش فرمالیں مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا اسے پانی میں بہا دو۔ آپ کے مرید خاص سید حسین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی، حضور! بہت دن ہو گئے ہیں آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہوا ہے اگر ہلکی غذا بھی نہ کھائیں گے تو کام کیسے چلے گا۔ ارشاد فرمایا، جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا متمنی ہو وہ دنیاوی کھانے کیسے کھا سکتا ہے۔

وصال سے کچھ ہی دن پہلے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ میرے کپڑوں کا صندوق لایا جائے چنانچہ وہ صندوق آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ صندوق کو کھولا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس صندوق میں ہندوستان کے شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے چند پرانے استعمال شدہ مصلے، چند عمامے اور پیرہن پڑے ہوئے تھے۔ تمام خادمین اس وقت حاضر خدمت تھے۔ یہ سوچ رہے تھے کہ بارگاہ شیخ سے کس خوش نصیب کو کچھ عطا ہوتا ہے سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اس صندوق میں سے ایک دستار نکالی اور اس کے ساتھ ہی ایک جائے نماز اور خرقہ مبارک نکال کر اپنے خلیفہ حضرت شیخ کمال الدین یعقوب رحمتہ اللہ علیہ کو مرحمت فرمایا اور ان کو ہدایت کی کہ وہ صوبہ گجرات میں جا کر لوگوں کے اذہان وقلوب کو منور کریں اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کریں۔ اس

Marfat.com

کے بعد آپ نے صندوق میں سے پھر ایک عامہ، جائے نماز اور خرقہ مبارک نکالا اور مولانا برہان الدین غریب رحمتہ اللہ علیہ کو مرحمت فرماتے ہوئے ان کو دکن کی طرف مامور فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت مولانا شمس الدین یحیٰی کو بھی یہ تینوں تبرکات مرحمت فرمائے اور صندوق میں جو کچھ بھی موجود تھا سب عقیدت مندوں میں تقسیم فرما دیا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کے مرید اور خلیفہ خاص حضرت سید نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ آپ نے ان کو کوئی چیز بھی مرحمت نہ فرمائی۔ ارادت مندوں کو بہت توقع تھی کہ مرشد پاک کی طرف سے ان کو ضرور کسی چیز سے نوازا جائے گا مگر یہ صورتحال دیکھی تو سب ارادت مند بہت حیران ہوئے۔ حضرت سید نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک کی عنایات کو بڑی توجہ اور عقیدت کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے تھے جب ان کے حصے میں کوئی چیز نہ آئی تو خیال کیا کہ اس میں بھی ضرور مرشد پاک کی کوئی مصلحت ہے۔ بڑے مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔

پھر وصال سے تھوڑی دیر پہلے اپنے مرید و خلیفہ حضرت سید نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے دیئے ہوئے تبرکات خاص خرقہ مبارک، تسبیح، عصاء جائے نماز، لکڑی کا ایک پیالہ غرضیکہ وہ تمام چیزیں جو آپ کو اپنے مرشد پاک کی طرف سے عطا ہوئی تھیں مرحمت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ تم دہلی میں رہنا اور لوگوں کی سختیاں برداشت کرنا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا وقت اب بالکل قریب آ پہنچا تھا۔ ساری رات آپ پر غشی کی کیفیت طاری رہی جب فجر کی اذان ہوئی تو آپ کچھ ہوش میں آئے اور نماز فجر ادا کی مگر چونکہ بے ہوشی کا عالم اور استغراق کی حالت تھی اس لئے کئی بار نماز فجر ادا کی۔ خادمین اور ارادت مند آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ماحول پر ایک عجیب طرح کی افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا ہر کوئی گم صم تھا کہ سورج اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ طلوع

Marfat.com

ہوا ان کی کرنیں ارض و فلک پر پھیل رہی تھیں کہ شمس الاولیاء، آفتاب ولایت، حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اس دار فانی سے دار ابدی کی طرف رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی نماز جنازہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے شیخ الاسلام حضرت شیخ رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد انہوں نے فرمایا کہ آج مجھ پر یہ حقیقت آشکارہ ہوئی کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے کیوں دہلی میں روک رکھا تھا حالانکہ میں چار سال سے ملتان جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا مگر سلطان المشائخ مجھ سے فرماتے کہ آخر اتنی جلدی کیا ہے تھوڑے دنوں بعد چلے جانا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس اصرار کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں آپ کی نماز جنازہ کی امامت کی سعادت حاصل کروں۔

آپ کے جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں اور مریدوں نے شرکت کی جن میں اولیاء کرام، علماء کرام، مشائخ عظام، مریدین، آپ کے خلفاء، خادمین اور ہر خاص و عام شامل تھے۔ ہندوستان کا حکمران سلطان محمد تغلق بھی آپ کے جنازے کے جلوس میں شامل تھا اور اس نے آپ کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ سلطان محمد تغلق آپ کے وصال پر اس قدر رویا کہ اس غم میں اسے کسی طرح قرار ہی نہ آتا تھا۔ عقیدت مندوں کے آنسوؤں مریدوں اور خادمین کے اشکوں نے ماحول کو بہت سوگوار اور افسردہ بنا دیا تھا۔ ہر ایک کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی کوئی قیمتی متاع اس سے چھن گئی ہو۔ آخر نماز ظہر کے وقت آپ کو اس جگہ پر دفن کر دیا گیا جہاں آج آپ کا مزار پرانوار ہے۔ آپ کے عقیدت مند فرمانروائے ہندوستان سلطان محمد تغلق نے آپ کے مزار مبارک کی خوبصورت اور عالی شان عمارت تعمیر کروائی اور اس پر ایک گنبد بھی تعمیر کروایا۔ مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خاندان چشت کے روشن چراغ ہیں۔ آپ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور بزرگ ترین خلیفہ تھے اور ان کے وصال کے بعد دہلی میں مسند ارشاد پر متمکن ہوئے بے شمار لوگوں نے آپ کے ذریعے راہ ہدایت اختیار کی۔ آپ کے فیض صحبت سے بہت سے طالب مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ آپ بذات خود ابتدائے حال سے انتہائے سلوک تک ہمیشہ ریاضت اور مجاہدات میں مشغول رہے۔ آپ کا شمار ہندوستان کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔

نسبی تعلق: آپ کے جد بزرگوار حضرت شیخ عبداللطیف یزوی خراسان کے رہنے والے تھے وہاں سے ہجرت کر کے لاہور آئے اور یہاں حضرت خواجہ کے والد حضرت شیخ یحییٰ محمود پیدا ہوئے۔ جوانی میں آپ کے والد لاہور سے اودھ میں جا کر آباد ہو گئے۔

والدین: آپ کے والد حضرت یحییٰ محمود صوفی منش تھے آپ کی والدہ بھی نہایت نیک خاتون تھیں آپ کے والد کا کاروبار پشمینے کا تھا اور خوشحال تھے کئی افراد آپ کے ملازم تھے۔

پیدائش: سیر العارفین میں لکھا ہے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی تقریباً 675ھ میں اودھ میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے:۔
حضرت شیخ نصیر الدین محمود بن شیخ یحییٰ بن عبداللطیف بن یوسف بن عبدالرشید بن سلیمان بن شیخ (احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ سلطان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن شیخ ابراہیم بن ادہم بلخی بن شیخ سلیمان بن شیخ ناصر بن حضرت عبداللہ بن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب۔

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر ابھی نو سال ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا لہٰذا تعلیم و تربیت کا فریضہ آپ کی والدہ نے انجام دیا۔ ان کے زہد و تقویٰ کے اثر سے آپ بچپن ہی میں نماز باجماعت کے پابند ہو گئے تھے۔ جو کسی حال میں بھی فوت نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی والدہ نے حصول تعلیم کے لئے آپ کو مولانا عبدالکریم شیرانی کے سپرد کیا جن سے آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر انہی سے ہدایہ بزوری بھی پڑھی۔ ان کی وفات کے بعد مولانا افتخار الدین کے شاگرد بنے جن سے آپ نے دین کے جمیع علوم حاصل کر کے اپنی تعلیم کو مکمل کر لیا۔

صحبت درویش: پچیس سال کی عمر میں آپ تزکیہ نفس کی طرف متوجہ ہوئے جس کے لئے آپ 7 سال تک اپنے علاقے کے گردونواح کے ویرانوں میں ایک درویش کی صحبت میں یاد الٰہی میں مصروف رہے۔ اس عرصہ میں فرض نماز پابندی کے ساتھ باجماعت پڑھی اور روزے بھی رکھے اور اس کے ساتھ نوافل اور ذکر میں بھی بہت کثرت کی۔ اکثر اوقات جنگلی پھل سے روزہ افطار کر لیتے۔

بیعت: آپ 43 سال کی عمر میں اودھ سے دارالخلافہ دہلی آئے اور یہاں پہنچ کر آپ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان سے راہ حق کی تلاش کا اظہار کیا۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے آپ کی سچی طلب دیکھ کر آپ کو سلسلہ چشتیہ میں اپنے دست حق پرست پر بیعت فرما لیا۔ بعدازاں اجازت سے بھی نوازا آپ پر محبوب الٰہی کی خاص نوازش اور مہربانی تھی۔

شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ابتدائی زمانے میں جب

Marfat.com

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہوا۔ دوپہر کے وقت بڑ کے درخت کے نیچے، جو سلطان المشائخ کے گھر میں تھا، کھڑا ہوا تھا۔ اسی عالم میں سلطان المشائخ جماعت خانے کے بالا خانے سے نیچے تشریف لائے تاکہ اس قدیم حجرے میں جو صفۂ ستون کے اندر ہے، قیلولہ فرمائیں۔ جب آپ نے مجھے کھڑے ہوئے دیکھا تو حجرے میں تشریف نہیں لے گئے بلکہ دہلیز پر بیٹھ گئے اور خواجہ نصیر خادم کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب میں نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا کہ بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے اور اس کام سے تمہارا مقصد کیا ہے اور تمہارے والد کیا کام کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا مقصد اس کام سے مخدوم عالمیاں کی مزید حیات کے لئے دعا کرنا ہے اور میرا مقصد اس کام سے یہ بھی ہے کہ درویشوں کی جوتیاں سیدھی کی جائیں اور سر آنکھوں سے ان کی خدمت بجا لائی جائے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بہت سی مفید باتوں کی تلقین فرمائی۔ اسی اثناء میں سید حسین رحمۃ اللہ علیہ عین عالم جوانی اور کامرانی میں دستار سر پر باندھے ہوئے اور رومال کاندھے پر ڈالے ہوئے جوانوں کی طرح خراماں خراماں دروازے پر آئے۔ چاہتے تھے کہ دہلیز سے گزر کر سلطان المشائخ کے گھر میں جائیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا، سید! بیٹھ جاؤ اور سعادت حاصل کرو۔ آپ بیٹھ گئے اور اس مجلس کے ذوق و سعادت میں شیخ نصیر الدین محمود کے ساتھ شریک ہو گئے۔

مصنف سیر الاولیاء امیر خورد نے کہا ہے کہ اس واقعہ کی تصدیق اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ جب وہ سید باصفا فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھے میرے بھائیوں کے ساتھ شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ شیخ محمود سے کہو کہ آپ کو وہ دن یاد ہے جب سلطان المشائخ دہلیز میں بیٹھے ہوئے فائدے کی باتیں فرمارہے تھے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔ آپ اس مجلس میں حاضر تھے۔ میں مجلس سے گزر کر اندر جانا چاہتا تھا کہ سلطان المشائخ نے مجھے طلب کیا اور فرمایا سید! بیٹھ جاؤ اور

Marfat.com

سعادتیں لے جاؤ۔ جب یہ پیغام شیخ محمود کو پہنچایا گیا تو فرمایا، ہاں مجھے یاد ہے جب میں اس مجلس سے اٹھا تو میں نے سید السادات سے کہا کہ اس مجلس میں سلطان المشائخ نے جو اشعار پڑھے تھے کچھ آپ کو یاد ہیں؟ سید السادات کو جو اشعار یاد تھے وہ انہوں نے پڑھے۔ باقی میں نے یاد دلائے۔

مجاہدات اور عبادت: شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابتدائی زمانے میں ایک دفعہ میرا نفس مزاحمت کرنے لگا جس سے میں پریشان ہوا۔ میں نے اس کے دفعیے کے لئے لیموں کا پانی اس قدر پیا کہ ہلاکت کے قریب ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ نفس کے مزاحم ہونے سے بہتر مر جانا ہے۔

فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے مجاہدے کی انتہا پر پہنچنے کے لئے دس روز تک کچھ نہ کھایا۔ یہ خبر سلطان المشائخ تک پہنچی۔ سلطان المشائخ نے مجھے طلب کیا اور اقبال خادم سے فرمایا کہ ایک روٹی لاؤ۔ اقبال ایک روٹی بہت سے حلوے کے ساتھ لے کر آئے۔ سلطان المشائخ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ پوری روٹی کھاؤ۔ میں حیران ہوا کہ اتنے فاقوں کے بعد پوری روٹی کس طرح کھاؤں کہ یہ میرے بس کی بات نہیں البتہ چند روز میرے لئے چاہئیں کہ میں یہ پوری روٹی کھا سکوں گا۔

حضرت امیر خورد فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ اس بزرگ کی ظاہری و باطنی مشغولی اور مجاہدے اس قدر ہیں کہ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔ جن لوگوں نے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی ہے آپ کی پیشانی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آخر عمر میں آپ اس درجہ کمال کو پہنچے تھے کہ آپ کی ذات مبارک محض روح ہی ہو کر رہ گئی تھی۔ جو خوشبو سلطان المشائخ کی مجلس سے آیا کرتی تھی، وہی خوشبو آپ کی مجلس سے بندہ کے مشام جاں تک پہنچی ہے اور تیس سال کے بعد اس پژمردہ جان کو اپنی خوشبو سے تروتازہ کیا ہے۔ جن اہل دل حضرات نے سلطان المشائخ کی مجلسوں کو دیکھا اور ان کے بعد حضرت چراغ دہلی کی مجلسوں کو دیکھا ہے وہ اس بات کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھیں گے۔

Marfat.com

حضرت امیر خورد کا کہنا ہے کہ ایک دن اس بادشاہ دین یعنی شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا اس روز مشائخ روزگار کے جمال وکمال کو دیکھ کر مسرور ہو رہا تھا۔ اس موقع پر میری تربیت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو! آدمی کا نفس بمنزل ایک درخت کے ہے، جو خواہشات نفسانی کی مدد سے آدمی کی ذات میں جڑ پکڑتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے اگر آدمی اسے بتدریج اور عزم وحوصلے سے عبادت تقویٰ وقوت محبت وعشق کے زور سے ہر روز اس درخت کو ہلائے تو البتہ اس کی جڑ کمزور ہو جائے گی اور یہ درخت اکھڑنے کے قابل ہو جائے گا اور حق تعالیٰ کی بندگی اور پیر کی محبت کی وجہ سے یہ درخت اکھڑ جائے گا۔ آپ کی اس تقریر دل پذیر نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر کیا اور آپ کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ واقع مشائخ کبار جو نصیحت کرتے ہیں حق کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے نفس اور شیطان کو حقیر کیا ہوا ہوتا ہے اور اپنے اندرون سے ان دشمنوں کو بالکل نیست ونابود کر کے حق سے وابستہ اور خلق سے قطع تعلق کئے ہوئے ہیں۔ جب شیخ اصل معظم اس مقام سے جب وہ منظور نظر حق تعالیٰ ہوتا ہے، نصیحت کرتا ہے، تو وہ نصیحت میں جاگزیں ہوتی ہے۔

<u>اہل دنیا میں رہ کر یاد الٰہی کا حکم</u>: جب نصیر الدین بہن سے ملاقات کے لئے دہلی سے اودھ جاتے تھے تو وہاں کے لوگ آپ کی بزرگی سے متاثر ہو کر آپ کو ہر وقت گھیرے رکھتے۔ آپ سے طرح طرح کے سوالات اور مسئلے ومسائل پوچھتے۔ یہ باتیں نصیر الدین کو ناگوار گزرا کرتی تھیں۔ ان کا تو منشا تھا کہ وہ اودھ میں جتنے روز قیام کریں بہن کے ساتھ نشست کے علاوہ باقی وقت کسی ویرانے میں یاد الٰہی اور ذکر الٰہی میں بسر کریں۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے وہ مرشد پاک سے اجازت لینا ضروری خیال کرتے تھے مگر احترام کی وجہ سے ان میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ وہ اس بارے میں حضرت محبوب الٰہی سے بات بھی کر سکیں۔ اودھ سے واپسی پر انہوں نے اپنی اس مشکل کا ذکر حضرت امیر خسرو سے کیا کہ اس طرح وہ حضور مرشد سے اجازت کے خواہشمند ہیں۔ امیر خسرو نے وعدہ کیا کہ جونہی موقع ملا وہ حضرت سے آپ کے مسئلہ

Marfat.com

پر بات چیت کریں گے۔ ایک رات پاؤں دباتے ہوئے امیر خسرو نے حضرت محبوب الٰہی سے نصیر الدین کا مسئلہ بیان کیا۔

حضرت محبوب الٰہی کی پیشانی شکن آلود ہوگئی۔ انہوں نے قدرے ناراضگی سے فرمایا۔ نصیر الدین کو آخر خلق خدا سے کیوں بیزاری ہے اور وہ ان سے کیوں دوری چاہتا ہے۔ اسے ویرانے کے بجائے آبادی میں رہ کر خدا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ یہ کہہ کر حضرت نے امیر خسرو کو حکم دیا کہ اسی وقت نصیر الدین کو میرے پاس بھیجا جائے۔ امیر خسرو نے فوراً نصیر الدین کو طلب کیا اور کہا کہ آپ کو حضرت یاد فرما رہے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے نصیر الدین حضرت محبوب الٰہی کے پاس پہنچے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا۔ نصیر الدین تمہیں آبادی چھوڑ کر جنگل میں بسیرا کرنے کا خیال کیوں آیا؟ نصیر الدین نے عرض کی حضرت میں چاہتا ہوں کہ دنیاوی علائق سے دور ہو جاؤں۔ دنیا اور لذت ترک کر کے ہر وقت یاد الٰہی میں بسر کروں اور ذکر الٰہی سے لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہ رہوں۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کیونکہ میں تو وہی عمل کروں گا جس کا آپ حکم فرمائیں گے۔ حضرت محبوب الٰہی نے نصیر الدین سے سوال کیا کہ تمہارے والد صاحب کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ روئی کے سوداگر تھے۔ یہ سن کر محبوب الٰہی مسکرائے اور فرمایا خوب! وہ لوگوں کو گرمی پہنچایا کرتے تھے اور تم لوگوں کو اپنی گرمی سے محروم رکھنا چاہتے ہو۔ یہ کہہ کر حضرت محبوب الٰہی نے نصیر الدین کو اپنے قبلہ پیر صاحب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا واقعہ سنایا۔

ایک روز میں (یعنی محبوب الٰہی) اپنے مرشد بابا فرید کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتفاق سے وہاں میرا ایک دوست آ گیا جو دنیا دار اور وضع دار تھا۔ اس نے میرا مذاق اڑایا اور کہا کہ نظام ایسی درویشی کرنے سے بہتر تھا کہ تم معلّمی کا پیشہ اختیار کرتے۔ کم از کم تمہیں کوئی مالی آسودگی بھی حاصل ہوتی۔ اس کسب میں تو تم ہمیشہ تنگ دست اور بھوکے رہو گے۔ میں اپنے دنیا دار دوست کی بات سن کر بڑا آزردہ خاطر ہوا اور اسی

Marfat.com

حالت میں اپنے پیر بابا فرید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے میری حالت دیکھ کر سوال کیا بابا نظام! کیا بات ہے تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے؟ میں نے حضرت کی بات سن کر سکوت ہی کیا میرے بولنے سے پہلے میرے بابا فرید نے خود ہی فرمایا نظام بابا! اگر تمہارا دوست تمہیں اس فقیرانہ زندگی سے باز کر کے معلّمی اختیار کرنے کا مشورہ دے تو تم کیا کرو گے؟

میں تو مرشد عالی کی کشفی دست برو پر ہی حیران رہ گیا اور میرے منہ سے کوئی بات نہ نکلی۔ اس پر بابا نے فرمایا

نہ ہمسری تو مرا خویش گرد ہرد   ترا سعادت بادا مرا نگونساری

(یعنی اپنے ساتھ میری برابری کا خیال دل میں نہ لا، تجھے تیری خوشحالی مبارک، میرے لئے یہ عاجزی ہی کافی ہے)

اس کے بعد بابا نے مجھے کھانے کا خوان دیا جو ڈھکا ہوا تھا اور وہ مجھے اپنے دوست کو دینے کے لئے حکم دیا۔ جب میں اپنے دوست کے پاس وہ خوان لے کر گیا تو میرا دوست دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس میں مرغن اور لذیذ کھانے تھے۔ میں نے اس کو بابا کا ارشاد سنایا کہ آسودگی اور خوشحالی ایسی چیزیں نہیں جو ہم درویش لوگ نہیں حاصل کر سکتے بلکہ ان کا حاصل کرنا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ہم تو ان چیزوں کو خود ہی پسند نہیں کرتے کیونکہ درویشی اور ان چیزوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ دوست بہت شرمندہ ہوا اور اس نے نہ صرف مجھے مبارکباد دی بلکہ خود بھی بابا فرید کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور ان کے عقیدت مندوں میں داخل ہو گیا۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے اپنا یہ واقعہ نصیر الدین کو سنایا اور فرمایا تم عزلت نشینی اور ویرانہ پسندی کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ دنیا تمہیں بیشک بہت ستائے گی مگر تم کو ان کے جور و ستم، اور زیادتیاں برداشت کرنا ہوں گی کیونکہ چراغ جب جلتا ہے تو ہمیں صرف اس کی جلتی ہوئی روشنی محسوس ہوتی ہے ہم اس کی جلن کا تصور نہیں

Marfat.com

کر سکتے کہ وہ کتنی اذیت سے جل کر ہمیں روشنی پہنچا رہا ہے اور تم بھی ایک چراغ کی طرح دنیا میں روشن ہو گے اور تمہاری روشنی دنیا کو تب ہی فائدہ پہنچا سکے گی کہ تم اذیت اور تکلیف برداشت کرو گے۔ اسی روز آپ کو حضرت محبوب الٰہی نے چراغ دہلی کا خطاب دیا۔ اس کے بعد حضرت چراغ دہلی کو لوگوں نے بڑی سے بڑی اذیت دی مگر آپ نے اپنے مرشد کے حکم کو ذہن میں رکھ کر انہیں برداشت کیا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو دین و دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بڑے سے بڑے مراتب عطا فرمائے ہیں۔

لقب: آپ کا لقب ''چراغ دہلی'' ہے۔ آپ کے چراغ دہلوی کہلانے کی چند وجوہات ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں گشت جب مکہ معظمہ پہنچے اور حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو باتوں باتوں میں دہلی کے بزرگان کا ذکر آ گیا۔ حضرت امام یافعی نے فرمایا:

''پہلے تو دہلی میں بہت بزرگان تھے۔ وہ سب واصل بحق ہو گئے۔''

پھر حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''اب تو شیخ نصیر الدین اودھی کہ دہلی کے چراغ ہیں۔ باقی ہیں''

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال کچھ عرصے کے بعد مکہ معظمہ سے دہلی واپس آنے اور حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے بیعت ہوئے اور بعد ازاں خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے ''چراغ دہلی'' کہلانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ:

''ایک مرتبہ چند درویش بسلسلۂ سیاحی دہلی آئے اور حضرت نظام الدین اولیاء سے ملے۔ وہ درویش حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی بھی حضرت محبوب الٰہی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا، آپ نے عرض کی درویشوں کی طرف میری پیٹھ ہو جائے گی تو اس کے جواب میں حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ اس کی کوئی پشت نہیں ہوتی۔ چراغ ہر طرف سے روشن ہوتا ہے اور اپنے

Marfat.com

پیر و مرشد کے حکم موافق آپ بیٹھ گئے۔ اسی روز سے آپ "چراغ دہلی" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ نے جو حضرت محبوب الٰہی سے حسد رکھتا تھا اور جس کو ان کا اقتدار ناپسند تھا، عین عرس کے موقع پر حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ کے واسطے تیل بند کر دیا۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے یہ واقعہ حضرت محبوب الٰہی کے گوش گزار کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا پانی کے لئے "باؤلی جو کھدر ہی ہے، اس میں کچھ پانی نکلا ہے" تو حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے عرض کیا۔ حضور پانی نکلا ہے تو اس پر حضرت محبوب الٰہی نے حکم دیا کہ اسی کو چراغوں میں ڈال کر روشن کرو آپ نے ایسا ہی کیا۔ تمام چراغ تیل سے نہیں پانی سے روشن ہو گئے۔ حضرت نصیر الدین محمود سارے جہان میں چراغ دہلی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

مرشد سے والہانہ محبت کا واقعہ: حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کو اپنے مرشد کے ساتھ شدید محبت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے یکسوئی کے ساتھ عبادت کرنے کے لئے دہلی میں کیلو کھڑی نامی جگہ پر اپنی خانقاہ بنا رکھی تھی۔ خانقاہ کی بالائی منزل پر حضرت عبادت کیا کرتے تھے اور حضرت نصیر الدین اس خانقاہ میں غلام بے مرام کی طرح اپنے مرشد کی خدمت کرتے تھے۔

ایک روز حسب معمول فجر کی نماز اور ذکر و فکر کے بعد حضرت محبوبِ الٰہی اپنی خانقاہ کی بالائی منزل میں تشریف لے گئے۔ خانقاہ کے ساتھ ہی دریا بہتا تھا۔ وہاں پر لوگ صبح سویرے نہایا کرتے تھے۔ اس روز بھی ایک درویش نے کپڑے اتارے اور ان کو ساحل پر رکھا اور خود دریا میں اتر گیا۔ نہانے میں وہ اس قدر مشغول تھا کہ اسے اپنے کپڑوں کا ہوش نہ رہا۔ اچانک ایک چور آیا اور اس نے درویش کو پانی میں ڈبکی لگاتے دیکھا اور ان کے کپڑے اڑا کر لے گیا۔ جب درویش نہا دھو کر ساحل پر آیا تو اپنے کپڑے نہ پا کر شور مچانے لگا۔ اس کے گرد گرد لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہو گیا اور اس قدر شور مچنے لگا کہ اس کی آواز حضرت محبوب الٰہی کی خانقاہ تک بھی پہنچ

Marfat.com

گئی۔ حضرت نصیر الدین شور سن کر خانقاہ سے باہر نکلے اور اس درویش کو خاموش رہنے کی تلقین کی کہ مبادا اس کے شور سے حضرت محبوب الٰہی کی عبادت میں خلل پڑے درویش نے چراغ دہلوی کی بات سنی تو اور زور زور سے چیخنے لگا اور کہنے لگا میرا لباس کوئی چرا کر لے گیا ہے تو کیا میں خاموش ہو جاؤں اگر مجھے خاموش کرنا ہے تو مجھے میرا لباس لا کر دو۔

چراغ دہلوی بولے صبر کرو تمہارا لباس ابھی مل جاتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ خانقاہ میں گئے۔ وہاں جا کر آپ نے ایک تہبند باندھی اور کپڑے اتار کر اس درویش کو دے دیئے۔ درویش نے حیرانی سے پوچھا مگر یہ کپڑے تو میرے نہیں۔ آپ نے اپنے کپڑے کیوں مجھے اتار کر دیئے ہیں۔ حضرت چراغ دہلوی بولے کہ تمہیں کپڑے چاہئیں۔ کپڑے لو اور اپنا راستہ ناپو۔ مجھے خدشہ ہے کہ تمہارے شور سے میرے مرشد کی عبادت میں خلل پڑے گا۔ وہ درویش کپڑے لے کر چلا گیا اب جب سارے کپڑوں سے عاری صرف دھوتی میں ملبوس چراغ دہلوی خانقاہ میں پہنچے تو ساتھی مریدوں نے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ ابھی چراغ دہلوی کچھ بتانے کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ خادم نے آ کر بتایا کہ اوپر حضرت یاد کر رہے ہیں۔ اس حالت میں آپ کو اوپر جانے میں تامل ہوا مگر نہ جانا بھی گستاخی تھی۔ ڈرتے ڈرتے جب آپ بارگاہ مرشد میں پہنچے تو حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا، نصیر الدین گھبراؤ مت ہم تمام واقعہ سے باخبر ہیں اور ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے کہ تم ہمارے سعادت مند اور بلند مرتبہ مرید ہو۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے اپنی پوشاک نصیر الدین چراغ دہلوی کو عطا کی۔ اس تحفہ مرشد کو حاصل کر کے چراغ دہلوی کو اس قدر خوشی ہوئی وہ کہتے تھے کہ مجھے پوری کائنات مل گئی۔ دوسرے مرید بھی رشک کرتے تھے کہ ایسا خوش نصیب مرید روئے زمین پر نہ ملے گا جس پر مرشد کا اس قدر تلطف ہے۔

<u>جو کہا وہی مل گیا:</u> حضرت امیر خورد کرمانی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے بھائیوں سید السادات عماد الدین امیر صالح رحمۃ اللہ علیہ اور سید نور الدین مبارک کے

Marfat.com

ساتھ شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں جا رہا تھا۔ سرما کا زمانہ تھا۔ راستے میں میرے ایک بھائی نے کہا کہ اگر شیخ محمود صاحب کرامت ہیں تو ہمارے سامنے شیرینی پیش کریں گے۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے اور اس بادشاہ دین کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا شربت لاؤ۔ جب شربت کے پیالے ہم سب کو دیئے جا چکے تو ہمارے دل میں خیال گزرا کہ یہ تو پینے کی چیز ہے اور ہم نے کھانے کی چیز کے لئے کہا تھا۔ ابھی ہم یہ بات سوچ ہی رہے تھے کہ آپ نے خادم سے فرمایا کہ کوئی دوسری مٹھائی لاؤ۔ ہم نے عرض کیا کہ ابھی تو ہم نے شربت پیا ہے۔ فوراً ہی آپ نے ارشاد فرمایا، وہ پینے کی چیز تھا اور یہ کھانے کی چیز ہے۔

اسرار الٰہی مخفی رہتے ہیں: خواجہ عزیز کا کہنا ہے کہ میں ایک دن شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے خادم سے قلم دوات اور کاغذ کا ٹکڑا منگوایا۔ جب خادم یہ چیزیں لے کر آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے قلم کو سیاہی میں ڈبویا اور کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھا۔ پھر مجھے دیا اور فرمایا کہ جب تم سلطان المشائخ کے روضۂ مبارک میں جاؤ تو اس کاغذ کو روضۂ مبارک میں رکھ دینا۔ جب آپ نے یہ کاغذ میرے ہاتھ میں دیا تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کاغذ کو پڑھوں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ پہلے اسے روضۂ مبارک میں رکھوں گا، پھر پڑھوں گا۔ جب میں نے اسے سلطان المشائخ کے روضے کے سامنے رکھا اور چاہا کہ اسے پڑھوں تو کاغذ کو بالکل کورا پایا۔ میں سخت حیران ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی خدا کا دوست چاہتا ہے کہ وہ اپنے حالات کو جو اسرار الٰہی ہوتے ہیں، اپنے دوسرے دوست کی خدمت میں پیش کرے تو وہ دوست یہ بھی نہیں چاہتا کہ ان اسرار الٰہی سے کوئی واقف ہو کر افشائے راز کرے۔

نور باطن سے حال معلوم ہو گیا: خواجہ قوام الدین آپ کے مریدوں میں سے تھے ان کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ میں بڑی مشکل میں پھنس گیا۔ میں مطالبے اور

Marfat.com

جرمانے کی وجہ سے موقوف ہو گیا۔ اس مصیبت کے وقت جب میں ان عزیزوں کی طرف رخ کرتا یا ان سے بات چیت کرتا جن سے میری بڑی محبت تھی تو وہ بھی مجھ سے منہ پھیر لیتے۔ اگر میں بازار میں سامان بیچتا تو کوئی نہ خریدتا۔ میں سخت پریشان و مضطرب ہو کر اپنی اس پریشانی کی حالت میں اپنے مخدوم شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس نیت سے حاضر ہوا کہ قدم بوسی کے بعد اپنی پریشان حالی کے متعلق عرض کروں گا اور فراخی اور اس مصیبت سے نجات کے لئے دعا کا طالب ہوں گا۔ جب میں نے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تو اس سے قبل کہ میں اپنا حال بیان کرتا شیخ نے خود ہی اپنی مہربانی سے میرا حال پوچھنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں یہ اشعار پڑھے:

قطعہ

دنیا چو مقدر است نخروشی بہ
رزق تو رسد بوقت کم کوشی بہ
چیزے کہ نمی خرند نفروشی بہ
گفتر تو نمی کنند خاموشی بہ

الغرض آپ نے اپنے نور باطن سے میرا خیال مجھ پر منکشف کیا۔ میں نے سر زمین پر رکھ کر کہا کہ میرے دل میں وہی باتیں تھیں جن سے مخدوم نے اپنے نور باطن سے مجھے مطلع کیا اور آپ نے اپنی اس کرامت سے ڈھارس اور تقویت عطا فرمائی۔

الہام ربانی: حضرت مبارک علوی کرمانی کا کہنا ہے کہ جب میرا لڑکا سید محمد محمود شکم مادر میں تھا۔ حق تعالیٰ اس کو نیک نیتی کے ساتھ پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، حمل کے زمانے میں اس کی ماں نے نیت کی تھی کہ اگر میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام شیخ نصیر الدین محمود سے رکھواؤں گی اور آپ کے پہنے ہوئے کپڑوں سے اس بچے کا پیراہن بنا کر اسے پہناؤں گی اور ان کے سامنے ان کے قدموں پر ڈالوں

Marfat.com

گی تاکہ اللہ تعالیٰ اسے نیک بخت بنائے۔ جب سید محمود پیدا ہوا، تو میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں گیا۔ شیخ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کو میری آمد کی اطلاع دی گئی، آپ نے مجھے گھر میں طلب فرمایا اور حسب سابق میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور مجھے اندر لاتے وقت پوچھا کہ تمہارے کتنے فرزند ہیں؟ میں یہ سوال سن کر حیران رہ گیا اور آپ کی قدم بوسی کے بعد بیٹھ گیا۔ بیٹھنے کے بعد پھر آپ نے پوچھا کہ تمہارے کتنے فرزند ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ آج میں اسی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پھر میں نے آپ سے سارا ماجراان بیان کیا اور عرض کیا کہ میرے فرزند چھوٹی عمر میں وفات پا جایا کرتے تھے۔ والدہ سید محمود کی نذر کا واقعہ بیان کیا۔ آپ دلچسپی سے سنتے رہے۔ پھر فرمایا تم تھوڑی دیر بیٹھو تاکہ میں زوال کے بعد کی نماز پڑھ لوں۔ میں باہر آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ پر کرم فرماتے ہوئے پان بھجوائے۔ پھر آپ نے مجھے گھر میں طلب کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرا مصلیٰ آپ کے زانوئے مبارک کے قریب رکھا ہوا ہے اور چند گز کپڑا چھر تلی (ایک قسم کا کپڑا) زانو پر رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے مصلیٰ اپنے دست مبارک سے عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے کام آئے گا۔ اسی طرح چھر تلی کپڑا اپنے ہاتھ سے عنایت کر کے ارشاد فرمایا کہ اس سے اپنے سب سے چھوٹے بچے کی بارانی بنانا۔ اس موقع پر شیخ کے خادم نے عرض کیا کہ یہ کپڑا آپ کی دستار مبارک سے لیا گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ بچے کا نام تجویز فرمائیے۔ میری اس بات پر آپ کچھ سوچنے لگے اور مجھ سے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، مجھے محمد کہتے ہیں پھر پوچھا تمہارے چھوٹے بھائیوں کے کیا نام ہیں؟ میں نے عرض کیا سید لقمان اور سید داؤد پھر آپ کچھ سوچنے لگے۔ دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس کا نام محمود رکھو۔ میرے دل میں اسی وقت یہ خیال گزرا کہ یہ نام آپ نے الہام ربانی کی بنا پر تجویز کیا ہے۔

حضرت نے دل کی خواہش پوری کردی: خواجہ خیر الدین کافور جو خوش

Marfat.com

اعتقاد مرید تھے اور درویشوں سے نہایت محبت رکھتے تھے، فرماتے تھے کہ جب سے میں نے عزیزوں کی خدمت کے لئے کمر ہمت باندھی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ اس کام میں چست رہ کر پٹکا کمر سے باندھوں، جیسا کہ میرے مخدوم نے اشارہ کیا ہے۔ جب میں اس ارادے سے شیخ نصیرالدین محمود کی خدمت میں گیا اور قدم بوسی کے بعد بیٹھ گیا تو وہی رومال کا خیال میرے دل میں آیا۔ اس درمیان میں شیخ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ وہ رومال، جوزین الدین میرے لئے لائے ہیں، لے کر آؤ۔ خادم وہ رومال لے کر آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کشیدہ کاری کیا ہوا ہے۔ آپ نے وہ رومال مجھے دیا۔ اس روز سے آج تک میں کشیدہ کاری کیا ہوا رومال ہاتھ پر لیتا ہوں۔

مرشد کی جانشینی: جب حضرت محبوب الٰہی نے حضرت شیخ نصیرالدین میں وہ تمام باتیں بدرجہ کمال پائیں جو جانشینی کے لئے موزوں تھیں تو ان کو دہلی میں اپنا جانشین مقرر فرمایا اور وفات کے وقت ان کو خواجگان سے جو خرقہ، عصا، کاسہ اور نعلین ملی تھیں ان کو عطا کر کے دہلی کے لوگوں کی جفاؤں کو صبر سے برداشت کرنے کی تلقین فرمائی۔ حضرت محبوب الٰہی کی وفات کے بعد جماعت خازان کی بہن کی اولاد کو ترکہ میں ملا۔ اس لئے حضرت نصیرالدین نے اپنی قیام گاہ کے لئے وہ جگہ منتخب کی جہاں ان کی ابدی خوابگاہ ہے۔

تنگی اور عسرت کا زمانہ: جانشینی کا ابتدائی زمانہ بہت ہی تکلیف اور عسرت میں گزرا، اپنے ملفوظات میں ان ایام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار روزہ رکھا، دو دن گزر گئے لیکن کچھ کھانے کو نہ ملا۔ میرا ایک آشنا نتھو نامی تھا، وہ دو روٹیاں اور ترکاری دسترخوان میں لپیٹ کر میرے پاس لایا، اس حال میں اس کھانے نے وہ مزہ دیا کہ بیان نہیں ہو سکتا، اکثر راتوں کو میرے گھر میں چراغ روشن نہ ہوتا، چند دن متواتر چولہا نہ سلگتا، میرے اعزہ، سامان معاش کرنا چاہتے لیکن میں ان کو کرنے نہ دیتا، وہ میرا مزاج پہچان گئے تھے کہ میں مشقت اور بے سروسامانی ہی

Marfat.com

میں خوش رہتا ہوں، اس لئے میرا خیال چھوڑ دیا، اگر کوئی دنیا دار مجھ سے ملنے آتا تو میں شیخ کا جبہ پہن کر بیٹھ جاتا، جب وہ چلا جاتا تو کھاروے کا لباس پہن لیتا، جامۂ شیخ پہن کر وضو کرنا پسند نہ کرتا اس کو پہن کر لوگوں سے اپنا فقر پوشیدہ رکھتا تھا۔

خوشحالی کا دور: کچھ دنوں کے بعد یہ تنگی جاتی رہی اور اچھے دن آئے، مگر حضرت خواجہ نصیر الدین ان عسرت بھرے دنوں کو یاد برابر کیا کرتے تھے۔ دو دن کے فاقہ کے بعد ان کو جو روٹی اور ترکاری ملی تھی، اس کے مزے کو یاد کر کے سر ہلاتے اور فرماتے سبحان اللہ یہ فقر بھی کیا نعمت ہے، اس کے اول اور آخر دونوں خوب ہیں، وہ کیا عمدہ دن اور پر ذوق زمانہ تھا، یہ کہہ کر روتے گویا وہ ذوق پھر حاصل کر لیتے۔

فارغ البالی کے زمانہ میں مہمان اور مریدوں کے لئے دستر خوان پر اچھے اچھے کھانے ہوتے خود تو صائم الدہر ہوتے لیکن مہمانوں کو بڑے لطف و کرم سے لذیذ کھانے کھلاتے کبھی کبھی کسی مہمان کی خاطر افطار کر لیتے، ایک بار دستر خوان پر حلوے کی کئی قسمیں تھیں۔ ایک حاجی نے عرب کے کھانے بھی اس موقع پر پیش کئے۔ حاضرین میں ایک صاحب نفل روزہ رکھے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین نے ان کی خاطر افطار کر لیا اور یاروں کو خوب کھانے کی تاکید فرمائی۔

پند و نصیحت کا سلسلہ: مہمانوں کو لذیذ کھانا کھلاتے وقت پند و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھتے۔ ایک بار دستر خوان پر عمدہ پلاؤ تھا۔ حاضرین کو بڑی شفقت و محبت سے کھلا رہے تھے۔ دست مبارک سے پلاؤ برتنوں میں ڈالتے جاتے اور تاکید فرماتے یارو خوب کھاؤ، جب لوگ کھا چکے تو فرمایا طعام حلال و طیب وہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت یہ خیال رہے کہ خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے خدا کے واسطے کھائے اور نیت کرے کہ جو قوت اس سے پیدا ہوگی، وہ طاعت و عبادت میں صرف ہوگی تو وہ شخص عین عبادت و نماز میں ہوگا، فرمایا ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کھانا کھاتے ہیں مگر ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ نے فرمایا شاید تم تنہا کھاتے ہو عرض کیا، ہاں ہر شخص الگ الگ کھاتا ہے

Marfat.com

آپ نے فرمایا، اب اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور پہلے بسم اللہ کہا کرو، اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔

حکایت: ایک بار عیدالاضحیٰ کے دن بہت سے لوگ ملنے آئے۔ ان کی خاطر دستر خوان بچھایا گیا جس پر اچھے کھانے اور اچھے حلوے تھے۔ حضرت خواجہ نصیرالدین نے اس موقع پر یہ حکایت سنائی کہ ایک بار ایک درویش شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے سامان امارت میں بارگاہ شاہی طنابہائے ریشمی اور میخ ہائے زرین دیکھ کر سوچنے لگا کہ یہ کیسی درویشی ہے یہ تو کسی بادشاہ کو بھی میسر نہیں۔ حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خیال کو نور باطن سے معلوم کر لیا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے درویش ہم نے خیمہ کی میخ دل میں نہیں نصب کی ہے۔ زمین میں گاڑی ہے یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی مثال تیرے سایہ کی ہے اگر اس کی طرف تو رخ کرے تو تیرے پیچھے ہوگا اور اس کی طرف پشت کرے تو تیرے آگے ہوگا۔

عمل کرنے والی باتیں: ایک بزرگ بیعت کے لئے آئے جو نسباً سید اور جوہری بازار کے داروغہ تھے، حضرت چراغ دہلی نے کلاہ منگائی، دست مبارک بیعت کے لئے آگے بڑھایا، اقرار لیا دوگانہ نماز پڑھوائی، نماز کے بعد مخاطب کر کے فرمایا ہر بات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنی چاہئے اور تمہارے لئے اور ضروری ہے کہ تم آلِ رسول سے ہو، رسول کی متابعت دو چیزوں میں ہے جو کچھ خدا اور رسول نے کہا اس کو کرنا اور جس سے خدا اور رسول نے منع کیا اس سے بچنا پھر فرمایا خرید و فروخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہ آنی چاہئے مثلاً ایک چیز پانچ درم کی خریدی ہوئی ہے جب کسی خریدار کو اس کے لینے پر آمادہ دیکھے تو یہ نہ کہے کہ میں نے چھ درم میں لی ہے۔ سات درم میں دوں گا۔ اس سے کچھ برکت نہیں ہوتی ہے بلکہ نقصان ہوتا ہے ہاں اگر یہ کہے کہ پانچ درم ایک وانگ میں دوں گا تو اس کے ایک دام میں برکت ہوگی اور اس کا مال اس طرح بڑھے گا کہ اس کو خود خبر نہ ہوگی کہ کہاں سے بڑھا۔

Marfat.com

بچوں کو پڑھانا اچھا کام ہے: ایک مرتبہ ایک عالم موضع سہانے سے آئے، حضرت چراغ دہلی نے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو، عالم نے کہا سہانے سے جہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہیں اور وہاں کی عورتیں بھی یہیں سے بیعت رکھتی ہیں اور وہ مردوں سے زیادہ صالح ہیں پھر پوچھا کیا شغل رکھتے ہو۔ عالم نے کہا لڑکوں کو پڑھاتا ہوں فرمایا یہ عمدہ کلام ہے، مطالعۂ کتب میں مشغول رہنا۔

غیر سے حاجت بیان کرنے کی ممانعت: ایک مرتبہ شاہ پور سے ایک بزرگ آئے حال پوچھنے پر عرض کیا کہ قناعت و توکل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا ایک درویش کو چاہئے کہ اگر اس پر فاقہ گزرے تو بھی اپنی حاجت غیروں سے نہ بیان کرے اور اگر کوئی اس کے پاس آئے تو اپنے منہ پر طمانچہ مار کر گالوں کو سرخ کر لے کہ دیکھنے والا اس کے فقر و فاقہ سے مطلع نہ ہو پھر بیان کیا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے۔ فرمایا ہے کوئی جو ایک بات کی ذمہ داری لے تا کہ میں اس کے جنت کی ذمہ داری لوں ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! وہ میں ہوں رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کسی سے کچھ سوال نہ کرنا ثوبان نے اس حکم کو قبول کر کے کسی سے کوئی سوال نہ کرنے کا عہد کر لیا۔ ایک روز وہ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ چابک ہاتھ سے گر پڑا۔ دوسرے سے اٹھا کر نہ مانگا۔ خود اتر کر اٹھایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے سوال کرنے سے منع فرمایا تھا۔ اس موقع پر حضرت چراغ دہلی کی مجلس میں ایک درویش نے پوچھا جس چیز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو منع کیا ہو وہ امر کیا اوروں کے لئے بھی لازم ہو جاتا ہے۔ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا ہاں سب کے حق میں حکم ممانعت ہوتا ہے۔

حکایت: ایک اور موقع پر کچھ معتقدین حضرت خواجہ نصیر الدین کے سامنے پالودہ (فالودہ) نوش کر رہے تھے حسب دستور پند و موعظت شروع کی اور فرمایا، ایک بار حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم قدس سرہ العزیز ایک بادشاہ کے حضور میں پیش کئے

Marfat.com

گئے۔ بادشاہ نے ان کے لئے کھانا منگوایا، ایک آراستہ دستر خوان پر پہلے ان کے سامنے پالودہ کا پیالہ رکھا گیا۔ حضرت خواجہ ابراہیم نے پیالہ کو غور سے دیکھا مگر اس میں سے کچھ کھانا پسند نہ کیا۔ بادشاہ نے پوچھا پالودہ کو آپ دیکھتے ہیں لیکن کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ ابراہیم نے فرمایا پالودے سے قیامت یاد آتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کس طرح فرمایا اس دن دو گروہ ہوں گے۔ ایک پالودہ اور ایک آلودہ فریق فی الجنہ وفریق فی السقیر کا اشارہ اسی طرف ہے جس نے اپنے آپ کو دنیا میں مجاہدہ، طاعت وعبادت میں پالودہ۔ وہ تو بہشت میں جائیں گے اور جو آلودہ معصیت ہیں۔ ان کو آتش دوزخ میں پاک وصاف کر کے بہشت لے جائیں گے۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ اے درویش آپ کی باتوں سے میرا دل ہل گیا۔

سلسلہ وعظ ونصیحت: مذہبی وروحانی استفادہ کے لئے ہند وبیرون ہند کے مختلف مقامات سے ہر طبقہ کے افراد آتے اور حضرت چراغ دہلی حسب مراتب ان کی تربیت فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب علم بیعت کے لئے آئے یہ ہدایہ، بزوری اور کشاف پڑھ چکے تھے، بیعت کے وقت حضرت چراغ دہلی نے ارشاد فرمایا، جب کوئی طریقت میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنی آستین چھوٹی کرے، دامن اونچا رکھے اور سر منڈائے آستین چھوٹی کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا ہے تاکہ اس کو مخلوق کے سامنے نہ پھیلا سکے دامن اونچا کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اس نے اپنا پاؤں قطع کر لیا ہے تاکہ کسی ایسی جگہ نہ جا سکے جو بری ہو، اور جہاں معصیت ہوتی ہو، سر منڈانے کے یہ معنی ہیں کہ راہ حق میں اس نے اپنا سر کاٹ لیا ہے اور اس سے کوئی بات خلاف شرع ظہور میں نہ آئے۔

مہمان نوازی کرنے کی تلقین: ایک درویش یمن سے آیا، حضرت چراغ دہلی نے اس کو اپنا پیراہن عطا کیا اور اپنے پاس بٹھایا، درویش نے کہا آج میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی مجھ کو پراہن پہناتا ہے اور کہتا ہے یہ جامہ شیخ محمود کا ہے۔ اسی موقع پر چراغ دہلی نے مریدوں کو مہمان نوازی کی تلقین کی اور فرمایا مہمانوں کی

Marfat.com

تعظیم و تکریم سے ان کے دلوں میں یگانگت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

نماز پڑھنے اور نیک کام کی تاکید: ایک مرتبہ ایک خاتون آئیں اور ایک شخص کی معرفت مرید ہونے کا پیام کہلا بھیجا۔ حضرت چراغ دہلی نے پانی کا ایک کوزہ منگوایا، اس کو اپنے سامنے رکھ کر کچھ پڑھا پھر اس میں اپنی انگشت شہادت ڈبوئی اور اس شخص کو کوزہ دیکر کہا کہ اس کو خاتون کے پاس لے جاؤ۔ ان سے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنی شہادت کی انگلی پانی میں ڈال کر کہیں کہ میں فلاں کی مرید ہوئی۔ اسی کے ساتھ خاتون کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ وہ برابر نماز پڑھتی ہیں اور ایام بیض کے روزے رکھیں۔ غلام و لونڈی کو نہ ستائیں، مار پیٹ نہ کریں اور اپنوں اور بیگانوں سے اخلاق سے ملتی رہیں۔

کاشتکاری اچھا پیشہ ہے: ایک مرتبہ ایک کاشتکار آیا تو اس سے پوچھا کیا کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا زراعت کرتا ہوں، فرمایا لقمۂ زراعت اچھا لقمہ ہے اور بہت سے کاشتکار صاحب حال گزرے ہیں۔ اس کے بعد ایک کاشتکار کی حکایت بیان فرمائی جس میں یہ نصیحت تھی کہ تخم ریزی کے وقت دل شاکر اور زبان ذاکر ہونی چاہئے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کوئی کام بغیر نیک نیت کے کرنا درست نہیں اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ لوگ اس کو دیکھ کر نمازی کہیں تو اس کی نماز روا نہیں اور بعض کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے کہ اس نے عبادت خدا میں کنگھی پہلے کس طرف سے رکھی پھر خود ہی فرمایا وندانوں کی طرف سے پہلے رکھنا چاہئے کیونکہ وہ بالوں کی تفریق کا باعث ہے، پس جو چیز باعث تفریق ہو اس کو دور رکھنا مناسب ہے۔

کسب حلال کی تاکید: ایک مرتبہ عرب سے ایک عالم آئے۔ حضرت چراغ دہلی نے پوچھا کیا کام کرتے ہو۔ عرض کیا مقنع بافی کرتا ہوں۔ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا شیخ احمد نہروالہ رحمتہ اللہ علیہ بھی نوربافی کیا کرتے تھے کبھی کبھی کرگھہ پر کام کرتے ہوئے ان پر ایسا حال طاری ہو جاتا کہ غائب ہو جاتے اور جب موجود ہوتے تو کپڑا بنا ہوا تیار پاتے۔ اس کے بعد کچھ حکایتیں بیان کیں اور فرمایا کسب و

Marfat.com

ہنر کا لقمہ پاکیزہ ہے۔ ابدال اللہ جو کوہستان میں رہتے ہیں پہاڑ سے لکڑی، گھاس، جنگلی اور پہاڑی میوے وغیرہ لاکر شہر میں بیچتے ہیں اور کھانا مول لے کر واپس جاتے ہیں۔

ایمان کی بنیاد: حضرت چراغ دہلی اپنی مجلسوں میں زیادہ تر کلام پاک اور احادیث نبوی کی تعلیمات پر گفتگو فرماتے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ لوگوں نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر عمل نہیں کرتے، اس لئے خراب و پریشان ہیں اور اس کا اعادہ بار بار کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قول اور فعل صادر ہوا وہ سزاوار متابعت ہے فرمایا ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے اس کی متابعت کرے اور جس سے منع کیا ہے اس کو ترک کردے۔

نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید: تارک نماز کے متعلق مریدوں کو ہدایت کی کہ اگر وہ محفل میں آکر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کریں اور سلام کے جواب میں علیک نہ کہیں تاکہ اس کی اہانت ہو اور وہ شرمائے، نہ صرف نماز بلکہ نماز باجماعت کی بھی سخت تاکید فرماتے تھے خود بھی تمام عمر نماز باجماعت کے پابند رہے۔ ایک مجلس میں یہ حکایت بیان کی کہ ایک بزرگ بڑے اچھے واعظ تھے۔ ان کے وعظ سے لوگ بکثرت تائب ہوتے اور کپڑے پھاڑ کر بے ہوش ہو جاتے۔ وہ بزرگ زیارت کعبہ کو تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر ان کا وعظ سننے کے لئے لوگ اور بھی ذوق و شوق سے جمع ہوئے لیکن ان کے وعظ میں پہلی سی تاثیر مطلق نہ تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ زیارت کعبہ کے بعد ہم تو متوقع تھے کہ وعظ میں صدگونہ تاثیر اور بھی بڑھ گئی ہوگی وہ بولے سفر حج میں مجھ سے ایک قصور ہو گیا تھا جب ہی جان لیا تھا کہ مجھ سے یہ نعمت چھین لی جائے گی۔ وہ قصور یہ تھا کہ راستے میں مجھ سے ایک بار نماز باجماعت فوت ہو گئی۔ یہ محرومی اسی شامت کی بنا پر ہے اس حکایت کو بیان کرکے حضرت چراغ دہلی اس قدر روئے کہ حاضرین بھی رونے لگے، اور جب آنسو رکے تو

Marfat.com

فرمایا جو لوگ جماعت میں بالکل نہیں جاتے۔ ان کا کیا حال ہوگا وہ کتنی نعمتوں سے محروم رہتے ہوں گے اور پھر ایک اور حکایت بیان کی کہ ایک بزرگ کے پاس لوگوں کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ بزرگ نے دل میں خیال کیا کہ خداوند مجھ میں نہ کچھ طاعت ہے اور نہ عبادت ہے، پھر میرے پاس لوگوں کا اژدحام کیوں رہتا ہے۔ آواز آئی کہ اس کا یہ سبب ہے کہ تو جماعت میں شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے اور اس خیال سے پریشان رہتا ہے کہ مبادا فوت نہ ہو جائے۔ یہ بات ہم کو پسند آئی اور اسی لئے تجھ کو یہ مقبولیت عطا کی تھی۔

نماز کے متعلق فرمایا یہ حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے نماز کے وقت اعضاء کا قبلہ کعبہ شریف ہوتا ہے اگر اعضا اس طرف نہ ہوں تو نماز درست نہیں ہوتی۔ اس طرح دل کا کعبہ ذاتِ پاک حق تعالیٰ ہے اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو پھر یہ کیسی نماز ہوگی۔

شغل دنیا کا انجام: ایک بار ایک عالم نے آ کر عرض کیا کہ فلاں شاہی سردار (ملک) نے سلام عرض کیا ہے۔ حضرت چراغ دہلی نے پوچھا اس کا کیا حال ہے۔ عالم نے کہا کہ زر سرکاری کے مطالبہ میں اس کو قید کر دیا گیا ہے اور اس کو زدوکوب کی جاتی ہے۔ حضرتؒ چراغ دہلی نے فرمایا، شغل دنیا یہی پھل دیتا ہے اگلے زمانہ میں کام کرنے والے صرف خدا تعالیٰ کے لئے کام انجام دیا کرتے تھے اور وہ معاملات میں جنید و شبلی ہوتے تھے۔

ایک مرید کو نیک عمل کرنے کی تلقین: ایک سید مرید ہونے آیا، وہ شاہی اہل قلم کے زمرہ میں شامل تھا۔ حضرت چراغ نے اس کو مرید کیا اور فرمایا نماز باجماعت پڑھا کرو جمعہ کی نماز فوت نہ ہو، ایام بیض کے روزوں کو لازم جانو جو شخص ایام بیض کے روزے رکھتا ہے۔ اس کی روزی بڑھتی ہے۔ میرے اور مریدوں کو بھی یہ وصیت ہے کہ جو کام خدا اور رسول نے منع کیا ہے وہ نہ کریں پھر فرمایا دنیا کی دولت میں بے ثباتی ہے۔ تم یہ خیال کر لو کہ تمہارے گھوڑے تمہارے خدمت گار تمہارے

Marfat.com

دینار و درم، یہ ساری چیزیں ایک روز تم سے چھوٹ جائیں گی پھر چھوٹنے والی چیزوں کا فکر اور غم کرنا بے فائدہ ہے۔ فکر اور غم اس چیز کے لئے کرنا چاہئے جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ غور سے دیکھو، ہمارے سامنے کتنے تھے اور کتنے چلے گئے آخر ہم سے پہلے تھے اور ہم سے پہلے چل دیئے پھر اس سید سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو جواب دیا قرآن مجید پڑھاتا ہوں۔ سید کے ایک ہمراہی نے کہا یہ حافظ ہیں اور ان کے والد بھی حافظ اور صالح بزرگ تھے۔ حضرت چراغ دہلی نے فرمایا اگر کوئی گھریا راہ میں شب و روز قرآن پڑھتا رہے اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اس کے لئے نوکری حجاب نہیں۔ وہ صوفی ہے اور اسی کے بعد حضرت سعدی کا یہ شعر پڑھا:

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست
کمر بخدمت سلطان بہ بند صوفی باش

بادشاہ سے تعلقات: سلطان محمد تغلق ٹھٹھہ کی مہم پر روانہ ہوا تو فوج کے ساتھ حضرت چراغ دہلوی بھی تھے مگر بادشاہ اس بات سے بے خبر تھا کہ حضرت ساتھ ساتھ ہیں آپ کی شمولیت امیر الٰہی کے پیش نظر تھی۔ ٹھٹھے میں پہنچ کر جنگ جاری ہوئی۔ باغیوں کی سرکوبی ابھی پوری طرح نہ ہو پائی تھی کہ سلطان محمد تغلق کا انتقال ہو گیا۔ لشکر میں بادشاہ کی بہن خداوند زادہ بھی موجود تھی۔ وہ ایک مدت سے اس بات کی متمنی تھی کہ اس کا بیٹا خسرو بادشاہ کا جانشین ہے چنانچہ اس نے اس موقع پر اپنے دیرینہ خواب کی تکمیل کرنی چاہی لیکن مشیت ایزدی کچھ اور ہی تھی اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی مشیت ایزدی کی تکمیل کرنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے حکم ربی کے تحت بادشاہ کے برادر عم زاد کمال الدین جو مردانہ وجاہت کا بھرپور شاہکار تھا اور قابلیت کے لحاظ سے بھی اس قابل تھا کہ اسے بادشاہ بنایا جائے۔

حضرت چراغ دہلوی نے کمال الدین کے خیمہ میں جا کر اسے حکم خداوندی سنایا اور فرمایا کہ تم اگر وعدہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ عدل و انصاف اور محبت کا سلوک کرو گے تو تمہیں خداوند تعالیٰ بادشاہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کمال الدین نے عرض کی

Marfat.com

حضرت میں تو عاجز اور ناتواں سا آدمی ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس کام پر مامور کرنے والا ہے تو وہی مجھے اس قدر ہمت اور طاقت دے گا کہ میں رعایا پروری اور جہانداری کے فرائض کی انجام دہی کما حقہ کر سکوں۔ حضرت نصیر الدین نے فرمایا تم وعدہ اور ارادہ تو کرو مدد تو بہر حال خدا نے ہی کرنی ہے اور نیت جس کی نیک ہو اسے خدا نے کبھی بے یارومددگار نہیں چھوڑا۔ اس کے بعد حضرت نے کمال الدین کو ۳۹ کھجوریں دیں اور فرمایا تم ہندوستان پر ۳۹ سال تک حکومت کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے دہلی سے ٹھٹھہ تک مجھے اسی مقصد کے لئے بھیجا تھا۔

دوسری طرف خداوند زادہ مرحوم بادشاہ کی بہن اپنے بیٹے کو بادشاہ بنانے کا ادھار کھائے بیٹھی تھی اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور اپنے بیٹے کی بادشاہت کا اعلان کر دیا لیکن تمام امراء اور دیگر افواج کے سربراہ خداوند زادہ کے بیٹے کی حکومت کو پسند نہیں کر رہے تھے تاہم جرأت اظہار ان میں نہ تھی۔ سیف الدین نامی ایک امیر سچا اور کھردری شخصیت کا انسان تھا اس نے خداوند زادہ کو منع کیا کہ تم اپنے بیٹے خسرو کو بادشاہ بنانے کا ارادہ ترک کر دو کیونکہ ایک ولی کامل نے کمال الدین کی بادشاہت کا اعلان کر دیا ہے اور ولی کامل کا عمل خدا کا حکم ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کے حکم سے اگر سرتابی کرو گی تو تمہیں سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ باتیں سن کر خداوند زادہ نے اپنے بیٹے کی بادشاہت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔

یوں کمال الدین فیروز شاہ تغلق کے نام سے بادشاہ بنا اور ٹھٹھہ کی فتح کے بعد جب فوج بادشاہ فیروز شاہ کی قیادت میں واپس دہلی جا رہی تھی تو ملتان کے مقام پر خواجہ جہان جو محمد تغلق کا وزیر اعظم تھا اس نے فیروز شاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج کشی کی۔ اب فیروز شاہ گھبرایا اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے دعا کی درخواست کی اور آپ کی دعا نے بادشاہ کو جنگ سے نجات دلا دی۔ مگر ہانسی کے نواح میں پہنچ کر خواجہ جہان ایک مرتبہ پھر محمد تغلق کے کسی نام نہاد بیٹے کی قیادت میں فوج کش ہوا یہاں یہ بات بڑی عجیب تھی کہ بادشاہ مرحوم محمد تغلق کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی

Marfat.com

پھر یہ خواجہ جہان بادشاہ کے نامعلوم کون سے بیٹے کو لے کر آ گیا۔ اب فیروز شاہ نے دوبارہ نصیرالدین چراغ دہلوی کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضرت نے فرمایا میں تمہیں ٹھٹھہ سے بحفاظت لایا ہوں۔ اب ہانسی سے آگے کا علاقہ حضرت قطب الدین منور کا ہے۔ وہ حضرت محبوب الٰہی کے چہیتے مرید ہیں ان سے دعا کراؤ چنانچہ بادشاہ نے اسی وقت اپنا قاصد حضرت قطب الدین منور کی خدمت میں روانہ کیا اور عرض کی حضرت! میں حضرت نصیرالدین کی دعاؤں سے ٹھٹھہ میں بادشاہی کے منصب پر فائز ہوا ہوں اور زبردست مصائب سے بچتا ہوا ہانسی تک پہنچا ہوں۔ اب دہلی تک جانے میں مجھے کئی اور میدانوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت قطب الدین منور نے جواب دیا فیروز شاہ! تمہیں حضرت چراغ دہلوی نے مجھ ضعیف کے سپرد کیا ہے تو میں دعا کرتا ہوں اللہ تمہیں دہلی کی بادشاہت بھی عطا فرمائے گا۔

دہلی میں مرحوم بادشاہ کا ایک اور وزیر جنگ کی تیاریوں میں تھا مگر جب حضرت نصیرالدین اور قطب الدین منور کی سربراہی میں فوج دہلی پہنچی تو وہاں کی ہوا بدل چکی تھی۔ تمام امراء، وزراء، خواتین اور رعایا خفیہ طریقے سے نکل نکل کر دہلی کے باہر آ گئے اور فیروز شاہی لشکر میں شامل ہو گئے۔ باغی وزیر خود اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا اور معافی مانگی بادشاہ نے اسے معاف کر دیا مگر رعایا اور درباریوں نے بادشاہ کو خواجہ جہان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس کی صلح رئیا کاری پر مبنی تھی اور اس سے کسی وقت بھی بادشاہ کو خطرہ درپیش ہو سکتا تھا۔ دہلی پر مکمل قبضہ کر لینے کے بعد بادشاہ ہانسی پہنچا اور وہاں پر جمعہ کی نماز ادا کی۔ اس موقع پر حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی اور حضرت قطب الدین منور نے ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ ملاقات کرتے ہوئے دونوں ایک دوسرے کے قدموں پر جھک گئے۔ بادشاہ یہ انکسارانہ منظر دیکھ کر رو رہا تھا۔ پھر دونوں بزرگوں نے بادشاہ سے کہا ہم نے سنا ہے کہ تم مے خوری کا شغل کرتے ہو۔ اس شغل سے اہل حاجت کی کار برآری میں

Marfat.com

رخنہ پڑتا ہے۔ بادشاہ نے آئندہ کے لئے مے خوری ترک کرنے کا وعدہ کیا۔ بادشاہ نے دونوں بزرگوں کے ساتھ اور بھی بہت سے وعدے کئے تھے اور پورے ۳۹ سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔

فیروز شاہ کا ایک وزیر خان جہان جو ہندو تھا اس نے حضرت نصیر الدین کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مسلمان ہونے کے بعد اس نے بہت ہی عبادت و ریاضت کی۔ مجاہدوں کا کوئی حد اور شمار نہ رہا۔ سرکاری کاموں کے دوران بھی وہ ذکر و فکر میں مشغول رہتا تھا۔ جب اس کی وفات ہوئی اسے حضرت محبوب الٰہی کے قرب میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

سماع: حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سماع کی ایسی محفل کو پسند فرماتے تھے جو باجوں اور تالیوں کے بغیر ہوتی تھی یعنی جس میں صرف چند لوگ مل کر اللہ کی مدح میں اشعار پڑھتے جوامع الکلم میں ہے کہ ایک دن شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کو اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے اس شعر پر وجد آ گیا۔

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کر دی
قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی

ترجمہ: (تم نے خود ہی یہ کہا تھا کہ عاشقوں پر سختی نہ کیا کروں گا باوجود اس کے پھر بھی سختی کی اور تم نے یہ بھی کہا تھا کہ بے دلوں پر سختی نہ کروں گا مگر اس کے باوجود بھی سختی کی)

مشہور شاعر مولانا مغیث نے اپنے ایک خط میں اس مجلس کا پورا حال ضبط کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ یہ شعر کسی حقیقت پر مبنی نہیں قرار دیا جا سکتا، اگر سختی کرنے کو اللہ کی طرف نسبت کریں تو یہ صریح جائز نہیں ہے غرض کہ اسی قسم کی چند باتیں تحریر فرما کر یہ خط مولانا معین الدین عمرانی کے حوالہ کیا، انہوں نے وہ خط شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی خدمت میں پیش کیا، شیخ نے یہ خط اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر مولانا معین الدین کو واپس کر دیا اور کچھ فرمایا نہیں البتہ عمامہ باندھ کر اور خرقہ

Marfat.com

پہنا کر واپس کر دیا۔

ایک دن شیخ نصیر الدین محفل سماع میں یہ اشعار سن کر رقص کرنے لگے اور اس وقت نہایت ہی مضطرب نظر آ رہے تھے۔

ما طبل مغانہ دوس بیباک زدیم عالمی علمش برسر افلاک زدیم
از بہر یکے مغبچہ مے خوارہ صدر بار کلاہ توبہ برخاک زدیم

ترجمہ: (رات ہم نے بڑی فرحت و انبساط سے منائی، جس کا چرچہ آسمانوں پر بھی ہو گیا اور ایک مے خوار معشوق کی خاطر کلاہ توبہ کو ہزار بار زمین پر پھینکا)

اسی سخت بے چینی کے عالم میں اپنے مکان کی چھت پر جا کر بیٹھ گئے اور مولانا مغیث کو طلب کیا، مولانا گھبرائے ہوئے آپ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے تب شیخ نصیر الدین محمود چراغ نے فرمایا ہاں مولانا لکھئے اس جگہ کیا جہالت تھی، یہ کہہ کر مولانا کو رخصت کیا اس کے بعد پھر مولانا خانقاہ میں نہیں آئے اور بہت جلد رحلت فرما گئے۔

جب کبھی سماع کی وجہ سے سکر کا عالم طاری ہوتا تو بھی نماز قضا نہ ہونے پاتی، ایک بار ظہر کے وقت وجد آیا جو تہجد کی نماز تک قائم رہا لیکن اس اثنا میں جب نماز کا وقت آتا تو ہر بار وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔

منقول ہے کہ شیخ نظام الدین کے مریدوں نے ایک مرتبہ محفل سماع کا پروگرام بنایا، مرید غزل خوانوں سے دف پر سماع سننا شروع کر دی اور اس محفل میں شیخ نصیر الدین محمود دہلوی بھی موجود تھے، آپ اٹھ کر جانے لگے، دوستوں نے بیٹھنے کے لئے اصرار کیا تو فرمایا یہ خلاف سنت چیز ہے میں اسے ہرگز گوارہ نہیں کرتا، اس پر لوگوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ سماع کے ناجائز ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اپنے شیخ کے طریقے سے انحراف کرتے ہین، آپ نے ان دونوں کو جواب دیا کہ شیخ کا قول حجت شرعیہ نہیں، قرآن و حدیث سے دلیل پیش کرنا چاہئے بعض اہل ہوا اور خود غرض

Marfat.com

لوگوں نے یہ بات شیخ نظام الدین کی خدمت میں پیش کی اور کہا کہ شیخ نصیر الدین یوں کہتے ہیں، چونکہ شیخ نظام الدین کو اصل واقعہ کی پہلے سے اطلاع مل چکی تھی اس لئے ان لوگوں سے فرمایا کہ شیخ نصیر الدین ٹھیک فرماتے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی حق ہے۔

سیر الاولیا میں ہے کہ شیخ نظام الدین اولیاء کی محفل سماع میں مزامیر (باجے) وغیرہ نہ ہوتے تھے اور نہ ہی تالیاں بجائی جاتی تھیں، اگر آپ سے کوئی کسی کے متعلق یہ کہتا کہ فلاں باجے وغیرہ سنتا ہے تو آپ اسے منع فرما دیتے اور فرماتے کہ باجے وغیرہ سننا شریعت میں ناجائز اور ممنوع ہیں۔

خیر المجالس میں ہے کہ ایک شخص نے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی سے آکر پوچھا کہ یہ کہاں جائز ہے کہ محفل سماع میں دف، بانسری ستار باجے وغیرہ بجائے جائیں اور صوفی ناچیں اور رقص کریں، آپ نے جواب دیا کہ باجے وغیرہ تو بالاتفاق اور بلا جماع ناجائز و گناہ ہیں، اگر کوئی طریقت سے نکل جانا چاہے تو شریعت میں رہنا ضروری ہے اور اگر شریعت سے بھی نکلنا چاہے تو پھر کہاں جائے گا؟ اولاً تو سماع ہی زیر بحث ہے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے، اگر چند شرائط کے ساتھ جائز بھی کر لیا جائے تب بھی ہمہ قسم کے باجے وغیرہ بالاتفاق ناجائز و حرام ہیں۔

قاتلانہ حملے سے درگزر: حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی اپنی خانقاہ کے اندر مراقبے میں اس طرح غرق تھے کہ ان کو تراب درویش کی آمد کی خبر قطعی نہ ہوئی۔ تراب کو حضرت سے پرانی دشمنی تھی۔ آج بھی وہ قتل کے مذموم ارادے سے آیا تھا۔ حضرت کو ہوش سے بیگانہ دیکھ کر اس کو اپنا ارادہ پورا ہوتا نظر آیا۔ اس نے اپنے تھیلے سے خنجر نکالا اور حضرت چراغ دہلوی پر گیارہ کاری ضربیں لگائیں۔ جب آپ زخموں سے چور ہو گئے تو اس نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا لیکن گلی میں تراب کے خون آلود کپڑوں کو دیکھ کر لوگوں کو شک گزرا تو انہوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہتیری کوشش کی مگر بے سود۔ لوگوں نے اس کو بھاگنے نہ دیا ہر شخص کا یہی

Marfat.com

سوال تھا کہ تم کس کو قتل کر کے آئے ہو۔ تراب نے اس بارے میں مسلسل خاموشی طاری رکھی۔ آخر لوگوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ جب جسمانی ضربوں کی مزید برداشت نہ رہی تو اس نے سب کچھ اگل دیا کہنے لگا کہ میں حضرت چراغ دہلوی کو قتل کر کے آ رہا ہوں۔ لوگوں پر عجیب ماتمی کیفیت طاری ہو گئی۔ سب فوراً حضرت کے پاس پہنچنا چاہتے تھے لیکن تراب کو چھوڑنا بھی دانش مندی نہ تھی۔ چنانچہ چند لوگوں نے اسے زیر حراست رکھا اور باقی حضرات چراغ دہلوی کی طرف دوڑ پڑے۔

خانقاہ کا فرش خون معصوم سے رنگین ہو چکا تھا۔ حضرت بے ہوش پڑے تھے ان کو فوراً طبی امداد کے لئے طبیب کے پاس لے جایا گیا۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے حضرت کی حالت تشویشناک تھی ہر قسم کی دوائی آزمائی جانے لگی مگر حضرت کو کوئی افاقہ نہ ہو رہا تھا۔ مسلسل غشی کے بعد آپ ہوش میں تو آ گئے مگر شدید کرب و اذیت کے باوجود آپ کے لب متبسم تھے۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ تراب کدھر ہے لوگوں نے سوال کیا، حضرت آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ پر حملہ تراب نے کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ بیشک مجھے پتہ ہے لیکن میں نے اس کو اس لئے نہیں روکا کہ میرا وقت ابھی نہیں آیا اور میں اس کے حملے سے مروں گا نہیں۔ اس لئے میں نے اس کی دل شکنی مناسب نہیں سمجھی اور اس کو حملہ کرنے دیا۔ معالج نے آپ کو باتیں کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے لئے اس حالت میں بولنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے مگر آپ نے جواب دیا میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ابھی میرا وقت نہیں آیا تو پھر خطرہ کس بات کا۔ فوراً تراب کو میرے سامنے لاؤ میں اس سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید حضرت اسے بلا کر کوئی سزا دینا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے عرض کی کہ حضرت! آپ فکر نہ کریں بلکہ آرام کریں۔ تراب ہماری قید میں ہے وہ کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ آپ ٹھیک ہو جائیں تب اس کو آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور پھر آپ جو بھی اس کو سزا دیں گے اس سے اس کا بچنا مشکل ہو گا۔

Marfat.com

آپ نے ذرا ترشی سے حاضرین کو حکم دیا، تراب میرا مجرم ہے اس کے متعلق کسی قسم کا فیصلہ بھی مجھ ہی کو کرنا ہے۔ چنانچہ تراب کو فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے۔ لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور تراب کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے تراب سے سوال کیا، اے تراب! تم نے مجھ پر کتنے وار کیے؟ تراب خاموش رہا۔ آپ نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا مگر اس مرتبہ بھی وہ خاموش رہا۔ شاید وہ یہ سوچ رہا تھا کہ حضرت مجھ سے ایسا سوال اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ مجھ کو میرے جرم کے مطابق سزا دیں گے۔ حضرت چراغ دہلوی نے اپنا سوال ایک مرتبہ پھر دہراتے ہوئے فرمایا۔ تراب تم کیوں نہیں بتاتے کہ تم نے ہم پر کتنے وار کیے۔ ہم تمہیں سزا نہیں انعام دینا چاہتے ہیں اس لئے گھبراؤ نہیں۔ تراب کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ اور وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اسی کپکپاہٹ میں اس نے عرض کیا، حضرت آپ کی لوگوں میں مقبولیت کی وجہ سے مجھے حسد پیدا ہو گیا تھا اور میرے دل میں ہر وقت ایک ہی خیال رہتا تھا کہ میں بھی اتنی عبادت کرتا ہوں مگر مجھے وہ شہرت اور عزت نصیب نہیں ہوئی۔ اسی جلن اور حسد میں آ کر میں آپ پر حملہ آور ہوا ہوں۔

حضرت نے فرمایا میں نے تم سے حملہ کرنے کی وجہ نہیں پوچھی بلکہ میں صرف اتنا جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے مجھ پر کتنے وار کیے؟ یہ سن کر تراب جھجکتے ہوئے بولا حضرت! اس بدنصیب نے آپ پر گیارہ وار کیے ہیں۔ حضرت نے دوبارہ پوچھا کہ وار آرام آرام سے کیے تھے یا زور زور سے؟ اس وقت تراب کی حالت دیدنی تھی اور وہ شرم کے مارے زمین میں گڑا جا رہا تھا اس نے نجل ہوتے ہوئے کہا، حضور! میں نے اپنی پوری طاقت سے حملہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس طرح تو تمہارے ہاتھوں کو بہت تکلیف پہنچی ہو گی۔ خیر ہم اس وقت تمہاری تکلیف کا مداوا کرنے کے تو قابل نہیں مگر پھر بھی اس کا صلہ تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے۔ اس پر آپ نے اپنے خادم سے کہا جاؤ اور ہمارے کمرے میں ایک نئی پوشاک پڑی ہے اور ایک تھیلی میں کچھ اشرفیاں

Marfat.com

ہیں وہ لے آؤ۔ خادم تعمیل حکم کے لئے اسی وقت چل پڑا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ پوشاک اور اشرفیاں لے کر حضرت کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت چراغ دہلوی نے وہ پوشاک اور اشرفیاں تراب کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری اس تکلیف کا ادنیٰ سا بدل ہے جو تم نے مجھ پر حملہ کرتے ہوئے اٹھائی۔ اس وقت اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں پھر کبھی آنا اور میرے پاس جو کچھ ہوگا میں تیرے حوالے کر دوں گا۔ اور اس وقت تو آزاد ہے جہاں تمہارا دل چاہتا ہے چلے جاؤ۔ اس کے بعد خدام کو حکم دیا کہ تراب کو چھوڑ دیا جائے اور اس پر کسی قسم کی گرفت نہ رکھی جائے۔ یہ جہاں جانا چاہتا ہے مجھے اس سے کوئی گلہ نہیں کیونکہ میرے مرشد حضرت محبوب الٰہی نے حکم دیا تھا کہ دنیا تجھ پر ظلم کرے گی اور تمہیں طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دی جائیں گی مگر تمہارا کمال یہ ہوگا کہ تم ان تمام کو خندہ پیشانی سے برداشت کرو گے اور کسی پر کوئی گلہ روا نہیں رکھو گے۔ تو میں آج اپنے مرشد عالی مقام کے احکام کی بجا آوری کرتے ہوئے تراب کو چھوڑ رہا ہوں۔

اقوال: آپ کے چند اقوال حسب ذیل ہیں۔

☆......طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلب آخرت ہی ہے۔

☆......اعتبار خاتمہ کا ہے ظاہر حال لائق اعتماد نہیں۔

☆......تحمل سے کام لے اگر کوئی جفا کرے تو اسے معاف کر دے۔

☆......نماز باجماعت کے پابند ہو اگر کوئی تارک نماز محفل میں آ کر بیٹھے تو اس کی تعظیم نہ کرو۔

☆......لقمۂ تجارت اچھا ہے مگر خرید و فروخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہ لاؤ۔

☆......جس قدر سالک کو معرفت خدا تعالیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اسی قدر تعلقات کم ہوتے جاتے ہیں۔

☆......تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہے اور خلوص نیت یہ ہے کہ جس کام کی نیت کرے اس میں رضامندی ذات پاک اللہ تعالیٰ کی ہو۔

Marfat.com

☆......کرامت بغرض دوستی عقیدہ اور اصلاح ایمان منجانب اللہ کے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

☆......اکل حلال یعنی اپنے ہاتھ کی محنت سے کھاؤ، ذات پاک ہر ایک کی مددگار ہے جو کچھ چاہئے اس سے چاہو۔

☆......مسلمان کے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے۔ اس کی متابعت کرے اور جس سے منع کیا ہے اس کو ترک کر دے۔

☆......صادق مرید اسے کہتے ہیں جسے جو کچھ پیر حکم کرے بجا لائے اور جو کچھ اسے دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو دعا گو سمجھے جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گزریں ان کا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر خیال بھی پیر کے برخلاف ہو تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا۔

☆......نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے، اعضاء کا قبلہ ''کعبہ شریف'' ہوتا ہے اگر اعضا اس طرف نہ ہوں تو نماز درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح ''دل کا کعبہ'' ذات پاک حق تعالیٰ ہے۔ اگر دل اپنے قبلہ سے پھر جائے تو یہ نماز کیسی ہو گی۔

☆......اے درویش! راہ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو اور ہر لحظہ اور گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے اور اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے۔

☆......اصل کار مخالفت نفس کی ہے، مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس پر نگاہ رکھے یعنی سانس روکے تا جمعیت باطن حاصل ہو، جب سانس لے گا تو باطن پریشان ہو گا اور خرابی پاوے گا۔

☆......فقیری کا سرمایہ مجاہدہ ہے۔ وہ بھی صدق دل سے نہ اس غرض سے کہ مخلوق اس کو عابد، زاہد، صاحب مجاہدہ جانیں بلکہ یہ مجاہدہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور جب مجاہدہ باخلاص ہو گا تو فائدہ مند ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے مقام مقصود تک بھی پہنچا دے گا۔

Marfat.com

☆......درویش کو چاہئے کہ اگر اسے فاقہ درپیش ہو تو پھر بھی اللہ کے سوا کسی سے اپنی غرض نہ کہے۔

☆......متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہے کہ جو کچھ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے وہ کرنا چاہئے اور جس سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے بچنا چاہئے۔

سیرت مقدس: آپ کی ذات پسندیدہ اور اوصاف برگزیدہ تھے۔ آپ علم، عقل اور عشق میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ تحمل، بردباری اور ایثار میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ مخلوق کے جوروستم پر صبر کرتے تھے۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے تھے۔ آپ اہل ارادت کے لئے نظیر تھے۔ راہِ سلوک میں بے نظیر تھے۔ آپ ایک مثالی پیر تھے۔ عین جوانی میں جو کہ کامرانی کا زمانہ سمجھا جاتا ہے، آپ نے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ آپ امیر سے بے پروا تھے۔ وزیر سے کچھ غرض نہ رکھتے تھے۔ آپ اپنے پیرومرشد کی پیروی میں ہمہ تن مشغول تھے۔ آپ کو سماع کا شوق تھا۔

وصال: اس قاتلانہ حملہ کے بعد تین سال تک اور خلق اللہ کے رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔ ۱۸ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ میں رحلت فرمائی۔

وفات سے پہلے مولانا زین الدین علی نے عرض کیا، کہ آپ کے اکثر مرید اہل کمال ہیں۔ کسی کو سجادہ نشین مقرر فرما دیں تا کہ سلسلہ جاری رہے، فرمایا ان درویشوں کے نام لکھ کر لاؤ، جن کو تم اس لائق سمجھتے ہو، مولانا زین الدین نے تین قسم کے درویشوں کا انتخاب کیا۔ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ حضرت خواجہ نے ان کے نام دیکھ کر فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دین کا غم کھائیں گے لیکن دوسروں کا بار نہ اٹھا سکیں گے۔ اس کے بعد وصیت فرمائی کہ دفن کرتے وقت حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ کا خرقہ مبارک میرے سینہ پر ان کا عصا میرے پہلو میں ان کی تسبیح میری شہادت کی انگلی میں ان کا کاسہ خشت کے بجائے میرے سر کے نیچے اور ان کی چوبی نعلین میری بغل میں رکھ دی جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز نے

Marfat.com

غسل دیا اور جس پلنگ پر غسل دیا گیا اس کی ڈوریاں پلنگ سے جدا کر کے اپنی گردن میں ڈالیں کہ میرے لئے یہی خرقہ ہے، اور یہی کافی ہے، مزار اقدس دہلی میں ہے۔

آپ کے خلفاء: آپ کے بہت سے خلیفہ ہیں بعض مشہور خلفا حسب ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز، حضرت شیخ کمال الدین (جو آپ کی بہن کے لڑکے ہیں) مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت شیخ صدر الدین طبیب دولہا، حضرت سید محمد جعفر المکی الحسینی، مولانا علاء الدین سندیلوی، مولانا خواجگی، مولانا احمد تھانیسری شیخ معین الدین خورد، قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین، قاضی محمد شادی، مخدوم شیخ سلیمان ردولوی، شیخ محمد متوکل، شیخ دانیال عرف مولانا عود، مخدوم شیخ قوام الدین دہلی میں رہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز دہلی سے دکن تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ کمال الدین دہلی میں رہے۔

Marfat.com

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امیر خسرو کا اصل نام ابو الحسن اور تخلص خسرو ہے۔ آپ کے والد کا نام امیر سیف الدین محمود تھا جو بلخ کے نزدیک شہر کشن کے رہنے والے تھے وہاں لاچینی نام کا ایک قبیلہ تھا۔ آپ اس کے سردار تھے۔ چنگیز خان نے جب اس علاقے کی تباہی کی تو کچھ لوگ بڑی مشکلات اور مصائب کے بعد پاک و ہند میں امیر سیف الدین محمود کی سرکردگی میں آ کر مومن پور (پٹیالی) جو دہلی سے سو میل کے فاصلے پر ہے آباد ہو گئے۔ یہ قصبہ دریائے گنگا کے کنارے پر واقع ہے۔ دہلی کی حکومت اس دور میں شمس الدین التمش کے ہاتھ میں تھی۔ شمس الدین التمش بڑا زیرک، صاحب فراست، مدبر اور دانا بادشاہ تھا۔ امیر سیف الدین محمود نے جونہی دربار شاہی سے وابستگی کا اظہار کیا تو اس نے آپ کو فوج میں ایک منصب پر فائز کر دیا۔ آپ نے اپنے منصب کے فریضہ کو بڑی ذہانت اور تدبیر سے سرانجام دیا تو اس نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا اور پٹیالی میں ایک جاگیر عطا فرما دی نیز بارہ سو روپے سالانہ وظیفہ مقرر فرما دیا۔

امیر سیف الدین محمود ابھی تک شادی شدہ نہ تھے۔ نواب عماد الملک کی شہرت ہندوستان میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے آپ کی صفات عالیہ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی صاحبزادی کی شادی آپ سے کر دی۔ یہ صاحبزادی نہایت ہی پارسا، نیک طینت، عابد و زاہد خاتون تھیں۔ ان کے بطن مبارک سے تین لڑکے

Marfat.com

اعزالدین علی شاہ ابوالحسن یمین الدین حسام الدین احمد تولد ہوئے۔ اعز الدین علی شاہ فارسی اور عربی زبان میں صاحب کمال تھے۔ حسام الدین احمد فن حرب میں ماہر ہونے کی وجہ سے فوج میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ حضرت امیر سیف الدین محمود کے منجھلے فرزند ارجمند ابوالحسن یمین الدین ہی کو امیر خسرو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ولادت: حضرت امیر خسرو 651ھ مطابق 1252ء میں بمقام مومن آباد پٹیالی میں پیدا ہوئے۔ امیر سیف الدین نے امیر خسرو کا وقت ولادت جب دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ یہ بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے اور اس کی ولایت اس کے ماتھے سے عیاں ہے تو اس بات کی توثیق و تصدیق کے لئے وہ ان کو پیدائش کے فوراً بعد ایک خرقہ میں لپیٹ کر ایک مجذوب کے پاس لے گئے۔

مجذوب نے بچے کو دیکھا تو ایک قلندرانہ نعرہ لگایا ''یہ بچہ تو خاقانی سے بھی دو قدم آگے ہوگا۔'' امیر سیف الدین نے امیر خسرو کو مجذوب کی جھولی میں ڈال دیا۔ مجذوب نے بچے کو پیار کیا اور خدا سے دعا کی ''اے رب العالمین اس بچے کا نام قیامت تک زندہ و روشن رکھنا'' یہ کہہ کر مجذوب نے بچہ امیر سیف الدین کو واپس دے دیا اور وہ خوشی سے سرشار امیر خسرو کو لے کر گھر پہنچے۔ امیر سیف الدین کے خاندان میں رواج تھا کہ وہ اپنے لڑکوں کو بڑا ہونے کے بعد فوج میں بھرتی کروا دیا کرتے تھے۔ امیر خسرو کی والدہ کو بھی اس بات کا شوق تھا کہ امیر خسرو بھی فوج میں بھرتی ہوں مگر جب امیر سیف الدین نے اپنی بیوی کو مجذوب کی دعا سے آگاہ کیا تو اس نے شوہر سے کہا ''اس دعا سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن (امیر خسرو فوجی نہیں بن سکتا بلکہ یہ تو شاعر بنے گا۔ سپاہی لوگ اپنی زندگی خوب عیش و آرام سے گزار لیتے ہیں جبکہ شاعروں نے ہمیشہ کسمپرسی میں زندگی بسر کی ہے۔'' امیر سیف الدین نے بیوی سے کہا ''نیک بخت! اب یہ بچہ شاعر ہی بنے گا اور اس کا مستقبل دوسرے شاعروں سے نہ صرف درخشاں ہوگا بلکہ اس کی نیک شہرت اس کو بعد از مرگ بھی زندہ رکھے گی۔

Marfat.com

تحصیل علم: حضرت امیر خسرو کا گھریلو ماحول تعلیم یافتہ تھا۔ آپ کے والد کے پاس اکثر علماء اور فضلاء کا آنا جانا رہتا تھا۔ اس سے بچپن ہی سے آپ کا دل علم حاصل کرنے کی طرف شدت سے راغب ہو گیا۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کے والدین پٹیالی سے دلی میں آ کر رہنے لگے جس سے تحصیل علم کے شوق میں مزید اضافہ ہوا لہٰذا آپ جب مکتب میں داخل کیے گئے تو قاضی سعد الدین خوشخطی سکھانے پر مامور ہوئے۔ آپ کو خوشخطی سے دلچسپی تو تھی لیکن اصل ذوق و شوق اور طبیعت کا میلان شاعری کی طرف تھا۔ اس لئے شعرائے کرام کی کتابوں کے مطالعہ میں ہمہ تن مصروف رہتے۔ ایک لمحہ کو بھی ہاتھ سے خالی نہ جانے دیتے۔ یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ اگر انسان شاعری میں اس طرح مستغرق ہو جائے تو کسی نہ کسی روز خود شعر کہنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ اب آپ اپنا کلام دوست و احباب کو سنا کر داد تحسین حاصل کرتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ قاضی سعد الدین کے ہمراہ قاضی عزالدین کے پاس تشریف لے گئے۔ ہر دو بزرگوں نے شاعری کے موضوع پر گفتگو شروع کر دی۔ آپ ذوق و شوق اور انہماک سے سنتے رہے جب قاضی عزالدین نے آپ کا یہ میلان دیکھا تو دریافت کیا یہ لڑکا کون ہے؟ استاد محترم نے تعارف کرواتے ہوئے یہ بات ظاہر کر دی کہ آپ کا میلان شاعری کی طرف ہے۔

قاضی عزالدین اس وقت ایک فارسی کی کتاب پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو وہ کتاب پیش کی۔ آپ نے فوراً اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر وہ حیران و ششدر رہ گئے۔ اس کے بعد انہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شعر بھی کہتے ہیں چنانچہ امتحان کے لئے چار الفاظ دیئے گئے۔ آپ نے فوراً انہیں شعر میں استعمال کر کے دکھایا۔ اس سے آپ کی شعریت کی دھاک بڑے بڑے علماء و فضلاء پر بیٹھ گئی۔

بچپن کا واقعہ: امیر خسرو کو اپنی والدہ سے بڑی محبت تھی اور بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک رات آپ کی والدہ علیل ہو گئیں۔ آپ بار بار جا کر عیادت

Marfat.com

فرماتے۔ آدھی رات کے وقت آنکھ لگ گئی۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے پاؤں دبانے شروع کر دیئے جب فجر کی اذان ہوئی تو والدہ محترمہ بیدار ہوئیں اور دیکھا کہ آپ پاؤں دبا رہے ہیں۔ دریافت کیا بیٹے آرام نہیں کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ نیند نہیں آ رہی تھی پھر اجازت مرحمت ہونے پر تشریف لے گئے۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد میں نے والدہ محترمہ کے کمرے میں دیکھا کہ وہ زاروقطار رو رہی ہیں اور میرے لئے نہایت عاجزی و انکساری سے اللہ جل مجدہٗ کے حضور دعا گو ہیں۔ یہ واقعہ ساری عمر آپ کے دل پر نقش رہا۔

والد محترم کا انتقال: آپ کی عمر ابھی نو برس کی تھی کہ آپ کے والد ایک لڑائی میں شہید ہو گئے۔ آپ کو اپنے والد کے انتقال کا شدید رنج ہوا۔ اس غم کا اظہار آپ نے ایک شعر میں یوں کیا ہے۔

سیف از سرم بہ رفت دل من دو نیم ماند
دریائے خوں رواں شد در یتیم ماند

”سیف میرے سر سے گزر گئے اور میرا دل دو ٹکڑے ہو گیا۔ میرا دل بہنے لگا اور میرا موتی یتیم ہو گیا۔“

اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کفالت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا محترم عماد الملک نے کی۔ جو بڑے جید عالم تھے۔ ان کے ہاں علماء فضلاء کی مجالس ہمیشہ لگی رہتیں۔ تذکرہ نگاروں نے تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کے نانا محترم کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے اور وہاں بہت سے عقیدت مند آپ کی زیارت سے مستفید ہونے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

تکمیل تعلیم: باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد آپ کے نانا عماد الملک نے آپ کی تکمیل تعلیم کے لئے ہر لحاظ سے آپ کی سرپرستی کی اور ضعیف العمری کے باوجود انہوں نے نہایت سعی و کوشش سے اس در یتیم کی تعلیم و تربیت میں حصہ لیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں آپ صاحب کمال بن گئے۔

Marfat.com

ترکی اور فارسی آپ کی پدری زبان تھی۔ ہندی بھاشا مادری زبان تھی۔ عربی کی تعلیم آپ نے مکمل کر لی تھی۔ اس طرح عربی، فارسی، ترکی سنسکرت اور ہندی پر آپ کو حد درجہ عبور حاصل تھا۔ شاعری آپ کے لئے نعمت خداداد تھی۔ آپ فی البدیہہ شعر کہتے اور کلام میں وہ اثر تھا کہ محفل ہی عش عش کر اٹھتی تھی۔ آپ کا گلا اتنا اچھا اور آواز اتنی سریلی تھی کہ سامعین پر جادو کا سا اثر ہوتا تھا۔

فنون سپاہیانہ میں بھی جوانی میں آپ نے مہارت حاصل کی۔ بیس برس کی عمر میں جبکہ آپ صاحب فضل و کمال ہو گئے تو آپ کے نانا عماد الملک بھی اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے تو غم کا پہاڑ آپ کے سر پر ٹوٹ پڑا۔ نانا نے نہ صرف بڑی محبت اور شفقت سے آپ کو پالا پوسا تھا بلکہ تعلیمی اور دیگر اخراجات بھی نہایت فیاضی سے برداشت کئے تھے۔ ان کی وفات سے جو صدمہ آپ کو ہوا اس کا اظہار آپ نے یوں فرمایا ہے۔

تو ہم آنجا رسیدہ بے پائے ویدہ یکدم بہ بند دو باز کشائے

<u>بیعت:</u> حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بارے میں خود ایک مرتبہ بتایا کہ میں تو حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت چھوٹی عمر میں بیعت ہو گیا تھا اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دن میرے والد امیر سیف الدین محمود مجھ کو اور میرے بڑے بھائی کو حضرت کے پاس لے گئے میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ والد نے بتایا کہ میں تم کو اور تمہارے بڑے بھائی کو حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی کا مرید کرانا چاہتا ہوں۔

میں نے جواب دیا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس جگہ دروازے پر بیٹھ جاؤں، اندر نہ جاؤں۔ آپ بڑے بھائی کو لے کر اندر جائیے اور ان کو مرید کرائیے، میں یہاں آپ کی واپسی کا انتظار کروں گا۔

میرا یہ جواب سن کر میرے والد مسکرائے اور میرے بڑے بھائی کو ساتھ لے کر

Marfat.com

مکان کے اندر چلے گئے۔ میں دروازے کے باہر بیٹھ گیا۔ جب میرے والد اندر چلے گئے تو میں نے باہر بیٹھے بیٹھے اپنے دل میں ایک شعر موزون کیا۔ اس خیال سے کہ اگر حضرت کامل ہیں تو اپنے نور باطن سے اس شعر کا حال معلوم کر لیں گے اور مجھے اس شعر کا جواب شعر کے ذریعے دیں گے۔ تب میں اندر جا کر حضرت کا مرید ہو جاؤں گا ورنہ جب میرے والد اور بھائی باہر آئیں گے تو ان کے ساتھ اپنے گھر واپس چلا جاؤں گا اور جو شعر میں نے اپنے دل میں موزوں کیا تھا وہ یہ تھا:

تو آں شاہے کہ بر ایوانِ قصرت   کبوتر گر نشیند باز گردد!
غریبے ستمندے بر در آمد   بیاد اندروں یا باز گردد

(تو ایسا بادشاہ ہے کہ اگر تیرے محل کے کنگوارے پر کبوتر آن بیٹھے تو تیری برکت سے وہ کبوتر باز بن جائے۔ پس ایک غریب حاجت مند تیرے دروازے پر آیا ہے وہ اندر آ جائے یا واپس چلا جائے)

امیر خسرو نے کہا میں یہ شعر موزون کر کے چپ چاپ بیٹھا تھا اور حضرت کے جواب کا انتظار کر رہا تھا کہ یکا یک حضرت کا ایک خادم دروازے کے باہر آیا اور مجھ سے کہا کہ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے، دروازے کے باہر ایک ترک زادہ بیٹھا ہے اس کے سامنے یہ شعر پڑھ دو اور واپس چلے آؤ۔

بیاید اندروں مردِ حقیقت   کہ با ما یک نفس ہمراز گردد!
اگر ابلہ بود آں مردِ ناداں!   ازاں راہے کہ آمد باز گردد

(حقیقت کے میدان کا مرد اندر چلا آئے تا کہ ہمارے ساتھ کچھ دیر ہمراز بن جائے اور اگر وہ آنے والا ناسمجھ اور نادان ہے تو جس راستے سے یہاں آیا ہے اسی راستے سے واپس چلا جائے)

امیر خسرو نے کہا جب خادم نے میرے دل کے شعر کا جواب حضرت کی طرف سے اس شعر میں سنا دیا تو میں اپنی جگہ سے اٹھا اور دیوانوں کی طرح خادم کے ساتھ ساتھ حضرت کے مکان کے اندر چلا گیا۔ میرے والد اور بھائی اور حضرت سید محمد

Marfat.com

کرمانی وہاں بیٹھے تھے۔ میں نے حضرت کو دیکھا کہ وہ مسکرا مسکرا کر میری طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے دوڑ کر حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضرت نے فرمایا ''بیا، بیا اے مردِ حقیقت ایں جا بیا و یک نفس با ما ہمراز بشو'' (آجا، آجا اے مردِ حقیقت اور ایک دم کے لئے ہمارا ہمراز بن جا)

میں نے سامنے بیٹھ کر بیعت ہونے کی درخواست کی اور حضرت نے مجھے بیعت کا شرف عطا فرمایا۔

امیر خسرو کے نانا عماد الملک اور والد بزرگوار امیر سیف الدین لاچین بھی خواجہ محبوب الٰہی کے مرید تھے اور ان دونوں کا پورا خاندان حضرت سے بیعت تھا۔

امیر حسن دہلوی کا واقعہ: آپ کی صوفی منش زندگانی کا ایک پراسرار واقعہ بڑا دلچسپی کا حامل ہے۔ حسن نامی ایک نوجوان جمال کشیدہ قامت تھا اور نان بائی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس کی دکان سرِ راہ تھی۔ ایک دن اتفاق سے امیر خسرو وہاں سے گزرے۔ ان دنوں امیر خسرو بھی عالم شباب میں تھے۔ انہوں نے سراپا حسن و جمال نان بائی کو دیکھا تو اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اس سے پوچھا ''روٹیاں کس حساب سے فروخت کرتے ہو'' حسن نے جواب دیا ''ترازو کے ایک پلڑے میں روٹیاں اور دوسرے میں سونا رکھ کر تولتا ہوں اور جب سونے کی جانب کا پلڑا جھک جاتا ہے تو روٹیاں خریدار کو دے دیتا ہوں۔'' امیر خسرو نے پوچھا ''اگر خریدار صاحب استطاعت نہ ہو تو؟'' حسن نان بائی نے جواباً کہا ''پھر میں سونے کے بدلے دو دینار لے کر روٹیاں دے دیتا ہوں۔'' یہ بات سننے کی دیر تھی کہ امیر خسرو بے قابو ہو گئے اور وہاں سے سیدھے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ ادھر امیر خسرو نے اپنی بات ختم کی ادھر حسن نان بائی بھی حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں پہنچ گئے۔ قدم بوسی کے بعد عرض کی حضرت میں امیر خسرو کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتا۔ امیر خسرو کی بھی وہی کیفیت تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اکٹھا رہنے کی اجازت

Marfat.com

مرحمت فرما دی۔ ان دنوں امیر خسرو خان شہید کے ملازم تھے۔ انہوں نے حسن نان بائی سے بھی اس کا پیشہ چھڑوا کر اس کو شاہی ملازمت دلوا دی۔ اکثر لوگ امیر خسرو اور حسن کے باہمی تعلقات سے جلتے تھے۔ اور ان پر بہتان تراشی کرنے لگے۔ جب اس روش سے دونوں کے تعلقات ختم نہ ہوئے تو لوگوں نے خان شہید کو امیر خسرو اور حسن نان بائی کے متعلق بدظن کیا۔ خان شہید نے ایک فرمان جاری کیا جس میں امیر خسرو اور حسن نان بائی کو پابند کیا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ مگر دونوں نے اس فرمان کی بالکل پابندی نہ کی۔ اس پر خان شہید نے حسن نان بائی کو کوڑے لگوائے اور پھر امیر خسرو کو طلب کیا۔ جب امیر خسرو دربار شاہی میں آئے تو انہوں نے ان کوڑوں کے نشان اپنے جسم پر دکھائے جو حسن نان بائی کو لگوائے گئے تھے۔ خان شہید نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اس کو احساس ہوا کہ لوگوں نے حسد کی آنچ میں جلتے ہوئے نہایت سنگین الزام عائد کیا ہے حالانکہ حقیقت میں تمام معاملات صاف ہیں۔ یوں وہ بڑا شرمندہ ہوا اور آپ سے اور حسن نان بائی سے معافی مانگی۔ امیر خسرو بولے ''خدا ان لوگوں کو بھی معاف کرے جنہوں نے ہم پر الزام لگایا اور جو حسد کا شکار ہوئے۔ یہ حسن نان بائی بعد میں حسن سنجری کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا اصل نام نجم الدین تھا۔ امیر خسرو حسن سنجری کے بارے میں فرماتے ہیں حسن میرا ہم مشرب، ہم مذاق عزیز ترین دوست ہے۔ وہ بلند پایہ شاعر بھی ہے اور میرا ہم مسلک و پیر بھائی بھی ہے۔ خان شہید جس نے امیر خسرو اور حسن سنجری کے بارے میں سخت احکام جاری کئے تھے وہ تاتاریوں کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔

مولانا برہان الدین کی معافی کی التجا: ایک دفعہ حضرت برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ پیر بن کر اور ایک خرقہ پہن کر کمبل پر بیٹھے تھے۔ آپ کے اردگرد خلقت بے پناہ جمع تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اچانک ادھر سے گزر ہوا تو ان کو مولانا برہان الدین کا یہ انداز ناگوار گزرا۔ ان کو حضرت نے بلوایا اور فرمایا ''یہ جگہ چھوڑ کر آپ چلے جائیں۔ آپ اس لائق نہیں کہ یہاں رہیں، مولانا بڑے رنجیدہ

Marfat.com

خاطر ہوئے اور حضرت کی خدمت میں معافی کی التجائیں کرنے لگے مگر معافی نہ ملی۔ جب کوئی صورت کارگر نہ ہوئی تو امیر خسرو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''میری سفارش کر دیں تا کہ پیرو مرشد میری خطا معاف فرما دیں'' امیر خسرو کو مولانا برہان الدین پر ترس آ گیا۔ آپ نے اپنی پگڑی مولانا کے گلے میں ڈالی اور ان کو کشاں کشاں حضرت نظام الدین کے دربار میں لے گئے۔ اس وقت حضرت وضو فرما رہے تھے اور آپ کی کلاہ مبارک قریب ہی پڑی تھی۔

امیر خسرو نے عرض کیا۔

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

یہ سن کر نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا ''ترک اللہ! کیسے آنا ہوا'' عرض کی عقیدت کیش مولانا برہان الدین کی معافی کی التجا میں سفارشی ہے۔ حضرت نے فوراً مولانا کی غلطی معاف کر دی اور ان سے معانقہ کیا۔

مرشد سے محبت کی انتہا: امیر خسرو نہ صرف شاعر ہی تھے بلکہ شاہی دربار میں امیر خسرو کی بڑی قدر و منزلت تھی اور اس وجہ سے آپ بہت دولت مند بھی تھے مگر امارت کے باوجود آپ بڑی انکساری اور سادگی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ادنیٰ خدمت گار کی حیثیت سے رہتے اور پیرو مرشد کے ہر حکم کی تعمیل اپنا اولین فرض جانتے۔ فن شاعری کے باعث تمام حلقوں میں مقبول تھے۔ پیرو مرشد کی تربیت اور ان کی صحبت کا یہ اثر تھا کہ چالیس سال تک ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے رہے۔

آپ اپنے اشعار پیرو مرشد کو گا کر سنایا کرتے تھے اور جو شعر خواجہ صاحب کو زیادہ پسند آتا وہ بار بار گاتے۔ قوالی کی محفلوں میں امیر خسرو بڑے اہتمام سے اپنی غزلیں سناتے۔ آپ نے خواجہ صاحب کی مدح میں قصیدے بھی کہے۔

حضرت امیر خسرو دن بھر بادشاہوں کی صحبت میں رہتے تھے۔ رات کو اپنے گھر

Marfat.com

میں ہوتے تو قرآن مجید کے سات پاروں کی تلاوت کرتے اور تہجد ادا فرماتے تھے یا حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں شب باشی کرتے تو حضرت کے ساتھ شب بیداری کرتے تھے۔

ایک روز امیر خسرو نے سلطان المشائخ سے عرض کی ''آج کل تہجد کے وقت بہت رونا آتا ہے'' ارشاد ہوا خدا کا شکر ہے کہ اب کچھ کچھ ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔

غرضیکہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے شیخ طریقت سے والہانہ عشق اس طرح تھا کہ جیسا بلبل کو کلی سے اور پروانے کو شمع سے تعلق ہوتا ہے اس قسم کا تعلق حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ سے تھا۔

مرشد کی قدردانی کا واقعہ: حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ مرید ہونے کے بعد دنیا سے بالکل ہی بے نیاز ہوتے جا رہے تھے اور مرشد کامل و اکمل کی عقیدت میں فنا تھے۔ روایت ہے کہ ایک حاجت مند سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست سوال دراز کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج تو کچھ نہیں کل کوئی بندوبست کیا جائے گا۔ دوسرے روز بھی کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔ بالآخر سلطان المشائخ نے اپنے نعلین مبارک اس حاجت مند کو دے دیئے۔ وہ سائل نعلین مبارک لے کر جا رہا تھا کہ دہلی کے باہر حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے اپنے شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کی اور عرض کی کہ تمہارے پاس حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی نشانی ہے۔ اس نے نعلین مبارک دکھائے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا انہیں فروخت کرنا چاہتے ہو۔ اس نے آمادگی کا اظہار کیا۔ آپ نے پانچ لاکھ درہم کے عوض انہیں خرید لیا۔ یہ پانچ لاکھ درہم سلطان محمد کے قصیدے کے صلے میں حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو ملے تھے۔ آپ نے وہ نعلین مبارک مرشد حقانی کی خدمت میں پیش کئے۔ انہوں نے فرمایا! ''خسرو تم نے بہت سستا سودا خریدا ہے۔''

آپ (رحمتہ اللہ علیہ) نے عرض کیا کہ درویش نے صرف اتنی ہی قیمت طلب

Marfat.com

کی ورنہ میں تو قیمت میں اپنا سارا مال تو کیا شاید جان سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ مرشد حقانی سے والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار تھا۔ حضرت سلطان الاولیا نے آپ کے لئے ہی فرمایا تھا کہ اگر حکم شرع مانع نہ ہوتا تو میں اپنے بعد وصیت کر دیتا کہ مجھے اور خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو ایک قبر میں دفن کیا جائے۔

کہتے ہیں کہ اتنی دولت دینے کے باوجود بھی جب کبھی وہ شخص آپ کے پاس حاضر خدمت ہوتا۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ انہی ایام میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ انہی کی خاطر آپ رحمتہ اللہ علیہ اودھ کا محل چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ یہ صدمہ ناقابل تلافی تھا۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور فرمایا کہ ہر شخص کو ایسا ہی صدمہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور ہر انسان کو ایک دن وادی فنا سے گزرنا ہے۔

زیارت حرمین طیبین: حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے حال پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے کہ جب قیامت کے روز مجھ سے سوال کیا جائے گا کہ تو کیا لایا ہے تو جواباً عرض کروں گا کہ ایک ترک کے سینے کی جلن اور اس کے دل کا گداز۔ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے سوز کا عالم اس حد تک تھا کہ سینے پر کرتے کا حصہ جلتا رہتا تھا۔ چالیس برس تک صائم الدہر رہے۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں سیر وسیاحت بھی فرمائی۔ حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کر کے روضۃ الرسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور حاضری سے مشرف یاب ہوئے جہاں سب کی بگڑی بنتی ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں درج ذیل شعر فرمایا کرتے تھے۔

این خسرو ماست ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدای ناصر خسرو نیست

خصوصی عنایات مرشد: سلطان المشائخ کی بارگاہ میں امیر خسرو کو نہایت

Marfat.com

تقرب حاصل تھا۔ وہ جس وقت بھی چاہتے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تمام امور میں سلطان المشائخ ان سے مشورہ فرماتے۔ اگر اعلیٰ مریدوں میں سے کوئی سلطان المشائخ کی خدمت میں درخواست پیش کرنا چاہتا تو وہ امیر خسرو کو وسیلہ بناتا جیسا کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے ایک مرتبہ اپنی ایک ضروری بات آپ کے ذریعہ مرشد کامل حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں پیش کی۔

امیر خسرو کے متعلق حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چند فرمودات یہ ہیں:

ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء نے امیر خسرو سے یہ فرمایا کہ میں ہر ایک سے تنگ آ جاتا ہوں لیکن تم سے کبھی تنگ نہیں آتا۔

دوسری بار ارشاد فرمایا کہ میں ہر ایک سے تنگ آ جاتا ہوں یہاں تک کہ اپنے سے بھی، لیکن تم سے تنگ نہیں آتا۔

ایک دن ایک شخص نے جرأت مندانہ طریقے پر سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ آپ کی جو نظر خاص امیر خسرو پر ہے، اس قسم کی ایک نظر مجھ پر بھی فرمایئے آپ نے اس شخص کو کوئی جواب نہیں دیا لیکن بندے (امیر خسرو) سے کہا کہ جس وقت اس شخص نے مجھ سے یہ کہا تو میرے دل میں آیا کہ میں اس سے کہوں کہ پہلے امیر خسرو کی سی قابلیت تو لاؤ۔

ایک دن سلطان المشائخ نے امیر خسرو سے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو، اس لئے کہ تمہاری بقا میری بقا پر موقوف ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ تمہیں میرے پہلو میں دفن کریں۔ یہ بات سلطان المشائخ کو کئی بار یاد دلائی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ سلطان المشائخ نے مجھ سے یہ عہد بھی کیا تھا کہ میں جس وقت بہشت میں جاؤں گا، تمہیں بھی ساتھ لے چلوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک دفعہ سلطان المشائخ نے خواب میں دیکھا کہ مندہ پل کے نیچے شیخ نجیب الدین متوکل کے گھر کے سامنے ایک نہر جاری ہے، جس کا پانی نہایت چمک دار اور مصفا ہے اور میں ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوں۔ بڑا عمدہ وقت تھا۔ میں نے تمہارے

Marfat.com

لئے وہ دعا مانگی جو ہمیں مطلوب ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ دعا مقبول ہوئی ہے اور تم میں انشاء اللہ وہ کیفیت پیدا ہو گی۔

خطابات امیر خسرو: حضرت امیر خسرو کا کہنا ہے کہ میں نے سلطان المشائخ کی زبانی سنا کہ فرماتے تھے کہ آج رات اس دعا گو کے دل میں ڈالا گیا کہ خسرو درویشوں جیسا نام نہیں۔ خسرو کو "محمد کاسہ لیس" کے نام سے پکارو۔ اس فقیر کو غیب سے یہ حکم ملا ہے اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ اس نام کی وجہ سے یہ بندہ ابدی نعمتوں کا امیدوار ہے۔ جو انشاء اللہ مجھے حاصل ہوں گی۔ انشاء اللہ المعطی

مجھے سلطان المشائخ نے ترک اللہ کے خطاب سے بھی نوازا ہے اور اس خطاب کو اپنے دست مبارک سے کئی فرمانوں میں لکھا ہے۔ میں نے آپ کے ان فرامین کو تعویذ بنا کر محفوظ رکھا ہے تا کہ یہ تحریریں میرے ساتھ میری قبر میں دفن کی جائیں اور کل قیامت کے دن اس غریب کے حق میں یہ کاغذ خدائے تعالیٰ کے یہاں ذریعہ شفاعت ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ الکریم۔

یہ شعر بھی سلطان المشائخ کی زبان سے میں نے سنا:

بیت

درویش تو اے از ہمہ کس بس کہ منم
در راہِ غمت کمینہ تر، خص کہ منم

آپ کے بارے میں مرشد پاک کا ایک خواب: حضرت امیر خسرو نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ نے مجھے طلب فرمایا۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی رات میں میں نے خواب میں دیکھا تم بھی سنو کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ صدر الدین میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ نہایت تعظیم سے پیش آیا۔ انہوں نے بھی میرے ادب واحترام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اسی اثناء میں میں نے دیکھا

Marfat.com

کہ خسرو! تم دور سے چلے آ رہے ہو۔ یہاں تک کہ میرے پاس آئے اور معرفت کی باتیں کرنے لگے۔ میں ابھی یہ خواب دیکھ ہی رہا تھا کہ صالح موذن نے فجر کی اذان دی۔ میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ جب آپ یہ خواب بیان کر چکے تو فرمایا، غور تو کرو کہ یہ کتنا بلند مرتبہ ہوگا۔ میں نے نہایت عاجزی و انکسار سے عرض کیا کہ مجھ بے چارے جھاڑو دینے والے کی کیا حقیقت ہے کہ میں اس بلند مرتبے پر فائز ہوں۔ یہ سب کچھ آپ ہی کا دیا ہوا ہے۔ میری یہ بات سن کر سلطان المشائخ پر گریہ طاری ہوا اور آپ بلند آواز سے رونے لگے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کلاہ خاص لائی جائے۔ وہ کلاہ آپ نے مبارک ہاتھوں سے مجھے پہنائی اور فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ مشائخ کے ملفوظات کا مطالعہ کیا کرو۔

امیر خسرو کے متعلق سلطان المشائخ کی ایک رباعی: اس غیر معمولی شفقت کی بنا پر، جو سلطان المشائخ امیر خسرو سے رکھتے تھے، یہ دو شعر آپ نے امیر خسرو کے حق میں فرمائے۔ یہ اشعار سلطان المشائخ کے فرمودات میں ہیں:

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست
ملکیت ملک سخن آں خسرو راست
آں خسرو ماست ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست

سبحان اللہ اس سے بڑھ کر اور کون سا مرتبہ ہوگا کہ سلطان المشائخ کی زبان گوہر بار سے امیر خسرو کی مدح میں یہ اشعار نکلے۔ کتنی عظمت اور شفقت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی امیر خسرو پر تھی۔

خط کا متن: حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید باصفا کو کئی خطوط ارسال کیے جن میں سے ایک کا متن درج ذیل ہے:

''جسم کی حفاظت کے بعد ان تمام امور سے گریز کیا جائے جو شرعاً ناجائز ہیں اور اپنے اوقات کی نگرانی کرنی چاہئے اور اس عمر عزیز کو غنیمت سمجھا جائے جس سے

Marfat.com

تمام مراد حاصل کی جاتی ہیں۔ زندگی بے کار اور فضول کاموں میں ضائع نہ کی جائے۔ اگر دل میں انشراح کی قوت پیدا ہو تو قلبی انشراح کی پیروی کرنی چاہیے کیونکہ سلوک اور طریقت کے راستہ میں اسی کا اعتبار ہے اور طلب خیر کو تمام امور پر مقدم رکھا جائے۔''

تحسین آمیز الفاظ: ایک مرتبہ امیر خسرو کئی مہینوں تک حضرت کی خدمت سے دور رہے اور جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو امیر خسرو نے عرض کی ''خسرو غریب اس تمنا میں کئی راتیں نہ سو سکا کہ حضرت کے تلووں پر آنکھ رکھ کر سوئے۔'' جواباً نظام الدین اولیاء نے فرمایا: اگر میری پیشانی پر آرہ رکھ دیا جائے اور کہا جائے کہ امیر خسرو کو چھوڑ دو تو میں اپنی پیشانی کو چھوڑ دوں گا مگر امیر خسرو کو نہ چھوڑوں گا۔

شاعری: حضرت امیر خسرو نے اپنی شاعری کے آغاز کے بارے میں خود اپنی ایک کتاب تحفۃ الصغر کے دیباچے میں یوں تحریر کیا ہے۔

میں بارہ سال کا تھا، مختلف قسم کی شاعری کی بنیاد میرے دماغ میں مستحکم ہوگئی۔ جب اس زمانے کے شاعروں اور علماء نے فن شعر میں میری مہارت دیکھی تو وہ حیران رہ گئے۔ ان کی یہ حیرانی میرے لئے مزید فخر کا باعث ہوئی ...... مجھے اس دلکش فن کا اتنا خبط ہو گیا تھا کہ صبح سے شام تک قلم کی طرح میرا سر جھکا رہتا اور رات دن میری آنکھیں اوراق کی سیاہی اور سفیدی پر جمی رہتی تھیں تا کہ میں عقل و دانش اور ذوق صحیح میں شہرت حاصل کر سکوں۔ کبھی کبھی میرے ہمعصر استاد میرے ہنر کی آزمائش کیا کرتے تھے اور میں اپنا کلام ان کے سامنے ان کو زبانِ قلم کی فصاحت سے دکھایا کرتا تھا چونکہ کسی ایسے مشہور استاد نے میری تربیت نہ کی تھی جو مجھے شاعری کے رموز و حقائق بتا سکتا اور میرے قلم کو گمراہی کے رستے پر پڑنے سے روک سکتا۔ یہ اس خوبی کو نمایاں کر سکتا جو میری برائیوں میں دبی پڑی تھی۔ اس لئے میں نے کچھ عرصے کے لئے وہی کیا جو طوطے کو بولنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ یعنی میں نے اپنے سامنے خیال کے آئینے کو رکھا اور ان شکلوں سے جن کا عکس اس آئینے میں پڑتا رہا۔

Marfat.com

میں نے شاعری سیکھنا شروع کی، اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے دماغ کے آئینے کو صیقل کوشش سے جلا دی اور ان مختلف انواعِ شعر کا مطالعہ کیا جو قوت تخیل سے پیدا ہو سکتے ہیں اور بڑے بڑے اساتذہ کے کلام کو برابر دیکھتا رہا۔ ان کے کلام میں جہاں کہیں مجھے شیرینی نظر آتی میں نے لے لی، اور اس طرح آخر کار شاعری کا حقیقی ذوق مجھے حاصل ہو گیا۔ جب میں نے انوری اور سنائی کے کلام کو پڑھا تو میرا دل اور میری آنکھیں اور جہاں کہیں بھی مجھے کوئی نظم آبِ زر کی طرح چمکتی ہوئی دکھائی دی، میں نے جوئے رواں کی طرح اس کا پیچھا کیا۔ جو دیوان بھی مجھے مل سکا، میں نے نہ صرف اس کا مطالعہ کیا بلکہ اس کی نقل بھی اپنے کلام میں ضرور کی۔ (اقبال کے محبوب صوفیاء)

حضرت امیر خسرو نے مندرجہ بالا بیان میں خود ہی اپنی شاعری کے آغاز کے بارے بہت وضاحت فرما دی ہے۔

شاعری میں لطافت اور شیرینی: سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ امیر خسرو جو کچھ لکھتے اسے اکثر اوقات اپنے مرشد سلطان المشائخؒ کی خدمت میں پیش کرتے۔ ایک روز سلطان المشائخؒ نے ان سے فرمایا کہ صفا بانیوں کے طرز پر شعر کہا کرو، جو عشق انگیز بھی ہوں اور زلف و خال آمیز بھی۔ اس روز سے امیر خسرو علیہ الرحمہ نے اپنی شاعری میں زلف اور خال بتاں کی آمیزش کر کے اور اپنے اشعار کو نئی نئی تشبیہوں اور استعاروں سے دل آویز بنا کر انتہائے کمال پر پہنچا دیا۔

ایک روز امیر خسرو نے سلطان المشائخؒ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا اور سلطان المشائخؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ سلطان المشائخؒ نے فرمایا، کیا چاہتے ہو؟ چونکہ وہ اپنی شاعری میں شیریں سخنی کی تمنا رکھتے تھے، اس لئے انہوں نے عرض کیا کہ میں شیریں سخنی کا طالب ہوں۔ فرمایا کہ وہ شکر کا طسلہ اٹھا کر لاؤ، جو پلنگ کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اس میں سے کچھ تھوڑی تم کھا لو اور باقی لوگوں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ امیر خسرو نے ایسا ہی کیا۔ اسی لئے امیر خسرو کی شیریں سخنی مشرق سے مغرب تک مشہور ہو گئی اور وہ متقدمین اور متاخرین شعرا کے لئے باعث فخر ہوئے لیکن امیر خسرو اپنی

Marfat.com

اس درخواست پر جو قبول ہوئی، ساری عمر پشیمان رہے کہ میں نے اس موقع پر اس سے بہتر چیز کے لئے سلطان المشائخ سے کیوں نہ درخواست کی۔

غرضیکہ آپ کے مرشد کامل کی توجہ اور دعا کا یہ اثر ہوا کہ مرید خاص کو شعر گوئی پر اس قدر قدرت حاصل ہوگئی کہ آپ نے مخزن اسراء کے جواب میں مطلع انوار دو ہفتے میں تحریر کی اشعار کی نظیر ملنی مشکل ہے جیسے

زلفت زہر دو جانب خونریز عاشقان ست
چیزے نمی تواں گفت روئے تو درمیان ست

پس معلوم ہوا کہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ فارسی کے بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ آج صدیوں کے بعد بھی آپ کے کلام کو اسی ذوق وشوق سے برصغیر پاک و ہند میں پڑھایا جاتا ہے۔ آپ کا کلام ایران میں بھی کافی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ آپ کی شاعری میں بڑی لطافت اور شیرینی ہے۔ آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

عاشق شدم و محرمِ ایں کار ندارم
فریاد کہ غم دارم و غمخوار ندارم

خوں شد دل خسرو زنگہداشتن راز
چوں ہیچ کے محرمِ اسرار ندارم

اے زسودائے تو در دل رونقِ بازارِ عشق
مرہم جانہاست ازیادِ لبت آزارِ عشق

دی کہ میرفتی بہ پیشِ عاشقاں غمزہ زناں
دیگراں بسمل شدند و من شُدم مردارِ عشق

Marfat.com

من بداں نذرم کہ گر میرم بسویم بنگری
ہیں کہ چوں من چند کس مُردست در بازارِ عشق

از دعایت من چواے زاہد نگشتم نیک بخت
تو بیا باری چو من بدبخت شو در کارِ عشق

خسرو ابا جان ودل، ہم قصۂ جاناں مگو
زانکہ شوماں گفت با نا محرماں اسرارِ عشق

تصانیف امیر خسرو: امیر خسرو کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔

(۱) تحفۃ الصغر: اس میں ان کے ۱۶ برس سے ۱۹ برس کی عمر تک کے اشعار ہیں، اور عمدہ قصائد وغزلیات، ترجیع بند وغیرہ ہیں۔ اس میں سلطان غیاث الدین بلبن، اور اس کے بیٹے اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کی مدح میں قصائد بھی ہیں۔

(۲) دیوان وسط الحیات: اس میں ان کا بیس اور تیس سال کی عمر کے درمیان کا کلام ہے۔

(۳) غرۃ الکمال: یہ مجموعہ ان کے تیس اور چالیس کی درمیان کی عمر کے کلام پر مشتمل ہے۔

(۴) نہایۃ الکمال: اس مجموعے میں ان کی آخری عمر کا کلام ہے۔

امیر خسرو حکیم نظامی سے خاص اعتقاد رکھتے تھے۔ ان کے تتبع میں انہوں نے کئی خمسے کہے ہیں، جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) مطلع الانوار: جسے انہوں نے نظامی کے خمسہ مخزن الاسرار کے مقابل میں کہا۔

(۲) شیریں خسرو: یہ مثنوی انہوں نے نظامی کی مثنوی خسرو وشیریں کے جواب میں کہی ہے۔

Marfat.com

(۳) مجنوں ولیلیٰ: یہ مثنوی بھی انہوں نے نظامی کی لیلیٰ و مجنوں کے جواب میں کہی ہے۔
(۴) آئینہ اسکندری: یہ مثنوی بھی انہوں نے نظامی کے سکندر نامہ کے تتبع میں کہی تھی۔
(۵) ہشت بہشت: یہ مثنوی انہوں نے نظامی کی مثنوی ہفت پیکر کے مقابل میں کہی۔

ان کے علاوہ امیر خسرو کی تصانیف میں قرآن السعدین، نہ سپہر مفتاح الفتوح، خزائن الفتوح، دول رانی، تغلق نامہ اور تاج الفتوح ہیں۔ فن انشاء میں بھی امیرِ خسرو نے ایک کتاب رسائل الاعجاز تصنیف کی تھی۔

دولت شاہ نے ان کے اشعار کی تعداد پانچ لاکھ بتائی ہے۔ میرزا بابستغر ان کے ایک لاکھ بیس ہزار اشعار جمع کرنے میں کامیاب ہوا، لیکن جب اسے ان کی غزلوں کے دو ہزار اشعار اور ملے جو ان کے دیوان میں نہ تھے تو اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ شاعر کا کلام جمع کرنا بہت مشکل ہے، اور اس خیال کو ترک کر دیا۔

وصالِ مرشد کا صدمہ: حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی عمر جب پچانوے برس کی ہوئی تو آپ نے ایک دن خادم کو حکم دیا کہ سارا مال و اسباب غربا اور مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی۔ نماز عصر ادا کی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے وقت حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں موجود نہ تھے۔ لوگوں نے حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال صد ملال کی خبر کچھ وقت تک راز میں رکھی لیکن جونہی دہلی پہنچ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس روح فرسا خبر کا علم ہوا تو سر کے بال منڈوائے اور مرشد کامل واکمل کے مزار اقدس کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور یہ شعر پڑھا۔

این مکانیست کہ منزل گہ جاناں بوداست
راہ آمد شد ایں سرو خراماں بودست!

آنکھوں میں اندھیرا ہی اندھیرا معلوم ہو رہا تھا لیکن جب ہوش آیا اور طبیعت ٹھیک ہوئی تو مزار پر انوار پر کھڑے ہو کر فرمایا:

''سبحان اللہ! مرشد زیرِ زمین ہے اور خسرو بالائے زمین'' اپنا سر مزارِ اقدس پر

Marfat.com

دے مارا۔ ہوش وحواس جاتے رہے۔ پھر یہ ہندی دوہا پڑھا۔

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے سانجھ پئی چودیس

جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: پھر کہا کہ اے مسلمانو! میں کون ہوتا ہوں اور میری کیا ہستی ہے کہ میں ایسے بادشاہ کے لئے روؤں لیکن میں اپنے لئے روتا ہوں کہ سلطان المشائخ کے بعد میں زندہ نہ رہوں گا۔

اس کے بعد مرشد رحمتہ اللہ علیہ کی سنت کے مطابق اپنا تمام سامان فقراء اور مستحق مساکین میں تقسیم کر دیا اور مرشد کامل واکمل رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر ہی معتکف ہو گئے۔ چھ ماہ تک اسی کشمکش اور درد و کرب کے عالم میں گزارے سیاہ لباس زیب تن کر لیا۔ جدائی کے شعر ہر وقت زبان پر رہتے تھے۔

وصال صد ملال: آخر کار حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ روز شب جمعہ ۱۳ شوال ۷۲۵ ہجری بمطابق ۱۳۲۵ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ پیرومرشد کے مزار کی پائنتی جانب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔

قطعۂ وفات

جب کہ فخر شاعرانِ ملک ہند — شاہِ والا خسروِ عالی مقام
کر گئے رحلت بسالِ خاتمہ — برلا سرود بلبل شیریں کلام

تعمیر مزار مقدس: شہنشاہ بابر کے ایک عظیم المرتبت امیر مہدہ خواجہ نے ۸۹۷ ہجری میں مزار اقدس کے گرد سنگ سرخ جالی دار کی تعمیر کروائی اور لوح مقدس پر کتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کندہ کروا کر نصب کروایا۔ ۱۰۱۲ھ میں محمد عماد حسن بن سلطان علی ملقب بہ طاہر سبزواری نے سنگ مرمر کا مقبرہ تعمیر کروایا۔

Marfat.com

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بو علی قلندر برصغیر پاک و ہند کے نامور اولیائے کبار سے ہیں۔ آپ کا مشرب قلندرانہ تھا۔ ابتداء میں آپ نے علوم ظاہری میں کمال حاصل کیا مگر بعد ازاں جذب و مستی اور سکر میں یگانہ روزگار ہو گئے اور آپ کو عشق الٰہی میں خاص مقام حاصل ہوا۔

نسبی تعلق: حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق حضرت امام اعظم سے تھا کہا جاتا ہے کہ کرمان جو ایران کا ایک علاقہ ہے وہاں آپ کے جد امجد رہتے تھے۔ تاتاریوں نے جب کرمان پر حملہ کیا تو کرمانیوں نے تارتاریوں کو منہ توڑ جواب دیا۔ کرمانیوں کی عظیم فتح نے ان کو دنیا بھر میں بڑی شہرت عطا کی۔ یہی وجہ ہے کہ مانی قبیلے کے ہر شخص کے نام کے ساتھ اعزازی طور پر سالار کا لفظ لگایا جاتا ہے اور حضرت شرف دین بو علی قلندر کے والد محترم کے نام کے ساتھ سالارِ فخر الدین لگایا جاتا تھا۔

حضرت شرف الدین بو علی کے والد فخر الدین سالار کو تصوف سے غیر معمولی لگاؤ تھا۔ اس عشق میں وہ مشہور بزرگ نعمت اللہ شاہ کرمانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی جو فوراً قبول کر لی گئی۔ بیعت کے بعد حضرت نعمت اللہ نے اپنے مرید کی طریقت میں عمدہ طریقے سے تربیت کی۔ چودہ سال تک وہ ریاضت و عبادت اور مجاہدے میں مشغول رہے۔ اس کے بعد نعمت اللہ شاہ کرمانی نے اپنی بہن حافظ جمال سے آپ کا نکاح کر دیا۔ کچھ عرصہ حضرت فخر الدین سالار اپنے مرشد کے

Marfat.com

ہاں رہے۔ اس کے بعد 600ھ میں ہجرت کر کے ہندوستان میں آ گئے اور یہاں آ کر پانی پت کے شہر میں سکونت اختیار کر لی۔

شجرہ نسب: آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے:

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابوبکر غازی بن فارس بن عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن محمد بن دانگ بن امام ابوحنیفہ

ولادت: آپ کی ولادت پانی پت میں 605ھ میں ہوئی۔ آپ کے والدین آپ کی پیدائش پر بہت خوش ہوئے مگر کچھ وقت کے بعد معلوم ہوا کہ جو بچہ نومولود ہے وہ دودھ نہیں پیتا نہ آنکھیں کھولتا ہے بلکہ مسلسل روتا ہی جاتا ہے۔ جہاں تک رونے کا تعلق تھا وہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ بچہ پیدائش کے بعد روتا ہی ہے مگر حیران کن بات یہ تھی کہ جب سے بچہ پیدا ہوا وہ ایک لمحہ کے لئے چپ نہ ہوا۔

پورا دن گزر گیا اب تو گھر کے تمام افراد بھی پریشان ہو گئے۔ ماں نے بہلایا، باپ اور بھائی نے بھی اٹھایا وہ اسے گود میں لے کر پھرتے رہے مگر بچہ تھا کہ چپ ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ پورے جسم کا جائزہ لیا گیا کہ کہیں کسی قسم کی چوٹ یا زخم تو نہیں مگر کوئی خراش تک نظر نہ آئی۔ بچہ ہنوز آنکھیں بند کئے رو رہا تھا۔ اب یہ طے پا گیا کہ ہو نہ ہو اس کی آنکھوں میں ہی کوئی تکلیف ہو گی مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ آنکھیں کھولے تو تکلیف کا پتہ چلایا جا سکے۔ آنکھیں کھولنے کے کئی جتن کئے گئے مگر بے سود نہ بچہ دودھ پی رہا تھا نہ چپ ہو رہا تھا نہ ہی آنکھیں کھول رہا تھا۔ اگر بھوک سے رو رہا ہوتا تو دودھ پی کر ہی چپ کر جاتا۔ مگر یہ حربہ بھی ناکام تھا۔ میاں بیوی اور بڑا بیٹا تینوں بہت پریشان تھے۔ دائی سے بات کی تو اس نے کہا بچہ آنکھیں کھولے تب ہی کسی تکلیف یا بیماری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جب دائی اور بچے کی ماں عاجز آ گئیں تو سالار فخر الدین نے سوچا کہ جس جگہ دوا کارگر نہ ہو وہاں دعا کام کر جاتی ہے۔ یہ سوچ کر وہ وضو کر کے مصلے پر آ گئے اور سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ سے عرض

Marfat.com

گزار ہوئے۔ اے قادرِ مطلق تو قادرِ کریم اور قادر علی کل شئ قدیر ہے۔ میری عقل اور تدبیر کمزور اور ناقص ہے مگر میں نے پھر اس کو حتی المقدور استعمال کیا ہے۔ میری تمام کوششیں اور تدبیریں اکارت ہو گئی ہیں! بچے کا رونا ناقابل برداشت ہے۔ میں تیری مدد چاہتا ہوں تو اپنے فضل سے بچے کا رونا بند کر دے اور اس کی آنکھیں کھول دے اور مزید یہ بھی خدا سے کہا ''مولا کریم تو جب تک میری دعا قبول نہ کرے گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔''

دعا کے بعد سالار فخر الدین کے دل میں طمانیت اور تشفی پیدا ہو گئی مگر اب انتظار تھا دعا کی قبول یابی کا۔ اسی حالت میں ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور حالت خواب میں ان کو بشارت دی گئی ''تمہاری مراد دو دن کے اندر پوری ہو جائے گی۔'' اب بعد از بیداری سالار فخر الدین کو گمان ہوا کہ یہ خواب میں وسوسہ شیطانی نہ ہو؟ اس وجہ سے وہ سجدہ میں بدستور پڑے رہے۔ انہیں دوبارہ بتایا گیا کہ ہاتف غیبی کو وسوسہ شیطانی نہ سمجھ، تمہاری مراد دو روز بعد بر آئے گی۔

سالار فخر الدین خوشی سے اٹھے اور یہ خبر اپنی بیوی کو بھی سنائی جو روتے ہوئے بچے کو لئے بیٹھی تھی۔ سب گھر والے۔ پڑوسی اور محلے دار حیران تھے کہ بچہ مسلسل رو رہا ہے مگر نہ اس کی آواز بیٹھ رہی ہے نہ وہ تھک رہا ہے۔ بس روئے جا رہا ہے۔ دودھ سے بے نیاز آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ اس کی توانائی میں بھی کوئی فرق نہیں آ رہا ہے۔

فخر الدین کو اپنی دعا کی قبولیت پر اعتبار تھا مگر جس بات کا انتظار تھا اس نے بے چین کر رکھا تھا۔ بچے کی گریہ زاری نے ماں باپ کو بے کل کر کے رکھ دیا۔ اب بچے کی ماں نے اپنے شوہر سے کہا ''مشیت ایزدی پر میں قانع ہوں مگر بچہ رو رو کر نڈھال ہو رہا ہے۔ کسی حاذق کو تلاش کرو شاید اس کی تدبیر ہی ہمارے لئے کوئی بہتری پیدا کرے۔''

سالار فخر الدین دروازے سے باہر نکلے تو ایک درویش کو دیکھا جس نے

Marfat.com

چمڑے کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ فخر الدین کو خیال ہوا یہ کوئی سائل ہے۔ انہوں نے کہا! ''بابا کسی اور وقت آنا اس وقت میں عجلت میں ہوں آپ کی حسب استطاعت ومقدور خدمت کر دوں گا۔''

درویش نے فخر الدین کی طرف دیکھا اور کہا ''شیخ فخر الدین تو کیا کہہ رہا ہے میں تمہیں کچھ دینے آیا ہوں تم سے کیا لوں گا۔ تمہیں تمہارا بیٹا مبارک ہو میں تو اس کے دیدار کو آیا ہوں جلدی کرو اور اس کو میرے روبرو لاؤ۔''

سالار فخر الدین نے درویش کو غور سے دیکھا۔ ان کے قلب و ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور بلا تامل بولے ''بابا آیئے شاید میں آپ ہی کا منتظر تھا۔'' یہ کہہ کر فخر الدین اندر سے بچے کو لے آئے اور درویش کے سامنے رکھ دیا۔ بچہ بدستور رو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی بند تھیں۔ درویش نے بچے کو اٹھایا اور کہا ''قلندر! آپ دنیا میں آ گئے ہو۔ اس لئے آنکھیں کھول دو اور رونا بند کر دو۔'' اس کے بعد درویش نے بچے کے کان میں کوئی قرآنی آیت پڑھی۔ آیت پڑھنے کی دیر تھی بچے نے رونا بھی بند کر دیا اور آنکھیں بھی کھول دیں۔ فخر الدین اور ان کی بیوی محو حیرت بچے کو اور درویش کو دیکھ رہے تھے۔

فخر الدین نے عرض کی درویش محترم! ''یہ بچہ دودھ بھی نہیں پیتا۔''

درویش نے جواب دیا! گھبرائیں مت آپ دودھ پلائیں بچہ دودھ بھی پیئے گا اور روئے گا بھی نہیں۔ بچے کے ماں باپ دونوں مطمئن ہو گئے کیونکہ اب بچہ دودھ بھی پی رہا تھا اور رونا بھی بند کر چکا تھا۔

درویش نے مزید بتلایا یہ بچہ کوئی معمولی شخصیت نہیں۔ یہ قلندر ہے۔ یہ ایک عظیم روح ہے لہٰذا اس کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رہے۔ بچہ ازلی، مادر زاد ولی ہے۔ قرآن کی آیت کے احترام میں بچہ فوراً چپ کر گیا ہے جبکہ پہلے تین روز سے مسلسل رو رہا تھا۔ اسی چرم پوش درویش نے بچے کا نام شرف دین رکھا۔ اس کے بعد درویش چلا گیا۔

Marfat.com

حصول تعلیم: حضرت شرف الدین بچپن ہی سے بڑے ذہین تھے۔آپ کے والدین نے آپ کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی چونکہ آپ کے والدین پانی پت ہی میں رہائش پذیر تھے۔ اس لئے آپ جب ذرا پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گئے تو آپ کے والدین نے اس دور کے استاد مولانا سراج الدین مکی کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجنا شروع کر دیا۔ ابجد شناسی کے بعد آپ نے قرآن مجید پڑھا پھر اس کے بعد انہی سے قرآن مجید حفظ کیا۔ بعدازاں انہی سے ابتدائی حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔آپ کے والد کی زبان عربی تھی اور والدہ کی زبان فارسی تھی۔اس لئے گھریلو ماحول ہی میں رہ کر آپ کو عربی اور فارسی زبان پر عبور حاصل بھی ہوا۔

آپ کی تعلیم کے بارے میں حالات حضرت بوعلی شاہ قلندر میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں جن علوم وفنون کا رواج تھا اور جن کا حاصل کرنا ضروری خیال کیا جاتا تھا ان میں بھی آپ نے کمال پیدا کیا تھا۔شعروسخن سے فطری طور پر دلچسپی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ادبی دنیا میں بھی ایک جانے پہچانے مقام پر فائز ہیں اور علم و ادب کی محفلوں میں آپ کا نام نہایت عزت واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔صاحب دیوان شاعر تھے۔

پانی پت کو آپ کے گہوارۂ تربیت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس مقام پر آپ نے اس وقت کے اکثر اساتذہ سے فیض حاصل کیا۔تمام اساتذہ کا نام تو معلوم نہ ہوسکا البتہ شرف المناقب میں آپ کے ایک استاد کا نام مولانا سراج الدین مکی درج ہے۔

درس وتدریس: تعلیم سے فراغت پانے کے بعد آپ نے دہلی میں مسجد قوت اسلام میں درس تدریس کا سلسلہ جاری کیا جہاں آپ نے کچھ عرصہ طالب علموں کو بڑی محنت اور لگن سے پڑھایا۔

درس وتدریس کا یہ مشغلہ اس توجہ اور اہتمام سے انجام پاتا رہا کہ جس نے

Marfat.com

دیکھا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دہلی کی علمی اور سیاسی مجلسوں میں آپ کی عالمانہ حیثیت اور عظمت و بزرگی کی شہرت ہو گئی اور امراء و صاحبان اختیار نے آپ کو قاضی شہر مقرر کر دیا چنانچہ آپ نے پورے بیس سال نہایت احتیاط اور دیانت داری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیئے۔

جن بزرگوں اور علماء نے آپ کو اپنا شیخ اور قائد تسلیم کیا ہے ان کے متعلق آپ نے اپنی خودنوشت سوانح میں یوں تحریر فرمایا ہے:

''سب درویشوں، علماء اور اکابرین سلطنت نے یکجا ہو کر اس فقیر سے ارشاد فرمایا کہ ہم سے زیادہ بزرگ اور افضل آپ ہیں۔ اس گروہ میں مندرجہ ذیل اشخاص شریک تھے۔ مولانا وجیہہ الدین پاٹلی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظہیر الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صدر الدین، شریعت الدین، مولانا فخر الدین ناقلی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شریعت الدین ترکی، مولانا معین الدین دولت آبادی، مولانا سمرقندی، مولانا قطب الدین مکی، مولانا احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء۔''

علم کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں آپ کو دخل نہ ہو۔ آپ کے حلقۂ درس میں لوگ اس ذوق وشوق سے شریک ہوتے کہ اکثر کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ بعض اوقات تو اتنا ہجوم ہوتا کہ آپ تک رسائی مشکل ہو جاتی تھی۔ اہل علم کے درمیان آپ اس طرح نظر آتے جس طرح ستاروں کے جھرمٹ میں چاند۔ آپ اپنی نہایت مختصر سوانح عمری موسومہ ''حکم نامہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''اس درویش کو چار علم بہ اہتمام و کمال عطا ہوئے ہیں۔ علم شریعت، علم طریقت، علم حقیقت اور علم معرفت دہلی کے بڑے بڑے عالموں نے مجھ سے فرمایا کہ ہمیں ایک ماہ عطا ہو کہ ہم مختلف کتب کے مشکل اسباق آپ سے سمجھ لیں مگر مجھ پر جذبۂ شوق غالب آ گیا اور میں نے دہلی سے نکل کر جنگل کی راہ لی۔''

اوّل وزیر آباد پہنچا۔ وہاں دریائے جمنا کے کنارے قیام کیا۔ وہیں رات

Marfat.com

گزاری صبح ہوئی تو جتنی کتابیں میرے پاس تھیں سب کو نذرِ دریا کر دیا۔

کافی عرصہ دشت و صحرا کی خاک چھاننے کے بعد آپ پانی پت میں رونق افروز ہوئے اس دن محرم کی ۱۴ تاریخ تھی مگر سنہ آپ نے تحریر نہیں فرمایا۔

آپ میں راہ حق کی تڑپ کیسے پیدا ہوئی؟: ایک دفعہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ وعظ فرما رہے تھے کہ دروازہ پر ایک فقیر آیا اور بہ آواز بلند کہا ''شرف الدین افسوس ہے کہ تو جس کام کے لئے پیدا کیا گیا تھا اسے بالکل فراموش کئے ہوئے ہے۔ کب تک ''قال'' میں مصروف رہے گا۔''

خدا معلوم ان الفاظ میں کیا برقی اثر تھا کہ وہ تو یہ کہہ کر چل دیا۔ اور آپ کے قلب میں عشق الٰہی کا ایک طوفان پیدا ہو گیا۔ آخر آپ حضرت شہاب الدین عاشق خدا کے مرید ہو گئے اور مجاہدات و ریاضت میں اس شکوہ و شدت کے ساتھ مصروف ہوئے جس کی نظائر شاذ ہی دنیا میں ملتی ہیں اپنی تمام کتب غرق دریا کر کے حضرت کی کٹیا کے ساتھ ہی دریا کنارے جا رہے اور بارہ برس کامل وہیں بے حس و حرکت جذب و استغراق کے عالم میں وہ وقت گزار دیا۔ بارہ برس کے بعد ہاتف غیبی سے ندا ہوئی کہ ہم نے تیری عبادت اور طاعت قبول کر لی جو مانگنا ہے اب مانگ لے۔ عرض کی بار آلہا! تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ میں تو یہیں تیری محبت ہی میں جان دے دوں گا۔ اس وقت آپ پانی میں کھڑے تھے۔ حکم ہوا کہ اچھا اب پانی سے نکل آؤ ہم نے تجھ سے بہت کام لینے ہیں۔ اسی وقت ایک بزرگ نے گود میں اٹھا کر کنارہ پر لا کھڑا کر دیا تو آپ نے کہا اے شخص آپ کون ہیں آپ نے تو میری بارہ سال کی محنت ضائع کی۔ میں منزل مقصود پر پہنچنے ہی والا تھا۔ فرمایا شرف الدین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ دیکھ لے آپ قدموں پر گر پڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا۔ جس پر تمام دینی و دنیوی علوم روشن ہو گئے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔ اسی روز سے قلندر خطاب ہوا کہ قلندر وہی ہے جسے سردار سلاسل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فیض و شرف تعلیم حاصل ہو۔ آپ

Marfat.com

کی بیعت کے بارے میں مورخین کی آراء مختلف ہیں۔ اکثر حضرات نے آپ کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید و خلیفہ قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء کی مریدی اختیار کی مگر حالات اولیائے کرام میں لکھا ہے کہ حضرت بوعلی قلندر کو حضرت محبوبِ الٰہی سے بڑی محبت و عقیدت تھی۔ جب بھی پانی پت سے دہلی جاتے ان کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے۔ کئی مرتبہ انہوں نے سوچا کہ حضرت محبوبِ الٰہی سے بیعت کر لیں لیکن متامل ہو جاتے۔ حضرت بوعلی قلندر کے دل میں ہر وقت یہ خیال رہتا کہ مجھے ایسے شخص کی بیعت کرنی چاہئے جس کا آسمانوں میں بھی تصرف ہو۔ اس خیال نے آپ کو حضرت شیخ المشائخ کی بیعت سے دور رکھا۔

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا اور اس میں اتنی تاثیر پیدا ہو گئی تھی کہ عالم پنہاں بھی آپ کی نظروں میں آ جاتے اور جب بھی اپنے لئے مرشد کی تلاش کرتے تو اوّل آسمان پر اپنے بزرگوں کی تلاش کرتے۔ آپ کو وہاں جو ایک بزرگ نماز میں مشغول نظر آئے وہ حضرت محبوب الٰہی تھے۔ دوسری مرتبہ پھر دوم آسمان کو باطنی چشم سے دیکھا وہاں بھی آپ کو حضرت محبوبِ الٰہی ہی نظر آئے۔ یہ سلسلہ جاری رہا۔ تیسرے دن تیسرے آسمان پر چوتھے دن چوتھے آسمان پر علی ہذا القیاس ساتویں دن ساتویں آسمان پر حضرت محبوب الٰہی کو نماز میں مشغول پایا تو حضرت بوعلی ان کے مرتبہ و مقام پر حیرت زدہ رہ گئے۔

حضرت بوعلی نے پچاس ہزار تاریک پردوں کے بعد بیس ہزار نورانی پردوں کی منازل طے کر لیں۔ آپ نے اس سے آگے جانے کی کوشش کی لیکن بغیر مرشد کے آگے جانا ناممکن نظر آیا۔ آپ بہت آرزوہ خاطر ہوئے اور اگلے ہی روز حضرت محبوبِ الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔

حضرت محبوب الٰہی مسکرائے اور فرمایا: ساتویں آسمان کی سیر تو کسی پیر و مرشد کے وسیلہ کے بغیر ہی کر لی اب مرید ہونا چاہتے ہو۔ تمہیں مرید ہونے کی

Marfat.com

ضرورت نہیں۔

بعض کتب میں آپ کی ارادت اور خلافت کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے تھے جو مرید و خلیفہ امام الدین ابدال کے تھے اور وہ مرید وہ خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ حصول فیض کے بعد آپ نے پانی پت میں قیام کرلیا کیونکہ آپ کی اصل رہائش یہیں تھی۔

حضرت شمس الدین ترک سے ہمدردانہ تعلقات: ایک مرتبہ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خلیفہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ کو پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی ہے۔ وہاں پر جا کر قیام کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فیض پہنچاؤ۔ چنانچہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ پانی پت روانہ ہو گئے، پانی پت پہنچ کر ایک دیوار کے سائے تلے قیام فرمایا ان کی آمد کی اطلاع حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کو بھی نور باطن سے ہو گئی۔

حضرت شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ اپنے خادم کے ہاتھ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا حضرت بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جب دودھ سے بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ مسکرائے اور پیالے پر گلاب کا ایک پھول رکھ کر پیالہ واپس کر دیا۔ جب وہ دودھ کا پیالہ واپس حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو وہ بھی مسکرائے، حاضرین یہ صورتحال دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمتہ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ، حضرت علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق پانی پت کی ولایت میرے

Marfat.com

سپرد ہو چکی ہے، اس لئے یہاں پر اب آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ لیکن حضرت بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کا پانی پت کی ولایت سے کوئی تعلق نہ ہو گا اور وہ پانی پت میں اس طرح سے رہیں گے جس طرح کہ دودھ کے بھرے ہوئے پیالہ پر گلاب کا پھول، کچھ لوگوں نے اس کے متعلق حضرت بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ سے بھی پوچھا تو آپ نے بھی وہی جواب ارشاد فرمایا۔

احترام شریعت: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی مونچھیں بہت بڑھ گئیں۔ عقیدت مندوں میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ آپ کو اس بارے میں کچھ کہہ دے کہ ان کو درست کروا لیجئے۔ اتفاق سے ایک دن مولانا ضیاء الدین سنامی رحمتہ اللہ علیہ جو شریعت کا کوڑا ہر وقت ہاتھ میں لئے پھرتے تھے، آپ کے پاس تشریف لائے آپ کی یہ حالت دیکھ کر انہوں نے ایک قینچی منگوائی پھر ایک ہاتھ سے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کر دیا کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ اکثر مرتبہ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر بوسہ دیا کرتے تھے کہ یہ شریعت کے رستہ میں پکڑی گئی ہے۔

آپ کی تبلیغ سے ہندوؤں کا مسلمان ہونا: حضرت بوعلی قلندر کی کاوشوں اور محنتوں کی برکت سے کئی ہندو مسلمان ہو گئے۔ بالخصوص پانی پت کے راجپوتوں نے تو کثیر تعداد میں اسلام قبول کیا۔ پانی پت میں کوئی تین سو کے لگ بھگ ہندو لوگ رہ گئے تھے باقی سب اسلام قبول کر چکے تھے۔

خلجیوں کی حکومت نے جہاں کہیں بھی راجپوتوں کی ریاستی حکومتیں تھیں ختم کر دیں اور آپس کی لڑائیوں میں ایک کثیر تعداد راجپوتوں کی ماری گئی۔ اس علاقے کی ایک حاملہ عورت بچتی بچاتی اور چھپتی چھپاتی ضلع سہارن پور کے ایک گاؤں جوالہ پور میں چلی گئی۔ اس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام امر سنگھ رکھا

Marfat.com

گیا۔ جب امر سنگھ جوان ہوا تو اس کو اس کی ماں نے مسلمانوں اور ان کی حکومتوں کے مظالم سے آگاہ کیا اور ساتھ یہ بھی بتلایا کہ فلاں فلاں علاقے پر ہماری حکومت اور جاگیر تھی۔

امر سنگھ نے ماں سے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں سے اپنے اباؤ اجداد کا انتقام لے گا بلکہ اپنی کھوئی ہوئی حکومت بحال اور جاگیروں کو واگزار کروائے گا۔ اس کام کے لئے امر سنگھ اپنے گھر سے نکلا اور دریائے جمنا کے کنارے کشتی کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔

اب اتفاق کی بات ہے یا امر سنگھ کی درخشاں قسمت اتنی تیز تھی کہ دریا کے اسی کنارے پر قریب ہی حضرت بو علی عبادت میں مشغول تھے۔ کافی دیر امر سنگھ ان کو نماز ادا کرتے دیکھتا رہا۔ جب آپ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی مقناطیسی نگاہ امر سنگھ پر پڑی۔ آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور اپنے قریب بلایا اور نام پوچھا۔ اس نے نام بھی بتلایا اور اپنی آمد کے اغراض و مقاصد بھی بتلائے۔ حضرت بو علی قلندر نے اس کو بتلایا ''اگر تو اسلام کے حلقے میں داخل ہو جائے تو تیری زندگی کے سارے مقاصد بلا کم و کاست پورے ہو جائیں گے۔''

امر سنگھ نے جب یہ بات سنی تو مسکرا کر کہنے لگا۔ اے محترم بزرگ آپ بھی کمال کی بات کر رہے ہیں کہ جائیداد اور جاگیریں تو پہلے ہی جا چکی ہیں۔ اب اسلام قبول کر کے اپنے دھرم سے بھی جاؤں یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔''

حضرت بو علی نے فرمایا ''بیٹے اسلام کی حلقہ بگوشی تیری کایا پلٹ کر رکھ دے گی اور وہ عزتیں جن کو تو تلاش کرتا پھر رہا ہے اس سے کروڑوں گنا زیادہ تجھے مرتبہ و مقام حاصل ہو گا۔''

امر سنگھ آپ کی شگفتہ گوئی سے متاثر ہو گیا مگر اس نے عرض کی میری ماں زندہ ہے اور اس کی اجازت کے بغیر میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔

حضرت بو علی نے اس کو اجازت دے دی اور فرمایا ''جا اپنی ماں سے اسلام میں

Marfat.com

داخل ہونے کی اجازت لے کر آ جا۔"

لڑکا گھر واپس پہنچا تو ماں سمجھی شاید کشتی نہیں ملی اسی وجہ سے امر سنگھ واپس آ گیا ہے مگر جب اس کو پتہ چلا کہ بات قبول اسلام کی ہو رہی ہے تو اس نے تفصیل سے امر سنگھ اور حضرت بو علی کی ملاقات کا قصہ سنا۔ ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ امر سنگھ نے اپنے پہلو میں حضرت بو علی کو کھڑا پایا اور اپنی ماں کو بتلایا کہ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے مجھے دعوت اسلام دی ہے۔

امر سنگھ کی ماں نے بھی حضرت بو علی قلندر کو دیکھا اور پیشتر اس کے کہ وہ کوئی بات کرتی حضرت نے فرمایا "اے خاتون! تو اپنے فرزند کو اسلام کے حلقے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے۔"

عورت مرعوب تو پہلے ہی ہو چکی تھی مگر اپنی مشکلات بیان کرتے ہوئے بولی۔ "یا حضرت! مجھے امر سنگھ کو مسلمان ہونے کی اجازت دینے میں کوئی تامل نہیں مگر پریشان ہوں کہ امر سنگھ میرا اکلوتا فرزند ہے اگر یہ مسلمان ہو گیا تو برادری میں اس سے رشتہ ناطہ کون کرے گا۔"

حضرت بو علی مسکرائے اور فرمایا "تیری ساری برادری ہی مسلمان ہو جائے گی پھر رشتہ ناطہ کی فکر کیسی؟"

امر سنگھ کی ماں نے گزارش کی۔ حضرت پھر ابھی امر سنگھ کو مسلمان کر لیجئے۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔ یہ سن کر وہاں سے بو علی غائب ہو گئے۔ جب امر سنگھ اجازت لے کر دریا کے کنارے واپس پہنچا تو حیران رہ گیا کہ بو علی قلندر تو وہاں بدستور نماز پڑھ رہے تھے۔

امر سنگھ نے پہنچتے ہی حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کی کہ یا حضرت مجھے ابھی مسلمان کر لیا جائے۔ میری مادرِ محترم نے مجھے مسلمان ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ اسی وقت امر سنگھ کو مسلمان کیا گیا اور اس کا اسلامی نام امر اللہ خان رکھا گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد امر اللہ خان کی خاندانی جاگیریں بھی واگزاشت ہو گئیں

Marfat.com

اوراس کے ننھیال کے سارے لوگ بھی مسلمان ہو گئے اوراس کی شادی بھی اس کے خاندان میں ہو گئی اور اللہ نے امر اللہ خان کو تین بیٹے بھی دیئے جن کے نام بالترتیب شہاب الدین، دولت خان اور شہباز خان تھے اور ان تینوں کی اولادیں ہنوز پانی پت میں موجود ہیں۔ (اولیائے کرام)

بارگاہ قلندر میں سلطان علاؤ الدین تحائف بھیجنا: مشہور بادشاہ علاؤ الدین خلجی کو بوعلی قلندر سے بڑی عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ اس نے ازراہِ عقیدت و محبت کچھ تحائف آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہے لیکن آپ کی ناراضگی اور جلال سے خوفزدہ تھا۔ اس لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکا۔ امراء سے اس نے مشورہ کیا کہ کس طرح تحائف ان کو بھیجے جائیں۔ سب نے رائے دی کہ اس کام کے لئے امیر خسرو کو بھیجا جائے۔ امیر خسرو کو فوراً طلب کیا گیا اور بادشاہ نے اپنی پریشانی اس کو بتائی اور کہا کہ اب تم یہ تحائف حضرت بوعلی قلندر کی خدمت میں لے جاؤ۔ امیر خسرو نے کہا جناب آپ کا ارشاد بجا ہے مگر میں بوعلی قلندر کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک مجھے میرے مرشد عالی حضرت نظام الدین اولیاء اجازت نہ فرما دیں۔ سلطان نے بات مان لی کہ حضرت محبوب الٰہی سے میں خود اجازت لے لوں گا۔ اب پہلے سلطان علاؤ الدین خلجی نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں اپنا آدمی روانہ کیا اور حضرت بوعلی قلندر کے پاس امیر خسرو کے جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت محبوبِ الٰہی نے فوراً بلا تامل اجازت مرحمت فرما دی۔ اب امیر خسرو کو حضرت بوعلی قلندر کے پاس جانے سے کوئی اعتراض نہ تھا۔ اس لئے وہ سلطان کے تحائف لے کر دہلی سے پانی پت تین روز میں پہنچے اور جب وہ حضرت بوعلی قلندر کی قیام گاہ پر آئے تو خدام سے کہلا بھیجا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا بھیجا ہوا خسرو خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ حضرت بوعلی قلندر نے ان کو اپنے پاس بلایا اور جب وہ جا کر بیٹھے تو فرمایا کہ کچھ سناؤ۔ امیر خسرو نے اپنی ایک غزل شروع کی جو حسب ذیل ہے:

Marfat.com

اے کہ گوئی ہیچ سختی چون فراق یار نیست
گر امید وصل باشد آنچان دشوار نیست
عاشقان رادر جہان کیسان بنا شد روزگار
زانکہ این انگشتہا بردست من ہموار نیست
خلق را بیدار بایہ بودا از آب چشم سن
ایں عجب کان وقت میگریم کہ کس بیدار نیست
یکقدم برنقش خود نہ وآن وگردر کوے دست
ہرچہ بنی دوست ہیں این درآنت کارنیست
چند می کوئی بروز ناربند اے بت پرست
برتن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست

غزل سن کر حضرت بو علی خوش ہوئے اور امیر خسرو کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خسرو خوش رہو گے اور خوش جاؤ گے، پھر خود ہی یہ غزل پڑھی۔

دیہیم خسرو ان برلغل اشتراست
خسرو کسے کہ حلقہ تجرید برسراست
گفتم بعلم و عقل بملک و گرشدم
ملک زعقل ودین چودیدم فزون تراست
سیمرغ وار روی نہفتم بقافِ عشق
کو عارفی کہ منظر او عرش اکبر است
عقل کل است علم لدنی بعارفان
این عقل وعلم جسمے ورسمے مختصر است
درس شرف نبوذز الواع ابجدی
لوح جمالِ دوست مراور ابرابراست

حضرت امیر خسرو حضرت بو علی کی زبانی اس غزل کو سن کر بہت روئے۔ حضرت

Marfat.com

بوعلی نے پوچھا کہ کچھ سمجھے بھی، عرض کیا رونا اسی کا ہے کہ کچھ نہ سمجھا۔ اس جواب سے حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوئے اور بادشاہ کی بھی نذر قبول کر لی۔ نذر قبول کرتے وقت فرمایا اگر حضرت خواجہ نظام الدین کا قدم درمیان میں نہ ہوتا تو میں ہرگز قبول نہ کرتا پھر خدام کو حکم دیا کہ خسرو کو اعزاز و اکرام سے خانقاہ میں رکھو تین دن ٹھہر کر حضرت امیر خسرو نے واپس ہونے کی اجازت مانگی۔ رخصت کرتے وقت حضرت بوعلی نے ایک خط تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں تحریر فرما اور ایک خط بادشاہ کو اس طرح لکھا،

''علاؤالدین فوطہ وار دہلی مقرر واند کہ با بندگان خدائے تعالیٰ نیکو کند''

جب یہ خط سلطان علاؤالدین خلجی کو ملا تو امراء نے کہا بادشاہ کو اس طرح خط لکھنا سوءِ ادب ہے لیکن سلطان نے کہا غنیمت ہے کہ اس ذرہ بے قدر کو فوطہ وار لکھا ہے۔ ایک بار تو شحنہ دہلی تحریر فرمایا تھا۔ اب فوطہ دار جو فرمایا اس کے لئے میں بہت شکر ادا کرتا ہوں۔ یہ شاید اس رقعہ کی طرف اشارہ تھا جو حضرت بوعلی نے ملک نائب کے خلاف سلطان علاء الدین کو لکھا تھا ملک نائب نے ایک درویش کو ایذ پہنچائی تھی۔ حضرت بوعلی نے سلطان کی توجہ اس کی طرف دلائی اور ایک رقعہ میں تحریر فرمایا:

''علاؤالدین شحنہ دہلی اعلام آنکہ خواجہ سرائے .... کئے از درویشان رنجایند وعرش الرحمٰن رابلرزہ آورد اگراورا بہ سزار سانیدی بہتر والا بجائے تو شحنہ دیگر بدہلی نشایند خوابد شد''

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت بوعلی قلندر کی سلطان کو تنبیہہ: ایک مرتبہ حضرت بوعلی قلندر کا ایک مرید جو کہ مست اور بے خود تھا بازار سے گزر رہا تھا۔ آگے سے حاکم شہر کی سواری آرہی تھی۔ ہٹو بچو کا شور تھا مگر مست و سرشار مرید نے شاہی سواری کی آمد کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حاکم کے چوبداروں نے اس کو راستے سے ہٹ جانے کے

Marfat.com

لئے کہا مگر اس نے ان کی کسی بات پر کان نہ دھرا۔ چوبداروں نے اس کی اتنی پٹائی کی کہ ادھ موا کر کے رکھ دیا۔ وہ روتا سسکتا ہوا بوعلی قلندر کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضرت بوعلی قلندر کو بڑا دکھ ہوا انہوں نے فوراً جلال میں آ کر بادشاہ وقت سلطان علاؤالدین خلجی کو خط تحریر کیا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"علاؤالدین خوطہ دہلی تمہیں بھلائی، نیکی اور بندگان خداوند کی فلاح کی میں نے نصیحت کی تھی مگر آج تیرے ایک حاکم کے کارندوں نے میرے مرید کو مار مار کر بے حال کر دیا ہے۔ اس کی آہوں نے عرش ہلا کر رکھ دیا ہے۔ تمہیں میں حکم دیتا ہوں کہ اپنے حاکم مذکور کو سزا دے اور کوتاہی نہ کرو ورنہ عذابِ الٰہی کے لئے تیار رہ۔ اگر تو سزا دینے میں ناکام رہا تو تو حکومت کے لائق نہیں۔"

سلطان علاؤالدین خلجی حضرت بوعلی قلندر کا خط پڑھ کر سناٹے میں آ گیا۔ فوراً مذکورہ حاکم کو پابہ جولاں پیش ہونے کا حکم جاری کیا۔ جب حاکم کو زنجیروں میں جکڑا ہوا سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے مرید کو مارنے کی تفصیل پوچھی۔ حاکم نے کہا جہاں پناہ بلاشبہ میرے چوبداروں نے حضرت بوعلی قلندر کے مرید کو مارا ہے مگر اس میں میری مرضی کا کوئی دخل نہ تھا۔ چوبداروں نے میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا عمل ازخود کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا اگرچہ تو نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن تیرے چوبدار جس وقت مارنے والی نامعقول حرکت کر رہے تھے تو دیکھ رہا تھا۔ تو ان کو روک سکتا تھا اور تمہاری خاموشی اور تماشہ بینی کا صریحاً مطلب یہ ہے کہ تو نے جان بوجھ کر اپنے چوبداروں کو ایسا کرنے دیا اور اس میں تیری ایما اور رضامندی باقاعدہ شامل تھی۔ حاکم بادشاہ کے ارادوں کو بھانپ گیا اور رونے لگا کہ میں بے گناہ ہوں۔

سلطان نے کہا تو میری نظر میں حضرت بوعلی قلندر کی اور ان کے مرید کی نظر میں گنہگار ہے اور ان کا گنہگار خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی گنہگار ہے

Marfat.com

اور ایسے گنہگار کو معاف کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ہزاروں منتوں کے باوجود بھی بادشاہ نے حکم دیا کہ حاکم شہر کی اتنی ہی پٹائی کی جائے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس کے خاندان کے ہر فرد کو شاہی ملازمت کا نااہل قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد بادشاہ امیر خسرو کی وساطت سے حضرت بوعلی قلندر سے معذرت کا طلب گار ہوا۔ حضرت بوعلی قلندر بولے۔ سلطان نے انصاف کا بول بالا کیا ہے ورنہ اس مرید کی آہ وفغاں سے تو عرش بھی لرز گیا تھا۔ اب میں سلطان کو معاف کرتا ہوں اللہ بھی سلطان کو معاف کرے۔

حضرت بوعلی قلندر کی حالت جذب کا واقعہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ پر شدید جذب وسکر کا غلبہ طاری ہو گیا جس کی بنا پر شریعت کے بہت سے اعمال کی پابندی میں کمی آ گئی حتیٰ کہ نماز تک ترک ہو گئی۔ لوگوں نے اس دور کے ایک بہت بڑے مفتی سے اس معاملے میں بات چیت کی کہ حضرت بوعلی قلندر بزرگ صفت انسان ہیں۔ اس لئے ان کا نماز کو ترک کر دینا اچھا نہیں لہٰذا آپ انہیں نماز کی ترغیب دیں تاکہ بزرگی اور ولایت پر آنچ نہ آئے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے مفتی ضیاء الدین سنامی حضرت بوعلی کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سوال کیا کہ بوعلی آپ نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ آپ نے وہی فقرہ دہرایا۔ ''بے عیب ذات اللہ کی اللہ بس باقی ہوس۔''

مفتی نے کہا کہ جو کچھ بھی ہو نماز کی ادائیگی ہر حال میں لازم ہے اس سے پہلو تہی کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔ حضرت بوعلی نے جواب دیا کہ مفتی صاحب! آپ اپنا کام کیجئے۔ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے اب مفتی کو بڑا غصہ آیا اور وہ بولا تم عجیب آدمی ہو نماز رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہیں تھی تو تمہیں کیسے معاف ہو گئی؟ حضرت بوعلی نے جواب دیا مفتی! تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔ میں مست الست ہوں اور دکھاوے کی نماز ادا کرنے کا مجھے بالکل شوق نہیں مگر مفتی مصر رہا کہ تمہیں نماز بہرحال پڑھنی ہوگی۔ یہ باتیں سن کر بوعلی قلندر کو بھی جوش اور ہوش آ گیا۔

Marfat.com

فرمایا مفتی! رسی سے میری کمر باندھ دے اگر میری کمر بندھی رہی تو میں تیرے کلموں کی تعمیل کروں گا اور اگر میری کمر آزاد ہوگئی تو میرا پیچھا چھوڑ دینا کیونکہ میں آزاد آدمی ہوں۔ مجھے اپنی پابندیوں میں مت گھسیٹو۔

اب مفتی ضیاء الدین سنامی نے آپ کی کمر رسی سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دی مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رسی کمر سے دور جا گری اور حضرت بوعلی بدستور آزاد رہے۔ مفتی بہت شرمندہ ہوئے اس پر بوعلی خاص لہجے میں بولے "بابا! میں عاشق ہوں اور عشق میں مبتلا ہوں تو مجھے کس نماز کے پڑھنے کی بات کر رہا ہے اگر تو بضد ہے تو میں تیرے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ نیت باندھو فرض نماز کی۔" مفتی صاحب کی خوشی دیدنی تھی کہ انہوں نے کامیابی حاصل کر لی تھی اب مفتی صاحب امام بنے اور بوعلی مقتدی۔ جب نماز شروع ہوئی تو بوعلی پر استغراق کا عالم شروع ہو گیا۔ مفتی صاحب نماز پڑھا بھی چکے مگر بوعلی جوں کے توں کھڑے رہے۔

اب مفتی صاحب نے پوچھا، بوعلی قلندر! نماز ختم ہوگئی ہے جبکہ تو ابھی تک نیت باندھے کھڑا ہے بوعلی قلندر نے جواب دیا میں نے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب حاضرین کی سمجھ میں نہ آیا۔ انہوں نے حضرت سے سوال کیا حضرت! تفصیل سے بات بتلائیں کہ آپ نماز کو نیت سے آگے کیوں نہیں لے سکے۔ حضرت نے فرمایا کہ مفتی کی گھوڑی نے بچہ دیا ہے اور جہاں مفتی کے گھر گھوڑی اور بچہ موجود ہے وہاں گندم رکھنے والی کنواں نما جگہ بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا ساری نماز میں مفتی کے دل و دماغ پر اس فکر کا ڈیرہ جما رہا ہے کہ کہیں گھوڑی کا بچہ گندم والے کنویں میں نہ گر جائے۔ میں ایسی نماز کا قائل نہیں۔ میں اپنے حواس سے بیگانہ ہوں اور ایک غلام کی طرح عشق الٰہی میں غرق ہوں۔ اور خاموش رہتا ہوں کیونکہ غلام نہیں بولا کرتے۔ آپ کی باتیں سن کر مفتی صاحب بڑے شرمندہ ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔

Marfat.com

اس شرمندگی کے انتقام کے طور پر مفتی ضیاالدین سنامی نے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت بوعلی کے ترک صلوٰۃ پر ایک محضر نامہ تیار کیا تاکہ حضرت بوعلی کو نماز چھوڑنے کے الزام میں سزا مل سکے۔ محضر نامہ میں یہ بات تحریر کی گئی کہ "شرف الدین عرف بوعلی قلندر عالم فاضل شخص ہے اور دہلی میں ۴۰ سال تک وعظ و نصیحت اور درس و تدریس اور علمی مشاغل میں مصروف رہا ہے مگر اپنے وطن پانی پت میں آ کر علوم ظاہری سے دور ہو کر عالموں اور فاضلوں سے متنفر ہو گیا ہے۔ متاع شریعت سے تہی دست ہو چکا ہے لہٰذا سزا کا مستوجب ہے۔ محضرنامے پر مفتی ضیاء الدین سنامی کے علاوہ دیگر مفتیانِ متین کے بھی دستخط تھے۔

جب یہ محضر نامہ خواجہ علی انصاری کے پاس آخری تصدیق کے لئے پہنچا تو انہوں نے محضرنامہ پھاڑ دیا۔ یہ دیکھ کر مفتی ضیاء الدین نے غصہ میں آ کر خواجہ علی انصاری پر دعویٰ دائر کر دیا۔ جب عدالت میں خواجہ علی انصاری پیش ہوئے تو محضر نامہ پھاڑنے کے متعلق استفسار کیا گیا آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ تھا "مت جاؤ نماز کے قریب نشے کی حالت میں" اور فرمایا جب بوعلی قلندر اپنے حواس میں ہی نہیں تو وہ شرعی پابندیوں کے کیونکر متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس پر مفتی ضیاء الدین سنامی کی تشفی ہو گئی اور معاملہ ختم ہو گیا۔

<u>حضرت کبیر اولیاء کو مشورہ دینے کا واقعہ:</u> کبیر الاولیاء حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی جو بعد میں حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید ہوئے، وہ حضرت بوعلی قلندر ہی کے ارشاد پر ان کے مرید ہوئے تھے۔ سیر الاقطاب میں ہے کہ کمسنی میں ایک دفعہ شیخ جلال پانی پتی گھوڑے پر سوار حضرت بوعلی قلندر کے سامنے سے گزرے، ان کو دیکھ کر حضرت بوعلی قلندر نے فرمایا:

ع زہے اسپ و زہے سوار

یعنی کتنا اچھا گھوڑا اور کتنا اچھا سوار ہے، یہ سنتے ہی شیخ جلال الدین پر غیر معمولی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور گھوڑے سے اتر کر جنگل کی راہ لی اور کئی سال کی

Marfat.com

ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد وہ حضرت بوعلی قلندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت بوعلی قلندر سے بیعت ہونے کے لئے اصرار کیا آپ نے فرمایا:

اے فرزند عزیز کشائش تو موقوف بر مردِ دیگر است

یعنی تیری یہ مشکل ایک دوسرے شخص سے آسان ہو گی چنانچہ جب خواجہ شمس الدین ترک پانی پت تشریف لائے تو آپ نے شیخ جلال سے فرمایا کہ وہ ان سے جا کر مرید ہوں، شیخ جلال حضرت بوعلی قلندر کے ارشاد پر ان سے بیعت ہوئے۔

جنگلی جانوروں پر تصرف: حضرت شیخ جلال الدین حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر کی ملاقات کو گئے تو انہوں نے راستے میں ایک خوفناک شیر دیکھ کر کہا اے شیر! یہ عاشقانِ الٰہی کا مقام ہے یہاں تیرا کیا کام؟ شیر یہ سن کر حضرت بوعلی شاہ قلندر کے حجرے کی طرف روانہ ہوا۔ شیخ جلال الدین بھی شیر کے پیچھے پیچھے حضرت کے حجرے کی جانب بڑھے۔ آگے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ چار اور شیر بھی حضرت کے حجرے کی طرف جا رہے تھے۔ یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر حضرت کو کسی قدر دہشت معلوم ہوئی مگر چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر خود تشریف لے آئے اور فرمایا تم ہمارے راز داروں میں سے ہو۔ آؤ تمہیں شیروں کا تماشا دکھائیں۔ چنانچہ حضرت بوعلی شاہ قلندر اور حضرت شیخ جلال الدین نے دیکھا کہ چاروں شیر آپس میں کھیل کود رہے ہیں لیکن جب ان شیروں نے حضرت بوعلی شاہ قلندر اور حضرت شیخ جلال الدین کو دیکھا تو ان کے قدموں میں پالتو بلیوں کی طرح لوٹنے لگے۔

عورت کو اولاد نرینہ ملنے کا واقعہ: ایک بار دہی بیچنے والی ایک عورت سر پر دہی کی ٹھلیاں رکھے ہوئے بوعلی کے قریب سے گزر رہی تھی۔ بوعلی نے اسے روک کے دریافت کیا ”دہی بیچے گی؟“ عورت نے ٹھہر کے جواب دیا ”کیوں نہیں۔ دہی بیچنے کے لئے یہ بوجھ اٹھائے پھر رہی ہے میاں جی! دہی قیمتی ہے تم اسے خرید بھی سکو گے؟“ بوعلی نے پوچھا ”کیا قیمت ہے؟“ عورت نے مسکرا کے کہا ”سونے کا ایک

Marfat.com

سکہ" بوعلی شاہ نے اپنے زانو کے نیچے سے سونے کا ایک سکہ نکال کر عورت کی طرف اچھال دیا اور بے نیازی سے کہا "جاؤ سکہ بھی تمہارا اور وہی بھی تمہارا۔ فقیر کو کچھ نہیں چاہئے۔" عورت نے انہیں حیرت اور تذبذب سے دیکھا۔ سکہ اس کے ہاتھوں میں تھا۔ جاتے وقت وہ مڑ مڑ کے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دو چار روز بعد وہ پھر ان کے پاس جھجکتے جھجکتے پہنچی۔ بوعلی شاہ نے اسے دوبارہ ایک سکہ دیدیا۔ اس کے بعد سے اس کا یہ معمول ہو گیا کہ وہ اکثر ان کے پاس آتی اور ان سے سکہ لے جاتی پھر گھر پہنچ کے اپنے شوہر سے ان کی تعریفیں کرتی اتفاق سے وہ عورت بے اولاد تھی۔ ایک دن اس سے کہا "تو ان میاں جی کی بہت تعریف کرتی ہے اور ان سے ہمیشہ سکہ لے کر آتی ہے۔ ان سے بیٹا بھی تو مانگ۔" دوسرے روز عورت نے بوعلی شاہ کے پاس پہنچ کر بیٹے کی تمنا ظاہر کی اور اس سلسلے میں ان سے دعا کی طالب ہوئی بوعلی شاہ نے اس سے کہا "جاؤ اپنے محلے میں منادی کرا دو کہ جس جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہاں آئے۔" عورت واپس چلی گئی۔

تیسرے روز وہ دوسری عورتوں کو ساتھ لے کر بوعلی شاہ کے پاس پہنچی۔ بوعلی شاہ نے پان کی ایک گلوری کے ٹکڑے کئے اور ایک ایک ٹکڑا تمام عورتوں کو کھلا دیا۔ ایک عورت کو چھوڑ کر ساری عورتوں نے پان کھا لیا۔ اور مقررہ مدت گزرنے کے بعد سب کی مرادیں بھر آئیں مگر جس عورت نے پان کا ٹکڑا نہیں کھایا تھا وہ بدستور اولاد سے محروم رہی۔ اولاد حاصل کرنے والی عورتوں نے عقیدت کے طور پر دہی کی ایک ایک ٹھلیاں اپنے اپنے سر پر رکھیں اور بوعلی شاہ نے ان کے نذرانے قبول کر لئے۔ ان عورتوں میں وہ عورت بھی شامل تھی جس نے پان نہیں کھایا تھا اور اولاد سے محروم رہی تھی۔ وہ بہت غمگین اور آزردہ کھڑی تھی۔ بوعلی شاہ نے اس سے پوچھا "غمگین کیوں ہے عورت نے سارا ماجرا سنا دیا کہنے لگی میں نے آپ کا دیا ہوا پان اپنے منہ میں رکھنے کی بجائے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا۔ بوعلی شاہ نے کہا تو اس میں غمگین ہونے کی کیا بات ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تیری مراد بھی پوری کر دے گا۔ اس کے بعد تمام عورتیں چلی گئیں اور آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیئے یعنی اس عورت کو بھی اللہ نے بچہ عطا کر دیا۔

حضرت بوعلی قلندر کی حالت جلالت کا واقعہ: کبھی کبھی بوعلی شاہ پر استغراق کی ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ انہیں کسی چڑیا کا چہکنا بھی ناگوار گزرتا تھا۔ ایسے موقعوں پر ان کی نظر جس چیز پر بھی پڑ جاتی وہ خاک ہو جاتی۔ ایسے ہی استغراق کے عالم میں ایک برات ان کے قریب سے گزری برات کا جلوس شان وشوکت سے رواں دواں تھا۔ ڈھول ناچوں کا شور بوعلی شاہ کو سخت ناگوار گزرا۔ انہوں نے نظر بھر کے برات کی طرف دیکھا۔ ان کا دیکھنا تھا کہ دفعتہً پوری برات غائب ہوگئی۔

دلہن کے گھر برات کا انتظار ہو رہا تھا۔ برات مقررہ وقت پر وہاں نہیں پہنچی تو پہلے انتظار کیا گیا۔ پھر جب انتظار کرتے کرتے مایوس ہونے لگے تو برات کی تلاش شروع ہوئی۔ ہرکارے ہر طرف دوڑائے گئے۔ گلی گلی کوچے کوچے تلاش کیا گیا مگر برات کیا ایک براتی بھی تلاش کرنے والوں کو نہ ملا جب لوگ بار بار شہادت دیتے تھے کہ انہوں نے برات گزرتے دیکھی ہے سب کے لئے یہ حیرت کی بات تھی کہ دولہا کے گھر سے دلہن کے گھر تک صاف راستے میں اتنی بڑی برات کہاں روپوش ہوگئی۔ طرح طرح کی قیاس آرائیاں جاری تھیں۔ تلاش کرنے والے لوگ سخت پریشان ہوئے اور اس عقدے کے حل کے لئے ایک بزرگ شخص کے پاس پہنچے۔ اس نے پورا ماجرا سنا تو آبدیدہ ہوگیا اور دقت سے بولا ''غضب ہوگیا جاؤ جلدی کرو فوراً بوعلی شاہ کے پاس پہنچو۔'' لوگ فوراً دوڑتے ہوئے بوعلی شاہ کے پاس آئے۔ شام کا وقت تھا۔ بوعلی شاہ تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے لہروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں کو اپنے گرد جمع دیکھا تو ان سے پوچھا ''کیوں آئے ہو؟'' ایک سن رسیدہ شخص نے آگے بڑھ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ لئے ''ہماری برات غائب ہوگئی ہے دست گیری کیجئے'' بوعلی شاہ نے کہا۔ اللہ کی نذر اور

Marfat.com

اس فقیر کی نیاز قبول کرو انہوں نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔ ان کے حکم سے برات واپس آ جائے گی۔ تین من کھانے کا نذرانہ دو۔ ہر ممکن عجلت سے تین من کھانا پکوا کر مستحقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ مضطرب لوگ پھر بوعلی شاہ کے پاس پہنچے اور ان سے منت کی اب برات واپس کر دیجئے۔ بوعلی شاہ نے ایک اشارہ کر کے بے نیازی سے کہا آنکھیں کھول کے دیکھو جس طرف بوعلی شاہ نے اشارہ کیا تھا لوگوں نے اضطراب سے اس طرف کا رخ کیا۔ مگر اس سے پہلے ہی ان کے کانوں میں ڈھول تاشوں کی آواز گونجنے لگی تھی۔ دیکھا کہ تمام برات ان کے سامنے موجود ہے اور خوش و خرم براتیوں کے چہرے مسرت سے کھلے جا رہے ہیں۔ دولہا گھوڑے پر سوار ہے اور کسی کو یہ احساس ہی نہیں کیا اسے چلے ہوئے دیر ہو گئی ہے۔

حضرت بوعلی قلندر کی پیش گوئی: حضرت بوعلی قلندر نے اپنی طویل عمر میں کئی مسلمان بادشاہوں کے ادوار دیکھے ایک مرتبہ غیاث الدین تغلق اپنے بیٹے محمد تغلق اور بھتیجے فیروز تغلق کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب کھانا شروع ہوا تو تینوں نے ایک ہی پیالے میں کھانا شروع کر دیا۔ حضرت بوعلی یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے ''تین بادشاہ ایک پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں'' اس وقت یہ بات بڑی عجیب لگی، لیکن بعد میں آپ کی یہ پیشن گوئی حرف بہ حرف سچ نکلی۔ غیاث الدین تغلق کے بعد اس کا بیٹا محمد تغلق تخت نشین ہوا اور اس کے بعد اس کا برادر عمزاد فیروز شاہ تغلق بادشاہ بنا۔

وہ بادشاہ آج کل کے بادشاہوں سے یکسر مختلف تھے۔ وہ اولیاء کرام سے مشورے، ہدایت طلب کرتے اور فیض یاب ہوتے۔ اولیاء کرام کی جھڑکیوں، گھرکیاں اور ملامتیں بھی برداشت کرتے تھے جبکہ آج کے دور میں ایسا بالکل نہیں۔ اللہ والوں کو مسجد تک رہنے کے قابل سمجھا جاتا تھا۔

ایک دفعہ محمد تغلق سے حضرت بوعلی قلندر نے پوچھا ''اے بادشاہ تو یہاں کتنے

Marfat.com

دن کھڑا رہے گا۔ مراد تھی یعنی حضرت بوعلی کی خدمت میں کتنی دیر حاضری کے لئے رکے گا......"

بادشاہ نے عرض کی حضور! "تین دن رہوں گا۔"

مگر حضرت بوعلی نے فرمایا "تین دن نہیں چار سال رہے گا" یہ بات سن کر بادشاہ فوراً سمجھ گیا کہ حضرت نے میری عمر کی بابت بات کی ہے چنانچہ بادشاہ اس روز کے......ٹھیک چار سال بعد اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

تصانیف: حضرت شیخ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے حسب ذیل تصانیف منسوب ہیں:

مکتوبات بنام اختیار الدین، حکم نامہ شرف الدین، مثنوی کنز الاسرار رسالہ عشقیہ۔

نمونے مکتوبات: سلطان شمس الدین التمش کے شاہی حاجب کا نام بھی اختیار الدین تھا۔ شاید یہ مکتوبات اسی کے نام ہوں بعض مکتوبات کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

"اے برادر! جب تم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایت شروع ہو جائے تم میں جذبہ پیدا ہونے لگے اور تم کو تم سے دور کیا جائے تو گویا تم میں عشق کا آغاز اور تم پر حسن کا جلوہ ظاہر ہو گیا اور جب تم کو حسن کا مشاہدہ ہو جائے تو معشوق کو پہچانو اور عاشق بن کر معشوق ہو جاؤ اور جب عاشق بن کر معشوق ہو گئے تو اسی طرح کام کرو۔ معشوق کی سنت اور عاشق کے فریضہ کو قائم رکھو۔ اس وقت معشوق کو عاشق کے ذریعہ سے پہچان لو گے۔"

"اے برادر! معشوق کو تمہاری ہی صورت میں پیدا کر کے تمہارے درمیان بھیجا گیا ہے تاکہ براہِ راست تمہیں دعوت دے۔"

"اے برادر! خدائے عزوجل نے بہشت و دوزخ پیدا کیا اور اس کا حکم ہے کہ دونوں پر کئے جائیں معشوق کو عاشقوں کے ساتھ بہشت میں جگہ دی جائے اور شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوزخ کو پر کرے گا۔ بہشت و دوزخ میں عاشقوں

Marfat.com

کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔ دونوں عاشق ہی کے حسن سے پیدا ہوئے ہیں اور دونوں مقامِ غیر نہ ہوں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے۔ دوزخ دشمنوں کے لئے جائے فراق ہے۔ یہ فراق کافروں اور منافقوں کو حاصل ہوگا اور وصال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں اور دوستوں کو نصیب ہوگا۔

''اے برادر! چشم دل کو کھولو اور اچھی طرح سے دیکھو اور یہ جانو کہ عاشق نے اپنے عشق سے تمہارے لئے کیا کیا چیزیں اور کیا کیا تماشے پیدا کئے ہیں۔ اپنا حسن ایک درخت میں منتقل کر دیا ہے اور گوناگوں میوے پیدا کئے۔ ہر میوہ میں علیحدہ مزا رکھا اور اس درخت کو نہ اپنی ذات کی خبر اور نہ اپنے پھول کی خبر اور نہ اپنے میوہ کی خبر ہے۔ گنا تمہارے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو شکر کی خبر نہیں۔ مشک کو ہرن کی ناف میں رکھا جو تمہارے لئے ہے، ہرن کو مشک کی کوئی خبر نہیں۔ گائے سے عنبر کو تمہارے لئے پیدا کیا اور گائے کو عنبر کی خبر نہیں۔ زباد کو بلی سے تمہارے لئے پیدا کیا اور بلی کو زباد کی خبر نہیں۔ کافور کو تمہارے لئے درخت سے پیدا کیا اور درخت کو کافور کی خبر نہیں۔''

''اے برادر! عاشق ہو جاؤ اور دونوں عالم کو معشوق کا حسن جانو اور اپنے آپ کو معشوق کا حسن کہو۔ عاشق نے اپنے عشق سے تمہارے وجود کا ملک بنایا تاکہ اپنے حسن و جمال کو تمہارے آئینہ میں دیکھے اور تم کو محرم اسرار جانے اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّی'' (انسان میرا بھید ہے) تمہاری شان میں آیا ہے۔ عاشق ہو جاؤ تاکہ حسن کو ہمیشہ دیکھو اور دنیا و عقبیٰ کو پہچانو۔ عقبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک ہے اور دنیا شیطان کی ملکیت ہے۔ دونوں میں معلوم کرو کہ تمہارے لئے کس کو پیدا کیا ہے۔ اے برادر! نفس کو اچھی طرح پہچانو۔ جب تم نفس کو پہچان لو گے تو دنیا کو بھی پہچان سکو گے اور اگر روح کو پہچان لو گے تو عقبیٰ کو بھی پہچان لو گے۔''

''اے برادر دنیا! تم جانتے ہو کہ حسن کا جو غمزہ کفر میں رکھا گیا ہے اس نے کس قدر پرلطف تیر دنیا والوں پر مارا ہے اور ان کو اپنا عاشق بنا لیا ہے۔''

''اے برادر! اپنی جستجو میں رہو اور اپنے آپ کو پہچانو، جب تم اپنے نفس کو

Marfat.com

پہچان لو گے تو عشق کو بھی جان سکو گے، اور جب عشق کو اپنے حسن پر دیکھو گے تو حقیقی احساس کی کیفیت اپنے میں پاؤ گے۔ عاشق ہو جاؤ اور معشوق کو اپنی گود میں دیکھو اور حسن کو اپنے دل کے آئینہ میں معائنہ کرو۔"

"اے برادر! قند کا ایک گولہ لاؤ اور اس سے سو گولے بنا لو اور ہر گولہ سے ایک صورت بناؤ اور ہر صورت کا ایک نام رکھو۔ بعض کو گھوڑا اور بعض کو ہاتھی کہو تو قند کا نام جاتا رہے گا اور صرف وہ صورت باقی رہے گی جب کل صورتوں کو توڑ کر قند کا گولہ بنا لو تو قند کا نام پھر ظاہر ہو جائے گا۔"

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

"اے برادر! یہ نہیں معلوم کہ ہم لوگوں کو کس لئے پیدا کیا گیا اور ہم لوگوں کے ساتھ کیا ہو گا، لیکن خیال ہمیشہ فکر کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ کبھی فکر ہمارے دل کے آئینہ کو آراستہ کر دیتا ہے اور عاشق کے سامنے معشوق کو ظاہر کرتا ہے اور عاشق کا وہ حکم جس کو معشوق نے پہچانا ہے۔ عاشق کے فرض اور معشوق کی سنت کے مطالعہ میں بجا لاتا ہے، عاشق کے عشق اور معشوق کے حسن سے باطن کو معمور رکھتا ہے اور حسن کے تماشہ سے عاشق اپنے ظاہر کو بھلا دیتا ہے اور اپنے باطن کے تماشہ میں مصروف ہو جاتا ہے تاکہ عاشق کا حکم جس کو معشوق نے پہنچایا ہے نافذ ہو جائے۔"

"اے برادر! کبھی خیال نفس کا دوست ہو جاتا ہے اور حال خیال کے ساتھ متحد ہو کر دنیا کی روزی کی طرف لے آتا ہے۔ خیال دنیا کی آرائش نفس کو دکھلاتا ہے اور اس کے شوق میں اس کو پریشان کرتا ہے اور اس کو یعنی نفس کو معشوق کے دروازے پر پھراتا ہے۔ ہر دروازہ پر ذلیل کرتا ہے اور (نفس) شوق اور آرائش کی آسائش کی وجہ سے اس ذلت سے واقف نہیں ہوتا اور باز نہیں آتا اور یہ نہیں سوچتا کہ دنیا نے کسی کے ساتھ نہ وفا کی ہے اور نہ وفا کرے گی، نہ اس کو (نفس کو) موت کی فکر ہوتی ہے

Marfat.com

کہ دفعتہً آ کر اس کو فنا کر دے گی۔ دنیا کی آرائش کا حسن دنیا کے عاشقوں کو اپنے عشق میں ایسا بے خبر کر دیتا ہے کہ نہ اس کو دنیا کی خبر ہوتی ہے جس کو انہوں نے معشوق بنایا ہے اس کی بھی ان کو خبر نہیں ہوتی کہ دنیا اگر ختم ہو جائے گی تو کیا واقعات ظہور پذیر ہوں گے اور نہ عقبیٰ کی خبر ان کو ہوتی ہے کہ ان کے سامنے کیا مہم درپیش ہے۔"

"اے برادر! سوچو کہ تمہارے سامنے ایک مہم درپیش ہے اور تم نے خیال اور فکر کو اپنا مونس بنایا ہے خیال کی نسبت ہوش رکھو کہ وہ نفس کا دوست ہو گیا ہے۔"

"اے برادر! میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کیا کروں اور مجھ سے کون سا کام بن پڑے گا اور کیا میری زبان سے نکلے گا۔ زبان خدا کی قدرت میں ہے۔ اگر تم پر خدا کا فضل ہوا تو تمہاری زبان سے وہ بات نکلے گی جو دونوں جہان کو پسند ہو گی۔"

"اے برادر! اس قدر معلوم ہوا ہے کہ خدا نے اپنی مشیت سے تم کو پیدا کیا اور اپنی مشیت سے باقی رکھنا ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (یعنی جو کچھ اس نے چاہا اس کو کیا اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، کسی کو اس کی مشیت میں دخل نہیں۔" (اخبار الاخیار)

وصال اور مزار: عمر کے آخری سالوں میں حضرت بو علی قلندر پانی پت سے ہجرت کر کے بوڈھ کھیڑہ کے جنگل جو کہ کرنال شہر کے قریب واقع ہے منتقل ہو گئے یہاں وہ قاضیوں اور مفتیوں اور علماء کی تکالیف سے دور ہو گئے اور ایک مدت تک یہیں قیام کیا۔

ایک روز پانی پت کے ایک عالم مولانا سراج دین مکی نے حالت کشفی میں دیکھا کہ حضرت بو علی قلندر دارِ فانی سے رخصت ہو رہے ہیں اور انہوں نے وصیت کی ہے کہ مجھے پانی پت میں دفن کیا جائے۔

مولانا بیدار ہونے کے بعد اپنے عزیزوں کو لے کر کرنال پہنچے۔ آپ لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت بو علی اپنے مالک حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ اب اہل

Marfat.com

کرنال آپ کا جسد خاکی پانی پت بھیجنے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہوں نے حضرت کی نعش مبارک کو غسل دے کر کفن سے آراستہ کر دیا تھا مگر پانی پت والوں کا اصرار تھا کہ میت کو پانی پت لے جانا نہایت ضروری ہے۔ کافی لے دے اور بحث مباحثہ کے بعد کرنال والے لوگ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ حضرت بوعلی کیونکہ پانی پت کے باسی تھے لہٰذا ان کو وہاں ہی دفن کر دینا ضروری ہے۔ یوں پانی پت میں آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت بوعلی قلندر نے بڑی طویل عمر پائی اور ۱۲۲ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال مورخوں نے ۹ رمضان المبارک ۷۲۴ ہجری بیان کی ہے۔ اس وقت سن عیسوی 1324 تھا۔

علاؤالدین خلجی کے بیٹوں شادی خان اور خضر خان نے آپ کا مزار تعمیر کروایا جس کی توسیع بعد میں شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں ۱۶۶۱ء میں رزق اللہ خان نے کروائی۔ مزار کی شان و شوکت کا عالم یہ ہے۔ چہار سو سنگ مرمر اور قیمتی پتھر نصب ہیں۔

Marfat.com

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین تھے کیونکہ حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیض سلسلہ چشتیہ صابریہ کی صورت میں آپ کے ذریعے سے جاری ہوا۔ آپ کے حالات کا کچھ حصہ تو حضرت صابر صاحب کے حالات میں ضمناً بیان کیا جا چکا ہے لیکن ان کے متعلق مفصل معلومات مندرجہ ذیل ہیں۔

نام ونسب: آپ کا نام نامی شمس الدین تھا اور شمس الاولیاء خطاب ہے۔ آپ حضرت علی کی اولاد سے تھے۔ سیر الاقطاب میں آپ کو حضرت محمد حنفیہ کی اولاد قرار دے کر علوی کہا گیا ہے۔ آپ کے والد کا نام سید احمد تھا۔ آپ کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔

شمس الدین ترک بن سید احمد بن سید عبدالمومن بن سید عبدالملک بن سید سیف الدین بن خواجہ درعنا بن بابا قرعنا۔

تحصیل علم: حضرت خواجہ ترکستان کے شہر طراز کے رہنے والے تھے آپ نے شعور حاصل کرنے پر ایک مدت تک ترکستان میں تعلیم حاصل کی۔ جب آپ ظاہری علوم سے فارغ ہو گئے تو آپ کو روحانیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

تلاش مرشد: روحانیت کے حصول کی خاطر آپ نے گھر بار چھوڑ کر تجرید کی راہ اختیار کی۔ پھر مرشد کامل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ پہلے ترکستان کے

Marfat.com

متعدد بزرگوں اور مشائخ کرام سے ملاقاتیں کیں۔ مگر کسی سے دلبستگی نہ ہوئی۔ پھر ماورالنہر تشریف لائے بزرگوں سے ملے مگر تسلی نہ ہوئی بالآخر ہندوستان کا رخ کیا اور اجودھن (موجودہ پاکپتن) پہنچے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ مدت رہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے مرید وخلیفہ حضرت علی احمد صابر کا عرصہ بارہ برس سے گولر کا ٹہنہ پکڑے کھڑا ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کو جا کر بٹھا دے حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر سب حاضرین با صفا حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کے جلال کو مدنظر رکھتے ہوئے خاموش رہے مگر تھوڑے وقفے کے بعد حاضرین مجلس میں سے حضرت شمس الدین نے آپ کی خواہش پر عمل پیرا ہونے کا اظہار کیا۔

حضرت شمس الدین کی کلیر میں آمد اور قیام: حضرت شمس الدین کی رضا مندی پر حضرت بابا صاحب نے آپ کو اپنے قریب کر کے فرمایا کہ خبردار علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نہ گزرنا بلکہ ان کی پشت کی طرف سے ان کے پاس جانا اور ان کی خدمت میں رہ کر انہیں بٹھلانے کی کوشش کرنا اور انہیں عام زندگی کے معمول میں لانے کی تدبیر کرنا۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اس کے بعد خواجہ شمس الدین ترک کو جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ابدال نے بتلایا کہ وہ علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے کلیر پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ کچھ روز بعد علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کی مدد سے کلیر پہنچ گئے اور جب آپ حضرت کے مقام سے کچھ فاصلہ پر رہ گئے تو آپ نے باآواز بلند قرات کے ساتھ کلام اللہ پڑھنا شروع کر دیا اور پشت کی جانب کھڑے ہو کر کلام اللہ پڑھتے رہے۔ بڑی دیر کے بعد حضرت صابر قدس سرہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پشت کی جانب کلام اللہ پڑھنا ٹھیک نہیں سامنے آ کر پڑھو۔ حضرت ترک رحمۃ اللہ علیہ ان کے سامنے تو نہ

Marfat.com

آئے بلکہ کچھ آگے آکر بائیں ہاتھ کے قریب کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآن مجید کرتے رہے چونکہ حضرت ترک خوش الحان قاری تھے۔ اس لئے حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ بڑے شوق سے کلام اللہ سنتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تلاوت کلام پاک کرتے کرتے رک گئے تو حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ پڑھتے ہوئے کیوں خاموش ہو گئے ہو اور تلاوت کرو تو اس پر حضرت شمس الدین نے عرض کیا کہ حضرت کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں۔ اب کھڑے ہو کر پڑھنے کی سکت نہیں ہے۔ حضرت ترک کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا ''اچھا بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ کر پڑھو'' اس پر حضرت ترک رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور کھڑے رہیں اور بندہ بیٹھ جائے۔

بیعت حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ: کلام اللہ سننے کے شوق میں حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا لیکن بیٹھتے کیسے ہاتھ پیر سب شل ہو گئے تھے۔ حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سہارا دے کر بمشکل اسی گولر کے تنا سے کمر لگا کر آپ کو بٹھلا دیا اور پھر کلام اللہ کی تلاوت کرنی شروع کر دی۔ اس کے کچھ دیر بعد حضرت ترک پھر پڑھتے پڑھتے رک گئے۔ تو حضرت صابر صاحب نے پوچھا اب پھر کیوں تلاوت بند کر دی ہے تو حضرت شمس الدین نے کہا کہ میرا ارادہ اجودھن واپسی کا ہے، اگر آپ مجھے یہاں رہنے کی اجازت کا شرف عطا فرمائیں تو میں آپ کی خدمت میں قیام کرلوں۔ اس پر حضرت صابر قدس سرہ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے مرشد نے بھیجا ہے میں تمہیں کیسے واپس بھیج سکتا ہوں۔ اس پر حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جیسا حضور چاہیں۔ اس کے بعد دریائے شفقت و فیض جوش میں آ گیا۔ حضرت کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے۔

اس وقت سے حضرت ترک رحمۃ اللہ علیہ حضرت قدس سرہ کے مرید ہو گئے اور باقاعدہ سلسلہ چشتیہ میں شریک ہو گئے۔ آپ کی تلاوت کا سلسلہ جاری ہی رہا کہ نماز مغرب کا وقت قریب آ گیا تو آپ نے حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ

Marfat.com

حضرت بھوک لگ رہی ہے کھانا کھانے کی حاجت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اس گولر کی گولریاں توڑ کر ابال لو اور کھا لو چنانچہ حضرت شمس الدین نے گولریاں توڑ کر ابالیں اور قبل نماز مغرب مرشد کے سامنے پیش کیں۔ آپ نے کھانے سے انکار کیا لیکن جب شمس الدین نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں کھاؤں اور آپ نہ کھائیں تو حضرت قدس سرہ نے بھی وہ گولریاں کھائیں پھر حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو وضو کرایا اور پھر پیر مرید دونوں نے نماز مغرب پڑھی۔

خدمت مرشد: نماز عشاء کے بعد حضرت صابر رحمۃ اللہ نے آپ کو ہدایت فرمائی ''بعد نماز عشا میرے نزدیک ہرگز نہ آنا بلکہ دور رہنا تہجد کی نماز کے وقت آنے کی اجازت ہے۔ عشاء کے بعد حضرت علی احمد صاحب پر استغراق ہونا شروع ہو گیا اور حضرت شمس الدین نے آپ کے کہنے کے مطابق کچھ دور جا کر اپنی رات بسر کی۔ اب حضرت شمس الدین کا روانہ کا معمول ہو گیا کہ تہجد کے وقت حضرت صابر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے ان کو استغراق کی حالت میں پاتے تو کان میں تین بار صلوٰۃ کہتے تو ان کو ہوش آ جاتا۔ ان کو وضو کراتے اور وہ بعد نماز تہجد و فجر پھر عالم استغراق میں غرق ہو جاتے اور کبھی کبھی اسی گولر کا ٹہنہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے۔ حضرت شمس الدین ان کو جب یاد دلاتے کہ نماز کا وقت قریب ہے تو آپ نماز ادا کرتے کچھ عرصے کے بعد حضرت شمس الدین نے ایک جھونپڑی جنگل سے ٹہنیاں اور پھونس اکٹھا کر کے حضرت کے لئے تیار کر دی اور اپنے لئے کچھ فاصلے پر رہنے کی جگہ بنائی اب پیر مرشد دونوں وہاں رہنے لگے۔ حضرت صابر رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ معمول تھا کہ دن میں ہر روز روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے وقت جب حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ گولریاں آپ کے سامنے پیش کرتے تو کبھی کبھی عالم استغراق میں فرماتے کہ ''خدا کھانے پینے سے پاک ہے، پھر جب کچھ ہوش آتا تو فرماتے ہاں ہاں لاؤ۔ خدا خدا ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے۔''

Marfat.com

حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی بنی آدم میں سے حاضر باش خدمت عالی میں نہیں رہتا تھا۔ جب سے حضرت شمس الدین حضرت مخدوم پاک سید علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے رہنے کے لئے جھونپڑی تیار کر کے ان کو وہاں مقیم کر دیا تو رفتہ رفتہ دیگر اشخاص کی آمد ورفت شروع ہوگئی چونکہ آپ کی ولایت صرف کلیئر کے رقبہ تک محدود نہ تھی بلکہ کلیئر کے مضافات بھی شامل تھے اگر موجودہ نقشہ پر غور کریں تو دہلی کو چھوڑ کر جہاں حضرت سلطان المشائخ کی ولایت تھی کوہِ شوالک تک کا علاقہ اندر حدود آپ کی ولایت تھا۔ اس لئے دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے فیض سے مشرف ہو کر واپس ہوتے تھے۔ سلطان المشائخ کے مریدین کا بھی سلسلہ آمد ورفت جاری رہتا تھا۔ لیکن رات کو کوئی شخص آپ کے پاس نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی دہلی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کرتا تو آپ کو پہلے ہی معلوم ہو جاتا تو آپ حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ سے فرما دیتے ”اہل دہلی آ رہا ہے ہانڈی میں نمک ڈال دینا۔“ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کا کوئی مرید حضرت مخدوم پاک صابر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام نیاز و پیغام رسانی حضرت سلطان المشائخ کے بعد حضرت مخدوم صابر قدس سرہ سے دریافت کرنے لگا کہ حضور کے کتنے مرید ہیں؟ آپ نے فرمایا صرف ایک پھر آپ نے اس مرید سے دریافت فرمایا تمہارے مرشد کے کتنے مرید ہیں؟ تو اس مرید نے عرض کیا ”جتنے آسمان پر ستارے۔“ یہ جواب سن کر حضرت قدس سرہ مسکرائے اور فرمانے لگے۔

شمس مادر اولیاء چوں آفتاب است

ہمارا شمس اولیاء میں مثل آفتاب کے ہے

ریاضت و عبادت: شیخ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر آپ نے عظیم مجاہدے کئے۔ طرح طرح کی مشقیں اور ریاضتیں کیں اور پیر و مرشد کی نظر

Marfat.com

کیمیا اثر سے روز بروز کسب سلوک میں ترقی کرتے گئے۔ خود درجہ کمال کو پہنچے اور دوسروں کو بھی کمالات کا عامل بنا دیا چنانچہ ریاضت ومجاہدات ذوق وشوق واستغراق میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ ظاہری و باطنی وکشف وکرامات میں کمال درجہ رکھتے تھے۔

خرقہ خلافت: جب علی احمد صابر کلیری کی وفات کے دن قریب آئے تو انہوں نے شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بلاکر خرقہ خلافت عطا فرمایا اور وصیت کی کہ جب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں تو تم تین دن سے زیادہ یہاں قیام نہ کرنا، بلکہ پانی پت میں جا کر خلق اللہ کی رہنمائی میں مصروف ہو جانا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے پانی پت کی خدمت تمہارے سپرد کر دی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میری دلی خواہش تو یہ ہے کہ میں ساری عمر آپ کے قدموں میں رہوں اور خدمت کرتا رہوں لیکن اب جبکہ آپ حکم دیتے ہیں تو مجھے کوئی عذر نہیں مگر پانی پت میں حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میرا ان سے نباہ کس طرح ہو گا۔ حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فکر نہ کرو، ان کی مدت ہو چکی ہے۔ تمہارے پہنچنے تک وہ شہر کو خالی کر چکے ہوں گے پھر چند روز کے بعد انتقال کر جائیں گے۔

مرشد کی وصیت: وصال سے کچھ عرصہ پہلے ایک روز حضرت مخدوم پاک نے حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج ہمارے پاس تشریف رکھو اور فقیر کی نصیحت کو غور سے سنو جس پر عمل کرنا اور اسی پر گامزن رہنا۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ترک نے آپ کے ارشادات بغور سنے۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

علاؤ الدین خلجی عرصہ سے قلعہ آسیر پر لڑ رہا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ جب تک تم جا کر اس کے لئے دعا نہ کرو گے فتح نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے تمہارا وہاں جانا ضروری ہے اور ادھر معشوق حقیقی میں میری بھی طلبی ہے۔ بس تمہارے جانے کے بعد

Marfat.com

اس عالم ظاہر سے میرا بھی کوچ ہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا حضور مجھے کیونکر معلوم ہوگا، فرمایا کہ جس دن قلعہ فتح ہوگا اسی دن میری بھی رحلت ہوگی۔ عرض کیا کہ قلعہ فتح ہونے کی صورت کیا ہوگی۔ فرمایا کہ ایک ولی تیرے لشکر میں موجودگی کی اطلاع اور نشاندہی بادشاہ کو کرے گا۔ اور بادشاہ تیرے پاس اس نشان سے پہنچے گا۔ صبح کو تیری مدد سے قلعہ فتح ہوگا، علیم اللہ ابدال میرے بعد تیری خدمت میں رہے گا اور تیرے بعد تجھ سے ایک قلندر ہوگا اوران سے ایک مجدد ہوگا۔ اس کے عہد میں علیم اللہ کا بھی انتقال ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا کہ تم نے آکر مجھے غسل دینا ہے، میرے جسم کے قریب بائیں جانب ایک چشمہ تم کو ملے گا اسی سے پانی حاصل کر کے مجھے غسل دینا لیکن زنہار میرے جسم کو ہاتھ نہ لگانا بلکہ جس پہلو کا تمہارے دل میں خیال پیدا ہوگا اسی پہلو پر میرا جسم ہو جائے گا تو پانی اوپر سے ڈال دینا۔ میرے لئے کفن جس پارچہ کا بھی تم کو مہیا ہو سکے لانا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ اسے گل ارمنی کے رنگ میں جیسا کہ میں زندگی میں پہنتا رہا ہوں رنگ لینا اور میرے مرشد بابا صاحب کا عمامہ میرے سر پر باندھنا اور خرقہ جو مجھ کو خلافت کے وقت مرشد سے عطا ہوا تھا۔ میرے سر کے قریب رکھنا، رجال الغیب پہنا دیں گے، خوشبو مہیا کرنے کی تکلیف مت کرنا کیونکہ ملائکہ آسمان پر فردوس سے اہتمام کریں گے اور کافور بہشتی سے دونوں عالم کو معطر کر دیں گے۔ میرا خرقہ جو میں اس وقت جسم پر پہنے ہوں گا اس کے اتارنے کے لئے بھی جسم پر ہاتھ نہ لگانا اور نہ کفن پہنانے کے لئے جسم میں ہاتھ لگانا، بلکہ جیسا جیسا ارادہ اور خیال تیرے دل میں پیدا ہوتا جائے گا مردانِ غیب سب عمل کرتے جائیں گے، ایک بات یاد رکھنا کہ جس وقت میرا خرقہ بدن سے اترے اس کو چارتہ کر کے میری مہر ولایت کے نیچے رکھ دینا اور پھر کفن پہنانے کا ارادہ کرنا اور ایک بات یہ بھی ضروری یاد رکھنے کی ہے کہ غسل کرنے کے وقت سے تکفین ہو جانے تک اپنی آنکھیں ہرگز نہ کھولنا۔ نماز جنازے کی امامت

Marfat.com

کے لئے بھی وقت پر انتظام ہو جائے گا اور تم کو بھی علم ہو جائے گا۔ تر ددمت کرنا قبر میری رجال الغیب کھودیں گے۔ مدفن میرے جسم کے برابر ہو گا اور مجھ کو قبر میں اس عہد کا مجدد اتارے گا اور وہی قبر کی تعمیر بھی کرے گا۔ تختے قبر کے جمال الدین ابدال جنات کے ذریعے سے منگوائے گا۔ میرے جسم کے نیچے کی مٹی نصف درعہ کے قریب کھود کر اور مہر ولایت کے نیچے کی مٹی اور میرا خرقہ مجدد مذکور اپنے پاس رکھے گا اور وہ بطور تبرک کے سلسلہ بسلسلہ منتقل ہوتا رہے گا۔ میں تم کو آج سے ہفت اقلیم کا شاہ ولایت مقرر کئے دیتا ہوں۔ کوئی شخص جب تک تم نہ بناؤ گے ولی نہیں بن سکتا ہے۔

یہ وہ اشارہ تھا آپ کا کہ جو واقعی قابل عمل اور باعث فخر ومباہات تھا جس پر عمل کر کے حضرت ترک نے ثابت کر دیا کہ شیخ کے فرمودات پر کس طرح کاربند ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک شمس الارض شاہ ولایت اب تاب نہ لا سکے اور دھاڑ مار کر رو پڑے، اور عرض کیا کہ حضور یہ کیا قیامت ہے کہ میں زندہ موجود ہوں گا اور حضور کو دفن نہ کر سکوں گا، مجھے صبر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر زاروقطار رونے لگے، حضور بادشاہ دو جہان مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا دست شفقت حضرت خواجہ صاحب کے سر پر پھیر کر فرمایا کہ وہ مجدد ۷۰۹ء میں اولاد حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ میں سے خاندان حنفیہ علویہ کے سلسلہ سے طریقہ صابریہ میں ہوگا۔ اگر بابا تو چاہے تو میں تجھ کو اس وقت تک زندہ رکھوں اور تجھی کو اس زمانہ کا مجدد بنا دوں لیکن خیال رکھ کہ شاہ ولایت بہترین مرتبہ ہے اور مجدد ہونا مقابلتاً کم وقعت رکھتا ہے۔ خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا نہیں جیسی مرضی مخدوم کی ہو خادم کو کوئی عذر نہیں، بہر حال صبر کروں گا پھر خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور اپنے عرصے تک جسم اقدس حضور عالی کا بلا قبر کے کیونکر رہے گا۔ حضرت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ تو اس باب میں اندیشہ

Marfat.com

مت کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا انتظام کر دیا ہے۔ جا تو بھی دیکھ لے مقبرہ مولانا امام الدین میں دو سرخ سنگ رکھے ہوئے ہیں۔ علیم اللہ ابدال انہیں لا کر ایک داہنی جانب دوسرا بائیں طرف رکھ کر اوپر سے ملا دے گا۔ اور وہ اس عرصہ کے لئے مثل قبر کے ہو جائیں گے مگر سوائے علیم اللہ ابدال کے زنہار اور کوئی شخص ان پتھروں کو ہاتھ نہ لگائے حتیٰ کہ تو خود بھی نہ چھوئا، مجذ د مذکور دوبارہ میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور دوبارہ تدفین کرے گا اور اس طرح سے میں پیر کی سنت کی برکت بھی حاصل کروں گا۔ اس مجدد کی اولاد کلیتہً میرے ظاہر و باطن کی وارث ہو گی۔ میری پہلی تدفین کے بعد سے دوسری تدفین تک میرے جسم کے پاس کوئی شخص نہ آئے گا اور شمس الدین مجدد کا مرتبہ یہ ہو گا کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اپنے وقت تک کے کل بزرگان ظاہر و باطن کے حال سے واقف ہو گا اور کل حالات بوقت استفسار سب کو ظاہر کر سکے گا۔ تمام تبرکات کا حامل ہو گا۔ ماضی و حال و مستقبل کے حالات کا علم رکھے گا اور جو کوئی اس کو پائے گا وہ اس راہ میں بہرہ ور ہو گا اور جو شخص اس سے انکار کرے گا وہ قطعی بے بہرہ ہو گا۔ اس کے بعد چند باتیں حضرت خواجہ صاحب کو تلقین فرمائیں اور اس کے بعد درخت گولر کے قریب تشریف لے گئے اور حسبِ عادت شاخ گولر کی تھام دوسری مٹھی بند کر کے انگشت شہادت علم کئے ہوئے قلب کے برابر لے جا کر استغراقی حالت میں رہنے لگے۔ علیم اللہ ابدال کا بیان ہے کہ اس چھ سال کے عرصہ میں کہ جب خواجہ صاحب حبس کبیر (یعنی روحانی قبض) میں مبتلا تھے کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ کی فوج میں بھرتی: حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ پیر و مرشد کے حکم سے شاہی فوج میں بھرتی ہو گئے اور آپ کو چتوڑ بھیج دیا گیا، آپ دن بھر سرکاری ڈیوٹی انجام دیتے تھے اور رات بھر یادِ الٰہی میں بسر کرتے تھے۔

Marfat.com

قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کیئے ہوئے شاہی فوج کو کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ شاہی خیمے میدانِ جنگ میں نصب تھے، طول محاصرہ اور کثرتِ باراں کی وجہ سے خیموں کے رسے گل گئے سلطان نے سوت مہیا کرنے کا حکم دیا۔ ملازمان سوت کی تلاش میں چاروں طرف روانہ ہو گئے۔ شاہی سپاہیوں نے ایک گاؤں میں پہنچ کر لوگوں کو حکم سلطانی سنایا کہ اس قدر سوت کی ضرورت ہے۔ لوگ گھبرا گئے۔ اس گاؤں میں ایک خدا کا ولی رہتا تھا۔ اسے جب شاہی سپاہیوں کی آمد اور گاؤں والوں کی پریشانی کا علم ہوا تو اس نے سب لوگوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ میں اس کا انتظام کر دوں گا۔ ایک شاہی سپاہی اس ولی اللہ کے ساتھ ہو لیا۔ وہ بزرگ اپنے گھر پہنچے اور ایک نلی سوت کی ہانڈی میں ڈال کر اس کے منہ پر کپڑا باندھ کر ایک سوراخ کر کے نلی کے سوت کا سرا باہر نکال کر سپاہی کے پاس لائے اور فرمایا بھائی اس کو لے جا کر جس قدر چاہے سوت کھینچ کر رسہ بنا لو۔ انشاء اللہ اس کا سوت کم نہ ہو گا۔

ملازم اس ہانڈی کو لے کر لشکر میں آیا اور سوت کھینچنا شروع کر دیا تو سوت کے ڈھیر لگ گئے۔ اس میں کوئی کمی نہ آئی، اس کرامت کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس نے خود اس کرامت کا مشاہدہ کیا اور فوراً پا پیادہ اس بزرگ کی خدمت میں پہنچ کر بعد قدم بوسی عرض گزار ہوا میری فتح یابی کے لئے دعا فرمایئے۔ اس مرد بزرگ نے جواب دیا کہ میرے لائق جو خدمت تھی وہ میں انجام دے چکا، میں شاہی فوج کا خدمتی نہیں۔ یہ خدمت جس کے سپرد ہے وہ فوج میں آ گیا ہے۔ آپ ان سے دعا کی درخواست کریں وہ دعا کریں گے انشاء اللہ ضرور فتح ہو گی۔

<u>حضرت خواجہ شمس الدین کی دعا سے قلعہ فتح ہو گیا:</u> سلطان علاؤ الدین نے لاعلمی ظاہر کی تو اس مرد بزرگ نے بتایا کہ اس صاحب خدمت کی یہ پہچان ہے کہ ایک روز رات کو بارش اور زور کی آندھی آئے گی۔ تمام تنبو ڈیرے گر جائیں گے۔ صرف ایک خیمہ اسی صاحب خدمت کا باقی رہے گا۔ اس خیمہ میں چراغ بھی روشن

Marfat.com

رہے گا۔ اس وقت اگر تم تکلیف گوارا کرو گے تو ضرور صاحب خدمت سے مل سکو گے۔ سلطان واپس آ کر وقت موعود کا منتظر رہا۔

آخر ایک روز وہ وقت آ ہی گیا۔ بارش ہوئی خوب زور کی آندھی چلی، تمام خیمے گر گئے، بادشاہ صاحب خدمت کی تلاش میں ہر طرف پھرنے لگا، ایک خیمہ میں چراغ جلتا نظر آیا، قریب جا کر دیکھا تو خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی تلاوت میں محو تھے۔ خاموش کھڑا ہو گیا، کچھ دیر بعد خواجہ صاحب نے سر اٹھا کر دیکھا، سلطان سلام کر کے دعا کا ملتجی ہوا۔ حضرت خواجہ نے سر اٹھا کر دربارِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا جاؤ کل انشاء اللہ تمہارا لشکر فتح یاب ہوگا۔

اگلے روز صبح کو جب شاہی فوج نے حملہ کیا، حضرت خواجہ شمس الدین گھوڑا دوڑاتے قلعہ کے دروازے کے پاس جا کر اترے اور قلعہ کے دروازے سے سینہ لگا کر اسم ذات اللہ اس زور سے بلند کیا کہ اسی وقت قلعہ کے کواڑ گر پڑے۔ شاہی فوج فاتحانہ شان سے قلعہ میں داخل ہو گئی۔

وصال حضرت مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ: ادھر لشکر فتح کے جوش و خروش میں قلعہ میں داخل ہو رہا تھا۔ ادھر حضرت خواجہ شمس الدین ترک شمس الارض کو وصیت حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی کہ کل موجب ارشاد عالی بروز فتح قلعہ یعنی ۱۳ ربیع الاوّل ۶۹۰ھ کو حضور بادشاہ دو جہاں حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر ختم الارواح سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی ہو گی۔ آپ بے تاب ہو گئے اور اپنا کلام مجید شیخ محمد اسلم صاحب بخشی فوج کے ہاتھ مبلغ گیارہ روپے شکرانہ کے عوض میں ہدیہ فرمایا اور اس میں سے مبلغ آٹھ روپیہ کا اونی سبز رنگ کا کپڑا کفن کے لئے اور ایک روپیہ کا کپڑا تہ بند کیلئے خرید فرمایا، اور بقیہ دو روپیہ میں سامان برائے فاتحہ مثل میدہ شکر و روغن زرد وغیرہ خرید کر اور سب توشہ کمر سے باندھ کر بغیر کسی کو اطلاع کئے کلیر کی جانب روانہ ہو گئے۔ اسم اعظم چشتیہ برابر تلاوت فرماتے جاتے تھے اور بہت زور رفتاری سے گامزن تھے۔ تھوڑی

Marfat.com

دیر چلنے کے بعد کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال پریشان حال سامنے سے چلے آرہے ہیں۔ آپ نے خیریت مزاج حضرت مخدوم صاحب دریافت فرمائی۔ علیم اللہ ابدال نے بعد آداب بجالانے کے عرض کیا کہ آج ایک ہفتہ ہوا کہ مجھے حکم فرمایا تھا کہ تم خواجہ شمس الدین شمس الارض کی خدمت میں جاؤ اور اب انہی کے پاس رہنا۔ میں تم کو انہی کی خدمت کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ میرے کلیر سے جانے کے بعد کوئی خاص بات تو ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ علیم اللہ نے نفی میں جواب دیا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ صاحب کو اتفاق سے ٹھوکر لگی اور گر پڑے۔ گرتے ہی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ پھر آنکھ جو کھلی تو اپنے کو نواح کلیر میں پڑا ہوا پایا۔ مگر علیم اللہ ابدال کا پتہ نہیں تھا۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ جمال الدین ابدال تھوڑی دیر کے بعد مع اپنے جنات کے حاضر ہو کر آداب بجالائے۔ آپ نے درخت گولر کے قریب جا کر اسی سامان سے فاتحہ کے لئے کھانا تیار کیا اور اس کے بعد قریب جسد اقدس کے تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ برق جلال بصورت شمشیر جسم اطہر پر گردش کر رہی ہے۔ جب آپ قریب پہنچے تو وہ شمشیر آپ کے ہاتھ پر حملہ آور ہوئی۔ آپ نے اپنی آستین فوراً بڑھا کر لٹکا دی اور وہ لٹکی ہوئی آستین کٹ کر غائب ہو گئی۔ جب سے کہا جاتا ہے کہ حضرت شمس الدین شمس الارض رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد مبارک میں نشانی چلی آتی ہے کہ ایک ہاتھ کی آستین چھوٹی ہو جاتی ہے۔ الغرض جب وہ شمشیر جلال اپنا وار کر کے رخصت ہوئی تو خواجہ صاحب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر بیٹھا ہے اور حفاظت نعش منور کی کر رہا ہے۔ آپ کو دیکھتے ہی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی۔ اس کے بعد آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور بموجب وصیت متذکرہ صدر قریب کے چشمہ سے پانی لیا اور غسل دیا۔ اس کے بعد بموجب ارشاد عالی تہ بند و کفنی پہنائی اور دستار مبارک سر سے باندھی اور اس سلسلہ میں اپنا ہاتھ جسم مبارک سے نہیں لگایا جب جنازہ مکمل ہو گیا تو اب آپ بہت متفکر ہوئے کہ ایسی مقتدر ہستی کی نماز اور میں تنہا پڑھنے والا۔ اس بات سے آپ کو بہت

Marfat.com

قلق ہوا۔ صبر کر کے آپ مصلے پر کھڑے ہونا ہی چاہتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ذرا ٹھہرو جلدی مت کرو، یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ میں آپہنچا۔ خواجہ صاحب نے مڑ کر دیکھا کہ ایک سوار بہت تیز رفتار مغرب کی طرف سے صابری لباس زیب تن کئے ہوئے چہرہ پر نقاب ڈالے آ پہنچا اور گھوڑے سے اتر کر مصلے پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھنی شروع کر دی۔ حضرت خواجہ صاحب بھی شریک ہو گئے اور بعد ختم نماز کے سلام کے لئے شمال اور جنوب کی جانب منہ پھیرا تو ملاحظہ فرمایا کہ ہزاروں اولیائے کرام اور بزرگان دین نماز میں شامل ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر توشہ متذکرہ صدر پر سب نے فاتحہ پڑھی اور سب نے ایک ایک انگلی سے تبرک نوش فرمایا اس کے بعد علیم اللہ ابدال مع چند جنات کے مولانا امام الدین مرحوم شہید کے مقبرے میں جا کر دونوں سنگ یاقوت سرخ اٹھا لائے اور بموجب فرمان جسد شریف کے دائیں بائیں جانب رکھ کر ملا دیئے اور سرہانے کی جانب بالکل بند کر کے پائینتی کی جانب کچھ کھلا رکھا اور باقی تین طرف سے مٹی لگا کر قبر کو بند کر دیا۔

<u>حقیقت فنا و بقا:</u> حضرت خواجہ شمس الدین نے ایک روز مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال عرض کیا تھا کہ فنا و بقا کا راز کیا ہے؟ تو حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کسی وقت ظاہر کر دیا جائے گا۔ حضرت خواجہ شمس الدین کو وہ سوال یاد آ گیا مگر یہ ایک واقعہ تھا کہ جس کو مدتیں گزریں جو حضرت خواجہ صاحب کے ذہن سے خارج ہو چکا تھا مگر آج جس وقت سب لوگ قبر شریف کی چشمہ بندی میں مصروف تھے تو حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ امام صاحب سے ملاقات کر کے ان کے حالات نام و نشان دریافت کر لینا چاہئے ورنہ یہ بات پردہ راز میں رہ جائے گی کہ نماز جنازہ کس نے پڑھائی چنانچہ آپ سوار (امام کی جانب متوجہ ہوئے تو وہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر سوار ہو چکے تھے اور خواجہ صاحب کو آتا دیکھ کر گھوڑا مغرب کی جانب بڑھا دیا۔ حضرت خواجہ صاحب گھوڑے کے پیچھے دوڑے اور کچھ دور جا کر گھوڑے

Marfat.com

کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا کہ حضرت اپنا نام و نشان تو بتلایئے تاکہ یہ بات پردہ راز میں نہ رہے۔ یہ سن کر سوار نے اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دی اور فرمایا کہ فقیر کے جنازے کی نماز فقیر ہی نے پڑھائی ہے چہرہ پر نور دیکھتے ہی حیرت میں آ گئے تو حضور نے قبر کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ شمس الدین حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ فنا ہے یہ بقا ہے الحمد للہ کہ بموجب وعدہ کے آج یہ مسئلہ بھی تم کو بچشم خود دکھلا کر سمجھا دیا۔ ایک بار مجھ پر ایفائے وعدہ کا جو باقی تھا اس سے بھی آج سبکدوش ہو گیا۔ یہ سنتے ہی حضرت خواجہ شمس الدین ترک شمس الارض پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور وہ سوار صاحب جدھر سے تشریف لائے تھے ادھر کو روانہ ہو گئے۔

<u>پانی پت میں آمد و قیام:</u> غرضیکہ حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد چوتھے روز آپ پانی پت آ گئے اور یہاں پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی۔ آپ نے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں جب وہ پیالہ لایا گیا تو وہ مسکرائے اور انہوں نے ایک گلاب کا پھول اس میں رکھ کر پیالہ واپس کر دیا۔ جب پیالہ واپس آیا تو حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسکرائے بعد میں اس کے بارے میں جب آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت میرے مرشد کے فرمان کے مطابق میرے سپرد ہو چکی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا اب کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ کچھ عرصے کے بعد بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے کرنال چلے گئے پھر کچھ عرصے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

پانی پت میں تشریف لانے کے بعد آپ خلق اللہ کی ہدایت میں مشغول ہو گئے اور علاقے کے لوگوں کو بہت فیض پہنچایا۔ بہت سے لوگ مرید اور معتقد ہو گئے۔

کرامت: بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے وطن میں ایک مرتبہ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور بہت سے دوسرے اکابر بھی وہاں موجود تھے۔ بہت سے سید بھی موجود تھے۔ ایک سید نے جو اکابر شہر سے تھا اور بہت شہرت رکھتا تھا آپ سے استہزا کیا کہ آپ کے سید ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے اپنا نسب نامہ بیان کر دیا۔ اس شخص نے کہا یہ بھی ثبوت کا محتاج ہے۔ یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے۔ فرمایا یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ سید کے جسم کو آگ نہیں جلا سکتی اگرچہ اس کا کبھی تجربہ نہیں کیا گیا مگر اس سے بہتر کوئی دلیل نہیں کہ ایک گڑھے میں خوب آگ روشن کی جائے اور ہم دونوں اس میں داخل ہوں جسے آگ نہ جلائے وہی سید ہے۔

لوگوں نے یہ بات قبول کی اور ایک گڑھے میں آگ روشن کر دی گئی۔ جب اس کی گرمی خوب شدت اختیار کر گئی تو آپ اس میں داخل ہو گئے لیکن آگ نے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔

آپ نے سید کو آواز دی کہ آؤ تم بھی بیٹھ جاؤ کیوں دیر کرتے ہو سید لوگوں کی شرم کے مارے اور اپنی آن رکھنے کی خاطر آگے بڑھا مگر آگ کی حدت کو محسوس کر کے بدحواس ہو گیا۔ جونہی گڑھے کے قریب پہنچا اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ چیخ و فریاد کرنے لگا۔ حضرت شمس الدین گڑھے سے باہر آ گئے اور اپنا دست مبارک اس کے کپڑوں پر پھیرا۔ آگ فوراً بجھ گئی یہ کرامت دیکھ کر وہ شخص آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگی۔ دوسرے لوگ بھی یہ واقعہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے۔

سیرت پاک: آپ صاحب عظمت تھے علم ظاہری و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ ریاضت مجاہدہ اور عبادت میں بے نظیر تھے۔ وضع قطع قلندرانہ تھی آپ کا لباس چرمی ہوتا تھا۔ آپ سیف الزبان تھے جو کچھ زبان سے نکالتے وہی پورا ہو جاتا۔

Marfat.com

خلیفہ: آپ نے حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء کو خلافت عطا کی۔

وصال: آپ نے ۱۵ جمادی الثانی ۱۷۶ھ کو اس دارفانی سے سفر دارالآخرت فرمایا آپ کا مزار اقدس پانی پت میں مرجع خلائق ہے۔

اولاد: آپ جب ترکستان میں تھے تو اس وقت آپ نے شادی کی۔ آپ کے صاحبزادے کا نام سید احمد جوّاد تھا مگر آپ ہندوستان میں اکیلے تشریف لائے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ گیسو دراز چشتی رحمۃ اللہ علیہ

نام اور لقب: آپ کا اسم گرامی محمد کنیت ابوالفتح۔ لقب صدر الدین۔ ولی الاکبر الصادق تھا۔ دکن میں آپ عام طور پر خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس زمانہ میں سادات کی یہ نشانی تھی کہ وہ سر کے بالوں کو بڑھایا کرتے۔ آپ کی کاکلیں چونکہ خوب دراز تھیں اس لئے گیسو دراز کے نام سے مشہور ہو گئے اور یہ لفظ آپ کے نام کا جزو بن گیا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ کے گیسوئے مبارک زانو تک دراز تھے ایک روز آپ اپنے شیخ کی پالکی کندھے پر لئے جا رہے تھے چلتے چلتے آپ کے گیسوئے مبارک پالکی کے پایہ میں پھنس گئے۔ فرط ادب سے شیخ کی سواری کو روکنا گوارا نہ کیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حضرت شیخ کو ہوئی تو ازراہ شفقت ارشاد فرمایا۔

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

ترجمہ: ہر وہ شخص جو سید گیسو دراز کا مرید ہو لازماً اس نے راہِ عشق اختیار کر لی۔ اس کے بعد سے گیسو دراز مشہور ہوئے۔

شجرۂ نسب: سلطان العرفاء امام الاولیا سید السادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد امجاد سے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب بائیس واسطوں سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا

Marfat.com

ہے۔آپ کا خاندانی شجرہ یہ ہے:

ولی الاکبر الصادق ابوالفتح محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن الجنیدی ابن حسین بن ابی عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن امام حسنین رضی اللہ عنہ بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد سید یوسف حسینی عرف سید راجہ تھے۔ چونکہ آپ نے اپنے نفس کے ساتھ پورا پورا جہاد کیا تھا اس لئے آپ کا نام راجو قتال دکن میں مشہور ہے۔ حضرت سید یوسف صاحب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اؤلیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ خود اپنے ملفوظات جوامع الکلم میں خود فرماتے ہیں۔ ''میرے والد بزرگوار حضرت شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں منسلک رہے۔'' ان کے نانا بھی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کے مرید تھے۔

پیدائش: سیر محمدی میں ہے کہ حضرت گیسو دراز کے مورث اعلیٰ ہرات سے دہلی آئے تھے۔ یہیں ۷۲۱ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابھی آپ ۷ سال کے تھے کہ سلطان محمد تغلق نے بجائے دہلی کے دیوگری کو اپنا دارالخلافہ بنانا چاہا اور تمام باشندگان دہلی کو حکم دیا کہ وہ دیوگری (دولت آباد) منتقل ہو جائیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے والد ماجد حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ معہ اہل وعیال کے ۲۰ رمضان ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہو کر ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمال جانب بالائے کوہ اس مقام پر جو روضہ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہو گئے۔

نیک بزرگ کی صحبت: اس زمانہ میں دولت آباد کے صوبہ دار حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی تھے۔ یہاں ایک بزرگ شیخ بابو رہا کرتے تھے جن کی صحبت میں حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد

Marfat.com

برابر شریک رہتے۔ والد بزرگوار کے ساتھ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی خدمت میں تشریف لے جاتے۔ یہ بڑی شفقت سے پیش آتے چنانچہ انہوں نے بچپن ہی میں ان کے لئے اچھے کلمات استعمال کئے۔ آٹھ ہی سال کی عمر میں حضرت گیسو دراز سے دینی شغف کا اظہار ہونے لگا۔ وضو اور نماز میں خاص اہتمام کرتے۔ چھوٹے بچے ان کی خدمت میں جمع رہتے اور بہت ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کے سامنے اٹھتے بیٹھتے۔ وضو کے لئے پانی کا گھڑا بھر کر ان کے لئے رکھتے۔ حضرت گیسو دراز اس کم عمری میں بھی مشائخ کی طرح ان کو تبرک عنایت کرتے۔

<u>والد گرامی کا انتقال:</u> ۵ شوال ۷۳۱ھ کو آپ کا انتقال ہو گیا اور اپنے مکان مسکونہ میں دفن ہوئے۔ والد ماجد کے انتقال کے وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر دس سال تین مہینے اور ایک روز تھی۔

<u>ابتدائی تعلیم:</u> آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا سے پائی اور پھر دوسرے استاد سے مصباح اور قدوری پڑھیں۔ نانا اور والد ماجد کی صحبت میں حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اور حضرت نصیر الدین چراغ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کا ذکر برابر سنتے تھے۔ چنانچہ ایام طفلی ہی میں خواجگانِ چشت سے عقیدت پیدا ہو گئی اور حضرت چراغ دہلی کے دیدار اور ملاقات کے مشتاق ہوئے۔

<u>بیعت:</u> منقول ہے کہ حضرت مخدوم گیسو دراز کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی جو بادشاہ کی طرف سے صوبہ دولت آباد کے صوبہ دار (گورنر) تھے رنجش ہو گئی۔ وہ اس قدر برخاستہ خاطر ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹوں (یعنی حضرت مخدوم گیسو دراز اور ان کے بڑے بھائی حضرت سید حسین عرف سید چندن حسینی) کو ہمراہ لے کر دہلی روانہ ہو گئیں اور یہ مختصر سا قافلہ ۴ رجب ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچا۔ اس وقت مخدوم گیسو دراز کی عمر پورے پندرہ سال ہو چکی تھی اور ان کا دل حضرت خواجہ چراغ دہلوی کی محبت سے لبریز تھا۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بے تاب تھے۔ آخر وہ دن بھی آ گیا جب مطلوب کے پاس طالب

Marfat.com

پہنچ گیا۔ حسن جہاں سوز کو عشق جاں سوز نے دیکھا۔ یہ جمعتہ المبارک کا دن تھا۔ حضرت چراغ دہلوی سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے تشریف لا چکے تھے۔ وہاں حضرت مخدوم گیسو دراز بھی پہنچ گئے۔ آپ نے حضرت چراغ دہلوی کو دیکھا اور ان پر وارفتہ ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا وصل کی تڑپ نے آپ کو تڑپا دیا۔ آپ ۱۶ رجب ۷۳۶ھ کو اپنے برادرِ کلاں سید چندن حسینی کے ہمراہ حضرت چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسی روز یہ دونوں بھائی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید ہو گئے۔ اب آپ کی تعلیم و تربیت نے نئے رخ اختیار کر لئے۔ سلسلہ درس کے ساتھ آپ ریاضت و مجاہدات میں بھی مشغول ہو گئے۔ آپ نے حضرت چراغ دہلوی کے علاوہ مولانا شرف الدین کتیلی، مولانا تاج الدین بہادر، قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشرکی الکندی اور بعض دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ اثنائے تعلیم کے دوران دو ایک بار آپ پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بقدر ضرورت میں نے پڑھ لیا ہے اب اگر آپ حکم دیں تو میں سلسلہ درس کو چھوڑ کر تمام تر اشغال باطنی میں مشغول ہو جاؤں لیکن حضرت چراغ دہلوی نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ اب سلسلہ درس کو تمام کرو۔

<u>عبادت و ریاضت:</u> مرشد کی ہدایت کے مطابق عبادت و ریاضت میں تدریجی ترقی کی۔ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

''ایک بار اشراق کے بعد پابوسی کے لئے حاضر ہوا۔ (حضرت خواجہ نے) فرمایا صبح کی نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو کیا وہ آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد تک باقی رہتا ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں! آپ کے صدقہ میں باقی رہتا ہے۔ فرمایا اچھا ہو جو اسی وضو سے دوگانہ اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کی آپ کے صدقہ میں پڑھوں گا۔ پھر فرمایا اسی کے ساتھ شکر النہار اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو۔ جب چند روز اس کی پابندی کر چکا تو ایک روز فرمایا، دوگانہ اشراق پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا بلاناغہ پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اگر اس میں چاشت کی بھی چار

Marfat.com

رکعت ملا دیا کرو تو نماز چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ اور کسی وقت پڑھو بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو تو چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔''

''میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا۔ ایک بار پوچھا کیا تم رجب میں روزے رکھا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر پوچھا شعبان میں بھی؟ میں نے کہا، نو روزے رکھتا ہوں۔ فرمایا، اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو تو پورے تین مہینے کے روزے ہو جایا کریں گے۔ میں نے گزارش کی آپ کے صدقہ میں رکھوں گا۔ میں نے اپنی والدہ کو بتایا وہ اس وقت تک حضرت شیخ سے بیعت نہیں ہوئی تھیں۔ مجھ پر برہم ہوئیں کچھ سخت سست بھی کہا۔ میں نے ان سے عرض کیا آپ جو چاہیں کہیں لیکن شیخ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر عمل کرنے سے باز نہیں آؤں گا۔ میں رمضان کے بعد عید کے چھ روزے بھی رکھا کرتا تھا۔ ان ہی ایام میں ایک دن قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے بلکہ صوم دوام رکھتے تھے۔ تم بھی صوم دوام رکھا کرو۔''

باطن کو آراستہ کرنے کے علاوہ علوم ظاہری کی تعلیم کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ کچھ کتابیں مولانا سید شرف الدین کیتھلی، کچھ مولانا تاج الدین بہادر اور کچھ مولانا قاضی عبدالمقتدر سے پڑھیں۔

ذکر و فکر میں زیادہ لذت ملنے لگی تو گھر چھوڑ کر خطیرۂ شیر خان جہان پناہ کے ایک حجرہ میں آ کر مراقبہ کرنے لگے اور یہاں دس برس تک ریاضت کی۔ یہیں سے مولانا قاضی عبدالمقتدر سے تعلیم حاصل کرنے جاتے اور وہاں سے مرشد کی پابوسی کے لئے پہنچتے۔ علوم باطن کے حاصل کرنے میں علوم ظاہر کی تحصیل سے دل برگشتہ رہنے لگا۔ اس لئے مرشد سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو علم ظاہر کی تعلیم اب چھوڑ دوں اور علم باطن کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول رہوں لیکن مرشد نے فرمایا ہدایہ، بزودی، رسالہ شمسیہ، کشاف اور مصباح خوب غور سے پڑھ لو۔ تم سے ایک کام لینا ہے۔ مرشد کے حکم کے مطابق تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور انیس سال کی عمر میں تمام

Marfat.com

علوم کی تحصیل سے فارغ ہوئے جب ان علوم سے فراغت ہوگئی تو ریاضت شاقہ کی طرف توجہ کی۔ پنجگانہ دوگانہ پانزدہ گانہ ادا فرماتے اور طی کے روزے رکھتے۔

حضرت چراغ دہلی اپنے مرشد کی ریاضت سے بہت متاثر ہوئے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے پھر مجھ میں شوریدگی پیدا کر دی ہے اور پہلے زمانہ کے واقعات مجھے یاد دلا دیئے ہیں چنانچہ ان کی شفقت روز بروز بڑھتی گئی۔ ایک بار خود خطیرہ شیر خاں تشریف لے گئے اور اپنے محبوب مرید کو کچھ روپے بھی نذرانے میں پیش کئے جس کے بعد سے حضرت گیسو دراز کی بڑی شہرت ہوئی۔ باکمال صوفیاء کہا کرتے تھے کہ اس شخص کو جوانی میں ''مقام پیران واصل و مقتدایان کامل'' کا درجہ حاصل ہے۔

ریاضت کا ذوق اتنا بڑھ گیا کہ انسانی آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں جا کر مجاہدہ کرنے لگے۔

مرشد کی خدمت: عزلت و خمول کی ریاضت کے بعد مرشد کی خدمت میں آ کر ایک عرصہ تک رہے۔ اس زمانہ میں ان کے معمولات یہ تھے۔ علی الصبح اٹھ کر مرشد کو وضو کراتے۔ پھر خود وضو کر کے نماز صبح باجماعت ادا کرتے اور جب تک مرشد اوراد و وظائف میں مشغول رہتے طالبانِ حق کو سلوک کی تعلیم دیتے اور جب مرشد کی مجلس منعقد ہوتی تو اس میں شریک ہوتے اور جب برخاست ہوتی اور مرشد حجرہ میں عبادت میں مشغول ہوتے تو خود بھی ایک گوشہ میں بیٹھ کر یادِ حق میں مصروف رہتے۔ پھر چاشت کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر قیلولہ کرتے۔ اس کے بعد کلام پاک کی تلاوت فرماتے۔ ظہر کا وقت آتا تو پہلے خود وضو کرتے پھر مرشد کو وضو کراتے۔ ظہر کی نماز کے بعد مرشد حجرہ میں تشریف لے جاتے تو خود بھی اپنے حجرہ میں آ کر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ سہ پہر کا وقت ہو جاتا۔ مرشد کی مجلس پھر منعقد ہوتی اس مجلس میں وضو کر کے شرکت کرتے اور مرشد کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر مغرب تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے۔ مغرب کی نماز اور اوابین ادا کر کے عشاء تک طالبانِ

Marfat.com

سلوک کو تعلیم دیتے پھر بقدر تھوڑا کھانا تناول فرما کر سو جاتے اور نصف شب کو بیدار ہو کر پہلے خود وضو کرتے پھر مرشد کو وضو کراتے اور جب مرشد حجرہ میں داخل ہو کر حق کی یاد میں مشغول ہو جاتے تو خود بھی نماز تہجد ادا کر کے حجرہ کے باہر دروازہ سے پشت لگا کر ذکر و شغل میں مصروف ہو جاتے۔ اس وقت بھی پانی کا آفتابہ وغیرہ ساتھ رکھتے کہ جب مرشد صبح کی نماز کے لئے حجرہ سے باہر آئیں تو اس وقت وضو کے لئے سامان تیار ملے۔

جب وہ اپنی وفات سے ایک سال پہلے باسور بادی کے مرض میں مبتلا ہوئے تو غایت تکلیف میں حضرت سید گیسو دراز ہی سے اپنی صحت کے لئے دعا کرائی اور ان ہی کی دعاؤں کی برکت سے شفا پائی۔

حضرت سید گیسو دراز اپنی عمر کے ۳۷ ویں سال خلہ کے مرض میں مبتلا ہوئے اور خون تھوکنے لگے، اسی کے ساتھ ہچکیاں بھی آتی تھیں۔ مرشد نے ان کے لئے دوا، طبیب اور تیمار دار بھیجے اور روزانہ ایک آدمی ان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے روانہ فرماتے۔ جب ان کو شفا ہوئی تو ان سے مل کر بے حد خوش ہوئے اور اپنا کمبل عطا فرمایا اس ملاقات کے بارہ میں سیر محمدی کے مؤلف رقم طراز ہیں:

"اپنا کمبل اپنے سامنے سے اٹھا کر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور حضرت مخدوم کے ہاتھ مضبوط پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی کے لئے محنت و مشقت کرتا ہے تو کسی چیز کے واسطے کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد اس کام کو میری طرف سے قبول کرو، یعنی لوگوں سے بیعت لیا کرو۔ حضرت مخدوم نے سر نیچا کر لیا اور خاموش رہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے قبول کر لیا؟ حضرت مخدوم نے عرض کیا، قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے دو وصیتیں ارشاد فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے ظاہری اوراد ترک نہ کرنا۔ دوسرے یہ کہ میرے متعلقین کے ساتھ رعایت و مراعات کرنا (ص ۲۳)

<u>خلافت و سجادگی:</u> حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ان کی میت

Marfat.com

کو حضرت سید گیسو دراز ہی نے غسل دیا اور جس پلنگ پر غسل دیا تھا اس کی ڈوریاں پلنگ سے جدا کر کے اپنی گردن میں ڈال لیں کہ یہ میرا خرقہ ہے۔

منقول ہے کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی نے آپ کو اپنی رحلت سے پہلے خلافت عطا فرما کر اپنا سجادہ مقرر فرمایا لہٰذا ان کی وفات کے بعد آپ سجادہ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دیا۔ طالبان حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے جیسے کہ حضرت بندگی شیخ نصیر الدین محمود تلقین و ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ زمانہ شیخیت میں بہت سے علماء، صلحاء، سلاطین خوانین اور قسم قسم کی مخلوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی۔

سیر وسیاحت: حضرت خواجہ گیسو دراز نے بہت سے علاقوں کا سفر کیا جن کا حال حسب ذیل ہے:

حضرت خواجہ اجمیری کے دربار میں حاضری: بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے منزل در منزل کرتے دسویں دن اجمیر پہنچ کر سیدھے سلطان الہند غریب نواز خواجہ چشت حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر وارد ہوئے۔ اول فاتحہ دی پھر بذریعہ مراقبہ سلطان الہند سے فیوض باطن حاصل کئے اور اسی طرح تین دن تک باب عالی میں حاضر باش رہ کر گوناگوں نعمتوں و کرامتوں سے مستفید ہوتے رہے چوتھے دن چلنے کا ارادہ کیا تو اجمیر کے چھوٹے بڑے سب نے اصرار کیا کہ چندے یہاں قیام فرما کر ہم لوگوں کو انوار و برکات سے فیض یاب و فائز المرام فرمایا جائے جواب دیا "اب یہاں ٹھہرنے کا حکم نہیں ہے۔ سلطان الہند کی مرضی ہے کہ ابھی مزید تھوڑے دنوں سفر و سیاحت اور صحرا نوردی کی جائے اس لئے تعمیل حکم میں کمربستہ جا رہا ہوں آئندہ جو حکم ہوگا ویسی تعمیل حکم بجا لاؤں گا۔ یہاں معاملہ آقا اور غلام کا ہے۔ غلام مجبور ہے۔"

غرض کہ اجمیر سے چوتھے دن روانہ ہو کر قصبہ سردار پہنچے اور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے ناگور کی راہ

Marfat.com

لی۔

ناگور پہنچ کر سب سے پہلے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں سے ملاقات کی اور ناگور کے دوسرے مزاروں پر فاتحہ خوانی کر کے جانب احمد آباد روانہ ہو گئے۔

سفر احمد آباد: احمد آباد گجرات میں داخل ہونے کے بعد آپ نے وہاں کے ایک قبرستان میں قیام کیا۔ جہاں حضرت قطب عالم کے ایک مرشد شاہ عالم کو نور باطن سے آپ کی تشریف آوری کا حکم ہوا وہ آپ کے پاس قبرستان آئے اور دورانِ گفتگو میں کہا ''بندہ نواز! آپ خانقاہ میں قیام فرمائیں'' لیکن آپ نے یہاں سے جانا پسند نہ کر کے فرمایا قبرستان ہی بہترین اقامت گاہ ہے۔ پھر جمعہ کی نماز پڑھانے آپ احمد آباد کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ جہاں بادشاہِ وقت بھی موجود تھا۔ آپ نے جمعہ کا نہایت سلیس عام فہم اور نصائح سے بھرپور عربی زبان میں برجستہ خطبہ پڑھ کر نماز جمعہ پڑھائی۔

قدر شناس بادشاہ نے مصافحہ کر کے تمنا ظاہر کی کہ ''سرکار! احمد آباد کی سکونت قبول فرما کر اپنے برکات سے اہل شہر کو فیض یاب ہونے کا موقع دیں تو زہے نصیب'' لیکن آپ نے وہی جواب دیا ابھی سفر و سیاحت کا حکم ہے ٹھہرنے سے مجبور ہوں۔''

بعد نماز جمعہ اکثر لوگ آپ کے ساتھ آپ کی قیام گاہ قبرستان تک آئے اور سہ پہر کو بادشاہ وقت مع قاضی شہر اور دیگر مشائخ کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔ زر و جواہر کی کئی کشتیاں نذر پیش کیں جس پر آپ نے فرمایا زر و جواہر اور مال و متاع دنیاوی سالک کے لئے راہزن و ڈاکو ہیں۔ دولت دنیاوی کو عرصہ سے طلاق بائن دے چکا ہوں۔ یہ قیمتی زر و جواہر کی کشتیاں فقیر کے کسی کام کی نہیں۔ بادشاہ کے اصرار کے باوجود بھی آپ نے یہ نذر قبول نہیں فرمائی پھر وہ تمام کشتیاں بحکم شاہی اسی وقت فقراء و مساکین کو تقسیم کر دی گئیں جب شام تک تمام لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے تو آپ نے فوراً ہی احمد آباد سے کوچ فرمایا۔

Marfat.com

کاٹھیا وار اور گرناتھ پہاڑ: احمد آباد سے روانہ ہو کر آپ نے گجرات کے دیگر شیوخ عبداللہ شطاری وغیرہم سے ملاقات کی کاٹھیا وار کے اکثر مقامات دیکھتے اور زندہ و مردہ بزرگوں سے ملتے ہوئے بحکم الٰہی ہندوؤں کی مشہور تیرتھ گرناتھ پہاڑ پر اس وقت پہنچے جبکہ یہاں کے مقامی جین مت اور وشنومت پجاریوں اور فقیروں میں باہمی مذہبی جھگڑا ہو رہا تھا اور قریب تھا کہ خون کی ہولناک ہولی کھیلی جائے ان لوگوں کے کچھ قریب پہنچتے ہی آپ نے زور سے للکارا اور خرق عادات و کرامات کے ذریعہ ایسی راہ دکھائی کہ یہ سب کے سب بہ تعداد کثیر اپنے تنازعے بھول کر آپ کے گرویدہ ہو گئے اور اسی وقت اسلام لے آئے۔ ان مسلمانوں کو اسلام کے احکام بتا کر اور ان سے عمل کرنے کا وعدہ لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سندھ کی جانب روانہ ہو گئے۔

ٹھٹھہ اور حیدر آباد سندھ میں تبلیغ اسلام: گرناتھ پہاڑ سے صحرا نوردی کرتے جنگل جنگل پھرتے شہر ٹھٹھہ پہنچے جہاں اسلام کی دل کھول کر تبلیغ کی اور چند بڑے ہندوؤں کی اسلام آوری کے بعد حیدر آباد سندھ گئے۔ جہاں چند دن قیام کیا پھر حیدر آباد سے شمال جانب ایک بہت بڑا جادوگر رہتا تھا جو مسلمانوں کو بے حد تکالیف دیتا تھا۔ اس سے کئی جنگیں لڑیں اور آخری معرکہ میں اس سے توبہ کرائی کہ آئندہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف کسی قسم کی نہ دے گا اس توبہ کے دوسرے ہی دن وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ پھر سید لعل شہباز سندھی اور شیخ عیسیٰ بن شیخ یوسف فاروقی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کے بعد یہاں سے بلوچستان ہوتے ہوئے افغانستان گئے جہاں علاقہ توزیے میں پہنچ کر پیر کبار خلیفہ خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت کی اور دوسرے صاحبان مزار سے ملاقات کرتے ہوئے لاہور تشریف لے گئے۔

لاہور میں قیام: لاہور پہنچ کر شیخ علی ہجویری مخدوم داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں اکیس دن تک قیام کیا۔ اسی زمانہ اقامت میں اکثر بزرگان دین اور

Marfat.com

اولیائے کرام کے مزاروں پر فاتحہ پڑھی اور خاص کر داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض روحانی حاصل کئے۔

بابا فرید کے مزار پر چلہ کشی: لاہور سے سیدھے پاک پٹن آئے اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چالیس دن حاضر رہے۔ اس چلہ میں بابا صاحب سے فیضان حاصل کیا پھر بحصول اجازت ملتان گئے جہاں اولیاء عظام شیخ ابوالفتح ملتانی، شیخ صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی اور شیخ حسن افغانی رحمہم اللہ وغیرہ کے مزاروں پر فاتحہ پڑھتے اور حالات معلوم کرتے رہے پھر یہاں سے جانب دریائے اٹک روانہ ہوئے۔

ملتان سے ایبٹ آباد اور پھر سری نگر: ملتان سے دریائے اٹک کے کنارے کنارے ایبٹ آباد پہنچے جہاں بزرگوں کے مزارات پر چلتے چلتے فاتحہ پڑھی اور لوگوں سے ملے بغیر سری نگر کشمیر میں قدم رکھا۔ جہاں شیخ تقی الدین کے خلیفہ بزرگ میر سید علی ہمدانی ازروئے کشف آپ کے نزول اجلال کا حال معلوم کر کے استقبال کے لئے آگے آئے اور سری نگر کی آبادی میں آپ کے داخلہ کے وقت ہی آپ کو لئے ہوئے خانقاہ میں آئے اور خانقاہ میں آپ کو اعلیٰ مہمان بنایا۔ یہاں کے فقرا و اہل اللہ سے آپ نے ملاقات کی اور جامع مسجد کے دروازہ میں کھڑے ہو کر بہت دیر تک دعائے فاتحہ پڑھنے کے بعد کہا یہاں اکثر بزرگ موجود ہیں پھر سری نگر میں بہنے والے دریائے جہلم پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور کہا اے دریا کے اندر رہنے والے بزرگ! اللہ کی آپ پر رحمتیں ہوں پھر کئی دن کے قیام کے بعد جانب سیالکوٹ روانہ ہوئے۔

امام علی الحق کے مزار پر حاضری: سیالکوٹ پہنچ کر شاہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ لاحق سیالکوٹ کے مزار پر فاتحہ خوانی کر کے پہاڑوں کے سلسلہ پر چڑھ گئے۔ انہی پہاڑی سلسلوں سے گزرتے اوتراکھنڈ کی پہاڑیوں کو دیکھتے ہردوار پہاڑ کے نیچے آئے۔ عرصہ سے پانی نہیں ملا تھا اس لئے ہردوار کے گھاٹ پر بیٹھ گئے۔

Marfat.com

ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ: آپ کو گھاٹ پر بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو اشنان گھاٹ پر بیٹھے دیکھ کر شور مچایا اور خوب واویلا کیا چونکہ آپ استغراق میں تھے اس لئے آپ کو ان کے شوروغل مچانے کی خبر نہ ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں ہندوؤں کا بڑا مہنت آیا اور اس نے جب خوب شور کر کے آخری دہائی دی تو آپ نے آنکھ کھول کر اسے دیکھا۔ آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ بڑا مہنت فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ مہنت کے دوسرے ساتھی یہ معاملہ دیکھ کر دم بخود ہو گئے۔ دوسرے لوگ کہنے لگے یہ جادوگر ہے۔ کچھ لوگ بڑے مہنت کو مردہ سمجھ کر رونے پیٹنے لگے آخر کار آپ اٹھے اور اس بے ہوش مہنت کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ بیٹھ۔ آپ کا یہ حکم سنتے ہی وہ بڑا مہنت فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنا پسینہ خشک کیا پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ جب آپ نے یہ سنا کہ یہاں عورتیں بھی اشنان کے لئے آتی ہیں تو گھاٹ کے قریب سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد دوسرے دن مہنت کے دیگر ساتھی بھی اسلام لائے۔ آپ نے ان سب کو اسلام کی چند ضروری باتوں پر عمل کرتے رہنے کی تلقین کی اور بڑے مہنت سے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرتے رہو تا کہ سیر منازل میں کامیابی تمہاری پابوسی کرے۔ اس نومسلم بڑے مہنت نے آپ کی خدمت کرتے ہوئے ایک دن آپ کو ایک ناریل لا کر دیا اور کہا یہ اکسیر سے بھرا ہوا ہے اس سے لاکھوں من سونا تیار ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ناریل اس کے ہاتھ سے لے کر بھرے دریا میں دور پھینک دیا اور فرمایا غلط خیال اور غلط اعمال سے توبہ کرو اللہ کو چاہنے کے لئے ہر طرح کوشش کرو۔ پھر اس مہنت کو کچھ ملول سا دیکھ کر فرمایا اللہ کے خزانہ میں اکسیر کی کوئی کمی نہیں ہے اگر تمہیں ناریل والے اکسیر کی خواہش ہے تو لو یہ دریائی ناریل موجود ہیں۔ نومسلم مہنت نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کنارہ پر ناریل ہی ناریل تیر رہے تھے جن کے منہ اسی طرح بند تھے جیسے اس کے اکسیر والے ناریل کا منہ بند تھا۔

Marfat.com

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ مہنت بہت شرمندہ ہوا اور پھر توبہ کر کے اقرار کیا کہ انشاء اللہ اب صرف اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مکمل پیروی کروں گا۔

اس کے بعد اس مہنت سے فرمایا۔ دنیاوی خواہشات اور زر و جواہر دنیاوی کو آتش و سانپ سمجھو عاشقانِ مولا اور طالبانِ حق کا دستور رہا ہے کہ دنیاوی مال و زر سے ہمیشہ الگ تھلگ رہتے اور متوکل بخدا رہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے ہر انسان کے لئے آسمان پر اس کا رزق لکھ دیا ہے۔ وہ پیٹ کے اندر کے بچہ تک کو رزق دیتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں وہ ہم کو لازماً عمدہ طریقہ سے رزق دے گا۔

پھر ایک دن اسی مہنت کے مسلمان ساتھیوں کی موجودگی میں اس مہنت سے کہا اللہ پر توکل کرنا بہت ضروری ہے۔

سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی شیخ ابوسعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو اسلامی بیت المال سے ایک مرتبہ ہزار اشرفیاں ملنے لگیں تو انہوں نے قبول نہ کرتے ہوئے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ روزِ محشر جبکہ سرمایہ دار آفتاب کی تیز دھوپ میں پانچ سو سال تک کھڑے حساب و کتاب دیتے ہوں گے۔ اس مدت سے بہت پہلے متوکل فقیر جنت میں پہنچ جائیں گے اور جو کوئی سرمایہ دار ان متوکل فقیروں کے ساتھ جانا چاہے گا اس کو حکم دیا جائے گا ابھی ٹھہرو تمہارا حساب و کتاب ابھی پورا نہیں ہوا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر اگر لوگ بھرپور خزانہ یا دنیا کی پوری دولت بھی مجھے دیں تو میرے لئے بیکار ہے۔ مجھے تو اللہ پر توکل اور پورا بھروسہ ہے پھر ایک مرتبہ ساز و سامان دنیاوی کو بے حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ نے سفر حج میں ایک لڑکے سے کہا تم کہاں جاتے ہو لڑکے نے جواب دیا کعبہ شریف حج کرنے۔ اس پر حضرت ابراہیم خواص نے کہا بظاہر تمہارے پاس سفر حج کا کوئی ساز و سامان نہیں ہے۔ تم بغیر سامان سواری اور زادِ راہ وغیرہ کے کعبہ شریف کس طرح

Marfat.com

پہنچو گے لڑکے نے جواباً کہا اللہ اپنے بندوں کا خود ہی کارساز ہے وہ سب سامان کر دے گا اور مجھے منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ غرضیکہ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے سواری کے ذریعہ مکہ معظمہ پہنچ کر دیکھا کہ وہ لڑکا جس کے پاس کوئی سواری وغیرہ نہ تھی پہلے ہی سے یہاں موجود تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے کہا واقعی اللہ تعالیٰ ہر شخص کا کفیل اور کارساز ہے اور اسی پر ہر ایک کو تکیہ کرنا چاہئے۔

اسی طرح ان نومسلم لوگوں سے ایک مرتبہ کہا شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو جذبہ الٰہی نے اپنی طرف کھینچا تو آپ عشق ومحبت الٰہی میں اپنا تمام مال ومتاع لٹا لٹو، گھر بار چھوڑ، دنیا سے منہ موڑ اللہ پر توکل کر کے بیٹھ گئے اور اللہ نے ہمیشہ ان کا کام آسانی سے چلایا۔

پھر ایک مرتبہ اس نومسلم مہنت اور دوسرے نومسلم پجاریوں کو مزید بصیرت دہی کے لئے فرمایا اللہ تعالیٰ رازق ہے اور وہی ہر ایک کو رزق دیتا ہے اور یاد رکھو کہ رزق کی چار قسمیں ہیں:

(۱) رزق مضمون (۲) رزق مقسوم (۳) رزقِ مملوک (۴) رزقِ موعود۔

۱- رزق مضمون وہ روزی ہے جس کے دینے کی اللہ نے خود ضمانت لی ہے کہ زمین کے ہر جاندار کو رزق دینا ہمارے ذمہ ہے۔

۲- رزق مقسوم وہ روزی ہے جو لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

۳- رزق مملوک وہ روزی ہے جو اللہ کا دیا ہوا مال وزر، روپیہ پیسہ انسان کے پاس اللہ نے رکھ دیا ہے۔

۴- رزق موعود وہ روزی ہے جس کی بابت اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے جو شخص اللہ سے ڈرتا اور اس کے احکام کی تعمیل کرتا رہتا ہے تو اللہ اس کو بے شان وگمان روزی بہم پہنچاتا ہے۔

پھر ایک مرتبہ ان لوگوں سے توکل کے فوائد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ توکل کے کئی مدارج ہیں جس میں عمدہ وبہتر یہ ہے کہ اہل توکل ہمیشہ رضائے الٰہی پر

Marfat.com

ایسا مستحکم و مضبوط ہو جیسا شیر خوار بچہ اپنی ماں کے دودھ پر قانع، متوکل اور بھروسہ رکھتا ہے کہ ماں ہر صورت سے بروقت لازماً دودھ پلائے گی۔ نیز اعلیٰ درجہ کا توکل یہ ہے کہ انسان ایک مردہ کی طرح ہو جائے یعنی جس طرح مردہ کو الٹتے پلٹتے اور نہلاتے ہیں اور مردہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا بالکل اسی طرح مسلمان بھی اپنے تمام کاروبار اللہ تعالیٰ پر چھوڑ کر بے فکر ہو جائے کہ اللہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی کرتا ہے ٹھیک ہی کرتا ہے۔

غرضیکہ ان تمام نصائح پر نومسلم مہنت اور اس کے ساتھیوں نے عرض کیا حضور ہم کو اپنے ہم رکاب رکھ کر تزکیہ نفس فرمائیں! ارشاد ہوا ہمیں ابھی کسی کو اپنے ساتھ رکھنے کا حکم نہیں ہے مناسب یہ ہے کہ ہمالہ پہاڑ کے قریب جا کر انفاس شماری کرو اور عبادت کرتے ہوئے مخلوق خدا کو فائدے پہنچاؤ۔ پھر مہنت پر توجہ ڈالی ساتھ ہی وہ فوراً روشن ضمیر ہو گیا اور آپ سے اجازت لے کر اپنے ساتھیوں سمیت ہمالہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان لوگوں کے جاتے ہی آپ نے سرزمین اودھ کا رخ کیا۔

یعنی ہردوار سے جنگل کے راستہ چلتے چلتے سب سے پہلے لکھنؤ کی سرحد میں داخل ہوئے۔ لکھنؤ کی آبادی سے تقریباً دو فرلانگ پہلے ہی آپ کے پیر بھائی شیخ قوام الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دراصل پہلے مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری سے بیعت کر چکے تھے اور بعد میں شیخ محمود چراغ دہلوی کے مرید ہوئے تھے۔ اپنے نور باطن سے آپ کی آمد معلوم کی۔ اور شہر سے دو فرلانگ پہلے آ کر آپ کا استقبال کیا۔ ملاقات کرتے ہی دونوں پیرومرشد چراغ دہلوی کی یاد میں آبدیدہ ہوئے۔

پھر بندہ نواز کو شیخ قوام الدین اپنی خانقاہ لائے جہاں بندہ نواز نے تھوڑے دنوں قیام کیا اسی عرصہ میں اپنے معمول کے موافق بزرگوں کے مزارات سے فیوض حاصل کرتے رہے۔

ایک مرتبہ علمائے خاندان کشامرہ سے مل کر آپ نے فرمایا تھا "جس طرح ظاہری طہارت کسی چیز یا پیشاب پاخانہ نکلنے کی وجہ سے جاتی رہتی ہے اسی طرح باطنی

Marfat.com

طہارت اللہ کے سوا کسی مخلوق کی یاد کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ایک دن بعد نماز فجر اپنے دوست شیخ قوام الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہہ کر نیپال جانا ہے ان کی خانقاہ سے روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے دریائے گھاگرہ پر پہنچے جو اپنے پورے شباب کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ کنارہ پر لوگوں کا ہجوم تھا تمام کشتیاں جا چکی تھیں یا ناکارہ ہو گئی تھیں۔ اتفاق سے ایک کشتی آئی ملاحوں نے کافی کرایہ لیکر مسافروں کو بٹھایا۔ اسی بھیڑ میں ایک مفلوک الحال بھی اس کشتی میں بغیر کرایہ دیئے بیٹھ گیا تھا۔ کشتی روانہ ہوئی تھی کہ ملاحوں نے اس غریب کو اس پاداش میں دریا میں دھکیل دیا کہ اس نے کرایہ نہیں دیا تھا۔ یہ غریب غوطہ کھانے لگا تھا کہ بندہ نواز نے کنارہ کے ایک شخص سے کہا جاؤ اس غریب ڈوبتے کو نکال لاؤ وہ شخص بے دھڑک کودا اور غریب ڈوبتے کو طغیانی میں سے کنارہ پر لے آیا۔ آپ نے اس غریب کے سر پر ہاتھ پھیرا اور وہ فوراً روشن ضمیر ہو گیا اور اس نے کہا اے بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ یہ کشتی بھنور میں پھنس کر ابھی اسی کنارہ پر آتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دریائے گھاگرہ میں کشتی تھوڑی دور گئی تھی کہ ایک زبردست گرداب میں پھنسی پھر اس بھنور سے نامعلوم کس طرح اسی کنارہ پر آ گئی جہاں سے لوگ سوار ہوئے تھے۔ اس میں سے لوگ کشتی والوں کو برا بھلا کہتے ہوئے واپس اترے ہی تھے کہ ایک لہر آئی اور کشتی کو آگے لے جا کر ڈبو دیا۔ شام ہو چلی تھی کنارے کے سب لوگ حیران و پریشان ہونے کے ساتھ کہہ رہے تھے دن تو اسی مصیبت میں کٹا اب رات کو بھوکوں مرنا پڑے گا۔ اتنے میں آپ نے اس غریب کو ساتھ لیا اور چڑھے ہوئے دریا میں قدم رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قدم رکھنا تھا کہ دریا پایاب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کنارے والے مسافروں نے فریاد کی، اے ولی اللہ ہم کو بھی پار کرا دیجئے۔ ارشاد فرمایا ہمارے اس غریب بھائی کے پیچھے چلے آؤ چنانچہ اکثر و بیشتر آپ کے پیچھے پیچھے دریا کے اس پار اس طرح پہنچے کہ کسی کے کپڑے تر نہیں ہوئے۔ مغرب ہو چکی تھی آپ نے دوسرے کنارہ پر پہنچ کر نمازِ مغرب ادا کی پھر جو لوگ آپ کے ساتھ اور کنارے پر پہنچے تھے ان میں سے اکثر آپ کے ہاتھ پر

Marfat.com

مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان نو مسلموں کو احکام الٰہی و رسول جہاں پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر ہمیشہ ہمیشہ کاربند رہنے کی تلقین کی اور یہاں سے تن تنہا بھڑائچ کی راہ لی بھڑائچ میں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر فاتحہ پڑھی اور درگاہ ہی میں رات بھر مشغول عبادت رہے۔ دوسرے دن شیخ عین الدین قتال وغیرہم بزرگان بھڑائچ سے ملاقات کی اور دیگر صاحبان مزارات سے روحانی ملاقاتیں کرتے رہے اور رات بھر سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے رہے۔ پھر صبح ہوتے ہی جنگ پور کی جانب روانہ ہوئے جہاں کی سیر و سیاحت کر رہے تھے کہ بحکم الٰہی بندیل کھنڈ کا رخ کیا۔

بندیل کھنڈ آنے میں اسرار الٰہی یہ تھے کہ بندیل کھنڈ کا مشہور جوگی جو اپنے فن کا ماہر ہونے کے باوجود مسلمانوں کو تکلیفیں دیتا اور راہ مستقیم سے لوگوں کو بھٹکاتا تھا اس کو ہدایت کریں چنانچہ آپ اس مشہور جوگی کے پاس گئے اور کلمہ طیبہ پڑھا نعرہ تکبیر سے اس کو للکارا۔ پران ناتھ بھی پہنچا ہوا تھا وہ آپ کے دریائے کمالات کی تہہ کو پہنچ گیا اور تعلیم و تلقین کا خواستگار ہوا چنانچہ آپ نے اس کو مشفقانہ و ناصحانہ انداز سے تلقین کی اور شفقت و محبت کا برتاؤ کیا جس سے اس پر توحید کے اسرار کھل گئے پھر وہ آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔ اس کو بھی مسلمان کر کے آپ نے گنڈوانہ اور ناگپور کے اکثر شہر و دیہات کا دورہ کرتے ہوئے لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ پھر یہاں سے دولت آباد دکن کا رخ کیا۔

<u>دولت آباد میں شاہی خیر مقدم</u>: آپ ابھی دولت آباد کے شہر میں پہنچے بھی نہ تھے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر حاکم دولت آباد عضد الدولہ بہادر کو آپ کے استقبال کا حکم دیا۔ نواب عضد الدولہ گرتے پڑتے دولتِ آباد کے باب و ناگپور سے دو فرلانگ پہلے استقبال کے لئے آ موجود ہوئے۔ جہاں سے بصد اقبال و احتشام دولت آباد شہر میں اس مکان تک آپ تشریف لائے

Marfat.com

جہاں آپ کے والد بزرگوار سید یوسف حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کیا تھا پھر نواب عضدالدولہ بہادر حاکم دولت آباد نے سلطان کی پیش کردہ رقم نذر گزاری اور دوبارہ سعادت قدم بوسی حاصل کی چونکہ والد بزرگوار یہاں مدفون تھے۔ اس لئے آپ عرصہ تک یہاں مقیم رہ کر روح پرفتوح سے مستفید ہوتے رہے اور دیگر صاحبانِ مزار پر فاتحہ خوانی کے ساتھ موجودہ بزرگوں سے ملاقات کرتے رہے جب اچھی طرح آنکھیں ٹھنڈی کرلیں تو دل بھر آیا اور حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخ کیا۔ قبل اس کے کہ آپ گلبرگہ تشریف لائیں سلطان فیروز شاہ بہمنی کے حکم سے اس کے ارکان دولت آپ کے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے اور آپ کو بڑے اعزاز و اکرام اور ادب آداب کے ساتھ شہر میں لائے۔

اقامت گلبرگہ: ساتھ ہی سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کے پاس آکر عرض کیا بندہ نواز میری اور تمام اراکین دولت و بہی خواہان اسلام کی آرزو ہے کہ آپ یہیں گلبرگہ میں قیام فرمائیں چنانچہ آپ نے تھوڑی دیر سر نیچا کر کے مراقبہ کیا پھر فرمایا مناسب یہی ہے کہ تمہاری خواہش پوری کی جائے۔ غرضیکہ ۸۱۵ھ میں آپ نے حسن آباد گلبرگہ میں قیام فرمایا۔ (سیر محمدی)

بعض مورخین کا بیان ہے کہ بندہ نواز سے سلطان فیروز شاہ بہمنی کے خیالات کچھ برگشتہ ہو گئے تھے اس دوران میں اس کا بھائی احمد خاں خانخاناں آپ کے دربار میں صحیح اعتقاد کے ساتھ حاضر باش رہا کرتا تھا۔ سلطان فیروز شاہ نے اپنے فرزند حسن خاں کو ولی عہد سلطنت بنایا اور اپنے بھائی کو حکومت سے محروم رکھنا چاہا تھا۔ ایک دن سلطان نے بصیغہ راز اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد بنانے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرنے کی استدعا کی تو آپ نے بھی چپکے سے راز دار کے کان میں کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعد تاج و سلطنت تمہارے بھائی احمد خاں کے نام لکھ دیا ہے کسی دوسرے کی بابت تمہاری کوشش بے سود ہے۔

اور ہوا بھی یہی کہ جب عین الملک و نظام الملک وغیرہ امرائے حکومت نے

Marfat.com

سلطان کو احمد خاں خانخاناں کی طرف سے بدظن کرا کے باہم جنگ کرائی تو سلطان کو شکست اور خان خاناں کو فتح ہوئی اور اس نے ۸۲۴ھ ماہ شوال میں بحصول تخت سلطنت اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا۔

گلبرکہ میں خانقاہ کا قیام: خانخاناں بہادر نے سلطنت کے کاروبار سنبھالتے ہوئے سب سے پہلے بندہ نواز سے بیعت کی اور اندرون علاقہ حسن آباد آپ کے لئے ایک عالی شان مکان بنوانے کی بنیاد ڈالی اور ایک خانقاہ تعمیر کرانے کا انتظام کیا اور کئی گاؤں سرکارِ حسن آباد گلبرکہ کے خانقاہ شریف کے اخراجات کے لئے کاغذات سرکاری میں بطور انعام وقف کئے۔ نیز خانقاہ کے تمام اخراجات ہمیشہ منجانب سرکار انجام دیئے جاتے رہنے کے احکام دئے۔

یہ تمام انتظامات خرچ وغیرہ احمد شاہ بہمنی کے زمانہ سے عادل شاہی اور نظام شاہی سلاطین سے سلطان دکن میر عثمان علی خان کے زمانہ بربادی ۱۹۴۸ء تک نہایت خوش انتظامی سے جاری رہے۔ اور بعض اخراجات منجانب سرکار اور بھی منظور کئے گئے۔

جنوبی ہند کے تمام باشندے بشمول ہندو مسلمان! سکھ عیسائی وغیرہ سب ہی آپ کے کمالات کے معترف رہے۔ مرأۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے ایک دکنی سے پوچھا بتاؤ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بندہ نواز میں کون زیادہ بزرگ ہے؟ دکنی نے جواباً کہا سرور عالم رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں اور بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ وہ ولی ہیں جو نورِ نبوت حاصل کرتے رہتے ہیں اور نور نبوت حاصل کئے بغیر کوئی آدمی نہیں بن سکتا۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

آپ کی قدر شناسی حضرت عالمگیر شہنشاہِ ہند کے اس خط سے عیاں ہے جو انہوں نے اپنے فرزند کے نام تحریر کیا ہے۔

(ترجمہ) فرزند عالی جاہ! بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مست

Marfat.com

شراب پنجابی کی بے ادبی اور جرات کی تفصیل ہمیں اپنے پرچہ نویس سے معلوم ہوئی۔ فرزند عالی جاہ کو ضروری تھا کہ جب وہ نابکار حرکات ناشائستہ کرنا چاہتا تھا تو فوراً اسے گرفتار کر کے پابجولاں ہمارے حضور پیش کراتے۔ پرچہ نویس پر تم خفا نہ ہونا وہ ہمارے حکم سے ہم کو ہر بات کی اطلاع دیتا ہے جو اس کا فریضہ ہے۔ اب اس مردود لعین کو پابجولاں ہمارے حضور پیش کرانے کا فوراً انتظام کرو اور اس طرح اگر کوئی دوسرا بدبخت و ناہنجار کوئی حرکت کرے تو اس کو بھی ہمارے حضور پیش کیا جائے۔ یہ صرف تمہارا ہی مقدمہ نہیں بلکہ اس قسم کے اکثر مقدمات دوسرے فرزندوں کے بھی درپیش ہیں۔ اس میں عنایت اللہ خاں اور دوسرے حاکم بھی ہمارے حضور قابل مواخذہ ہیں۔"

۳۔ ایک مرتبہ احمد خاں خانخاں بہادر یعنی سلطان احمد شاہ بہمنی نے سید محمود واعظ سے کہا حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی صفات بیان کرو۔ بہ تعمیل حکم سید محمود واعظ نے جواباً کہا، حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ چمن کے باغباں تھے اور سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی کا وہ درخت ہیں جس کی جڑیں زمین میں اور شاخیں آسمان پر ہیں۔ جو کوئی اس درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہے اور اس کے پھل کھاتا ہے وہ اچھی طرح سیر شکم اور مکمل طور پر فیضیاب ہو جاتا ہے۔

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست
عجب ایں است کہ من واصل و سرگردانم

(ترجمہ) طالب دوست کا حیران و پریشان ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے بلکہ تعجب اس پر ہے کہ میں اس موقف میں ہوں کہ جس قدر وصل الٰہی ہوتا رہتا ہے اسی قدر میری سرگردانی بڑھتی جاتی ہے۔

۴۔ جواہرات کی پرکھ جوہری کو ہوتی ہے۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ علاؤ الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت تھی کہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ جب آرام

Marfat.com

فرماتے تو خواجہ علاؤ الدین اپنا منہ آپ کے تلووں سے ملا کر لیٹتے۔ بندہ نواز بیدار ہونے پر جب یہ حالت دیکھتے تو فرماتے شیخ! آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ شیخ جواب دیتے جوہر و گوہر کی پرکھ صرف جوہری کو ہوتی ہے۔ ان خواجہ علاؤ الدین کا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں شیخ علاؤ الدین قریشی گوالیری رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور تحریر کیا ہے کہ آپ گوالیر میں رہتے تھے۔ حضرت بندہ نواز کے مرید و خلیفہ تھے علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ آپ کا مزار محمد آباد عرف کالپی میں مرجع خاص و عام ہے۔

<u>خصائل و معمولات</u>: حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز کے خصائل و معمولات حسب ذیل ہیں۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ مذہبی کاموں کی انجام دہی میں اس طرح مشغول رہتے کہ ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے اور گلبرگہ تشریف لانے کے بعد مولانا بہاء الدین کی امامت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ گھر میں سنتیں پڑھتے اور جب تکبیر ہوتی تو فرض پڑھنے مسجد آ جاتے۔ لوگوں سے مصافحہ کرتے اور مکان واپس ہو جاتے لوگوں کو پابوسی سے منع فرماتے اور کہتے ہمارے پیر و مرشد شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی بھی پابوسی کو منع فرماتے۔ نماز فرض کے بعد کی سنتیں بھی گھر ہی میں آ کر ادا کرتے تھے۔ حضرت چراغ دہلوی کے بتائے ہوئے اوراد و ظائف خود پڑھتے اور اپنے مریدوں کو بھی یہی وظائف بتاتے۔

مولانا نور الدین نے آپ سے کئی مرتبہ تلقین کرنے کی خواہش کی تو فرمایا اولاً پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودہ اذکار اوراد و معمول پورے کرو پھر تلقین کروں گا۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ (۳۳+۳۳) آیات فجر و عشا کی نماز کے بعد تلاوت کرتے اور فجر کی نماز کے بعد چہل اسم بھی پڑھتے اور اپنے مخصوص مریدوں کو بھی چہل اسم پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اور صاحبزادہ میاں ید اللہ سے باآواز چہل اسم پڑھواتے تھے۔ سہ پہر کے وقت صاحبزادہ میاں ید اللہ کو درسی کتب کی تعلیم

Marfat.com

دیتے اور خود بلاناغہ بعد نماز عصر دعائے استفتاح پڑھا کرتے۔ نیز حسب الحکم محمود چراغ دہلوی ایک سپارہ تلاوت کرتے تھے پھر بڑھاپے کے زمانہ میں مولانا بہاء الدین کی زبانی سنا کرتے تھے۔ نماز اشراق چاشت اور تہجد ہمیشہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ آخر عمر میں جب کھڑے رہنے کی قوت نہ رہی تھی تو فرض ونفل وغیرہ بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے۔

ایک مرتبہ مولانا ابوالفتح گوالیری کے ساتھ دو آدمی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے مرید ہونے اور سر منڈانے کی خواہش کی۔ آپ نے مولانا ابوالفتح سے فرمایا جایئے اور سر منڈالایئے چنانچہ مولانا مذکور نے ان دونوں کا سر منڈوا کر اس پر سفید مٹی ملی اور دونوں کو پیش کیا۔ پھر بندہ نواز نے ہر ایک کے سر کی مٹی صاف کر کے ٹوپی پہنائی۔ جس کے بعد دونوں نے باہر جا کر دوگانہ پڑھے۔ پھر واپس ہوئے اور آپ کے روبرو آ کر ادب سے کھڑے ہو گئے جس پر ارشاد فرمایا تم نے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت بہ لحاظ صورت زیادہ کار خیر کیا ہے۔ اس لئے بہ لحاظ عمل بھی اضافہ کی ضرورت ہے۔ دونوں نے کہا جو حکم عالی ہو چنانچہ آپ نے مولانا ابوالفتح کی جانب متوجہ ہو کر کہا مولانا انہیں کچھ تلقین فرمایئے۔ مولانا نے یہ سنا اور سر نیچا کر کے خاموش ہو گئے پھر فرمایا ''مولانا! ہم کہتے ہیں کہ انہیں کچھ تلقین کیجئے چنانچہ مولانا نے ان مریدوں کو روزانہ چھ رکعات نماز اشراق اور چار رکعات نماز چاشت پڑھنے کے لئے کہا۔ اس پر بندہ نواز نے فرمایا ہاں یہی کیا جائے۔ پیر و مرشد نے مجھے بھی پہلے دن یہی حکم دیا تھا اور مولانا نے بالکل درست تلقین کی ہے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ دوپہر کو قیلولہ کرتے اور فرماتے جو صوفی قیلولہ نہیں کرتے وہ شب بیداری کا انتظام نہیں کرتے بلکہ پوری رات سونا چاہتے ہیں۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ بعد نماز تہجد دو حلقہ کرتے جس میں ذکر الٰہی کرتے تھے اور ہمیشہ فرماتے جن کو کچھ ملا ہے وہ ذکر و مراقبہ سے ملا ہے۔ سالہا سال کی

Marfat.com

ظاہری نماز، روزہ اور تلاوت سے راہ مستقیم پر گامزنی مشکل سے ہاتھ آتی ہے۔ بزرگوں کا قاعدہ ہے کہ ذکر و مراقبہ سے غفلت نہیں برتتے اور شیوخ کے فرمودہ اوراد و اعمال جاری رکھتے ہیں۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھاپے سے پہلے تک ہمیشہ روزے رکھے لیکن آخر زمانہ میں ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں کو ضرور روزے رکھتے تھے۔ آپ کا دستور تھا کہ جمعہ کے دن غسل کر کے مسجد تشریف لے جاتے جہاں دو دو رکعت کر کے چھ رکعات پڑھتے پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔

ذوق سماع: بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کو چشتی مسلک کے تحت سماع سے بہت زیادہ رغبت تھی۔ بزمانہ قیام دہلی سید نصیر خلیفہ شیخ برہان الدین غریب کے ساتھ جو آپ کے قرابتدار بھی تھے مجالس سماع میں شرکت کرتے تھے آپ جو قوالی خود کراتے تھے اس میں باجے نہ ہوتے تھے اور اگر کہیں باجوں پر قوالی ہوتی تو منع بھی نہ کرتے، اپنے ساتھ صاحبزادوں کو بھی گاہ گاہ قوالی سنواتے تھے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابتدائی زمانہ میں ہم مولانا صدر الدین طبیب قاضی عبدالملک اور مولانا علاؤ الدین یک جا ہو کر قوالی سنتے کسی خاص باجے یا مزامیر و جھانجھ کا اہتمام نہ کرتے اگر کوئی باجا ہوتا تو سن لیتے اگرچہ مولانا برہان الدین غریب اور ان کے احباب سب کے سب باجے سنتے تھے لیکن پیر و مرشد (چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) قوالی میں نغمہ والے سننا پسند نہ فرماتے اور جہاں قوالی میں نغمہ والے گلوکاری اور دف ڈھول وغیرہ ہوتا تو ڈھول بجانے کو منع بھی نہ فرماتے۔

مولانا زین الدین و مولانا کمال الدین کے گھر میں جو کوئی کاج یا دعوت وغیرہ ہوتی اور قوال دف بجاتے ہوتے تو بھی پیر و مرشد ممانعت نہ فرماتے۔

ارشاد ہے ایک مرتبہ دہلی میں ہم مولانا علاؤ الدین کے ساتھ مولانا صدر الدین طبیب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دلی کا مشہور ستار نواز ابراہیم اپنے علاج کے لئے مولانا حکیم صدر الدین صاحب کے پاس آیا حال کہا نسخہ لکھوایا اور جو ستار اس کے

Marfat.com

ساتھ تھا اس کے کان امیٹھ کر اس کے پردہ ٹھیک کئے اور خود ہی دف و تالی بجا کر اس کو ٹھیک کر کے بجانے لگا۔ یہ دلی میں استاد مانا جاتا تھا اور کوئی اس کے فن کی ہمسری نہ کرتا تھا۔ حکیم صاحب موصوف کا چھوٹا کم عمر لڑکا یوسف بھی اس مجلس سماع میں موجود تھا۔ اس کو اس ستار نواز کے ستار نے ایسا بے تاب کیا کہ وہ تڑپ کر بے ہوش ہو گیا۔ لوگ اسے اٹھا کر محفل سماع سے باہر لے گئے اور میری حالت یہ ہوئی کہ اس محفل کے ختم ہونے تک میں بے خود تھا اور مجھے اپنی کوئی سدھ بدھ نہ تھی۔ ایسا ستار نواز اور ایسی قوالی پھر دیکھنے میں نہ آئی۔

ایک مرتبہ ہم مولانا علاؤالدین اور مولانا حکیم صدر الدین نے باتفاق رائے ہر قسم کے باجے جمع کرا کے حکیم صدر الدین صاحب کے گھر قوالی کرائی اور تین دن تک مسلسل قوالی ہوتی رہی گھر میں کسی اور آدمی کو مدعو نہیں کیا تھا صرف ہم تین آدمی ہی سماع سننے والے تھے لیکن چونکہ گھر کی دیواریں بلند تھیں اس لئے مخلوق کا باہر ٹھٹ لگ گیا۔ اس ہجوم اور قوالی کی پیرو مرشد (چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی اطلاع مل گئی تھی۔ بعد اختتام مجلس قوالی جب میں پیرو مرشد کی پابوسی کے لئے حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا سید محمد! ایسی قوالی نہ سنو چنانچہ اس دن سے میں نے باجہ کے ساتھ قوالی سننا ترک کر دی ہے۔

آپ کا دستور تھا کہ محفل سماع میں عود خوب سلگاتے اور رات کے وقت بہت زیادہ روشنی کرتے اور اگر کوئی شخص آپ کی محفل سماع میں سربسجود ہو جاتا تو قوالی بالکل نہ سن کر محفل سماع فوراً برخاست کر دیتے اور صوفیاء کرام کا قاعدہ بھی یہی ہے کہ محفل سماع میں کسی کے سجدہ ریز ہونے پر مجلس برخاست کر دی جاتی ہے۔

آپ کی محفل سماع میں عام طور پر فارسی کی غزلیں اور شعر پڑھے جاتے جن کا اتار چڑھاؤ دھیمے سروں میں ہوتا جس میں عاجزی و انکساری کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے مرد صوفی کا ہنر ہی یہ ہے کہ وہ عاجزی و انکساری کو پسند کرتا رہے۔ گانے بجانے اور گلوکاری وغیرہ کا ہنر ہی یہ ہے کہ دیار دوست کی سیر ہوتی

Marfat.com

رہے اور اس میں جو لذت آتی ہے وہ صاحبان ذوق ہی جانتے ہیں کہ یہ کچھ دوسری ہی چیز ہے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ قوالی کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ قوالی سننے کی ابتداء میں نے تلاوت قرآن کے بعد کی ہے اور جب قوالی سے دل نہیں بھرتا تو پھر قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگتا ہوں جس سے دل کو سیری ہو جاتی ہے اور جس شخص کو خود کے پیر و شیخ اور خلیفہ ہونے کا گمان ہو اس کو تو قوالی سننے کی کسی صورت اجازت نہیں ہے اور ایسے خود ساختہ مغرور لوگوں کی قوالی سننے سے ہم کو اذیت ہوتی ہے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ صبح کو بعد نماز چاشت لوگوں کو پڑھاتے اور پھر ظہر کے بعد خود تلاوت کر کے تفسیر، حدیث، علم کلام و فقہ کے طالب علموں کو اسباق دیتے۔ قدرے سلوک کی بھی تعلیم دیتے اور تصنیف و تالیف کتب کا کام ظہر کی نماز سے پہلے کیا کرتے۔ آپ خود سر نہ منڈواتے اور کسی سید زادہ کے بال کٹواتے۔ کسی بچہ کو بیعت نہ کرتے اور جس نوجوان کو بیعت میں لیتے تو اس کے سر کے بال بھی نہ کٹواتے بلکہ ویسے ہی اس کے سر پر کلاہ رکھ دیتے۔ اگر مرید زیادہ خواہش کرتا تو تقریباً دو ہاتھ کا کپڑا اس کے سر پر لپیٹ دیتے اور مرید کو کسی دوسری چیز کی تکلیف نہ دیتے (یعنی اس سے نذر کی کوئی رقم و شیرینی قبول نہیں کرتے تھے)

ایک مرتبہ مولانا احمد تھانیسری کے فرزند قاضی عبدالحق نے حسن آباد (گلبرگہ) آ کر از روئے ارادت بندہ نواز سے کلاہ پوشی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا ان دنوں ہم بیمار ہیں اور زمانہ علالت میں کسی کو مرید نہیں کیا جاتا تاہم اعتقادی طور پر ہم سے پیوستہ رہو پھر اپنے دوسرے مریدوں سے کہا کہ قاضی صاحب کی خدمت کرو۔ قاضی صاحب واپس ہو گئے پھر دوسری مرتبہ آئے اس مرتبہ بھی بندہ نواز علیل تھے اور قاضی صاحب کی التماس بیعت پر پہلا سا جواب دیا۔ قاضی صاحب واپس ہو گئے۔ افسوس قاضی عبدالحق صاحب کو ارادت حاصل نہ ہو سکی۔ (از سیر محمدی مخطوطہ)

طریقہ بیعت: بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنا دست مبارک مرید ہونے والے

Marfat.com

کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے کہو میں نے عہد کیا آپ (سید محمد الحسینی گیسو دراز) سے آپ کے پیر اور ان کے تمام پیروں سے درجہ وار چشم و زبان کو محفوظ رکھوں گا اور احکام شرع کی تعمیل کروں گا۔ مرید ہونے والا یہ الفاظ کہتا تو آپ فرماتے ہم نے قبول کیا، اس کے بعد الحمد للہ کہہ کر اپنے ہاتھ میں قینچی لیتے اور مرید ہونے والے شخص کے سر کے دائیں اور بائیں جانب کے کچھ بال قطع کرتے پھر تکبیر پڑھتے ہوئے اسے کلاہ پہناتے پھر وہ رفیق دوگانہ پڑھتا اس کے بعد دستار یا عمامہ باندھتے، پھر وہی رفیق سامنے آکر باادب سیدھا کھڑا ہوتا اور آپ تلقین فرماتے کہ پنج وقتہ نماز کی پابندی کرو اور بعد مغرب چھ رکعت نماز دو دو رکعات کر کے نماز اوّابین اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق و اعوذ برب الناس کی سورتیں ایک ایک مرتبہ پڑھو اس طرح چھ رکعات پڑھنے کے بعد سر بسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہو یَا حَیُّ یا قیّوم ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانْ پھر سونے کے بعد اٹھ کر وتر پڑھنے سے پہلے یہ دو رکعت اس طرح پڑھو کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد (۱۰) مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو اور سلام پھیرنے کے بعد (۷۰) مرتبہ یا وَھَّاب کا ورد کرو اور ممکن ہو تو ہر ماہ چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ روزے رکھو۔

مردوں کی بیعت کی یہ صورت تھی اور خواتین کو اس طرح مرید کرتے تھے کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک پردہ ڈالتے اور درمیان میں ایک پیالہ پانی بھر کر رکھواتے اور اپنی انگشت شہادت پر کوئی کپڑا لپیٹ کر اس بھرے پیالہ کے ایک کونہ میں رکھتے اور وہ خاتون بھی اپنی انگلی اس پیالہ میں رکھتی اور مردوں کے عہد کے موافق عہد لیکر وہ تمام پانی اسے پی لینے کا حکم دیتے اور وہ پی جاتی۔ پھر رومال یا دامن اس کے سر پر رکھتے اور پابندی نماز کی تلقین فرماتے اور کبھی ایسا بھی کرتے کہ مرید ہونے والی خاتون کے محرم کو اس خاتون کی موجودگی میں وکیل بنا کر اس کو بیعت کرتے۔

علاوہ ازیں آپ کا معمول تھا کہ عرفہ اور استفتاح کے دن تمام مریدوں کی تجدید

Marfat.com

بیعت فرماتے اور اس تجدید بیعت کے قبل و بعد اپنے مرید سے اس کے حالات ملازمت، ثمرہ بیعت و ارادت اور دیگر حالات دریافت کر کے کسی کسی کو مزید اوراد و وظائف پڑھنے کے لئے تجویز فرماتے تھے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ایک نہالچہ پر نشست فرماتے تھے اور بادشاہ وقت کے لئے تعظیماً ایستادہ ہوتے اور فرماتے احکام قرآنی اولوالامر کے پیش نظر اے بادشاہ وقت میں آپ کی تعظیم کی خاطر کھڑا ہوا ہوں۔ پھر بیٹھ جاتے اور جب بادشاہ آنا چاہتا تو آپ ایک دن پہلے اسے مطلع کرتے کہ کل آسکتے ہو۔ بادشاہ کی آمد پر اس کے لئے گھر میں سے کھانا منگواتے اور وہی کھانا ہوتا جسے کندوری کہتے تھے بادشاہ یہ کندوری کھاتا اور باقی ماندہ بطور تبرک اپنے ساتھ لے جاتا اور مقررہ کندوری سے زیادہ آپ بادشاہ کو نہ دیتے۔

آپ کا دستور تھا کہ جتنے آدمی آتے رہتے ہر ایک کے لئے آپ خود گھر میں سے چار تنوری روٹیاں ایک پلیٹ سالن اور ایک بڑا پیالہ آش (سوپ) کا بھجواتے سالن کی پلیٹ میں دو آدمی بھی شریک ہو جاتے۔ اثناء طعام میں آپ کسی کو پانی نہ پلواتے (تاکہ کم نہ کھایا جائے یا طبی اصول کا لحاظ فرماتے اور عام حیثیت سے بھی یہ خیال درست ہے کہ کم نہ کھانے کے مدنظر کھانے کے درمیان میں پانی نہیں پلواتے تھے یہی اصول سیرت مغلطائی نے بھی تحریر کیا ہے) غرضیکہ کھانے والے جب کھانے سے فراغت پالیتے تو اپنے مقررہ حصہ میں سے جو کچھ باقی بچ جاتا وہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مع بڑا پیالہ و پلیٹ کے اپنے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

اس کندوری کے ختم کے بعد بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزندوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے۔

<u>کرامات حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ</u>: حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کے ولی بنے اور پھر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ان کی ولایت کو ظاہر کرنے کے لئے ان کے ذریعے سے کشف و کرامات کا اظہار فرمایا جو حسب ذیل ہیں۔

ایک ابدال کو نصیحت: ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ دہلی کی قدیم جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ایک شخص قے کر رہا ہے جسے ایک درماندہ کتا کھا رہا ہے۔ پھر یہ شخص یہاں سے حوض پر گیا۔ اچھی طرح غرغرہ کر کے وضو کیا اور دوگانہ ادا کئے۔ اس نوبت پر میں (سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ) نے اس سے قسم دے کر حال پوچھا جس نے جواباً کہا آپ نے چونکہ قسم دے کر دریافت کیا ہے اس لئے عرض ہے کہ میرا نام رکن الدین ابدال ہے میں یہاں سے ہزار کوس کے فاصلہ پر تھا مجھے حکم ہوا کہ جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر ایک کمزور کتا پڑا ہوا ہے۔ اس کے پاس جا کر قے کرو تا کہ اسے روزی میسر ہو چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی اس پر اس ابدال سے آپ نے فرمایا نور نبوت سے مزید روشنی حاصل کرنے کی کوشش کرو چونکہ شریعت کے حکم کے تحت کتا نجس ہے اس لئے آئندہ کے لئے نجس چیزوں سے دور رہو۔

آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوگئے: گلبرگہ شریف میں ایک ماں بیٹا دونوں بہت ہی متقی مشہور تھے۔ لڑکا حبس دم میں ماہر تھا۔ شامت اعمال ایک دن ماں بیٹے دونوں نے صلاح کی کہ بندہ نواز کی ولایت کی جانچ کی جائے۔ ماں اپنے زندہ لڑکے کا مصنوعی جنازہ لے کر مسجد کے پاس آئی اور بندہ نواز سے کہا نماز جنازہ آپ سے پڑھوانے کی متدعی ہوں۔ آپ نے جواباً کہا نماز زندہ کی پڑھواؤ گی یا مردہ کی؟ ماں بولی زندہ کی بھی کہیں نماز ہوتی ہے۔ اس پر فرمایا اچھا مردہ ہی ہوگا۔ پھر فرمایا قبل نمازِ جمعہ نمازِ جنازہ نہیں ہوتی۔ بعد جمعہ تمہارے کہنے پر نمازِ جنازہ پڑھا دیں گے۔ اتنا بول کر بندہ نواز نمازِ جمعہ کے لئے چلے گئے۔ ماں نے اپنے بیٹے سے یہ سب کہنے کے لئے اس کو ہلایا مگر وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔ رونے پیٹنے لگی اور بندہ نواز کی واپسی پر گڑگڑا کر اسے زندہ کر دینے کی عرض معروض کی۔ بندہ نواز نے فرمایا ''تمہارے کہنے کے موافق جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اب صبر کرو'' پھر اس

Marfat.com

نوجوان صالح کی میت کی نماز جنازہ پڑھا کر اسے دفن کر دیا اور اس کا نام پیر فنار کھا۔

ہوائی مخلوق پر قابو پانے کا واقعہ: بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ جب دوسری مرتبہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود کی قبر کی زیارت کے لئے گئے تو شیخ منور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو شیخ علاؤ الدین کے اس گھر میں ٹھہرایا جہاں پریوں کا اکھاڑہ تھا۔ مشہور و مشاہدہ تھا کہ رات کو یہ پریاں ناچ رنگ کے لئے جمع ہوتیں اور جتنے آدمی یہاں رات کو سوتے جاگتے ہوتے انہیں پریشان کر کے نکال دیتیں یا جان لے لیتی تھیں۔

آپ نصف شب کے وقت مراقبہ میں تھے کہ پریوں نے اکھاڑہ جمانے کا انتظام کیا اور حسب معمول آپ سے بھی مزاحمت کی جس پر آپ نے فرمایا چپکی رہو ورنہ تم سب کو مار کر یہاں سے نکال دوں گا...... چنانچہ رات بھر اس مکان سے ہمیشہ کی طرح گانے بجانے کی کوئی آواز باہر والوں کو سنائی نہیں دی۔ اور بندہ نواز کے حکم پر وہ سب پریاں دم دبا کر خاموش رہیں۔ جنہیں بعد میں آپ نے ایک کمرہ میں بند کر دیا جس میں ناچتی گاتی تھیں پھر پورا مکان اس قابل ہو گیا کہ وہاں بڑی مجالس یا شادی بیاہ کی رسمیں انجام دی جانے لگیں۔

رجال الغیب سے بات چیت: ایک رات ایک لونڈی آپ کو وضو کرانا چاہ رہی تھی کہ اچانک ایک دستار بند خوش قد و خوبصورت شخص نے نمودار ہو کر اولاً بندہ نواز کو السَّلامُ علیکم کہا۔ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ وعلیکم السلام کہہ کر مصروف گفتگو ہوئے تھے کہ لونڈی ہیبت کھا کر بے ہوش ہو گئی تھوڑی دیر بعد جب غنودگی جاتی رہی تو اس نے کہا باہمی گفتگو میں نہ سمجھ سکی۔ پھر میں نے بندہ نواز کو وضو کرا کے گھر کے دروازے دیکھے جو اندر سے بالکل بند تھے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن وہ پیر مرد غائب تھا صبح کو جب بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ سے اس پیر مرد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ رجال الغیب تو آیا ہی کرتے ہیں۔ آئندہ تو خوف نہ کرنا۔

آپ کا روحانی مقام: سیر محمدی (مخطوطہ فارسی محفوظ دارالاشاعت دکن) کے

Marfat.com

صفحہ (۱۴۱ تا ۱۴۴) پر مرقوم ہے کہ شیخ قطب وابدال شیخ نورالدین بایزاد کی موجودگی میں ایک دن نیک لوگوں کا حلقہ مراقبہ ہوا۔ بعد اختتام حلقہ جب اسفند یار کو اس حلقہ میں نہ پایا تو تلاش کرنے پر دیکھا گیا کہ اسفند یار ایک مکان کے دریچہ کے سامنے ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ جواب دیا اس دریچہ میں چودھویں کے چاند گل نو شگفتہ صورت ابروئے ہلال کا نظارہ کرتے ہی میرا دل بے قابو ہو گیا۔ اس کی آمد اور دوبارہ نظارہ کی امیدیں دل پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ لوگوں نے کہا اچھا اب چلو جواب دیا پاؤں میں چلنے کی سکت نہیں وہ اسی زمین پر جم گئے ہیں۔ اس کی اطلاع تلاش کرنے والوں نے شیخ نورالدین بایزاد رحمۃ اللہ علیہ کو دی انہوں نے اور ان کے ساتھیوں سعدالدین قفل شکن اور حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے حضور عرض کیا اے اللہ اب اسفند یار کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمان ہوا اسفند یار ہمارے جمال کا شیفتہ بن کر کباب ہو رہا ہے اسی سے دریافت کرو کہ اب تمہارا کیا مطلب ہے جب اسفند یار سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا اس وقت میرا مدعا یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے محبوب میرا محبوب میرے پاس آ جائے۔ چنانچہ عالم غیب سے آواز آئی ہاتھ پھیلا چنانچہ اسفند یار کے پاس وہی دلربا محبوب جلوہ فگن ہوا اور غائب ہو گیا۔ صورت نوری کی ہم آغوشی کے بعد اسفند یار کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی وہ بے قرار تڑپنے لگا۔ اس نوبت پر لوگوں نے کہا سید محمد گیسو دراز بندہ نواز سے یہ حالت بیان کی جائے کیونکہ ان سے زیادہ کوئی اور طبیب حاذق و معالج نہیں ہے۔ اس پر تمام لوگ متفق الرائے ہوئے اور ان سب نے شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا ہماری خواہش ہے کہ ہم سب شیخ بندہ نواز کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو جائیں۔ اس پر شیخ نورالدین نے کہا اچھا ٹھہرو پیر میں جو صفات درکار ہیں اگر وہ ہوئیں تو اجازت دیں گے چنانچہ شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ میں دیکھا کہ آسمان سے ایک نورانی تخت چار آدمی اٹھائے لا رہے ہیں۔ اس نورانیت کی کیفیت کی مثال یہ ہے جیسے آفتاب ایک معمولی ذرّہ ہو۔

Marfat.com

اس نورانی تخت میں لاہوتی پروانے اور جبروتی شمعیں شامل تھیں۔ اس میں ایک نورانی سبوحیت و قدوسیت صفت شخصیت جلوہ فگن ہے جس کے ساتھ سید بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری یہ علامت دیکھی کہ سید محمد گیسو دراز ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور ارواح اولیاء اللہ آپ کے اطراف ہجوم کئے ہوئے ہیں اور ان میں کئی ایک روح آگے بڑھ بڑھ کر یہ کہہ رہی ہے:

"وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا"

(یعنی پروردگار عالم کا حکم نہایت مکمل سچا اور صحیح ہے)

اس مراقبہ وعینی مشاہدہ کے بعد شیخ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام لوگوں سے کہا میں نے سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ میں پیرومرشد ہونے کی دونوں علامات دیکھی ہیں، اب آپ سب جائیں اور ان کے آستانہ پر سر تسلیم خم کریں چنانچہ وہ تمام نیک لوگ حضرت بندہ نواز کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے مرید ہوئے۔

ایک ہندو گرو سے مقابلہ میں جیت: ایک دن صبح سویرے شیخ الاسلام شیخ سراج الدین جنیدی کی وصیت کے مطابق اپنی آخری قیام گاہ کی تلاش کے لئے اپنا ڈنڈا ہاتھ میں لئے اس مقام پر پہنچے جہاں ان دنوں درگاہ شریف ہے یہ وہ جگہ تھی جہاں ایک ہندو کامل گرو صاحب استدراج سدّپا رہا کرتا تھا۔ سدّپا گرو نے بندہ نواز کو دیکھتے ہی اپنی قوت استدراج پر زور دیا اور کہا اے گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ مجھے آپ کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ نظر آ رہا ہے۔ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا میرا قلب تو آئینہ کی مانند شفاف ہے اور تجھے جو سیاہ نقطہ نظر آ رہا ہے یہ تیرے کفر کی علامت ہے۔ اس ارشاد سے سدپا خفا ہوا لیکن اسے چین نہ آیا اور اظہار کمال کی خاطر کہنے لگا میں ابھی آپ کے لئے ایک انار لاتا ہوں چنانچہ اپنی قوت استدراج کے تحت کبوتر بن کر فلک پر پرواز کرنے لگا۔ اس پر حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی بارگاہ میں مدد کی دعا کی تو ایک باز کی شکل کے پروانے نے اس کے تعاقب میں پرواز

Marfat.com

کی اور باز کی صورت دیکھ کر کبوتر نما سدّپا ڈرتا ہوا زمین پر بے نیل و مرام واپس آ گیا اور حضرت گیسو دراز کو اس کی واپسی سے پہلے ہی ایک انار غیب سے مل چکا تھا سدپا کبوتر کی شکل سے انسانی صورت اختیار کرتے ہوئے بولا کہ جناب! میں آپ کی خاطر انار لینے گیا تو تھا مگر راستہ ہی میں ایک باز کو اپنے تعاقب میں دیکھ کر خوفزدہ ہو کر لوٹ آیا۔ اب آپ کے لئے انار تو نہیں مل سکتا۔ اگرچہ آپ مسلمان ہیں لیکن ہمارے استھان پر آئے ہیں اس لئے مہمان نوازی کے مدنظر آپ کو مقامی جوار کی روٹی ہی کھلاؤں گا۔

سدّپا کی یہ سب باتیں سن کر حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے انار دکھاتے ہوئے کہا وہ انار تو یہ ہے جسے تم لانا چاہتے تھے سدّپا یہ دیکھ کر مزید حیران و پریشان ہوا اور حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا قدم بوس ہو کر بولا بے شک ضیائے آفتاب کے مقابلہ میں ذرہ بے مقدار کو فروغ نہیں میرا یہ استھان جسے آپ نے پسند فرمایا ہے آپ کی نذر ہے۔ اب میں جا رہا ہوں میرا وجود یہاں باقی رہ ہی نہیں سکتا چنانچہ سدپا نے کستور کی پہاڑیوں کا رخ کیا اور جاتے ہوئے عرض کیا صاحب میری التجا ہے کہ عقیدت مند کو فراموش نہ فرمایا جائے اور میرے مندر کے پجاری کو باسی پھول اور چراغ کا تیل عنایت ہوتا رہے۔

بندہ نواز نے اس کی خواہش پر فرمایا اچھا لیکن آئندہ تم کسی مسلمان کو تکلیف نہ دینا ورنہ جلا کر خاکستر کر دیئے جاؤ گے ...... اس زمانہ سے آج تک دستور چلا آ رہا ہے کہ عرس شریف کے دن آپ کے مزار مبارک کے باسی پھول اور رات کا باقی ماندہ روغن چراغ لینے کے لئے سدّپا دیوی کا پجاری آ کر بڑی عزت سے لے جاتا ہے۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری: سید محمد نام گیسو دراز بندہ نواز اور صدر الدین لقب تھا اور شہباز تخلص فرماتے تھے۔ آپ ۸۱۵ھ میں گلبرگہ تشریف لائے اور ۸۲۵ھ تک آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی کیا جس میں آپ کا کلام سامعہ نواز بھی شامل ہے۔ آپ کا کوئی دیوان اب تک دستیاب نہیں ہوا۔ ڈاکٹر عبدالحق معتقد

Marfat.com

انجمن ترقی اردو پاکستان نے اپنی تالیف اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام میں آپ کی نظمیں بھی شائع کی ہیں۔

اردو زبان میں نظم ونثر کی ابتدا کے پیش نظر موجودہ تحقیقات یہ ہے کہ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۲۹ھ دکن کے پہلے شاعر تھے۔ آپ کے اشعار سے ثابت ہے کہ وحدت الشہود کے قائل تھے اور نور نبوت سے استفادہ کرتے رہے۔ عاشق رسول تھے جیسا کہ آپ کے اشعار ذیل سے واضح ہے۔

مین عاشق اس پیو کا جنے مجھے جیو دیا او پیو میرے جیو کا برمالیا

اور معشوق بے مثال ہے نور نبی پایا
نور نبی رسول کا او میرے جیو میں بھایا
پسکوں اپنے دیکھنے کیسی آرسی لایا

کل شے محیط ہے اسے کون پہچانے
جو کوئی عاشق اس پیو کے اسی جیو میں جانے
اسی دیکھتا گم ہو رہے جیسی میں دیوانے

خواجہ نصیرالدین جنے سائیاں پیو بنائی
جیو کا کٹھ کھول کر پیا مکھ آپ دکھائی
رکھے سید محمد حسینی پیو سنگھ کیا نہ جائی

بندہ نواز شہباز رحمۃ اللہ علیہ حیات النبی کے قائل تھے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

مخفی نالوں معشوق و کہ ظاہر شہباز کلائے
عشق کے جینی جندر بند اپنی آپ وکھائے
الان کما کان پھر آپس میں آپ سہارے

بندہ نواز شہباز رحمۃ اللہ علیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض یہ بیان کرتے ہیں کہ:

"سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ الٰہی دکھانے کے لئے تشریف لائے

Marfat.com

اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دکھانے کے لئے عالم کو پیدا کیا۔"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہجلو جم جم جلوہ تیرا — ذات تجلی ہوگی سیس سپور نہ تیرا

واحد اپنی آپ تھا اپیں آپ نجھایا
پرکٹہ جلوہ کار نے الف میم ہو آیا
عشقوں دینے کر کاف نون بسایا

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود ہو آئے
امت رحمت بخشش ہدایت تشریف پائے

بندہ نواز نے دنیا میں رہ کر دنیا سے کنارہ کشی کی تعلیم دی ہے اور مرنے سے پہلے مر جانے کو بڑے اچھے انداز میں اور سلیس الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اور آیات قرآن کریم کو اپنے کلام میں سمویا ہے۔

مشکل بازی عشق کی جھوٹے جیو کو انا — موتو قبل ان تموتو شاہد ہے معنی

اونچا مندر عشق کا کوئی کیوں کر پاوے
چاروں سیریاں جذبہ کر تو بے ہارتا آوے
جی سیس دیوے پانوں تل تو بھی نہ پاوے

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے دوئی کو مٹا کر یکتائی پیدا کرنے کا سبق دیا ہے فرماتے ہیں۔

دوئی دوئی تائی دور کر یکٹ واحد ہونا
چاروں کپڑے جال کر مجنوں ہو رہنا
پورا مفلس ہوئے تو اسے کیل چت لانا
سو ہے عاشق شہباز ہے دوہوں جگہ کھلارا
خواجہ نصیرالدین سائیاں پنت راکھے ہمارا
تستکہ کھل توں بندو عشق کے تھارا

Marfat.com

علاوہ ازیں ڈاکٹر سید محی الدین زور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تذکرہ اردو مخطوطات'' میں بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم کتاب ''چکی نامہ'' کا بھی تعارف کرایا ہے۔ اس چکی نامہ کی نظم میں بارہ بند ہیں اور یہ ''مخطوطہ'' کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو (جمشید روڈ) میں موجود ہے۔ اس کے بعض غیر منتخب بند ملاحظہ ہوں جس میں اعلیٰ تخیل وامر واقعہ کے اظہار کے ساتھ روانی ہی روانی ہے۔

دیکھو واجب تن کی چکی پیو چاتر ہو کے سکی
سوکن ابلیس کھینچ کھینچ تھکی کہے یابسم اللہ اللہ

☆☆☆

الف اللہ کا دستا میاں محمد ﷺ ہو کر بستا
پہنچی طلب یوں کو دستا کہے یابسم اللہ ھُو ھُوَ اللہ

☆☆☆

دانے ہی سو چن چن لانا شاید ہاتوں سے لے کر بھاؤ
شریعت سے چلکی یہی کہے یابسم اللہ ھُو ھُوَ اللہ

☆☆☆

لام وجود باسن ہونا اسی تو یہ ستی دھونا
ذات کی پانے سوا ملی کوہنا کہے بسم اللہ ھُو ھُوَ اللہ

آپ کا فارسی کلام بھی موجود ہے جس کی زبان نہایت شستہ و سلیس ہے۔

تصنیف و تالیف: حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے جلیل القدر عارف اور کامل تھے کہ عظمت و جلالت کا اندازہ کرنا دشوار ہے۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ علوم ظاہریہ میں نہایت اونچا درجہ رکھتے تھے۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی طرف توجہ نہیں فرمائی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ اپنے وقت کے محقق اور درجہ اجتہاد کے مالک

Marfat.com

تھے لیکن حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی اور چھوٹی تقریباً ایک سو پانچ (۱۰۵) کتابیں تصنیف فرمائیں۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا ایک خاص رنگ ہے وہ سلوک کے اسرار بہ سہولت بیان کرتے جس کے ثبوت میں آپ کی تصانیف و تالیفات وغیرہ کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) ملتقط بہ قالب سلوک (تفسیر قرآن کریم) (۲) تفسیر ثانی بطریق کشاف (۳) حواشی کشاف (۴) شرح مشارق (در سلوک) (۵) ترجمہ مشارق۔ (۶) معارف شرح معارف (۷) ترجمہ عوارف (۸) شرح تعارف (۹) شرح فصوص الحکم (۱۰،۱۱) شرح آداب المریدین (فارسی و عربی) (۱۲) شرح تمہیدات عین القضاۃ (۱۳) وجود العارفین (۱۴) رئیت ربی (۱۵) شجرہ نسب (جس میں ستر کتابوں کے حوالہ ہیں) (۱۶) شرح رسالہ قشیری (فارسی) (۱۷) بیان بود و ہست (۱۸) استقامت الشریعت بہ طریق الحقیقت (۱۹) خطائر القدس المعروف بہ عشقنامہ (۲۰) تلاوت الوجود (عربی) (۲۱) درّ الاسرار (عربی) (۲۲) عروج و نزول (۲۳) رویت (۲۴) سبیل المحققین والمجذوبین (۲۵) سیرۃ النبی (۲۶) اوراد نامہ (۲۷) شرح فقہ اکبر (فارسی) (۲۸۔۲۹) شرح قصیدہ امالی (عربی و فارسی) (۳۰) شرح قصیدہ حافظیہ (۳۱) فضائل خلفائے راشدین (۳۲) حواشی قوت القلوب (۳۳) عقیدہ (۳۴) حدائق الانس (۳۵) آداب سلوک ظاہر (۳۶) اشارہ محبانِ حق (۳۷) مراقبہ (۳۸) معرفت ربّ العزت (۳۹) کتاب الاسماء (۴۰) ضرب الامثال (۴۱) خلافت نامہ یہ تمام (۴۱) کتب آپ کی موجود پائی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات و ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدوں نے جمع کئے ہیں۔

طلب گار معرفت الٰہی اور اخلاقیات کے طلبا کو لازم ہے کہ وہ آپ کی ہر ایک کتاب بہ غور و فکر مطالعہ کریں تاکہ آداب انسانی و محبت رسولِ اکرم سے واقف ہو سکیں بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاسماء میں سے انچاسواں سمرہ جو شیخ عبدالحق محدث

Marfat.com

دہلوی نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اشارہ و کنایہ کی زبان میں جو اسماء (قصص) لکھے ہیں وہ معارف و حقائق کے اسباق ہیں۔

شادی: جس وقت حضرت خواجہ گیسو دراز کی عمر ۴۰ سال ہوئی والدہ محترمہ کے اصرار پر آپ نے سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے عقد کیا۔ مولانا جمال الدین نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت خواجہ صاحب کے سسر تھے۔ حضرت مولانا صاحب حضرت خواجہ سے بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا صاحب بیجاپور کے صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میراںجی شمس العشاق رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

اولاد امجاد: حضرت کی اہلیہ محترمہ بی بی رضا خاتون صاحبہ حضرت مولانا سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی تھیں۔ ان محترمہ کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

(۱) سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد اکبر حسینی تھے جو اپنے وقت کے فاضل اور متبحر عالم اور حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ تھے۔ آپ حضرات خواجہ صاحب کے سامنے ہی ۱۵ ربیع الثانی ۸۱۲ھ کو وصال فرما گئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات (جوامع الکلم) کے جامع آپ ہی تھے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سید محمد یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی تھے۔ حضرت خواجہ صاحب کے وصال کے بعد! آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت خواجہ صاحب کی سب سے بڑی صاحبزادی کا نام بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی منجھلی صاحبزادی کا نام بی بی بتول۔ تیسری صاحبزادی کا نام بی بی ام الدین تھا۔

خلفائے کرام: حضرت خواجہ صاحب کے خلفاء بہت تھے۔ چند خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

(۱) حضرت مولانا شیخ علاؤ الدین گولیاری رحمۃ اللہ علیہ۔ مزار مبارک کالپی میں ہے۔

(۲) قاضی نورالدین اجودھی

(۳) مولانا معین الدین ٹوہانوی

(۴) شیخ صدرالدین خوندمیزا یرچہ

(۵) قاضی علیم الدین۔ مزار مبارک پاکپتن میں ہے۔

(۶) مخدوم زادہ حضرت سید حسین عرف سید اکبر حسینی رحمۃ اللہ علیہ۔ مزار مبارک حضرت خواجہ صاحب کے گنبد مبارک کے سامنے ہے۔

(۷) حضرت سید ابوالمعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین۔ مزار مبارک اندرون احاطہ درگاہ حضرت خواجہ صاحب ہے۔

(۸) شیخ ابوالفتح بن مولانا علاء الدین گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) مخدوم زادہ حضرت سید یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی۔ مزار مبارک اندرون احاطہ درگاہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(۱۰) قاضی راجہ گلبرگہ شریف

(۱۱) صوفی شیخ حمیدالدین اجودھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) ملک زادہ عثمان بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) مولانا حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) مولانا کمال الدین علامہ خواہر زادہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام کی تعداد طویل ہے جو مختلف کتب سیر و سوانح میں مذکور ہے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہوں۔ سیر محمدی۔ تاریخ محمدیہ۔ سیرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔

وصال: ایک رات جبکہ آپ کی عمر (۱۰۵) سال کی تھی۔ بارگاہ الٰہی میں اپنی

Marfat.com

موت کی طلب کی اس کی اطلاع شاہ ید اللہ حسینی کو ہو گئی وہ آئے اور آپ کے پیرومرشد چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قسم دے کر اس ارادہ موت کو ملتوی کرنے کا عرض معروض کیا، لیکن بندہ نواز نے اس معروضہ کو منظور نہ کرتے ہوئے فرمایا مرد جو بات ایک دفعہ کہہ دیتے ہیں اس سے روگردانی نہیں کرتے اور اب تم یہ راز کی بات کسی کو نہ بتانا فیروز شاہ بن غیاث الدین بہمنی کے عہد سلطنت میں جبکہ سید خضر خاں ابن ملک سلیمان دہلی کا بادشاہ فوت ہو کر ابوالفتح سید مبارک شاہ کی تخت نشینی کو پورا ایک سال ہوا تھا کہ اپنے بستر پر اپنے پاؤں دراز کئے دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر چشم حق میں کھلی رکھی اور منتظر وقت تھے۔ آپ کی سانس سے اللہ اللہ کی آواز ہر اک کو صاف سنائی دے رہی تھی کہ بعمر ایک سو پانچ سال چار ماہ بارہ دن بروز دوشنبہ بوقت صبح بتاریخ ۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہنستے ہوئے آپ کی آنکھ اور دہن سے کچھ پانی نکلا جسے شاہ ید اللہ نے آپ کی وصیت کے مطابق اپنی نوک زباں سے چوس لیا اور آپ نے وصال فرمایا اور آپ کو گلبرگہ میں آپ کی خانقاہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ و اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

روضہ مبارک: بندہ نواز کے وصال کے دوسرے سال سلطان احمد شاہ بہمنی کے حکم سے روضہ شریف کے گنبد کا کام شروع ہوا جس میں گنبد کے اندرونی گلابہ (پلاسٹر) وغیرہ کا کام سات سال تک مسلسل ہوتا رہا جو سلطان علاؤ الدین کے عہد میں مکمل ہوا۔

اس کے بعد ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگانہ کے عہد میں گنبد و روضہ کا بیرونی گلابہ (پلاسٹر) مکمل ہوا اور گنبد کے اوپری حصہ میں چاندی کا کلس لگایا گیا۔

اس کے بعد محمود عادل شاہ بیجاپوری کے حکم سے آپ کے گنبد کا چاندی کا کلس نکلوا کر آپ کے بڑے صاحبزادہ سید محمد اکبر کے روضہ کے گنبد کے کلس پر چڑھایا گیا اور آپ کے گنبد پر ایک نیا کلس لگایا گیا۔

اس کے بعد افضل خاں سپہ سالار بیجاپور (دکن) نے اپنے زمانہ اقتدار میں

Marfat.com

دروازہ پائیں بیرونی مسجد اور سرائے تعمیر کرائی اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد سلطنت میں آپ کے احاطہ روضہ میں مسجد اندرون درگاہ سماع خانہ حجرے اور عوض مسجد تعمیر کرائے۔ اس کے بعد سید شاہ ید اللہ حسینی نے اپنے عہد سجادگی میں اس حوض مسجد کو جو مسجد کے بالکل سامنے اور اتنا قریب تھا کہ صحن مسجد باقی نہ رہتا تھا اسے بند کرا کے دوسرا حوض دس ہزار روپے کی مالیت سے تعمیر کرایا اور یہی حوض آج کل موجود ہے۔

Marfat.com

حضرت شرف الدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شرف الدین احمد منیری ہندوستان کے ان اکابر اولیاء سے ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام اور خدمت خلق میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ کی کوششوں سے بے پناہ لوگ نور باطن سے مستفید ہوئے۔ آپ نے تصوف کی علمی ترویج کے لئے چند کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔

پیدائش: آپ 26 شعبان 661ھ میں منیر کے مقام پر پیدا ہوئے جو پٹنہ میں ہے اسی نسبت سے آپ کو منیری کہا جاتا ہے۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام شرف الدین احمد رکھا آپ کے والد کا نام شیخ یحیٰی تھا۔ شیخ یحیٰی کے ایک اور بیٹے بھی تھے جن کا نام جلال الدین احمد تھا۔

شجرہ نسب: شرف الدین احمد بن شیخ یحیٰی بن اسرائیلؒ بن مولانا محمد تاج فقیہہ بن ابی بکر بن ابی الفتح بن القاسم بن ابی الصائم بن ابی دہر بن ابی لیث بن ابی سہمہ بن ابی الدین بن ابی سعید بن ابی ذر بن زبیر المکنی بابی الصعب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

آپ کی والدہ محترمہ کا نسب نامہ چودھویں پشت میں حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا خاندان بیت المقدس سے ہندوستان آیا اور منیر کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ یہ خاندان زہد و تقویٰ کی بنا پر بہت ممتاز تھا اور منیر کے آس پاس بہت سے لوگ اسی خاندان کی بدولت اسلام لائے۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت: شیخ یحییٰ کے چھوٹے بیٹے شرف الدین احمد ابھی سن شعور میں داخل بھی نہ ہونے پائے تھے کہ اپنے والدین کی خاص توجہ کے مستحق قرار پائے۔ باپ کو نامعلوم ان میں کیا نظر آیا کہ ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دینے لگے۔ ان دنوں منیر قصبہ میں کوئی ایسا لائق اور مہتمم عالم موجود نہ تھا جو شرف الدین احمد کو علم سے بہرہ مند کر سکتا۔ اس لئے شرف الدین کے والد نے سنار نامی گاؤں میں موجود عالم دین ابوتوامہ کو شرف الدین کی تعلیم دینے کے لئے منتخب کیا۔

یہی شرف الدین احمد آگے چل کر علم کے سمندر بنے۔ آپ دینی مسائل کے اندھیرے میں ایک روشن چراغ تھے۔ زہد و تقویٰ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا اتنا علم حاصل کرنے کے باوجود آپ کو ہمیشہ تشنگی ہی محسوس ہوتی رہی۔ آپ ایک پیر کامل اور مرد خدا ثابت ہوئے۔

بہرکیف شیخ یحییٰ شرف الدین کو ابوتوامہ کے پاس لے گئے اور وہاں پہنچ کر ابوتوامہ سے نہایت ادب سے عرض کیا ''حضرت یہ میرا فرزند ارجمند ہے، آپ اس کی علمی تشنگی دور فرمائیں گے؟ گویا یہ آج سے میرا نہیں آپ کا فرزند ہوگا۔'' ابوتوامہ کہنے لگے ''شیخ! آپ نے تو میرا دل خوش کر دیا۔ کیا گوہر نایاب لائے ہیں آپ۔ مجھے تو اس کے وجود سے مسرور کن اور پر لطف خوشبو سی محسوس ہو رہی ہے۔''

شیخ یحییٰ نے اپنے بیٹے کی تعریفیں سنیں تو بے حد خوش ہوئے اور اپنے بیٹے کو نصیحتیں کرنے لگے۔ دیکھ میرے بیٹے ابھی تو بچہ ہے اور یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ایک باپ اور ایک استاد میں کیا فرق ہوتا ہے۔ جب تو بڑا ہو جائے گا تو خود بخود تیری سمجھ میں باپ اور استاد کا فرق آ جائے گا۔ باپ پیدا کرتا ہے مگر استاد اس کو نکھارتا، سنوارتا اور آراستہ کرتا ہے۔

معصوم بچہ اپنے باپ کی یہ پر معانی باتیں سمجھ سکا یا نہیں یہ کسی کو معلوم نہ ہوا مگر بعد کے حالات نے یہ بتا دیا کہ یہ بچہ اپنے ذہن میں غیر معمولی سمجھ لے کر آیا تھا۔

استاد نے شرف الدین میں جذب و سوز پہلے ہی محسوس کر لیا تھا اور اسی جذب و

Marfat.com

سوز کی وجہ سے شرف الدین ریاضت اور مجاہدے میں زیادہ مشغول رہنے لگے حالانکہ نوجوانی میں زہد و تقویٰ اختیار کرنا تقریباً بہت ہی مشکل اور کٹھن کام ہے مگر شرف الدین نے نہ صرف زہد و تقویٰ کو اختیار کئے رکھا بلکہ ہمیشہ اس سے لطف اندوز بھی ہوئے۔ آپ نے اپنے استاد کے گھر میں ان سے قرآن پاک کی تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی اور ایک گھر کے فرد کی طرح اپنے استاد کے یہاں رہے۔

شادی: آپ کے استاد گرامی نہایت متقی اور پرہیز گار تھے جس کی وجہ سے یہ خصوصیات آپ میں بھی در آئی تھیں۔ ابوتوامہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جو اپنے والد کی طرح پرہیز گار تھیں۔ ابوتوامہ کو شرف الدین سے بہتر ان کے لئے کوئی بر نہیں مل سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے ایک دن اشارے کنائے سے شرف الدین سے کہا "اگر تم چاہو تو زندگی بھر اسی گھر میں رہ سکتے ہو۔"

شیخ شرف الدین نے پوچھا۔ "وہ کس طرح جناب؟"

ابوتوامہ نے جواب دیا "آج میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پوری کرتے ہوئے تم سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کر رہا ہوں۔"

شرف الدین نے عذر پیش کیا کہ میں والدین کی غیر موجودگی میں یہ کام کس طرح سر انجام دے سکتا ہوں اور وہ بھی ان کی اجازت کے بغیر؟

ابوتوامہ کہنے لگے "ارے میں کب یہ تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم یہ کام ان کی غیر موجودگی میں کرو بلکہ میں تو ان کو مطلع کروں گا۔"

شرف الدین کہنے لگے "ٹھیک ہے مگر ان کی اجازت لینے کے لئے میں خود آپ کے ساتھ چلوں گا اور آپ کے سامنے اس کام کے لئے اجازت طلب کروں گا۔"

ابوتوامہ اور شرف الدین ابھی منیر جانے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ شیخ یحییٰ خود ہی تشریف لے آئے اور جب ان کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کا بیٹا اپنے

Marfat.com

استاد کی صاحبزادی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے بے دھڑک اس کے لئے اجازت دے دی چنانچہ والد کی موجودگی اور رضامندی کے ساتھ شرف الدین کی شادی ان کے استاد کی بیٹی سے ہو گئی۔ اس طرح آپ عرصہ دراز تک اپنے استاد اور سسر کے ہاں رہے۔

والد ماجد کا وصال: ایک دفعہ ایک گھڑ سوار سنار گاؤں میں آیا اور لوگوں سے پوچھا ''یہاں کے مشہور عالم دین ابوتوامہ کا گھر کدھر ہے؟''

لوگوں نے جب ابوتوامہ کے گھر کا پتہ بتایا تو وہ گھڑ سوار فوراً وہاں پہنچا اور شرف الدین سے ملاقات کی۔ اس نے کہا ''حضرت! میں آپ کے لئے ایک بہت بری خبر لایا ہوں۔'' آپ نے فرمایا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ ہاں اب بتا، تو میرے لئے کون سی خبر لایا ہے''

سوار نے عرض کی ''حضرت! کل رات آپ کے والد واصل بحق ہو گئے۔'' یہ کہہ کر سوار خاموش ہو گیا اور واپس روانہ ہو گیا۔

یہ خبر سن کر آپ بہت پریشان اور غمزدہ ہوئے۔ اس سے پہلے آپ نے زندگی میں کبھی اتنا بڑا غم نہیں دیکھا تھا۔ آپ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ بیوی نے جواب دیا ''میں نے کب انکار کیا ہے میں چلوں گی اور آپ سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ آپ یہاں سے کیوں جا رہے ہیں؟''

چنانچہ آپ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پٹنہ کے قصبے منیر پہنچے۔ وہاں پر آپ کی والدہ اور بڑے بھائی بہت سوگوار تھے۔ مرحوم باپ کی آخری رسوم ادا کی جا چکی تھیں۔ ماں نے بیٹے سے کہا ''شرف الدین! تیرے باپ نے آخری وقت میں تجھے بہت یاد کیا تھا۔''

شرف الدین کہنے لگے ''ہاں ماں، خدا انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے مجھے بھی اس بات کا بے حد افسوس ہے کہ میں آخری وقت میں ان کے سامنے موجود نہ تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں کیا کروں؟''

Marfat.com

بڑے بھائی جلال الدین نے کہا ''شرف الدین! اگر تم یہاں موجود بھی ہوتے تو کیا کر لیتے یہ سفر تو ہر ایک کے لئے لازماً آنا ہے اس لئے اس کا ملال ہی کیوں؟''

شرف الدین نے جواب دیا ''ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے مگر ہمیں جو اس جگہ بھیجا گیا ہے اس کا بھی تو کوئی مقصد یا جواز ہوگا۔''

ماں نے کہا ''اس کا مقصد اور جواز یہ ہے کہ ہم کسی حال میں بھی خدا کو نہ بھولیں اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہیں اور اس کے احسان کو ہر حال میں یاد رکھیں۔ شرف الدین نے ماں کی یہ بات سنی تو ان کی حالت عجیب سی ہوگئی۔ کہنے لگے ''کیا فرمایا آپ نے؟ کسی حال میں بھی خدا کو نہیں بھولنا چاہئے۔ آپ نے یہ فرما کر مجھے اس معاہدے کی یاد دلا دی ہے جو روزِ اوّل ہم نے اپنے ربّ سے کیا تھا۔''

پھر ان کی زبان پر اس طرح الفاظ آئے جیسے وہ کسی حاضر و موجود سے کہہ رہے ہوں۔ ''میں تجھ کو کسی حال میں بھی نہیں بھول سکتا۔ میں تجھے یاد رکھوں گا کبھی نہیں بھولوں گا۔ یا ربّ میں شرمسار ہوں کہ میں اب تک کن خیالوں میں گم تھا جو تیری طرف رجوع نہ کیا۔''

آپ کی بیوی جو اس وقت وہیں موجود تھیں آپ کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہوئیں۔ شرف الدین پھر فرمانے لگے۔ ''بہر حال جو دن بے خبری اور غفلت میں گزر گئے سو گزر گئے مگر اب میں باقی دنوں اور لمحوں کو کارآمد بنانا چاہتا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے آپ ایک طرف کو چلنے لگے مگر بیوی نے آپ کا راستہ روک دیا اور کہا ''آپ کہیں نہیں جائیں گے میں آپ کو کہیں نہیں جانے دوں گی آپ اسی گھر میں رہیں گے۔'' شرف الدین خاموش کھڑے رہے مگر بیوی سے نہ رہا گیا کہنے لگی ''آپ مجھ سے بھی تو کہئے، کچھ مجھے بھی بتائیے، آپ کیا چاہتے ہیں؟''

آپ نے جواب دیا ''اے شریف خاتون! میں تجھ کو وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو ہم نے روز اوّل اپنے خدا سے کیا تھا۔ اس دن اللہ نے ہم سے پوچھا تھا۔ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ پھر ہم نے جواب دیا تھا۔ بیشک تو ہمارا رب ہے۔ جب ہم نے اس

Marfat.com

کی ربوبیت اور الٰہیت کا روزِ اوّل ہی اقرار کر لیا تھا تو اب ہمیں اس کا عملی ثبوت فراہم کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے اعمال اور افعال سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم اپنے ربّ کو پورے خشوع و خضوع سے مانتے ہیں۔ ہم اس کی نافرمانی نہیں کریں گے اور اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے۔

بیوی نے پوچھا ''تو پھر میرے لئے کیا حکم ہے؟''

آپ نے جواب دیا۔ چاہو تو اسی گھر میں میری ماں کے ساتھ رہو اور اللہ کو یاد کرتی رہو لیکن اگر یہاں رہنے میں کوئی عذر ہو تو اپنے باپ کے گھر جا سکتی ہو اور وہاں اپنے ربّ کی یاد میں زندگی گزارو۔''

بیوی نے سوگوار لہجے میں کہا ''جناب والا! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہاں آپ کی والدہ کے پاس بھی رہوں اور سنار گاؤں اپنے باپ کے پاس بھی رہوں۔''

آپ نے جواب دیا ''ٹھیک ہے، میری طرف سے اجازت ہے۔''

شرف الدین کی والدہ، جو یہ سب گفتگو سن رہی تھیں نے اپنی بہو کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور کہنے لگیں ''بہو! مجھے اپنے بیٹے کے اس فیصلے کا بہت پہلے ہی علم ہو چکا تھا کہ شرف الدین بڑا ہو کر صوفی بنے گا۔ اس کے بہت سے ارادت مند ہوں گے اور اس کے علم اور روحانیت کا ایک عالم معترف ہوگا۔''

شرف الدین کی بیوی نے یہ سنا تو اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے شوہر کی راہ میں روڑے نہیں اٹکائے گی اس لئے وہ شرف الدین کی والدہ کے پاس ہی ٹھہر گئی اور اپنے شوہر سے کوئی مزید سوال نہ کیا۔

غار میں ریاضت و عبادت: راج گڑھ کا پہاڑی علاقہ نزدیک ہی تھا جہاں کے غاروں اور چٹانوں میں خدا کے متلاشی اور اس راہ میں عبادت و ریاضت کرنے والے اپنی زندگیاں گزار دیتے تھے چنانچہ شرف الدین کو بھی عبادت و ریاضت کے لئے یہی جگہ پسند آئی۔

Marfat.com

گھر کا ایک ملازم بھی تھا جس کا نام فتوحا تھا۔ جب شرف الدین اس پہاڑی علاقے کی طرف کسی ایک غار میں قیام کرنے کے لئے روانہ ہو گئے تو آپ کی والدہ نے فتوحا کو حکم دیا کہ شرف الدین کے پیچھے جا اور یہ دیکھ کہ آ کہ وہ کس غار میں قیام کرتے ہیں۔

فتوحا نے حکم کی تعمیل کی اور شرف الدین کے پیچھے پیچھے چل دیا حتیٰ کہ اس نے وہ غار دیکھ لی جس کو آپ نے عبادت کی غرض سے چنا تھا۔

اگلے دن ماں نے اپنے بیٹے کے لئے کھانا تیار کیا اور فتوحا سے کہا تو نے شرف الدین کا ٹھکانہ دیکھ لیا ہے یہ کھانا لے جا کر اسے دے آ۔"

فتوحا نے کھانا لیا اور غار کی طرف چل دیا۔ جب یہ وہاں پہنچا تو اس وقت شرف الدین آنکھیں بند کئے یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ فتوحا آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب آپ آنکھیں کھولیں اور کب وہ آپ کو کھانا دے۔ کافی انتظار کے بعد بھی شرف الدین نے آنکھیں نہ کھولیں تو خادم نے پکارا "میاں جی!"

شرف الدین نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور فتوحا کو اپنے پاس دیکھ کر حیران رہ گئے۔ خفگی سے پوچھا "تجھ کو میرا پتا کیسے معلوم ہوا؟"

فتوحا نے جواب دیا۔ جب آپ یہاں آ رہے تھے تو میں آپ کی والدہ کے حکم سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا جس سے مجھے آپ کا پتہ معلوم ہو گیا۔"

آپ نے اپنی والدہ کے حکم کی بات سنی تو خفگی دور ہو گئی فرمایا "کیا کرنے آیا ہے اب یہاں؟"

فتوحا نے کھانے کی پوٹلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ماں نے آپ کے لئے کھانا بنایا تھا وہی لے کر آیا ہوں۔"

شرف الدین نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کھانا وہاں رکھ دے اور فوراً چلا جا۔ ماں سے کہنا کہ جس نے رزق کا وعدہ کیا ہے وہی یہاں بھی پہنچا دے گا۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔"

Marfat.com

فتوحا جب گھر پہنچا تو شرف الدین کی والدہ نے پوچھا "کیا شرف الدین نے کھانا تیرے سامنے ہی کھا لیا تھا؟" فتوحا نے نفی میں جواب دیا اور شرف الدین کی بتائی ہوئی ساری بات بیان کر دی۔

آپ کی والدہ کی آنکھیں بھر آئیں کہا "فتوحا! اب جب میں تجھے کھانا دے کر بھیجوں گی تو میرے بیٹے سے کہنا کہ جس رزاق نے تجھ سے رزق کا وعدہ کیا ہوا ہے میں اسی کے حکم سے یہ کھانا تجھے بھیج رہی ہوں۔"

فتوحا دوسرے دن کھانا لے گیا تو پھر وہی اشارے سے کہا گیا کہ کھانا وہاں رکھ دے۔ جب کھانا رکھ دیا گیا تو شرف الدین نے پوچھا "کیا تو نے میری بات والدہ محترمہ کے گوش گزار کر دی تھی؟"

فتوحا نے جواب دیا "جی ہاں میں نے ساری بات بیان کر دی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ جس نے رزق کا وعدہ کیا ہے میں اسی کے حکم کی تعمیل میں رزق بھیجتی ہوں۔

فتوحا کی یہ بات سن کر آپ خاموش ہو گئے اور پھر یہ سلسلہ مدتوں چلتا رہا۔ یہ سنتے سنتے کہ کھانا ایک طرف رکھوا دیا جاتا ہے اور فتوحا نے انہیں ایک بار بھی کھانا کھاتے نہیں دیکھا۔ ماں کو تشویش ہوئی اور فتوحا سے پوچھا "کیوں فتوحا! تیرا کیا خیال ہے تیرے آنے کے بعد شرف الدین کھانا کھا تو لیتا ہوگا؟" فتوحا نے جواب دیا "ضرور کھا لیتے ہوں گے کیونکہ جب میں دوسرے دن جاتا ہوں تو پہلے دن کا کھانا ختم ہو چکا ہوتا ہے۔"

ماں نے کہا "ٹھیک ہے آج میں شرف الدین کے لئے کھجور تیار کروں گی تو ان کو لے جائے گا اور اپنے سامنے شرف الدین کو کھلا کر آئے گا۔ یہ میرا حکم ہے" اس کے بعد ماں نے میدہ نکالا اس میں شکر اور خمیر کی آمیزش کی اور کھجوریں تیار کر دیں۔ پھر ان کھجوروں کو ایک بڑے پیالے میں ڈال کر پوٹلی سی بنا دی۔

شرف الدین کی والدہ نے فتوحا کو یہ پوٹلی دی اور کہا کہ شرف الدین کو میرا حکم

Marfat.com

سنا دینا کہ وہ یہ کھجوریں تیرے سامنے کھائے ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔

فتوحا نے کہا ''اگر وہ پھر بھی نہ کھائیں تو میں کیا کروں؟''

والدہ نے جواب دیا ''پھر میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ اگر اس نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو میں اسے دودھ نہیں بخشوں گی اور روزِ قیامت اس کو رسوا کروں گی۔''

فتوحا نے شرف الدین کی والدہ کے حکم کی تعمیل کی اور کھجوریں آپ تک پہنچا دیں اور ماں کا حکم بھی سنا دیا۔

ماں کا حکم سن کر شرف الدین مجبور ہو گئے اس لئے خاموشی سے ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی۔ ابھی آپ نے اسے دانتوں تلے دبایا ہی تھا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بے ہوشی کی حالت میں آپ کا منہ کھلا تھا۔ یہ سب دیکھ کر فتوحا کے ہوش و حواس اڑ گئے پھر اچانک اس نے یہ منظر دیکھا تو وہ سکتے میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ چیونٹیوں کی ایک بڑی فوج شرف الدین کے منہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ اسے روکنا بھی چاہتا تو روک نہ سکتا تھا پھر یہ ساری چیونٹیاں شرف الدین کے منہ میں داخل ہو گئیں اور ان کے منہ میں موجود کھجور کا ایک ایک ذرّہ باہر نکال دیا اور پھر نہ جانے کہاں غائب ہو گئیں۔

فتوحا یہ سارا ماجرہ دیکھ کر فوراً واپس پہنچا اور سارا واقعہ شرف الدین کی ماں کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''اب آپ انہیں کسی بات پر مجبور نہ کریں۔''

تلاش مرشد کامل: شرف الدین کو جب ہوش آیا تو انہیں حکم ملا کہ فوراً اس غار سے نکل کر دہلی چلے جاؤ۔ وہاں شیخ نظام الدین بدایونی تیری رہنمائی فرمائیں گے۔

شرف الدین فوراً غار سے نکلے اور اپنے گھر پہنچے اور ماں سے کہا۔ ''میں اب دہلی جا رہا ہوں کیونکہ مجھے اس کے لئے ہاتف غیبی نے حکم دیا ہے کہ میں غار سے نکل جاؤں اور شیخ نظام الدین بدایونی سے رہنمائی حاصل کروں۔

ماں نے کہا ''تو اکیلا وہاں نہیں جائے گا اپنے ساتھ جلال الدین کو بھی لیتا جا اسے بھی شیخ نظام الدین سے ملاقات کا بہت شوق ہے۔'' چنانچہ شرف الدین اپنے

Marfat.com

بڑے بھائی جلال الدین کو ساتھ لے کر دہلی کی طرف رؤانہ ہو گئے۔

دہلی میں داخل ہوتے ہی شرف الدین سیدھے نظام الدین اولیاء کے پاس پہنچے اور نہایت ادب اور حد درجہ عقیدت کا مظاہرہ کیا۔

شیخ نظام الدین اولیاء نے بطور خاص شرف الدین سے پوچھا ''خواجہ شرف الدین! کیسے آنا ہوا؟''

شرف الدین نے آنکھیں اٹھائیں اور نہایت ادب سے کہا ''حضرت! عمر یوں ہی گزرتی چلی جا رہی ہے اور جب میں اپنے ماضی اور حال کی طرف دیکھتا ہوں تو خسارہ ہی خسارہ نظر آتا ہے۔''

یہ سن کر نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سب کچھ سمجھ گئے اور فرمایا ''مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں آپ دونوں کو مرید کروں اور تربیت دوں لہٰذا میں نے تمہارے لئے خاندان فردوسیہ کو مقرر کیا ہے تم دونوں ان کے پاس چلے جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا۔''

فردوسی خاندان کا تعلق سہروردیہ خاندان سے ہے۔ ان دنوں فردوسیہ خاندان کے نجیب الدین فردوسی کو بڑی شہرت حاصل تھی۔

آخر بیعت ہونے کی نیت سے شیخ شرف الدین منیری حضرت شیخ نجیب الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بیعت وخلافت: شیخ نجیب الدین نے جب دونوں بھائیوں کو دیکھا تو بڑی گرمجوشی سے ملے اور شرف الدین سے فرمایا ''اے شرف الدین! آؤ ہم تمہارا بہت عرصہ سے انتظار کر رہے تھے اور تم سے ملنے کے مشتاق تھے۔'' بہرکیف دونوں بھائیوں کو اسی وقت بیعت کر لیا گیا پھر انہیں خرقہ خلافت عطا ہوا اور پیرانِ عظام کے تبرکات ان کے حوالے کر دیئے گئے۔ یہ تبرکات ان کے پاس بطور امانت رکھے ہوئے تھے۔

شجرہ طریقت: آپ کا شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

شرف الدین احمد منیری، خواجہ نجیب الدین فردوسی، خواجہ رکن الدین فردوسی، خواجہ نجم الدین کبریٰ، خواجہ ضیاء الدین ابونجیب، خواجہ وجیہہ الدین ابوحفص، خواجہ محمد بن عبداللہ، خواجہ احمد سیاہ دینوی، خواجہ ممشاد علو دینوری، خواجہ جنید بغدادی خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، سیدنا امام علی رضا، سیدنا امام موسیٰ کاظم، سیدنا امام جعفر صادق سیدنا امام محمد باقر بن سیدنا امام زین العابدین سیدنا امام حسین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

مرشد کی آپ کو نصیحتیں: حضرت شیخ نجیب الدین نے آپ کو راہ سلوک پر کاربند ہونے کے لئے حسب ذیل نصیحتیں کیں۔ ''اے عزیز! یہ بات بڑے غور وفکر کے بعد ظاہر ہوتی ہے کہ ترک خودی میں مشغولیت کے علاوہ دنیا کی کسی چیز میں مشغول رہنا غلطی ہے۔ انسانی حرکات، سکنات اقوال اور افعال ہی سے خودی پیدا ہوتی ہے۔ کھانا، بولنا، سونا، میل جول پیدا کرنا، سننا، دیکھنا وغیرہ انسانی فطرت کا اقتضاء ہے لیکن یہ تمام باتیں بقدر ضرورت ہونی چاہئیں اگر ضرورت سے زیادہ ہوں تو حق سے دوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے دن رات اس فکر میں رہنا چاہئے کہ خودی میں سے کیا چیز باقی رہ گئی ہے یہاں تک کہ اللہ کے فضل سے خودی سے بالکل چھٹکارا ہو جائے۔ اگر بال برابر بھی خودی باقی رہ گئی ہے تو حجاب باقی ہے جب تک اس سے فراغت حاصل نہ ہو جائے دوسرے کام میں مشغول ہونا صحیح نہیں، کیونکہ خودی سے چھٹکارا پانے سے پہلے کسی کام میں مشغول ہونا شیطانیت ہے۔ اس لئے کسی حال میں دوسرے کام کی طرف مشغول نہیں ہونا چاہئے۔ مجاہدہ اور ریاضت نفس اس طرح ہونی چاہئے کہ خودی بالکل جاتی رہے اور انتہائی درجہ کا تقویٰ حاصل ہو اور بشریت کی پوری صفائی ہو جائے۔ کسی وقت بے وضو رہنا مناسب نہیں اگرچہ آدھی رات جاڑے کا موسم اور ٹھنڈا پانی ہی کیوں نہ ہو۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز کسی حالت میں فوت نہ ہونی چاہئے۔ کھانا کھانے اور پانی پینے سے صرف تین چیزوں کی بقا ہوتی ہے، حیات، عقل اور قوت۔

Marfat.com

کھانا اس وقت تک ترک کرتے رہنا چاہئے جب تک حیات اور عقل مین خلل پیدا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو، خشک روٹی، خشک چاول یا خشک کھچڑی جو کچھ بھی مل جائے۔ضرورت کے مطابق کھا لیا جائے۔ نان خورش (جیسے سالن وغیرہ) کی فکر نہ کرے۔اسی طرح پانی پینا بھی ترک کر دے یہاں تک کہ جب اسے معلوم ہو کہ زندگی یا عقل میں خلل پڑے گا۔اس وقت تھوڑا سا پانی جو صرف اس قدر ہو جس سے حلق تر ہو سکے، پی لے تا کہ پیاس بجھ جائے لیکن قوت کے کم ہونے کی وجہ سے ہرگز نہ کھائے پیئے اور قوت کے زائل ہونے کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے اور یہ بات تجربہ سے معلوم ہو سکے گی کہ نہ کھانے کی وجہ سے کتنے دنوں میں زندگی اور عقل میں خلل پڑنے کا خوف پیدا ہوگا اور جب یہ تجربہ سے معلوم ہو تو اس بات کا لحاظ رکھے۔

رات اور دن میں کسی وقت نہ سوئے اور نماز قرآن کی تلاوت اور کتاب کے مطالعہ سے نیند کو دور کرے۔اس کام کا تمام تر مدار اس پر ہے کہ رات اور دن میں کسی وقت نہ لیٹے، بلکہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر رات دن گزارے۔

کسی شخص سے بات چیت نہ کرے البتہ سائل کا جواب دے سکتا ہے، لیکن سائل اگر عالم ہو تو اس کا جواب نہ دے بلکہ کبھی علمی جواب میں مشغول نہ ہو کہ اس میں بہت سی آفتیں ہیں لیکن اگر جواب علمی نہ ہو تو اس کا جواب بالکل مختصر دے اور صرف ضروری بات کرے اور وہ بھی اس وقت جب بجز بولنے کے اور چارہ نہ ہو۔تو جو کچھ ہو سکے گفتگو کرے، لیکن خود کوئی بات نہ کہے۔

کسی کے ساتھ بالکل ملاقات اور میل جول نہ کرے اور ایک خالی گوشے میں بیٹھا رہے اور جو چیز موجود ہو اسے باقی رہنے والے اپنے کام کے لئے اپنے گوشے سے باہر نہ نکلے اور کسی کو اپنے پہلو میں آنے کی اجازت نہ دے ہمیشہ نظر نیچی زمین کی طرف رکھے۔بے ضرورت دائیں بائیں نہ دیکھے۔کسی کی بات نہ سنے اور نہ اس کی کوشش کرے کہ دوسرا کیا کہتا ہے۔

دل کو عمداً اور قصداً کسی چیز میں نہ لگائے۔کوئی بات کان میں پڑے اور سمجھ میں

Marfat.com

نہ آئے تو اس کی فکر بھی نہ کرے۔ ضرورت کے وقت سوکھی روٹی کھا لے اور پانی پی لے۔ کوئی چیز اس لئے نہ کھائے کہ وہ موجود ہے کیونکہ اس طرح محض خودی کا پابند ہونا ہے۔ دوپہر کے وقت روزانہ قضائے حاجت کے لئے جائے اور اگر قلت طعام کے باعث اس کی حاجت نہ ہو تو بہتر ہے لیکن اس سے زیادہ نہ جائے اور وقت ضائع نہ کرے اگرچہ اس کی ضرورت محسوس ہو اور وضو مشکوک ہو یہاں تک کہ اس کی عادت ہو جائے تمام وقت ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہ اوڑھے، لیکن جاڑے کے دن لباچہ کمینہ (شاید آستین والا لبادہ مراد ہو) خرقہ کے اوپر پہنے اور اس پر دن رات میں کسی چیز کا اضافہ نہ کرے۔ کسی کے آنے جانے بولنے اور کام کرنے پر ناخوش نہ ہو اور نہ کوئی اعتراض کرے۔ یہ معلوم نہ ہونے دے کہ اس کو ظاہراً و باطناً کسی چیز سے انکار ہے خواہ سر پر آگ ہی کیوں نہ برسے لیکن چون و چرا نہ کرے اور نہ اپنے میں کمیت و کیفیت ظاہر ہونے دے یہاں تک کہ اس کو مقام وحدت اور جلال و ذوق حاصل ہو جائے۔

سماع کے وقت جہاں تک ممکن ہو آبدیدہ نہ ہو اور جسم کو حرکت نہ دے۔ یہاں تک کہ مغلوب نہ ہو جائے اور اپنی حفاظت آپ نہ کر سکے، لیکن سماع میں احوال کے ظاہر ہونے سے بڑی آفتیں ہیں۔ ان کا چھپانا بہت اہم باتوں سے ہے۔ قلب پر جتنی بھی آگ برسے اس کی خبر نہ ہو اور یہیں وہ مقام عظیم ہے جو بڑی مشقت بڑے مجاہدے اور بے انتہا ریاضت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ تم اپنی طرف سے کوشش کرو خدا عطا کرے گا۔ برسوں کے بعد مشقت اٹھانے والے کو راستہ ملتا ہے اور اگر یہ سعادت حاصل نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر دیتا ہے۔

مرشد کا وصال: حضرت نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ اے شرف الدین اگر تم نے واپس جانا ہے تو چلے جاؤ آپ نے مرشد سے کہا بندہ کے لئے کوئی اور حکم تو اس پر آپ کے۔

مرشد نے فرمایا ''جب تمہیں میری موت کی خبر پہنچے تو تم اسی وقت جہاں کہیں

Marfat.com

بھی ہو میرے پاس چلے آنا۔ یہ میری آخری خواہش بھی ہے اور وصیت بھی۔"

آپ نے جب یہ سنا تو اپنے پیر مرشد کی وصیت و نصیحت گرہ میں باندھ کر وطن کے لئے روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے کہ آپ کے پاس ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا پہنچا اور کہنے لگا "شرف الدین کہاں جا رہے ہو؟ دہلی فوراً واپس چلے چلو کیونکہ تمہارے پیر مرشد وصال فرما چکے ہیں۔"

آپ کو یہ سن کر بہت رنج ہوا اور پھر اپنے پیر مرشد کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے فوراً اس گھڑ سوار کے ساتھ واپس دہلی پہنچے اور اپنے پیر مرشد کی آخری رسومات میں شریک ہوئے۔

اضطراب اور مجاہدے: دہلی سے دوبارہ آپ سفر کرتے ہوئے واپس وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی جلال الدین بھی تھے مگر ان میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی تھی۔ ابھی آپ دونوں بھائی پٹنہ بھی نہیں پہنچے تھے اور آگرہ کے جنگل سے گزر رہے تھے کہ اچانک کسی طرف سے مور کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کے سنتے ہی دونوں کے اندر آگ سی لگ گئی پھر دونوں بھائیوں کا ساتھ چھوٹ گیا۔ شرف الدین اسی جنگل میں کہیں گم ہو گئے۔ جلال الدین نے انہیں بہت تلاش کیا مگر انہیں نہ ملنا تھا نہ ملے۔ بہر کیف جلال الدین واپس گھر پہنچ گئے۔ صابر ماں نے صبر کر لیا اور شرف الدین کی بیوی بھی دل شکستہ ہو کر اپنے باپ کے گھر واپس چلی گئی۔

شرف الدین نے آگرہ کے جنگلات میں ہی مجاہدے اور نفس کشی شروع کر دی حالانکہ جنگل میں بہت سے درندے اور عجیب و غریب حشرات الارض بھی تھے مگر انہوں نے آپ کو بالکل کوئی گزند نہ پہنچائی۔ ان جنگلات میں آپ کو ہندو جوگی بھی گیان دھیان اور تپسیا میں مشغول ملے۔ آپ نے ان کے ساتھ علمی مباحثے بھی کئے اور انہیں قائل بھی کرتے رہے۔ ان جنگلات میں آپ نے پورے بارہ سال گزارے پھر آپ راج گڑھ کے جنگلات میں چلے گئے۔ ان جنگلات میں آپ نے

Marfat.com

تیس سال تک مجاہدے کیئے اور نفس کشی میں لگے رہے۔ اس کے بعد آپ گھر پہنچے مگر وہاں کوئی بھی نہ ملا آپ کی ماں واصل حق ہو چکی تھیں۔ آپ نے صبر سے کام لیا اور دوبارہ عبادت و ریاضت میں لگ گئے۔

سلسلہ رشد و ہدایت: ایک دفعہ آپ بہار شریف کی ایک جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے نمازِ جمعہ کے بعد پند و وعظ کے لئے اپنی زبان کھولی تو تمام ہجوم کے جذبات بے قابو ہو گئے۔ ان پر آپ کے وعظ کا بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد آپ کا شہرہ دور دور تک پھیلتا گیا۔ آپ کے علم و فضل سے بہت سے لوگ مستفیض ہوئے۔

ایک جگہ آپ ہمت و حوصلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس دنیا کے تمام تر کاروبار ہمت پر موقوف ہیں جس کی جتنی بلند ہمت ہوگی اس کی تشنگی بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ گردشِ ایام میں صبر کے کڑوے گھونٹ پینے کے علاوہ چارہ کار نہیں۔ سختیوں میں جینا سیکھو ورنہ کچے اور خام رہ جاؤ گے۔

کسی موقع پر راہِ توحید کی آپ نے یوں وضاحت فرمائی۔ ''راہِ توحید جو مردوں کا دین ایک دریائے محیط ہے یہاں علم اور عقل غرق ہیں۔ لکھنا اور بات کرنا تو ایک طرف جو شخص اس میں گر جاتا ہے گویا وہ عالم حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔''

ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی ''حضرت میری حاجتیں پوری نہیں ہوتیں، محرومیاں میرا مقدر بن گئی ہیں بتایئے اس سلسلے میں میں کیا کروں؟''

آپ نے فرمایا ''میرے پاس اس مسئلہ کا علاج ہے مگر پہلے تو یہ بتا کہ نماز بھی ادا کرتا ہے یا نہیں؟''

اس شخص نے جواب دیا ''نماز تو میں بڑی پابندی سے ادا کرتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا ''فجر کی نماز میں سنتوں اور فرضوں کے درمیان وقت نکال کر اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر لیا کر، خدا نے چاہا تو تیرے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔''

Marfat.com

چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور آپ کے کہنے کے مطابق عمل کرتا رہا۔ چند ماہ کے بعد وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا اور کہا ''حضرت آپ کا بہت بہت شکریہ، اب مجھے کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی اب میں محرومیوں کا شکار ہوں۔''

دوسرے مریدوں نے جب یہ سنا تو وہ بھی آپ سے اپنے دکھوں اور مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے عمل اور وظیفے معلوم کرنے لگے۔

آپ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ آپ نے جواب دیا ''سماع اہل حق کے لئے مستحب، اہل زہد کے لئے مباح اور اہل نفس کے لئے مکروہ ہے۔''

اس پر کسی نے ذرا گھما پھرا کر پوچھا ''سماع مذموم ہے یا محمود؟''

آپ نے جواب دیا ''سماع اگر طلب منفعت کے لئے ہو تو مذموم ہے اور اگر طلب حقیقت کے لئے ہو تو محمود ہے۔'' اس کے بعد آپ نے اس کی اس طرح وضاحت فرمائی لوگو! اگر سماع سے اللہ کی محبت کی تحریک ہو اور احوال شریف یعنی مکاشفات ظہور پذیر ہوں تو یہ حلال ہے اور اگر اس سے طبیعت فجور کی طرف مائل ہو تو یہ حرام ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ سماع حرام بھی ہے اور حلال بھی، مکروہ بھی ہے اور مباح بھی۔ یوں سمجھ لو کہ اگر سماع سے دل حق کی طرف مائل ہو تو حلال ہے اور اگر مجاز کی طرف مائل ہو تو حرام ہے اور اگر کچھ غیرحق کی طرف اور کچھ حق کی طرف مائل ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر یہ حق اور مجاز دونوں کی طرف مائل ہو مگر حق کی طرف زیادہ مائل ہو تو یہ مباح ہے۔''

سلطان محمد تغلق نے آپ کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کرا دی اور اس کے اخراجات کے لئے پرگنہ راج گیر کی جاگیر بھی عطا کر دی۔ آپ اس میں بیٹھ کر تقریر و تحریر کے ذریعہ رشد و ہدایت کا کام کرتے رہے۔ آپ کا کچھ مجموعہ ملفوظات اور مکتوبات کی شکل میں محفوظ ہے۔ خانقاہ میں سالکانِ راہِ طریقت کی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ علماء اور محدثین بھی جمع ہوتے تھے۔ مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی تھی، شرف الدین منیری ہر

Marfat.com

مسئلہ وضاحت سے بیان فرمایا کرتے تھے اور سامعین بڑے اشتیاق سے سنا کرتے تھے۔ایک بیان کے مطابق:

ہر مجلس میں مریدوں، نیک بندوں اور سچی طلب رکھنے والے لوگوں کا مجمع ہوتا۔ان میں سے ہر ایک اپنے حال اور کام کے مطابق ایک سوال کرتا جس کا تعلق طریقت، شریعت، حقیقت اور معرفت سے ہوتا۔حضرت مخدوم ہر سوال کا شافی جواب دیتے۔ان کا بیان دل پذیر اور ان کے اشارے کنایے بے نظیر ہوتے تھے۔ ہر بیان میں سینکڑوں معانی ہر اشارہ میں ہزاروں لطیفہ لاریبی اور ہر معنی میں بے انتہا مفہوم اور ہر لطیفہ میں لاتعداد اوراکات اور ہر مفہوم میں بے شمار حالات اور ہر ادراک مین بہت سے مقامات اور ہر حال میں ناقابل بیان ذوق اور ہر مقام میں اتنی خبریں ہوتیں جن کی گنجائش دنیا میں نہیں۔

آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی جو مرید مجلسوں میں حاضر نہ ہو سکے تھے انہیں مکتوبات کے ذریعہ ہدایت وتلقین کی جاتی تھی۔عوام اور خواص دونوں آپ کے چشمہ معرفت سے مستفیض ہوتے تھے۔سلطان فیروز شاہ تغلق کو بھی آپ پند ونصائح فرمایا کرتے تھے۔سلطان کے داماد داد ملک کو بھی عملی تعلیم دیا کرتے تھے۔قاضی شمس الدین حاکم چوسہ نے بھی آپ کی تعلیمات سے بہت استفادہ کیا۔ قاضی صاحب کے نام آپ نے جو مکتوبات لکھے وہ عرفان وتصوف کا دریا ہیں۔ان موضوعات پر کوئی مسئلہ ایسا نہ ہوگا جس کی وضاحت ان ملفوظات میں نہ ہو۔علاوہ ازیں اور کئی امراء یعنی قاضی صدر الدین، ملک مفرح ملک معز الدین، شمس الملک شمس الدین خوارزمی وغیرہ کے نام آپ نے کئی خطوط لکھے، جن میں انہیں عالمانہ وقار اور سنجیدگی کے ساتھ مختلف معاملات کی نصیحتیں کی گئی تھیں۔

تصانیف: کہا جاتا ہے کہ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں مگر صرف حسب ذیل کتابوں کا علم ہو سکا ہے:

مکتوبات: مکتوبات صدی، مکتوبات دوصدی، مکتوبات بست وہشت صدی۔

Marfat.com

ملفوظات: معدن المعانی، مخ المعانی، راحت القلوب، خوانِ پرنعمت، کنز المعانی، مغز المعانی، لنج لایفنی، مونس المریدین، تحفہ غیبی، ملفوظ الصفد اور برائت المحققین۔

تصانیف: فوائد رکنی، شرح آداب المریدین، عقائد شرفی، ارشاد السالکین، ارشاد الطالبین، اجوبہ، اوراد خورد، اوراد اوسط، فوائد المریدین، اجوبہ زاہدیہ، رسالہ ارشادات، رسالہ مکیہ، اوراد کلاں۔

مکتوبات صدی میں تصوف کے تمام اہم مسائل پر مختصر بحث کی گئی ہے۔

مکتوبات دوصدی میں 151 مکتوبات ہیں، جو769ھ میں ترتیب دیئے گئے۔ یہ ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو مختلف مریدوں کے نام لکھے گئے۔

مکتوبات بست وہشت، یہ خط مولانا امام مظفر کے نام ہیں، ان کی تعداد اٹھائیس ہے۔

معدن المعانی، یہ ملفوظات مولانا زین بدر نے عربی میں مرتب کئے۔ دو جلدوں میں ہے۔ ان میں صوفیانہ نکات کے علاوہ مذہب، حدیث اور علم کلام پر بھی مباحث ملتے ہیں۔ وعظ و نصیحت، رشد و ہدایت، اوامر ونواہی اور اوصاف حمیدہ کی جگہ جگہ تلقین پائی جاتی ہے۔

خوان پرنعمت، اس کتاب میں زیادہ تر فقہی و شرعی مسائل اور تصوف کے متعلق بحثیں ملتی ہیں۔

مخ المعانی۔ یہ رسالہ شیخ شہاب الدین عماد نے مرتب کیا۔ اس میں روزہ توبہ لیلتہ الرغائب، تلاوت قرآن، ادعیہ، شب برات، نماز، تراویح اور کھانے کے آداب وغیرہ کے متعلق مباحث ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں تعبیر خواب، تصفیہ وتزکیہ نفس، رجوع، فکر اور کئی دیگر معاملات سے بحث کی گئی ہے۔

راحت القلوب: یہ دس مجلسوں کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ پندرہ بیس صفحوں سے زیادہ کا نہیں۔ اس میں رضائے حق خواجہ اویس قرنی، سجدہ آدم صفی اللہ، تعظیم

Marfat.com

تلاوت قرآن، نماز جمعہ کی فضیلت، روزہ عاشورہ وغیرہ سے بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی بعض آیتوں کی تفسیریں بھی ہیں۔

فوائد رکنی: یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں آپ نے اپنے ایک مرید کو حج کعبہ کے وقت سفر میں مطالعہ کے لئے ہدایات دی تھیں۔

ارشاد الطالبین: یہ بھی ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں آپ نے طالب حق کو بعض ہدایات دی ہیں۔ اسے انڈیا آفس لائبریری کی فہرست میں اس کا نام برہان العارفین ہے۔

ارشاد السالکین: چار پانچ صفحوں کے اس رسالے میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء ایک ہی نور کی مختلف شکلیں ہیں۔ نور عالم لاہوت سے جبروت میں آیا تو روح ہوا اور جبروت سے ملکوت میں گیا تو قالب کہلایا اور ملکوت سے ناسوت میں گیا تو جسم کا نام پایا۔ اسی طرح نور عالم کثیف میں آیا تو نار ہوا۔ نار کثیف ہو کر باد ہوئی اور باد کثیف ہو کر آب ہوئی اور آب کثیف ہو کر خاک بن گیا۔ پس انسان اور عناصر اربعہ ایک ہی شے کی مختلف صورتیں ہیں۔

رسالہ مکیہ و ذکر فردوسیہ: اس رسالہ میں اذکار کے اقسام اور طریقے بیان کیئے گئے ہیں۔

شرح آداب المریدین: یہ کتاب شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی کی مشہور عربی کتاب آداب المریدین کی شرح ہے۔

فوائد المریدین: اس رسالہ میں مندرجہ ذیل باتیں بتائی گئی ہیں۔ کلمہ طیبہ کی فضیلت، نماز با جماعت کی برکت، گورستان منکر نکیر، بہشت، دوزخ، قیامت، ایمان، حقوق ہمسایہ، حقوق الوالدین، حقوق الزوجین اور بعض آیتوں کی برکتیں۔

اجوبہ: یہ سوالات و جوابات کا مجموعہ ہے جو زاہد بن محمد بن نظام اور دوسرے مقربین حضرت سے جو وقتاً فوقتاً سوالات کیا کرتے تھے اور جو جوابات آپ انہیں دیتے تھے ان کو اس رسالہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں تصوف کے بہت

Marfat.com

سے مسائل ملتے ہیں۔

لطائف المعانی: یہ رسالہ معدن المعانی کا خلاصہ ہے۔

آپ کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ اہمیت آپ کے مکتوبات کو حاصل ہے جن میں تصوف پر بے شمار مسائل اور ان کے حل ملتے ہیں۔

وصال ۷۸۲ھ کے رمضان گزر چکے تھے اور عید کے دن سے لوگوں کا تانتا جو لگا تو ٹوٹنے کو نہ آیا۔ دور دور سے لوگ آپ سے ملنے چلے آ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کو حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔ چھ شوال کو اس ہجوم میں بہت زیادتی ہو گئی۔ آپ ہر ایک کو وقت دے رہے تھے۔ آپ ان میں سے ہر آدمی کو باری باری بلاتے تھے۔

آپ بعض لوگوں کو گلے لگا لیتے تھے بعض سے صرف مصافحہ کرتے تھے اور بعض کو صرف نصیحتیں کر کے رخصت کر دیتے۔ پھر اچانک آپ نے یہ سلسلہ بند کر دیا اور قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔ پھر آپ کچھ دعائیں پڑھنے لگ گئے۔ چند ساعتوں کے بعد آپ کے قریبی مریدوں نے دیکھا کہ آپ دراز ہو کر کلمہ پڑھنے لگے ہیں۔

آپ کے مریدوں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو پریشان ہو کر آپ پر جھک گئے۔ دیکھا تو پتہ چلا کہ آپ واصل حق ہو چکے ہیں۔ آپ پٹنہ کے منیر نامی قصبے میں پیدا ہوئے اور اسی قصبے میں وفات پائی۔ اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی تاریخ وصال 6 شوال بروز جمعرات 782ھ ہے۔

Marfat.com

حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید میر اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ چشتی ہندوستان کے ان اولیاء سے ہیں جنہوں نے بے پناہ مخلوق خدا کی اصلاح فرمائی اور کثیر خلق خدا کو رشد و ہدایت والی راہ پر گامزن کیا۔

آپ یگانہ روزگار تھے اور شان رفیع، ہمت بلند، کرامات وافر کے مالک تھے۔ آپ حضرت شیخ علاؤ الحق والدین بنگالی قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

والدین: آپ کے والد ماجد سلطان ابراہیم سادات نور بخشیہ میں سے تھے اور سمنان کے بادشاہ بھی تھے۔ آپ کی والدہ خدیجہ بیگم حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں۔ والدہ نے کہا! اے میرے بیٹے تمہارے وجود میں آنے سے پہلے حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ تیرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے نورِ ولایت سے دنیا منور ہوگی۔

بشارت قبل از ولادت: سلطان محمد ابراہیم کے ہاں تین لڑکیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد ان کی اللہ کی بارگاہ میں شب و روز یہی التجا ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائے جو میری سلطنت کا وارث اور جانشین بنے۔ آخر ایک روز ایک مجذوب نے آپ کو یہ بشارت دی کہ تمہارے گھر عنقریب بیٹا پیدا ہوگا، جو اپنے نور ولایت سے دنیا کو روشن کرے گا۔

ولادت: آپ کی ولادت 688ھ سمنان میں ہوئی اسی نسبت سے آپ کو

Marfat.com

سمنانی کہا جاتا ہے۔آپ کے والدین نے آپ کا نام محمد اشرف رکھا۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والدین نے آپ کی تربیت اعلیٰ انداز سے شروع کی۔ آپ نے مشہور عالم سلطان سے قرآن مجید کی قرات سیکھنا شروع کی۔ سید اشرف جب قرآن مجید قرات سے پڑھتے تو زمان و مکاں اور شجر و حجر پر وجد طاری ہو جاتا تھا آپ نے چودہ سال کی عمر میں منقولات و معقولات کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔ آپ بلا کے ذہین تھے۔ آپ جب علماء اور مشائخ کے سامنے کوئی دقیق مسئلہ پیش کرتے تو جید علماء ورطۂ حیرت بن جاتے آپ علم و فضل کی آبشار تھے۔ آپ الفاظ و معنی کے ایسے رنگ تھے جن سے کائنات مزین تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدائشی طور پر ولایت سے سرفراز فرمایا تھا۔

لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور علم لدنی کے دروازے آپ پر کشادہ تھے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن سات قرات کے ساتھ حفظ کر لیا تھا۔ چودہ سال کی عمر میں آپ اکثر علوم عقلی و نقلی سے فارغ التحصیل ہو گئے تھے اور احادیث نبوی کی سماعت بھی کر چکے تھے۔

سمنان کی حکمرانی: حضرت سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی نے والد کی وفات کے بعد بادل ناخواستہ عنانِ حکومت سنبھالا۔ آپ کو بحیثیت حکمران ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی کہ آپ کی حکومت میں کوئی شخص بھوکا تو نہیں سویا۔ کسی پر ظلم تو نہیں ہوا۔ انہی امور کی خاطر آپ شہر کا گشت کرتے۔ اپنی رعایا کی خبر گیری کرتے اور حکومت کے کاموں سے جو وقت بچ جاتا وہ یاد الٰہی میں بسر کرتے۔ آپ تلاوت قرآن مجید کرتے کرتے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ آپ کو یوں لگتا جیسے کائنات میں صرف خدا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کئی کئی روز تک جنگلوں میں رہ کر مراقبہ کیے رکھتے تھے۔ آپ کو عبادت کے وقت شیطان عجیب انداز سے تنگ کرتا۔ کبھی آپ کے سامنے آپ کی والدہ کی شکل میں آتا کبھی کسی ضعیف آدمی کی شکل میں آتا کبھی کسی مکروہ سال خوردہ عورت کی صورت میں آتا اور کبھی دوشیزہ کے روپ میں آ کر آپ کو

Marfat.com

آپ کی منزل سے بہکانے اور بھٹکانے کی کوشش کرتا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو استقلال اور حوصلہ عطا فرمایا تھا اس کی وجہ سے آپ کے عزم میں کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ اسی کشمکش میں آپ کی زندگی بسر ہو رہی تھی۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات: ایک روز آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے مختصر ملاقات میں آپ سے بڑی عمدہ اور جامع باتیں کیں جن سے آپ کی زندگی میں انقلاب آ گیا۔ آپ کو امورِ سلطنت سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔ آپ نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دیا اور مسجد کے حجرے میں معتکف ہو گئے۔ آپ کے حجرے میں کسی کو ماسوائے آپ کی والدہ کے جانے کی جرات نہ ہوتی جو جانے کی کوشش کرتا بے ہوش ہو جاتا۔ لوگ دور سے دیکھتے کہ حجرے میں عجیب و غریب قسم کی شخصیات، عجیب و غریب راستوں اور طریقوں سے آتیں اور چلی جاتیں کبھی کبھی حجرے سے نور کی شعاعیں نکلتیں جو دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کر دیتیں۔

اسی اعتکاف میں سید اشرف کی دوسری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ خضر نے فرمایا "اشرف جیسے ایک حکومت میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح دو سلطنتیں ایک بادشاہ نہیں سنبھال سکتا" سید اشرف نے جواب دیا "حضرت میں تو کئی سالوں سے اپنا آپ سنبھالنے کے لئے کوشاں ہوں" اس پر حضرت خضر نے فرمایا "ابھی ہندوستان چلے جاؤ"۔

ہندوستان میں آمد و قیام: حضرت سید اشرف حضرت خضر کا اشارہ سمجھ گئے۔ فوراً اپنی والدہ سے مشورہ کیا۔ اجازت کے ساتھ اپنے نانا خواجہ احمد یسوی کی عطا کردہ دستار حاصل کی۔ آغازِ سفر سے پہلے اپنا سارا سامان و اسباب غرباء، مساکین میں تقسیم کیا۔ اپنے ساتھ ایک کمبل اور مٹی کا پیالہ لیا اور چل پڑے۔

اُچ کے مقام پر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اپنے مریدوں کے ہمراہ آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ مصافحہ و معانقہ کرنے کے بعد مخدوم جہاں گشت نے فرمایا "اشرف! آپ جلدی کرو۔ راستے میں مت ٹھہرو کیونکہ بھائی علاؤ الدین آپ کے

Marfat.com

منتظر ہیں۔"

مریدوں نے لاکھ کوشش کی مگر مخدوم جہاں گشت نے سید اشرف کو نہ روکا بلکہ سفر جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ اُچ سے سید اشرف دہلی آئے۔ یہاں آ کر آپ نے بہت سے جید علماء اور مشائخ حضرات سے علوم باطنی حاصل کئے۔ دہلی سے آپ صوبہ بہار پہنچے اس وقت شام ہونے کو تھی کہ شہر سے باہر لوگ ایک جنازہ لا رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر جنازہ روک دیا گیا اور آپ سے لوگوں نے کہا کہ یہ جنازہ مخدوم الملک شرف الدین منیری کا ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ "میرا جنازہ لے کر شہر سے باہر نکلنا تو مغرب کی طرف سے...... کالے کمبل والا ایک شخص آئے گا وہ میرا جنازہ پڑھائے گا" چنانچہ مخدوم الملک منیری کے فرمان کے مطابق آپ ہی وہ شخص ہیں اس لئے آپ ان کا جنازہ پڑھایئے۔ سید اشرف نے مخدوم الملک کا جنازہ پڑھایا۔ پھر ان کے مزار پر چلہ کشی کی اور کئی اسرارِ باطنی سے مستفید ہوئے۔ آپ کو چشم مکاشفہ سے مخدوم الملک منیری کئی مرتبہ ملے اور انہوں نے فرمایا کہ کاش! سید اشرف تم میرے حصے میں آئے ہوتے لیکن تم تو شیخ علاؤ الدین کی امانت ہو۔ یہاں سے سید اشرف نے بنگال کا رخ کیا۔ آپ کو اپنی منزل پر پہنچنے کا شدت سے اشتیاق تھا۔ آپ ایک لمبی مسافت طے کرنے کے بعد بنگال کے قصبہ پنڈوہ پہنچے۔

بیعت و خلافت: حضرت علاؤ الدین چشتی بنگال کی بلند پایہ شخصیت تھے۔ آپ کی روحانیت اور ریاضت کا چرچا پورے بنگال میں تھا۔ آپ شیخ سراج دین عثمان کے خلیفہ تھے۔ آپ کا پورا خاندان حکومت وقت میں سرکردہ عہدوں پر فائز تھا مگر آپ کو سن آغاز سے ہی خدا رسیدگی اور اہل اللہ سے رغبت تھی۔ آپ نے علوم و سلوک میں اتنی دسترس حاصل کر رکھی تھی کہ ہر وقت آپ کے اردگرد عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا ہجوم رہتا تھا۔ فیاضی میں آپ کا مرتبہ بادشاہوں سے بھی زیادہ تھا۔ سلاطین آپ کی عالی شان خانقاہ پر رشک کیا کرتے تھے۔ روزانہ بے شمار مسافر اور فقراء آپ کے در سے طعام و زادِ راہ حاصل کرتے تھے۔ آپ کا جلال اس قدر تھا

Marfat.com

کہ آپ سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی لیکن گزشتہ کئی روز سے سب مرید اور عقیدت مند یہ بات شدت سے محسوس کر رہے تھے کہ حضرت پر سخت قسم کا اضطراب طاری ہے۔ کبھی اپنی خانقاہ کے اندر جاتے کبھی باہر آتے، کبھی گاؤں سے باہر جا کر چہل قدمی کرتے ہیں اور ٹھنڈی سانس کے ساتھ آہ بھرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی کا ان کو شدت سے انتظار ہو آخر ایک دن دوپہر کے وقت جب شیخ علاؤ الدین آرام فرما رہے تھے۔ یکایک ان کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے اپنے سارے مریدوں اور عقیدت مندوں کو جمع کیا اور فرمایا ''جس کا دو سال سے میں منتظر تھا۔ آج وہ ہمارے پاس آ رہا ہے چلو سب اس کا استقبال کریں'' کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ تھی کہ وہ کون ہے۔ سب مرید حضرت کے ساتھ چل پڑے۔ گاؤں سے باہر ایک کوس کے فاصلہ پر سب کو رکنے کا حکم ملا سب رک گئے۔ سب نے دیکھا کہ کالا کمبل کاندھے پر ڈال کر ایک نورانی شکل کے بزرگ پگڈنڈی پر چلے آ رہے ہیں۔ جب اس آنے والے نے شیخ علاؤ الدین کو دیکھا تو دوڑ کر ان کے قدموں پر گر گیا۔ شیخ علاؤ الدین نے اس کو اٹھایا اور گلے سے لگا لیا۔ پھر وہ جلوس کی شکل میں اس مہمان بزرگ کو اپنی خانقاہ میں لے آئے۔ اس کی بہت تعظیم کی گئی۔ سراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرت اشرف قصبہ پانڈو میں پہنچنے والے تھے تو شیخ علاؤ الحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب سمیت استقبال کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ وہاں سے ان کو سنگھاسن سواری میں جو ان کو اپنے شیخ اخی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملی تھی سوار کر کے ساتھ لے آئے اور خود دوسری سواری استعمال کی۔ خادم خانقاہ نے شربت اور پان پیش کیے۔ شیخ نے پہلے چند بیڑے خود تناول فرمائے۔ پھر کچھ بیڑے شیخ اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے۔ اس کے بعد حجرہ میں لے جا کر آپ کو شرفِ بیعت سے مشرف فرمایا اور خاندان چشتیہ کے اذکار و اشغال تعلیم فرما کر اپنے خاص لباس سے ان کو ملبوس فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ستائیس برس تھی۔ انہوں نے آپ کے رہنے کے لئے ایک نہایت عمدہ مکان منتخب فرمایا اور قسم قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے

Marfat.com

نوازا۔ آپ نے چار سال تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر ریاضات و مجاہدات کئے اور مرتبہ تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔ اسی روز سے چاروں طرف سے "سید اشرف جہانگیر" کی آوازیں آنے لگیں۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب جہانگیر ہو گیا۔

خواجگان چشت کی نعمت اور سلطان المشائخ کا خرقہ خاص جو آپ نے اخی سراج رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا۔ عطا کرنے کے بعد شیخ نے آپ کو پیرانِ عظام کے تمام تبرکات عطا فرمائے اور ولایت جونپور آپ کے سپرد کی اور آپ کی سکونت کے لئے مقام کچھوچھہ مقرر فرمایا۔ نیز حضرت شیخ نے آپ کو جھنڈا گھنٹہ اور نقارہ بھی مرحمت فرمایا۔ پس مزید دو سال شیخ کی خدمت میں رہ کر حسب ہدایت آپ جونپور کے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

<u>جونپور کی طرف سفر</u>: جب قصبہ منیر میں پہنچے تو شیخ شمس الدین اودھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا دستور تھا کہ سفر میں آپ کے ہمراہ گھوڑے اونٹ خیمے، خدمت گار، حاجت مند لوگ، فقراء، قلندر، صوفیاء وغیرہ بے شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ تقریباً پانچ سو افراد آپ کے ہم رکاب تھے۔ آپ کے اکثر اصحاب لباسِ تصوف میں تھے۔ یہ دیکھ کر شیخ شمس الدین کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ درویشوں کو اس شاہانہ شان و شوکت کی کیا ضرورت جب آپ پر یہ خیال واضح ہو گیا تو آپ کو شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہ کی یہ حکایت یاد آئی کہ یعنی جب کسی نے آپ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ تو درویش ہیں لیکن آپ کے گھوڑے باندھنے کے کیل بھی سونے کے ہیں تو آپ نے جواب دیا کہ الحمد للہ یہ کیل گل میں ہیں، دل میں نہیں ہیں۔ (یعنی مٹی میں ہیں اور میرا دل اس سے آزاد ہے) چنانچہ میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ شمس الدین کے اعتراض پر فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا۔

غرض از حاصل کار است اے پسر
بہر نوعے کہ ظاہر است گوباش

Marfat.com

بہر کس نیست لازم راہ تجرید
چو او آنِ توشد تو آنِ اوباش

اے بیٹے اصل مقصود کام ہے۔ تمہارا ظاہر جس طرح کا ہو ہونے دو۔ ہر شخص پر ترک و تجرید لازم نہیں۔ جب وہ تیرا ہو گیا ہے تو تو اس کا ہو جا یعنی جب تو اللہ کا ہو گیا اور اللہ تیرا ہو گیا تو جس شکل میں چاہو رہ سکتے ہو۔

اس کے بعد آپ قصبہ کہنہ آباد گئے وہاں قیام کے بعد مظفر آباد چلے گئے وہاں کے لوگ کمال نیاز مندی سے پیش آئے۔

میر سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ جہانگیر وہاں سے چل کر جون پور پہنچے اور وہاں بڑی شہرت حاصل کی۔ جونپور کا حاکم کمال نیاز مندی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا اور مناسب نذرانے پیش کئے۔ قاضی شہاب الدین ملک العلماء بھی حاضر خدمت ہو کر فیض یاب ہوئے۔ انہوں نے اپنی تمام تصانیف آں حضرت کو دکھائیں۔ آپ نے جابجا اصلاح کرنے کے بعد شرفِ قبولیت بخشا اور قاضی صاحب کو آفرین دیکر ملک العلما کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے انہیں سلسلہ چشتیہ کے اشغال تلقین کر کے خرقہ تبرک بھی عطا فرمایا۔ دو ماہ کے قریب آپ جونپور میں رہے۔

کچھوچھہ میں مستقل قیام: اس کے بعد آپ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق کچھوچھہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک جوگی اپنے پانچ سو چیلوں کے ساتھ جو سب بڑے عابد و زاہد تھے، رہتا تھا اور قسم قسم کے تصرفات دکھاتا تھا چونکہ وہ جوگی طالب حق تھا جب اس نے آں حضرت کی قوتِ ولایت کا مشاہدہ کیا تو پانچ سو چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا اور بابا کمال نام پایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے فیض صحبت سے وہ مرتبہ ولایت پر پہنچے اور خلافت سے مشرف ہو کر ہدایت خلق پر مامور ہوئے۔ اس روز پانچ ہزار نفوس نے آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا چنانچہ آپ نے اس جگہ سکونت اختیار کر لی اور خانقاہ حجرہ خاص اور دیگر

Marfat.com

مکانات تیار کرائے اور ایک باغ بھی لگایا۔ تھوڑے عرصے میں وہ مقام مانند بہشت ہو گیا اور آج تک ہندوستان کے لوگوں کا قبلہ حاجات ہے۔ کچھوچھہ کا نام آپ نے روح آباد رکھا۔ جیسا کہ آپ کے ایک شعر سے ظاہر ہے فرماتے ہیں۔

اشرف از دل بروں کن میل سمناں را
کہ روح آباد سمنان است مارا

اشرف دل سے سمنان کی محبت دور کر کیونکہ روح آباد (کچھوچھہ) ہمارے لئے سمنان ہے۔

سیر و سیاحت: کچھوچھہ میں مقیم ہونے کے بعد آپ اکثر سفر میں رہتے تھے۔ چند مرتبہ آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ معظّمہ کے سفر میں شیخ بدیع الدین معروف شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم سفر تھے۔ مکہ معظّمہ کی زیارت کے بعد شاہ مدار ہندوستان چلے آئے لیکن میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ نجف، کربلا اور روم کی طرف چلے گئے اور مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سلطان ولد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ نیز صالحہ دمشق میں شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کی۔ اس کے بعد آپ نے مصر و یمن کے مشائخ کی زیارت کی اور دوبارہ بیت اللہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کرتے ہوئے آپ عراق چلے گئے اور آئمہ اہل بیت رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگانِ بغداد کی زیارت کی۔ اس کے بعد آپ کاشان تشریف لے گئے اور شیخ عبدالرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کتاب فصوص الحکم، فتوحات مکیہ اور اصطلاح کبیر ان سے پڑھیں اور اصطلاح حائق سند میں درج کرائی۔ وہاں سے آپ سمنان تشریف لے گئے۔ آپ کا ایک بھانجہ زندہ تھا اس کی دل جوئی کر کے آپ وہاں کے مشائخ سے ملے اور مشہد چلے گئے۔ چند روز امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر رہ کر فیض یاب ہوئے۔ اتفاقاً ان ایام میں امیر تیمور بھی امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے

Marfat.com

حاضر ہوا اور میر سید اشرف جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر کمال عقیدت مندی سے پیش آیا چنانچہ اس کا ذکر مکتوبات میں مفصل موجود ہے۔ اس کے بعد آپ ہرات تشریف لے گئے اور وہاں کے بزرگان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کافی عرصہ وہاں قیام پذیر رہے وہاں سے آپ ماوراءالنہر تشریف لے گئے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کافی عرصہ وہاں قیام کرنے کے بعد آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وہاں سے آپ ترکستان تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان سے فیوض حاصل کر کے واپس ہوئے اور قندھار، غزنی اور کابل کی سیر کرتے ہوئے اور وہاں سے مشائخ کی زیارت کرتے ہوئے ملتان پہنچے اور وہاں کے بزرگان کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد کمالِ اشتیاق سے آپ اجودھن (پاکپتن) پہنچے اور حضرت گنج شکر قدس سرہ کی زیارت سے فیض یاب ہو کر آپ اپنے مشائخ کی زیارت کے لئے دہلی اور اجمیر گئے اور فیوض حاصل کئے۔ اس کے بعد آپ دکن کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت میر سید گیسو دراز قدس سرہ کے مزار پر دوبارہ حاضری دی اور اس ملک کے تمام مشائخ سے ملے۔ سراندیپ کی سیر کے بعد آپ واپس آ گئے۔ چند روز بعد گجرات کی سیر کو گئے اور اس علاقے کے اکثر لوگ مرید ہو گئے۔ دو تین بزرگوں کو تربیت کے بعد خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا اور اسی جگہ ہدایت خلق کے لئے مامور فرمایا غرضیکہ آپ نے تمام ہندوستان کے شہر شہر قصبہ بہ قصبہ بلکہ گاؤں گاؤں جا کر پیغامِ حق پہنچایا اور آج تک مختلف مقامات کے لوگوں میں آپ کی کرامات مشہور ہیں۔

آپ کے سفر کا مکمل ذکر لطائف اشرفی میں موجود ہے۔ ایک دفعہ آپ نے میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساری دنیا کی سیر کی۔ جس وقت آپ سفر سے واپس آتے تھے حضرت شیخ علاؤ الحق کی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور کافی عرصہ وہاں قیام فرماتے تھے آپ مختلف اوقات میں شیخ کی خدمت میں بارہ برس کے قریب رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی دو دفعہ حاضری دی اور ان کے سجادہ نشین شیخ نور

Marfat.com

قطب عالم بن شیخ علاؤ الحق قدس سرہ سے ملاقات کی۔ ان دونوں حضرات کے درمیان بے حد محبت تھی جیسا کہ دونوں حضرات کے خطوط سے ظاہر ہے۔

اپنے شیخ کی وفات کے بعد آپ جونپور تشریف لے گئے وہاں سلطان ابراہیم شرقی، قاضی شہاب الدین ملک العلماء کے ذریعہ حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے جونپور میں دو دن قیام فرمایا۔ بادشاہ روزانہ آپکی خدمت میں کمال نیاز مندی سے حاضر ہوتا تھا۔ دوران حاضری میں اس نے عرض کیا کہ بندہ حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ سے شرف بیعت حاصل کر چکا ہے اور آپ کی خدمت میں بیعت کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو مرید کرایا اور قسم وقسم کے نذرانے پیش کئے۔

جب میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ ایک سو سے زائد اولیاء کرام سے فیض حاصل کرنے کے بعد آخری مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اوچ حاضر ہوئے تو آں حضرت نے کمالِ شفقت سے وہ دولت کہ انہوں نے چار سو سے زائد مشائخ سے حاصل کی تھی، تمام آپ کے حوالہ کر دی اور غوثی قطبی رتبے پر پہنچا دیا۔ غرضیکہ اس قسم کے کمالات اس وقت کسی بزرگ کو حاصل نہ ہوئے تھے۔

سلسلہ فیوض و برکات: جب آپ کی عمر ایک سو سال سے تجاوز کر گئی تو آپ کچھوچھہ ہی میں رہنے لگے۔ باغ، حوض اور روضہ کی عمارت کو درست کرنے کی سعی فرمائی۔ جمشید قلندر کی امداد کے باوجود جو قلندروں کا سردار تھا اور آپ کی خدمت میں بارہ سال بسر کر چکا تھا، آپ نے باغ میں درخت اپنے ہاتھ سے لگائے اور محنت سے پرورش فرمائی۔ اب وہ باغ روضہ مبارک کے گرد جنگل بن گیا ہے لیکن ان درختوں پر کوئی پرندہ گھونسلا نہیں بناتا اور حوض کا پانی ہرگز گندہ نہیں ہوتا۔ حوض کا پانی آسیب زدہ کے لئے شفا ہے۔ جب محرم کا چاند دیکھا جاتا تھا تو آں حضرت کا حال دگرگوں ہو جاتا تھا اور عجب ذوق کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے دادا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وصال کا مہینہ ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ عشرۂ محرم میں عاشورہ ورد کرتے تھے۔ کبھی آپ اپنے اصحاب سے مل کر ورد کرتے تھے۔

Marfat.com

کبھی جمشید قلندر کو حکم دیتے تھے کہ اپنے قلندروں کو جمع کر کے ورد کریں۔ آپ اکثر اوقات عالم تحیر میں رہتے تھے اگر کوئی شخص توحید یا معارف کے متعلق سوال کرتا تو دیر کے بعد جواب دیتے تھے۔ آپ اپنے سب چھوٹے بڑے مریدین کو شغل نسبت (مراقبہ ذات) کا امر فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب تعین کی سرحد پر پہنچ جائے تو شغل نسبت شروع ہو جاتا ہے (تعین کی سرحد وہ ہے جہاں سے لاتعین شروع ہوتا ہے۔ یعنی مراقبہ ذاتِ حق اور فنا فی اللہ کی ابتدا) نسبت صوفیاء کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں کہ ہمیشہ قولہ تعالیٰ فَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آدم کے اندر اپنی روح پھونکی) کے تصور میں مستغرق رہے اور غیر حق کا خیال دل میں نہ آنے دے کیونکہ اسی میں سالک کا کمال ہے۔

کرامات

روحانی توجہ کا اثر: ایک روز سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ دلی کی مسجد میں نماز فجر ادا کرنے گئے وہاں ان کی ملاقات ممتاز بزرگ مولانا محمد کریم الدین سے ہوئی۔ مولانا محمد کریم الدین کو مدت سے نماز میں لذت حاصل نہیں ہو رہی تھی۔ وہ سجدے میں حضوری کے خواہش مند تھے۔ مولانا صف میں سید اشرف کے ساتھ شانہ جوڑ کر کھڑے ہوئے تھے۔ جب نماز شروع ہوئی تو مولانا کریم الدین کو یوں محسوس ہوا کہ ان کے پاؤں زمین پر نہیں ہیں اور کعبہ شریف ان کے سامنے ہے۔ دوسری رکعت میں انہوں نے اپنے آپ کو عرش معلیٰ پر پایا اور نماز ختم ہونے سے پہلے مقام جبروت پر پہنچ گئے۔ نماز جب ختم ہوئی تو مولانا محمد کریم الدین کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ آپ کو سید اشرف نے سہارا دیا اور فرمایا "مولانا! لذت سفر میں ہے، قیام میں نہیں، ایک جگہ کھڑے رہ رہ کر تو حیوان بھی تنگ پڑ جاتے ہیں آپ سالوں سے ایک جگہ مقیم ہیں۔ مولانا محمد کریم الدین نے سید اشرف کو ایسا دریا کہا جس کا کوئی ساحل نہ ہو اور آپ وہ شہباز تھے کونین جس کے بازو ہوتے ہیں۔"

ہندو جوگی کا قبول اسلام: ایک دفعہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی بھنڈو

Marfat.com

چلے گئے۔ یہ جگہ چھوٹے بڑے مندروں سے بھری پڑی تھی یہاں زیادہ ہندو لوگ ہی رہا کرتے تھے ہندو جوگی اپنے تعصب کی وجہ سے مسلمانوں کو اس علاقہ میں آنے ہی نہ دیتے۔ یہاں کے بڑے مندر کا جوگی اپنے آپ کو اژدھا کی شکل میں تبدیل کر کے لوگوں کو ہراساں کیا کرتا تھا۔ کئی دفعہ مسلمانوں کی مسجد میں داخل ہو جاتا اور مسجد کے صحن میں کنڈلی والا سانپ بن جاتا اور لوگ خوفزدہ ہو جاتے۔ سید اشرف جب بھنڈو پہنچے تو ان کو ہندو جوگیوں کی کارستانیوں سے مطلع کیا گیا آپ کو بھی مندروں کے علاقے میں جانے سے لوگوں نے منع کیا مگر آپ نے فرمایا ''اب تو میں اپنا قیام بھی بڑے مندر میں ہی رکھوں گا۔'' یہ کہہ کر سید اشرف بڑے مندر کی طرف گئے۔ مندر کے اندر پہنچے تو آپ نے بہت سے جوگیوں کو بیٹھا دیکھ کر فرمایا تمہارا وہ جوگی کہاں ہے جو اپنے آپ کو اژدہا کی شکل میں تبدیل کر لیتا ہے۔ یہ بات سن کر ایک نوجوان پجاری چراغ پا ہو گیا اور سید اشرف کی طرف حملہ کرنے کی نیت سے بڑھا۔ سید اشرف نے نظر بھر کر دیکھا اور آن کی آن میں سارے کے سارے پجاری پتھر کے بن گئے۔ پھر سید اشرف مندر کے اندر چلے گئے۔ وہاں ایک بے لباس جوگی ایک بت کے آگے بیٹھا جاپ کر رہا تھا۔ آپ کی آہٹ پا کر غصے سے آپ کی طرف مڑا اور نہایت بدتمیزی سے بولا ''تم نے میرے چیلوں کو پتھر کا بنا دیا ہے اب میری تپسیا میں مخل ہونے آ گیا ہے آج تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاؤ گے'' سید اشرف مسکرائے اور فرمایا ''تم ایک باکمال پنڈت ہو مگر ابھی نامکمل ہو'' یہ بات سید اشرف کے منہ سے نکلی ہی تھی کہ پنڈت نے چمگادڑ کی طرح مندر کے ستونوں کے درمیان اڑنا شروع کر دیا۔ سید اشرف نے مسکرا کر فرمایا ''تم اژدھا کے ساتھ ساتھ چمگادڑ کا روپ بھی بدل لیتے ہو۔'' یہ کہنا تھا کہ پنڈت ایک کیڑے کی شکل میں تبدیل ہو کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ اب سید اشرف کو اس پر ترس آنے لگ گیا۔ آپ نے اس کو سیدھا کیا اور وہ اس طرح اپنی اصلی شکل میں واپس آ گیا مگر اس کی تڑپ دیدنی تھی۔ وہ فوراً سید اشرف کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے ہاتھ مسلمان ہوا۔ آپ نے اس کا نام کمال

Marfat.com

پنڈت ہی رکھ دیا۔ بعد میں اس کے ۵۰۰ چیلے بھی مسلمان ہو کر سید اشرف کی مریدی میں داخل ہو گئے اور وہ مندر ایک بہت بڑی خانقاہ میں تبدیل ہو گیا اور اس قصبہ کا نام بھی مسلمانوں کی اکثریت کی وجہ سے کثرت آباد رکھ دیا گیا۔ آپ جس حجرہ میں سلوک و عرفان کے درس دیا کرتے تھے اس کو دارالامان کہا جاتا تھا۔ یہاں بڑے علماء اور مشائخ حضرات تشریف لاتے اور علم کے چشمہ صافی سے شکم سیر ہوتے۔

سید اشرف کو اللہ تعالیٰ نے وہ عالی مرتبہ فرمایا تھا کہ بڑے بڑے ولی ...... آپ کی خدمت میں رہنا فخر سمجھا کرتے تھے۔ آپ کے درس و تدریس کو نہایت شوق و لگن سے سننے کے لئے دور دراز سے لوگ آیا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کی بھلائی اور فلاح کیلئے بہت سی خدمات سرانجام دیں جو ناقابل فراموش ہیں۔

ایک مرید کو معافی دینے کا واقعہ: سید اشرف کے ایک مرید شیخ کمال جوان کے خلیفہ بھی تھے لوگوں کے روحانی پیشوا تھے۔ ایک دن ان کے مریدوں کو کسی ضیافت کے اہتمام کا حکم دیا گیا لیکن کسی وجہ سے ضیافت کا انتظام بروقت نہ ہو سکا۔ شیخ کمال نے جلال میں آ کر ضیافت کے منتظمین کو بددعا دی۔ اچانک پورا قصبہ آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ جن میں بے گناہ طفل و مستورات بھی خاکستر ہو گئیں۔ بعد میں شیخ کمال کو بہت پچھتاوا ہوا۔ وہ اس شرمندگی کے ازالہ کے لئے سید اشرف کے پاس پہنچے مگر سید اشرف بہت غصہ میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ "تم نے میری ذریّت کو سب خانماں برباد کر دیا لہٰذا میں تمہارے ساتھ ملاقات بالکل نہیں کروں گا۔" یہ بات سن کر شیخ کمال مہینوں اپنے مرشد سید اشرف کے در پر پڑے استغفار کرتے رہے اور کئی مہینوں کے بعد ایک دن سر پر انگاروں سے بھرا ہوا طشت لے کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید اشرف نے معاف تو کر دیا مگر فرمایا "کہ تم اور تمہاری آئندہ نسل بہت پریشان رہا کرے گی۔ تم نے معافی مانگی ہے چنانچہ میں تمہیں معاف کر دیتا ہوں۔"

علماء کے معافی طلب کرنے کا واقعہ: محمد آباد کہنہ میں ٹھہرنے کے دوران کا

Marfat.com

واقعہ ہے کہ ایک دن علماء اور فضلا کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں آئی اور مختلف مضامین پر گفتگو ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ جب آپ نے اہل سنت و جماعت کے عقائد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مناقب خلفائے راشدین پر میں نے ایک رسالہ لکھا ہے تو ہر شخص اس کے دیکھنے کا مشتاق ہو گیا۔ ملاحسین کتاب دار نے وہ رسالہ لا کر پیش کیا چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب میں کچھ زیادہ بیان کیا گیا تھا۔ تمام علماء نے شدت سے بحث شروع کر دی۔ آپ نے منقول اور معقول (علم دین اور منطق و فلسفہ) میں جس قدر دلائل پیش کیے انہوں نے تعصب کی وجہ سے سب نظر انداز کر دیئے اور آپ پر رفض کا (شیعہ ہونے کا) فتویٰ لگا کر گھروں کو چلے گئے۔ دوسرے دن انہوں نے فتویٰ لکھ کر نمازِ جمعہ کے بعد اعلان کرنا تھا تا کہ آپ کو بدنام کریں۔ علماء کا سرغنہ ایک شخص تھا جس کا نام سید خان تھا۔ وہ معقول آدمی تھا۔ رات کو اسے خواب میں بتایا گیا کہ میر سید اشرف جہانگیر ایسے نہیں ہیں جیسے تم لوگ سمجھ رہے ہو۔ تم لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر خیریت چاہتے ہو تو توبہ کر کے ان سے معافی مانگ لو سید خان اس خواب سے بے حد پریشان ہوا اور صبح ہوتے ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا سر شیخ کے قدموں میں دھر دیا اور نہایت ادب سے معافی کا خواستگار ہوا۔ سید خان نے آپ کو یقین دلایا کہ اب علماء کے اعتراض کا جواب میں خود دوں گا۔ حضرت کو کسی گفتگو کی ضرورت نہیں۔ نماز جمعہ کے بعد سب لوگ جمع ہو گئے اور فتویٰ سامنے لایا گیا۔ سید خان نے کہا کہ تم لوگ یہی الزام لگاتے ہو کہ شیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حد سے زیادہ تعریف کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں! سید خان نے کہا یہ الزام غیر سید پر تو عائد ہو سکتا ہے لیکن سید پر عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کی تعریف حد سے زیادہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ علماء نے کہا آپ اس بارے میں کوئی روایت پیش کریں۔

سید خان نے کتاب جامع العلوم سے یہ نقل کیا کہ اَلنَّاسُ اَبْنَاءُ الدُّنْیَا وَلَا

Marfat.com

یَلامُ الرّجُل عَلٰی حُبِّ اَبَوَیہِ وَ مَدِ حتھماہٗ (لوگ دنیا کے بیٹے ہیں اور اگر وہ اپنے والدین سے محبت کریں یا ان کی تعریف کریں تو ان پر کوئی الزام وارد نہیں ہوتا) یہ سن کر سب علماء خاموش ہو گئے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا ہے جَـآ اَلْحَقُّ وَ زَھَقَ البَاطِلُ (حق کے آتے ہی باطل بھاگ گیا) اس کے بعد ہر معترض نے حضرت شیخ سے معافی طلب کی لیکن اس وقت معافی مانگنے کا کیا فائدہ۔ حضرت شیخ نے مخلص لوگوں کے لئے دعائے خیر کی۔ چنانچہ سید خان کو جو بے اولاد تھے آپ نے چار فرزندوں کی بشارت دی اور وہ وجود میں آئے لیکن منافقین کے حق میں آپ نے بددعا کی اور وہ بلاو مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ نعوذ باللہ منہا۔

کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا: بنارس کے ایک مندر میں پتھر کا بت کچھ عجیب طریقہ سے بنا ہوا تھا جب وہ آنکھیں کھولتا تو مندر جگمگا اٹھتا۔ اس کرامت کو دیکھنے کے لئے ہندوستان کے طول و عرض سے ہندو یاتری اس مندر میں آتے۔ سید اشرف جب بنارس تشریف لے گئے تو آپ نے بھی اس مندر میں جا کر بت کو دیکھنے کا ارادہ کیا جب آپ مندر میں داخل ہوئے تو وہاں کا بڑا یاتری جو کہ سید اشرف کی ریاضت و کرامات سے واقف تھا۔ آپ کو اندر لے گیا۔ بت کی روشنی پھیلانے والی آنکھوں کی کرامت دکھائی۔ اور کہنے لگا "دیکھئے! آپ اپنے ان دیکھے بھگوان کو مانتے ہیں جب کہ ہمارا بھگوان پتھر کا ہے پاک صاف اور ٹھوس ہے۔ سید اشرف اس کی باتیں سن کر مسکرائے اور بت دیکھا۔ ان کا دیکھنا تھا کہ بت ریت کی مانند زمین بوس ہو گیا۔ ہندو پنڈت اور پجاری اس کو نظروں کا فریب سمجھے۔ اسی اثناء میں مندر میں اس قدر تاریک اندھیرا چھا گیا کہ پجاریوں پر سکتہ طاری ہو گیا اور بڑا پجاری بالکل پتھر کا ہو گیا۔ پجاریوں نے اس کو دوبارہ اصلی حالت میں لانے کے بڑے بڑے جاپ کئے مگر بے سود، پجاری سید اشرف کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن سید اشرف نے ان کو کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا جس سے ان کا مندر دوبارہ آباد ہو سکتا تھا اور پنڈت اصلی حالت میں آ سکتا تھا۔ وہ واپس چلے گئے۔ اپنی ہندو ریاضت بدستور

Marfat.com

کرتے رہے۔ آخرکار تمام کے تمام پجاری سید اشرف کے قدموں میں گر گئے اور اسلام قبول کیا۔ یوں بڑا پجاری بھی پھر اصلی حالت میں آ گیا اور سید اشرف کا مرید ہو گیا۔ رفتہ رفتہ پورے کا پورا بنارس سید اشرف کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس مندر اور بت کا نام ونشان مٹ گیا۔

گستاخی کا انجام: ایک دن آپ روح آباد عرف کچھوچھہ میں تشریف فرما تھے اور اکثر بزرگانِ وقت موجود تھے کہ علی نامی ایک قلندر پانچ سو قلندروں کے ساتھ بے ادبی سے مجلس میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے مشائخ کی عادت کے مطابق جس قدر نرمی سے پیش آئے وہ اعتراض کے بغیر اور کوئی چیز نہیں جانتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ خطاب جہانگیری آپ نے کہاں سے حاصل کیا ہے۔ آپ نے اپنے شیخ کی طرف اشارہ کیا لیکن اس نے بے ہودہ اعتراض شروع کر دیئے۔ آپ نے جس قدر علمی و حالی دلائل دے کر اسے قائل کرنے کی کوشش کی وہ باز نہ آیا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے دلیل قطعی طلب کی۔ یہ دیکھ کر آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ نے جوش میں آ کر فرمایا اے مکار، جہانگیر کیا بلکہ میں "جان گیر" ہوں یہ سن کر وہ بے ہوش ہو کر گرا اور اسی وقت مر گیا۔ اس سے سارے شہر میں شور مچ گیا اور سب لوگ حیران اور پریشان ہو کر رہ گئے۔ باقی قلندر بہت پشیمان ہوئے اور معافی مانگ کر چلے گئے۔

آپ کی کہی ہوئی بات پوری ہو گئی: شیخ کبیر سرہر پوری تحصیل علم سے فارغ ہو کر کسی جگہ مرید ہونا چاہتے تھے ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ اور لال رنگ کے ایک بزرگ نے انہیں بیعت کیا ہے۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس ملک کے صاحب ولایت حاجی چراغ ہند ہیں۔ ان کے پاس جانا چاہیے جب ان کی خدمت میں پہنچے تو جو صورت انہوں نے خواب میں دیکھی تھی نہ پائی۔ حیران ہو کر ان کی خانقاہ میں رہنے لگے۔ جب میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا چرچہ ہوا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی بزرگ ہیں جن سے خواب میں بیعت کی تھی۔ پس سر

Marfat.com

قدموں میں رکھ دیا اور مرید ہو گئے۔ حضرت شیخ نے اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ وہی بچہ شیر ولایت ہے جس کے متعلق میرے شیخ نے بشارت دی تھی۔ میں اس کے انتظار میں تھا۔ غرضیکہ جب یہ خبر شیخ حاجی چراغ ہند کو پہنچی تو بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ کبیر مر جائے کہ یہاں سے جا کر وہاں مرید ہو گیا ہے جب میر سید جہانگیر نے یہ بات سنی تو فرمایا! اے بیٹے کبیر، فکر مت کرو تم ایک دن پیر کبیر بنو گے لیکن میں نے جو کچھ تمہارے حق میں کہا تم بھی ان کے حق میں کچھ کہو۔ شیخ کبیر نے کہا پہلے حاجی چراغ مرے گا چنانچہ اسی طرح ہوا پہلے شیخ حاجی چراغ فوت ہوئے اور اس کے پانچ برس بعد شیخ کبیر نے رحلت کی۔

بادشاہ کی اصلاح کا ضابطہ: ایک مرتبہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نے بادشاہ کی اصلاح کے لئے فرمایا کہ بادشاہ اپنے اوقات کو اس طرح ترتیب دیں کہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد اشراق تک وظیفہ پڑھیں پھر علماء وصلحاء کے ساتھ صحبت رکھیں اور چاشت کے وقت تک ان سے عدل و انصاف کے متعلق قرآنی آیات کے مطالب پوچھیں۔ اسی جگہ وزیروں اور ندیموں کو بلائیں اور یہ لوگ فوجوں کے جو معروضات پیش کریں ان کا مناسب جواب دیں۔ ہر شخص کے مدعا کو پورا کریں۔ اس کے بعد دربار عام ہو، جس میں رعایا اور مسلمانوں کے قضایا اور دعاوی پیش ہوں اور شریعت کے مطابق انصاف کے ساتھ فیصلہ ہو۔ مشائخ اور سلوک کے معروضات کو حتی الوسع کسی کے توسط سے سنیں۔ مساوات، قضاۃ اور مشائخ کی درخواستوں کو صدر پہنچائے۔ اس گروہ کے لئے ایک ایسے شخص کو صدر مقرر کریں جو متدین اور ہمدرد ہو بلکہ اسے صوفی مشرب بھی ہونا چاہئے۔ وزیر تمام علوم وفنون سے آراستہ ہونے کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ دیندار ہو وکالت کا منصب ایسے شخص کو دیں جو پسندیدہ اخلاق کا حامل، نہایت عقلمند، سریع الفہم اور حاضر جواب ہو۔ اس قسم کے ہر شخص کو کوئی نہ کوئی مناسب جگہ دیں۔ حکومت کو چلانے میں تخلیط مناصب سے کام نہ لیں۔ ایک کے کام کے متعلق دوسرے سے نہ پوچھیں۔ قیلولہ کے وقت آرام کے لئے چلے

Marfat.com

جائیں۔ قیلولہ کے بعد نماز پڑھیں اور کبھی نماز نہ چھوڑیں۔ ظہر کی نماز کے بعد جس قدر ہو سکے قرآن کی تلاوت کریں۔ خصوصاً سورۃ قد سمع اللہ کی مواظبت کریں کیونکہ سلاطین اس سورۃ کی مواظبت کرتے چلے آئے ہیں۔ سلطان محمود غازی عفا اللہ عنہ برابر اس سورۃ کو پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ کو دولت اور شوکت اس سورۃ کی بدولت نصیب ہوئی۔ حضرت ابراہیم شاہ بھی ایسا ہی کرتے اور فرماتے تھے۔ خود میں نے جو سلطنت چھوڑی تو پہلی چیز جو میں نے اپنے برادر عزیز محمد شاد سے کہی وہ یہ تھی کہ اس سورۃ کی برابر تلاوت کریں اور رجال الغیب کے مقابلے سے اجتناب کریں۔ کوئی کام شریعت کے خلاف انجام نہ دیں اور عدل و انصاف کے اصول میں ایک نقطہ سے بھی انحراف نہ کریں تاکہ سلطنت میں خلل واقع نہ ہو۔ (لطائف اشرفی)

ولی اللہ سے تمسخر کرنا اچھا نہیں: حضرت اشرف جہانگیری کی خدمت میں بعض حاسدین ایک زندہ شخص کو کفن پہنا کر لائے اور حضرت سے درخواست کی کہ نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ جب نماز کے واسطے تکبیر ہو تو مردہ اٹھ کر حضرت کو سلام کرے اور کہے، حضرت دیکھ لیں آپ کی کرامات، مردے کو آپ زندہ کرتے ہیں اس طرح حاسدین نے حضرت کا مذاق اڑانے کی ٹھان رکھی تھی۔ حضرت کو پہلے ہی نور باطن سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لوگ مذاق کر رہے ہیں۔ پہلے تو حضرت نے نماز پڑھانے سے انکار کر دیا جب حاسدین نہ مانے تو حضرت اٹھے اور اپنے ساتھیوں کو لے کر نماز شروع کی۔ جب تکبیر ہوئی اور مردہ نہ اٹھا تو ان حاسدوں نے پاس آ کر دیکھا تو وہ شخص مردہ تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ بہت روئے پیٹے اور اپنا قصور معاف کرایا۔ جب حضرت نے ان کا قصور معاف کر دیا تو مردہ زندہ ہو گیا اور لوگ اپنے ساتھی کو لے کر واپس لوٹ آئے۔

احوال وصال: آخری عمر میں جب آپ بیمار ہوئے تو ان ہی ایام میں مخدوم زادہ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ ان کے علاوہ اس علاقے کے دوسرے مشائخ بھی آ پہنچے۔ جب حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے ازراہِ شفقت دعا کی کہ حق تعالیٰ ہمارے بھائی کو شفا عطا فرمائے کیونکہ آپ باعث ہدایت خلق ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اب مخدوم زادہ کی عمر دراز ہو کیونکہ میرے اور محبوب کے درمیان اب زیادہ حجاب حائل نہیں ہے۔ کیا مخدوم زادہ یہ نہیں چاہتے کہ دوست دوست سے جا ملے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

دل زتن عریاں شدہ جان از خیال

مے خرامد در نہایات وصال

(روح تن سے عریاں یعنی ننگا ہو چکا ہے یعنی تن کا حجاب اٹھ گیا اور جان میں خیال باقی نہیں رہا۔ اب ہماری روح وصال حق کی انتہائی گھاٹیوں کی سیر کر رہی ہے)

یہ بات سن کر خلقت میں شور برپا ہوا۔ ماہِ مذکور کی پندرہ تاریخ کو تمام اقطاب، ابرار اخیار، ابدال اوتاد اور سب رجالِ غیب طبع پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور صحت جسمانی کے لئے دعا کی تو آپ نے فرمایا تم لوگ بہتر جانتے ہو کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنا محبوب کہا ہے اور بارہ سال ہوئے ہیں کہ اس نے زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دی ہیں کہ اس میں تصرف کروں لیکن ادب کی خاطر میں نے کوئی تصرف نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے زندگی کا اختیار بھی میرے ہاتھ میں دیا ہے کہ اگر چاہوں تو زندہ رہ جاؤں لیکن اس خاکدانِ سفلی میں کب تک رہوں گا۔ اب میری خواہش یہ ہے کہ گلزارِ علوی کی طرف پرواز کروں۔ پس ماہِ مذکور کی بائیس تاریخ کو اس علاقے کی تمام خلقت مرید ہونے کے لئے جمع ہو گئی اور چار پانچ دن میں کئی ہزار آدمی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعض اہل صفا نے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ میری قبر اس طرح تیار کرو کہ اس کے اندر نماز پڑھی جا سکے۔ جب تیار ہو گئی تو کاغذ اور قلم دوات لے کر قبر کے اندر چلے گئے اور ایک دن رات وہاں رہ کر قبر کے حالات اور دوسرے مقامات عالی جو وہاں رونما ہوئے سب لکھ لئے چنانچہ یہ سب حالات رسالہ بشارت المریدین میں موجود ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص خلوصِ دل کے ساتھ میری قبر پر آئے گا انشاء

Marfat.com

اللہ ہرگز خالی نہ جائے گا اور اس مقام پر ولایت ظاہری و باطنی کے عزل و نصب کے لئے اکثر رجال اللہ کا مجمع رہے گا چنانچہ یہ بات آج تک اہل بصیرت پر ظاہر ہے۔ جب اس فقیر کاتب حروف کے دل میں خضر علیہ السلام اور دوسرے رجال اللہ کی زیارت کی خواہش پیدا ہوئی اور بے قرار ہوا تو حضرت خواجہ معین الحق والدین چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤ۔ وہاں تمہاری مراد پوری ہو جائے گی۔ بندہ نے عرض کیا کہ وہاں جانا ضروری ہے۔ فرمایا بابا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر جگہ کو ایک خاص برکت اور خاصیت بخشی ہے اور ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا ہے۔ پس اسی وقت ہر اس جگہ جانا چاہئے تاکہ مراد حاصل ہو پس یہ فقیر ۱۰۳۴ھ میں وہاں پہنچ کر محرم کے آخری عشرے میں معتکف ہوا۔ ایک رات حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ حوض میں غسل کر رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ شروع نہ ہوا۔

ایک دفعہ دوسرے عشرہ ماہِ محرم میں خضر علیہ السلام کو تمام رجالِ وقت کے ساتھ دیکھا اور قسم قسم کے فیوض حاصل کئے۔ اسی جگہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پاک بعض صحابہ کرام اور اکثر مشائخ چشت مثل خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ قطب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان المشائخ وغیرہ کی بھی زیارت ہوئی نیز اس مجمع میں بہت سے بزرگان ظاہر و باطن کی زیارت کی۔ یہ بھی دیکھا کہ خضر علیہ السلام اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک خوبصورت اور کوتاہ قد نوجوان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالا اور عرض کیا کہ جہانگیر بادشاہ والئی ہندوستان بیمار ہے اور چند ایام میں اس دنیا سے چل بسے گا۔ اس کے لڑکوں میں سے یہ نوجوان سلطنت کے قابل نظر آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس کی پیٹھ پر پھیر کر فرمایا کہ باپ کے قائم مقام ہو جاؤ۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جوان شاہ جہان بن جہانگیر بادشاہ ہے۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کمالِ مہربانی سے شاہ جہان کو خواجگان چشت کے حوالہ

Marfat.com

فرمایا تاکہ اس کی حفاظت کریں نیز کمال ذرہ پروری سے اس فقیر کو (مصنف کتاب) بھی معنوی خدمت سپرد ہوئی۔ اس وقت خواجگانِ چشت نے اس نوجوان کے جاہ و ملک کی محافظت اس فقیر کے سپرد کی اور قسم وقسم کی نوازشات کی بارش ہوئی۔ اس جوان کے جسم کی حفاظت کے لئے سات ابدالوں میں سے ایک ابدال کو مامور فرمایا اور یہ حکم ہوا کہ کوہِ شمال کی طرف رہے اس ابدال کا نام شیخ فیروز تھا۔ اس کے تین چار سال بعد جہانگیر بادشاہ کا ۱۰۳۷ھ میں انتقال ہوگیا اور شہاب الدین محمد شاہ جہان ______ دوشنبہ کے دن سات ماہ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ ولایت جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف کی وجہ سے آج تک ولایت صوری و معنوی کا عزل و نصب میر سید اشرف جہانگیر قدس سرہ کے مزار پر جاری ہے اور اکثر رجال اللہ کا مجمع وہاں رہتا ہے۔

میر سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس محرم سال مذکور کو تمام بزرگان کو رخصت کر کے فرمایا کہ دائیں طرف کے قطب نے میری جگہ لے لی ہے اور بائیں جانب کے قطب دائیں جانب آ گئے ہیں۔ اسی طرح باقی رجال اللہ کا بھی ایک دوسرے کی جگہ تبادلہ ہوگیا ہے۔ اب اس دنیا میں میرا کام ختم ہوگیا ہے۔ آپ نے ماہِ مذکور کی اٹھائیس تاریخ کو اپنے مرید حاجی سید عبدالرزاق کو جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی اولاد تھے۔ خرقہ خلافت عطا فرما کر اپنا جانشین مقرر کیا اور تمام خلفاء کو تبرکات عطا کر کے حاجی سید عبدالرزاق کے تابع کر دیا۔ پس ظہر کی نماز کے بعد آپ نہایت ذوق وشوق کے عالم میں ڈٹ کر بیٹھ گئے اور خواجگانِ چشت کی موافقت میں قوالوں کو طلب فرمایا اور سماع شروع ہوگیا۔ قوالوں نے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی غزل پڑھی۔ آپ بھی غلبہ شوقِ وصال کی وجہ سے قوالوں کے ساتھ شعر دہراتے رہے۔ ان میں ایک شعر یہ ہے۔

گر بدست تو آمدست اجلم

قَدْ رَضِیْنَا بِمَا جَرَی الْقَلَم

Marfat.com

ترجمہ: اے دوست اگر تیرے ہاتھ میں میرا اجل ہے تو جس طرح قلم چل چکی ہے میں بھی اس پر راضی ہوں۔

قوالوں نے یہ نظم بھی گائی۔

۱- خوب تر زیں دگر نباشد کار
یار خنداں رُود بجانب یار

۲- میر بیند جمالِ جاناں را
جان سپارو نگار خنداں را

۳- تنگ در برِ نگار برگیرد
تا قیامت بخواسب درگیرد

ترجمہ: ۱- اس سے بہتر اور کوئی کام نہیں کہ دوست دوست کی طرف ہنستے ہوئے جائے۔

۲- جی بھر کر دوست کے جمال کا مشاہدہ کرے اور ہنستے ہوئے دوست کو جاں سپرد کر دے۔

۳- دوست سے خوب بغل گیر ہو اور قیامت تک اسی حالت میں دوست کے ساتھ رہے۔

شرح: دوست کے ساتھ قیامت تک سونے سے حدیث نبوی نُـمْ كَنَـوْمَةِ الْعُرُوْس (سو جاؤ دولہا کی نیند) مراد ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب ولی اللہ کا وصال ہوتا ہے اور اسے حکم ہوتا ہے کہ اب قیامت تک دولہا کی نیند سو جاؤ۔ دولہا کی نیند سے یہ مراد ہے کہ عرب میں یہ دستور ہے کہ شادی کے وقت دولہا کو سلا دیتے ہیں اور دلہن کو جب اس کے پاس لایا جاتا ہے تو وہ خود آ کر اسے جگاتی ہے لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولیا کرام وفات کے بعد قیامت تک دولہا کی نیند سلا دیا جاتا ہے اور محبوب انہیں خود بلا کر وصال کا آغاز کرتا ہے۔ اس حدیث کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب شادی کے بعد دولہا اور دلہن کا

Marfat.com

وصال ہوتا ہے اس لئے وصال کے بعد ان کو نَمْ کَنَومۃُ العَروس یعنی وصالِ حبیب کا مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے اور وہ قیامت تک آغوش حبیب میں پڑا رہتا ہے۔ واللہ اعلم۔

پس آپ نے عین ذوق وشوق اور مشاہدہ جلال حق میں جان دیدی۔ آپ کی عمر شریف ایک سو چھ سال یا ایک سو دس سال تھی۔ آپ کا وصال اٹھائیس محرم ۸۰۸ھ میں سلطان ابراہیم شرقی کے عہد میں ہوا۔ آپ کو کچھوچھہ میں دفن کیا گیا وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالقدوس کا شمار عارفان روزگار اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔ آپ نہایت عالی ہمت، بلند مقام اور صاحب کرامات عالی شان تھے۔ آپ عشق و سماع میں ممتاز تھے۔ اور تمام مشائخ آپ کے کمالات پر متفق ہیں۔ تربیت مریدین میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ چنانچہ تھوڑی سی توجہ سے آپ ساکنانِ عالم ظلمات و ناسوت کو مرتبہ اطلاقِ ولاہوت سے واصل کر دیتے تھے۔

خاندان: آپ کا خاندانی تعلق حضرت امام ابوحنیفہ سے تھا۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت مخدوم شیخ صفی الدین حنفی تھے۔ جو حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ اگرچہ شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ کی اولاد میں سے تھے لیکن علم و ثقاہت اور کمالات معنوی کے اعتبار سے آپ انتہائی اہل علم تھے چنانچہ آپ کے کمالات کا مشاہدہ آپ کی تصانیف میں کیا جا سکتا ہے۔ حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ملک ہندوستان میں اگر میں نے کسی کو فنون غرائب اور فنونِ عجائب سے مزین دیکھا تو وہ شیخ صفی الدین حنفی ہیں۔

والد گرامی: آپ کے والد گرامی کا نام شیخ محمد اسماعیل تھا ان کے بارے میں کتاب مراۃ الاسرار میں یہ لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ ظاہر و باطنی سفر کے بعد قصبہ ردولی شریف میں تشریف لائے اور مسند خلافت پر متمکن ہونے

Marfat.com

کے بعد آپ کا شہرہ آفاق میں بلند ہوا تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت کی درخواست کی۔ تو حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے لئے شیخ صفی الدین کی تربیت کافی ہے لیکن تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو سفید نوری ہوگا اور ہماری نعمت اس کو ملے گی۔ اگرچہ حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تمام بیٹے دولت علم وفضل سے مالا مال تھے لیکن وہ نعمت جس کا وعدہ حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ نے فرمایا تھا حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوئی۔

ولادت: حضرت عبدالقدوس گنگوہی کی ولادت 860ھ ردولی میں ہوئی۔ یہ بہلول لودھی کا زمانہ تھا۔

تعلیم و تربیت: جب آپ ذرا لکھنے پڑھنے کے قابل ہوئے تو آپ کے والدین نے آپ کو ظاہری تعلیم حاصل کرنے میں مصروف کر دیا۔ آپ کے والد گرامی نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔ سب سے پہلے آپ نے مدرسے میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا قرآن کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے عربی فارسی کی ابتدائی کتب پڑھنا شروع کر دیں۔ ابتداء میں آپ کو حصول علم کا بے پناہ شوق تھا۔ اس لئے آپ کے اساتذہ آپ پر غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں آپ نے انشاء اور مکتوب نویسی بھی سیکھی۔ زمانہ طالب علمی میں جب کہ آپ صرف کی کتب پڑھ رہے تھے اس زمانے میں آپ نے ایک کتاب بحرالانشعاب کے نام سے لکھی۔

• ترک تعلیم اور زمانہ کیف ومستی: دور طالب علمی میں جب آپ نے کافیہ کی کتاب پڑھنا شروع کی لیکن ابھی کچھ اسباق ہی پڑھ پائے تھے کہ آپ میں یہ جذبہ بیدار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے لہٰذا آپ نے کافیہ کتاب کو پھاڑ دیا اور ظاہری تعلیم ترک کر دی۔ اس کے بعد آپ پر جذب اور عشق ومحبت کی کیفیت

Marfat.com

رہنے لگی۔ کتاب لطائف قدسی میں لکھا ہے کہ جب حضرت قطب العالم نے تعلیم ترک کر دی تو آپ کے والد ماجد شیخ اسماعیل قید حیات میں نہیں تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ روتی ہوئی اپنے بھائی قاضی دانیال کے پاس تشریف لے گئیں اور شکایت کی کہ آپ کے بھانجے نے تعلیم ترک کر دی ہے۔ اسے سمجھائیں تاکہ تعلیم جاری رکھے۔ قاضی مذکور نے آپ کو طلب کر کے پوچھا کہ تعلیم کیوں چھوڑ دی ہے میں تجھے سزا دوں گا۔ آپ نے جواب دیا کہ الخیر لا یوخر اتفاقاً اس وقت وہاں سے کچھ گانے والی عورتیں گاتے بجاتے وہاں سے گزریں۔ گانے بجانے کی آواز سن کر حضرت شاہ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ پر حالت طاری ہو گئی اور رقص کرنے لگے۔ جب قاضی صاحب نے یہ کیفیت دیکھی تو اپنی بہن سے کہنے لگے کہ آپ فکر نہ کریں آپ کے بیٹے کی حالت اچھی ہے۔ انشاء اللہ سب سے زیادہ نیک ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ علمائے ظاہر و باطن کے مرجع و مقتدا ہوئے۔

اس زمانے میں مخدوم شیخ خواجگی سدہوری قصبہ سدھورہ میں رہتے تھے۔ آپ حضرت شیخ صدہا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، آپ حضرت شیخ شمس الدین اودھی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور آپ حضرت پیر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے اکابر خلفا میں سے تھے۔ حضرت شیخ قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ شیخ خواجگی کے زہد و تقویٰ کے مشتاق تھے اور اکثر ان کے پاس سدھورہ جایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے شیخ خواجگی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے علم حاصل نہیں کیا ہے۔ بالخصوص مجھے علم اصول سے واقفیت نہیں ہے کیا کروں۔ شیخ خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اور شغل باطنی میں مشغول ہو جاؤ اس کوچہ میں تمام اصول فروع اور تمام فروع اصول ہے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ چنانچہ بعینہ یہی ہوا۔ آپ کے زمانہ میں جس عالم متبحر کو کوئی اشکال پیش آتا آپ کی طرف رجوع کر کے حل کرواتا۔

شیخ احمد عبدالحق کی درگاہ میں حاضری: ترکِ تعلیم کے بعد ایک عرصہ تک آپ پر بے خودی اور سرمستی کی کیفیت طاری رہی۔ بسا اوقات آپ اس عالم جذب و

Marfat.com

سرمستی میں ردولی سے باہر نکل جاتے۔

اسی عالم میں ایک مرتبہ آپ ردولی سے نکل کر کسی دوسری طرف جا رہے تھے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے پوچھا کدھر جا رہے ہو، آپ نے فرمایا میں خدا کی طلب میں گھر سے باہر نکلا ہوں، اس شخص نے کہا اگر خدا کے طالب ہو تو درگاہِ شیخ احمد عبدالحق میں جاؤ۔

آپ اس کے کہنے پر ردولی واپس ہوئے اور حضرت شیخ احمد عبدالحق کی درگاہ میں حاضر ہوئے، جب آپ حضرت کی خانقاہ میں پہنچے تو آپ نے دیکھا حضرت شیخ احمد عبدالحق کے صاحبزادے حضرت شیخ عارف کے خادم شیخ پیارے وہاں بیٹھے دیوان مسعود بک پڑھ رہے ہیں، شیخ پیارے نے آپ کو دیکھا تو یہ خیال کر کے کہ حضرت شیخ کے بزرگ بڑے بڑے عالم اور مفتی رہے ہیں انہوں نے دیوان مسعود بک کا نسخہ فوراً چھپا لیا، آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا، میاں ہم بھی اسی علم توحید کے حاصل کرنے والے بن کر آئے ہیں، شیخ پیارے نے جب آپ کی جذب و سرمستی کا رنگ دیکھا فوراً بے تکلف ہو گئے۔ اس کے بعد آپ اپنا بڑا وقت شیخ پیارے کی صحبت میں گزارتے تھے۔ آپ کا ظاہرا وقت شیخ پیارے کی خدمت میں گزرتا تھا، لیکن باطنی فیوض آپ حضرت شیخ احمد عبدالحق کی روح سے براہ راست حاصل فرماتے رہے۔

خود فرمایا کرتے کہ میں اکثر ویرانوں، جنگلوں، بیابانوں، مقبروں اور اپنے حجرے میں تن تنہا ہوتا تھا، لیکن تہجد یا نماز کا وقت آتا تو حضرت شیخ احمد عبدالحق تشریف لاتے، مجھے بیدار کرتے، اور میرے کان میں حق حق کی آواز آنے لگتی اور میں ہوشیار ہوتا اور اس آواز سے غفلت دور ہو جاتی، پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق کا یہ عمل میرے ساتھ اس قدر متواتر تھا کہ کبھی اس کے خلاف نہیں ہوا۔

<u>بیعت:</u> حضرت شیخ عبدالقدوس نے اگرچہ براہِ راست فیض حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی سے حاصل کیا تھا لیکن مرید آپ ان کے پوتے حضرت شیخ محمد سے ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولوی، حضرت شیخ کے ہم

Marfat.com

عمر تھے۔ اسی ہم عمری کی وجہ سے آپ کو وہ عقیدت و ارادت ان سے نہ تھی جو کسی بیعت ہونے والے کو اپنے ہونے والے شیخ سے ہوتی ہے۔ آپ چاہتے تھے کہ کسی دوسری جگہ مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کریں لیکن جب بھی یہ خیال آپ کے دل میں آتا، روحِ حضرت شیخ احمد عبدالحق آپ سے عالم باطن میں متوجہ ہو کر فرماتی کہ تم ہمارے ہو، کسی دوسری جگہ مت جاؤ، یہ سن کر حضرت شیخ خاموشی اختیار فرماتے لیکن جب بار بار یہی معاملہ ہوتا رہا تو حضرت شیخ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ بیشک میں آپ کا ہوں، لیکن بظاہر دوسری جگہ بیعت کرنے میں کیا حرج ہے، اس وقت حضرت شیخ احمد عبدالحق بنفس نفیس اس جسم کے ساتھ تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ کیا اب بھی تم مجھے مردہ سمجھتے ہو، تم ہمارے ہو، دوسری جگہ مت جاؤ، پھر حضرت شیخ احمد عبدالحق نے آپ کو اپنے پوتے شیخ محمد کے حوالے کیا اور حضرت شیخ عبدالقدوس نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کی، باوجود اس کے کہ شیخ محمد آپ کے مرشد تھے لیکن آپ کی بے حد تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔

ملفوظاتِ حضرت قطب عالم میں آپ کے مرید و خلیفہ شیخ عبدالستار سہارن پوری نے نقل کیا ہے کہ جمعرات کا دن تھا اور بہت سے لوگ درگاہِ شیخ احمد عبدالحق میں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق کا مزار مبارک شق ہوا اور حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق اس جسم ظاہری کے ساتھ مزار سے باہر تشریف لائے اور حضرت شیخ عبدالقدوس کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا

من آیم بجاں گرتو آئی بہ تن ۔۔۔ مرا زندہ پندار چوں خویشتن

حضرت شیخ عبدالقدوس پر یہ سن کر لرزہ طاری ہو گیا اور بے اختیار آپ کے پاؤں پر گر پڑے، حضرت شیخ احمد عبدالحق نے شفقت سے آپ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں نے تجھ کو خدا تک پہنچایا۔

<u>ریاضت اور مجاہدے:</u> بیعت ہونے کے بعد خانقاہ شیخ احمد عبدالحق ردولوی میں جو مجاہدے اور ریاضتیں آپ نے کیں، لطائف قدوسی میں ان کی تفصیلات دیتے

Marfat.com

ہوئے، آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین نے لکھا کہ میرے والد نے ابتدائی زمانے میں سخت ریاضتیں اور مجاہدے کیے۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق کے روضہ مبارک میں خود جھاڑو دیتے۔ خانقاہ کے درویشوں کے لئے جنگل سے لکڑیاں لاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے مزار مبارک پر چلہ کھینچا۔ اس چلے میں آپ نے کھانا پینا بالکل بند کر دیا۔ ترک غذا کی وجہ سے مزاج میں حدت پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ خون کے پاخانے آنے لگے۔ سانس سے بھنے ہوئے گوشت کی بو آنے لگی اور کبھی سانس سے عطر وعود کی بھی بو آتی تھی۔ اس زمانے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے خود فرمایا کہ میں نے اس زمانے میں خود اس شعر کا عملی مشاہدہ کیا ہے:

تا نسوزی برنیاید بوئے عود
پختہ داند کیں سخن بر خام نیست

شیخ رکن الدین نے آپ کے ان شدید ریاضتوں اور مجاہدوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اندرونی سوزش کی وجہ سے جو بھاپ نکلتی تھی اسے محسوس کیا جا سکتا تھا، شدید سرما کے موسم میں جب کہ برف جمتی ہے عشق الٰہی کی حرارت کی وجہ سے صبح کے وقت آپ کے سر پر ٹھنڈے پانی کی کئی ٹھلیاں ڈالی جاتیں، لیکن یہ ٹھنڈا پانی جب سر پر ڈالا جاتا تو گرم ہو جاتا تھا۔

ان ریاضتوں اور مجاہدوں کے زمانے میں ایک گدڑی جس میں بہت سے پیوند لگے ہوئے تھے۔ پہنتے تھے، شیخ رکن الدین کا بیان ہے کہ شروع میں میری پیدائش تک میرے والد حضرت شیخ عبدالقدوس لباس نہیں پہنتے تھے۔ بلکہ ایک گدڑی باندھتے تھے جس میں بیسیوں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اسی طرح جو ٹوپی پہنتے تھے وہ بھی کئی پیوندوں کی تھی۔ معمول تھا کہ جس طرح آپ نماز، روزہ اوراد و وظائف کو پابندی سے روزانہ ادا کرتے تھے اسی طرح روزانہ ایک پیوند اپنی گدڑی میں پابندی کے ساتھ لگاتے، اس پیوند کو دو تین بڑے ٹانکے لگا کر ٹانک لیتے۔ پیوند کے لئے کپڑے گلی کوچوں سے اٹھاتے، انہیں دھوتے، پاک کرتے اور گدڑی میں سی لیتے۔ ایک

Marfat.com

دفعہ شیخ خواجگی نے آپ کو یہ گدڑی پہنے دیکھا تو فرمایا میاں! بعض مرتبہ یہ گدڑی بھی سالکین کے لئے ریاکاری اور نفسانیت کا ذریعہ بنتی ہے۔ شیخ خواجگی کے اس ارشاد پر آپ کو لباس پہننے کا خیال ہوا۔ بعض مریدوں اور دوستوں نے آپ کے لئے دس گز کپڑا خریدا اور لباس تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ وہ لباس پہننے لگے، لیکن جب وہ لباس پھٹ گیا تو آپ نے پھر وہی گدڑی پہن لی۔

آپ کو یہ امر بھی پسند نہ تھا کہ متاع دنیوی میں سے کوئی چیز یا سامان آپ کے گھر میں رہے، آپ کی بیوی کے پاس متاع دنیوی میں سے ایک ہار تھا، جو ان کے والدین نے شادی کے وقت ان کو جہیز میں دیا تھا۔ انہوں نے اس ہار کو حضرت شیخ سے چھپا کر اس لئے رکھا تھا کہ جب ان کے بڑے صاحبزادے شیخ حمید الدین کی شادی ہوگی تو اس وقت وہ کام آئے گا لیکن جب حضرت شیخ کو معلوم ہوا کہ بیوی کے پاس ایک ہار موجود ہے تو آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کمال فقر کا مدار کمال تفرید و تجرید پر ہے۔ اس لئے یہ ہار بھی گھر میں نہ رہنا چاہئے لیکن آپ کی بیوی اس پر راضی نہ ہوتی تھیں۔ حضرت شیخ کی یہ بات حضرت شیخ خواجگی کو معلوم ہوئی۔ آپ نے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو بلا کر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تفرید و تجرید کا تعلق تمہارے مال سے ہے نہ کہ دوسروں کے مال سے، وہ ہار تمہاری بیوی کا ہے۔ اس لئے تم ہار کے نکالنے پر اسے مجبور نہ کرو، اور اس ضعیفہ کو غمگین نہ کرو۔

کثرت عبادت: حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا، آپ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید کا بڑا ذوق رکھتے تھے۔ علاوہ فرض، سنتوں اور مقررہ نوافل کے روزمرہ کے اوراد و وظائف پابندی سے پڑھتے تھے۔

پابندی نماز: لطائف قدوسی میں ہے کہ نماز سے آپ کو اس قدر والہانہ عشق تھا کہ شدید سردی کے زمانے میں آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے جب نفس میں گرمی

Marfat.com

کی خواہش پیدا ہوتی تو اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دیتے کہ ان دونفلوں کے بعد جسم کو گرمی پہنچاؤں گا لیکن اسی طرح عبادت میں تمام رات گزر جاتی، لیکن آگ تاپنے کی نوبت نہ آتی۔

شب برات: شب برات میں معمول تھا کہ ایک قرآن مجید سو رکعتوں میں با جماعت ختم فرماتے، اس رات میں آپ کے صاحبزادے شیخ احمد جو حافظ قرآن مجید بھی تھے امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ رمضان میں بھی آپ کے صاحبزادے شیخ احمد تراویح میں امامت فرماتے اور پورے رمضان میں تین قرآن مجید سنتے تھے، آپ تمام عمر اس عمل کے پابند رہے۔

رمضان کی خصوصی دعا: حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو یہ دعا بہت محبوب تھی۔ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد یہ دعا مانگتے تھے اور اپنے مریدوں اور معتقدوں سے بھی فرماتے کہ اس دعا کو مانگیں:

اللّٰھم مدّلی عمری فی طاعتیك و محبتیك و شوقِ لقائك، ووسع عَمَلّی رزقی من خزائن بر کتك وُسعَةِ رحمتك رزق المحبوبین المرادین المقربین الواصلین الیك، و صّحح لی جسمی فی طلبك، یا سیدی و مولائی، و بلّغنی امَلی فی مشاھد تك و کمالِ معرفتك و انوار قدسك و اسرار غیبیك، فانك تمحو ماتشاء و تثبت و عندك اُمّ الکتاب ۔

کثرت نوافل: ابتدائے حال میں آپ فرائض اور سنن موکدہ کے علاوہ روزانہ آٹھ سو رکعت نفل ادا کیا کرتے تھے۔ چار سو رات کے وقت اور چار سو دن کے وقت حتیٰ کہ آپ کے زانوں مبارک کے قریب کا کپڑا کثرت استعمال سے پھٹ گیا تھا۔ موسم سرما میں جب برف باری ہوتی تھی تو آپ کے پاؤں اور ٹانگیں پھٹ جاتی تھیں اور اسی حالت میں آپ کھڑے نماز ادا کرتے تھے۔ جب دل میں آگ کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ نفس کو تسلی دیتے کہ اتنی رکعت کے بعد تیزی خواہش پوری

Marfat.com

کروں گا۔ اسی طرح رات گزر جاتی تھی۔ بعض معتقد لوگ آپ کے پیچھے آگ جلا کر رکھ دیتے تھے لیکن آپ یادِ خدا میں اس قدر منہمک ہوتے تھے کہ سردی گرمی کی خبر نہ ہوتی تھی۔

نوافل میں مراقبہ: نوافل میں آپ کی یہ عادت تھی کہ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد آپ شغل باطن میں مشغول ہو جاتے تھے اور ایک سانس میں دس بارہ دفعہ ذکر خفی کر لیتے تھے۔ بعض اوقات نوافل میں فاتحہ اور سورت کے بعد دس دس بارہ بارہ سانس میں ذکر خفی کرتے تھے اور پھر رکوع میں جاتے تھے۔ تسبیح کے بعد رکوع میں بھی آپ کئی کئی سانس میں ذکر خفی کر لیتے تھے اسی طرح سجدہ اور قومہ میں بھی آپ کئی سانس بند کر کے ذکر خفی کرتے تھے۔ اس طرح آپ نماز نفل میں بھی شغل باطن میں مشغول رہ سکتے تھے اور یہ طریقہ عین صلوٰۃ التسبیح کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں مروی ہے۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات ہم پوری رات اسی طرح دوگانہ ہائے نفل ادا کرتے تھے اور چند دوگانوں میں رات ختم ہو جاتی تھی۔ آپ ذکر جہری بھی کثرت سے کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد ذکر جہری شروع ہوتا تھا اور ساری رات اسی ذکر میں گزر جاتی تھی حتیٰ کہ صبح صادق ہو جاتی تھی اور یار دوست جو ذکر جہری میں مشغول ہوتے تھے موافقت نہیں کر سکتے تھے غرضیکہ سالہا سال یہی دستور جاری رہا۔

اشغال و مراقبات: آپ اکثر اشغال و مراقبات توحید وفنا اور شغل ہوا میں مشغول رہتے تھے جو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا خاص معمول تھا مراقبات میں آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ کھڑے کھڑے ایک پہر یا اس سے بھی زیادہ گزر جاتا تھا اور آپ کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی تھی۔ محویت کی حالت میں آپ کا سر مبارک اس قدر جھک جاتا تھا کہ گویا رکوع کر رہے ہیں۔ مستی اور بے خودی کا حال یہ تھا کہ جب آپ کا گزر راستے میں ہوتا تو لوگ ڈر کے مارے ہٹ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسا نہ ہو آپ کی زبان سے ہمارے حق میں کوئی سخت کلمہ

Marfat.com

نکل جائے کئی سال تک آپ کی یہی حالت رہی۔ اس کے بعد افاقہ ہوا۔ اور مرتبہ تکمیل وارشاد پر پہنچ کر آپ سالکین کی تربیت میں مصروف ہو گئے۔

روایت ہے کہ جب رات ہوتی تھی تو حضرت اقدس کو ایسی فرحت ہوتی تھی جس طرح عام لوگ دن ہونے کے وقت محسوس کرتے ہیں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ حضرت اقدس رات ہوتے ہی خوش وخرم ہو کر یادِ خدا میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور ساری رات لمحہ بھر نیند نہیں کرتے تھے۔

صلوٰۃِ معکوس: آپ کئی سال تک خواجگانِ چشت کی متابعت میں رات بھر نماز معکوس میں مشغول رہے۔ نماز عشاء کے بعد آپ کسی سے کہہ کر اپنے آپ کو الٹا لٹکوا لیتے تھے اور صبح کے وقت فارغ ہو کر نماز فجر ادا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نماز معکوس ادا کر رہا تھا کہ سلطان الاذکر وارد ہو گیا۔ میرا ظاہری وجود محو ہو گیا اور اپنی ہستی کے شعور کے سوا کسی چیز کا شعور نہ رہا اس کے بعد اپنی ہستی کا شعور بھی ختم ہو گیا اور مقام فنا الفنا حاصل ہوا اور بقا باللہ تک نوبت پہنچ گئی۔ اس کے بعد افاقہ ہوا تو ایک بزرگ نے غیب سے ظاہر ہو کر فرمایا کہ مبارکباد کہ اب وقت تم واصل باللہ ہو گئے تھے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

سلطان الاذکار کا غلبہ: حضرت اقدس پر ابتدائے حال میں سلطان الاذکار کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ آپ سمجھتے تھے کہ میری عقل جاتی رہے گی اور جنوں پیدا ہو جائے گا۔ آپ پر سلطان ذکر کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ ساعت بہ ساعت لحظہ بہ لحظہ پے در پے اس کا ورود ہوتا تھا جس سے سخت محویت اور بے خودی کی حالت طاری رہتی تھی اور ذرہ برابر فرصت نہیں ہوتی تھی۔ یاد رہے کہ سلطان الذکر ایک غیبی واردات اور ایک خاص حالت ہے جو حضرت قطب العالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کا خاص مشرب تھا۔

سلسلۂ چشتیہ میں ذکر بالجہر کی تعلیم خاص طور پر دی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری عمر کے کئی سال اس طرح سے گزرے ہیں کہ میں عشاء کی نماز کے بعد سے

Marfat.com

ذکر بالجہر شروع کرتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تھی۔

رمضان کے علاوہ روزے بھی آپ بڑی کثرت سے رکھتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ رکن الدین کا بیان ہے کہ آپ صائم الدہر تھے۔ میں نے چالیس سال میں آپ کو سوائے ایام ممنوعہ کے جو پانچ دن ہیں بغیر روزے کے نہیں دیکھا۔

حصول خلافت: حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کی نسبت اویسی تھی کیونکہ آپ کی تربیت باطنی طور پر حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت پاک سے ہوئی تھی اور اس کے بعد ظاہری طور پر آپ نے حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق قداس اسرارہم سے بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کو دوسرے مشائخ عظام سے بھی خلافت ملی تھی چنانچہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ لطائف قدوسی میں فرماتے ہیں کہ حضرت قطب العالم والد بزرگوار من شیخ عبدالقدوس گنگوہی الحنفی کو ہر سلسلہ سے خلافت ملی تھی۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کو خلافت اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد بن شیخ عارف قدس سرہ سے ملی تھی۔

آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں خلافت حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں دوسری خلافت آپ کو حضرت میاں شیخ بن حکیم اودھی سے بھی ملی تھی۔

سلسلہ عالیہ سہروردیہ شہابیہ اور قادریہ میں بھی آپ کو حضرت درویش بن شیخ قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل تھی۔

ردولی سے ہجرت: ۸۹۷ھ یعنی ۱۴۹۱ء میں ردولی کے حالات خراب ہوئے اور کفر کا اس درجہ غلبہ ہوا کہ سور کا گوشت بازاروں میں کھلم کھلا فروخت ہونے لگا۔ جب وطن کے حالات کی خرابی یہاں تک پہنچی تو آپ ملول و دل گیر ہو کر ترک وطن کر کے شاہ آباد ضلع کرنال چلے آئے۔ یہ پرگنہ اس زمانے میں عمر خاں شروانی کا تھا جو شاہ آباد پرگنے کا حاکم تھا وہ آپ کا معتقد تھا، اور چاہتا تھا کہ آپ کسی طرح اس کے

Marfat.com

پرگنے میں قیام کریں چنانچہ آپ شاہ آباد میں مستقل مقیم ہو گئے اور تقریباً اڑتیں سال تک اس قصبے کو اپنے رشد و ہدایت کا گہوارہ بنائے رکھا۔ آپ کی ذات گرامی علم و معرفت، رموز و حکمت، احسان و سلوک کا وہ سرچشمہ تھی کہ ہزاروں تشنگان معرفت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے شیخ رکن الدین مصنف ''لطائف قدوسی'' اور آپ کے تمام دوسرے صاحبزادے سوائے شیخ حمید کے سب اسی قصبے میں پیدا ہوئے۔

شیخ محمد کی وفات: اسی زمانے میں جب کہ آپ شاہ آباد میں مقیم تھے۔ آپ کے مرشد شیخ محمد واصل الی اللہ ہوئے۔ حضرت شیخ محمد کے صاحبزادے شیخ بڈھا حضرت شیخ کے پاس تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ ان کو ساتھ لے کر ردولی پہنچے۔ یہ وہ وقت تھا کہ شیخ محمد پر مرض الموت کا شدید غلبہ تھا۔ حالت یہ تھی کہ کبھی وہ ہوش میں آ جاتے تھے اور کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے۔ جب سکرات کا عالم شروع ہوا تو آپ نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ حضور! یہ وقت ہوشیاری کا ہے، حضرت شیخ محمد نے فرمایا میاں! ہماری طرف سے بے فکر رہو۔ اب یہ عالم ہے کہ ہمارے سینے میں سوائے اللہ کے کوئی چیز نہیں گزرتی۔

حضرت شیخ محمد کی وفات کے بعد آپ نے ان کے صاحبزادے شیخ بڈھا کو ان کا خلیفہ چنا اور ان کے والد کی جگہ انہیں سجادہ نشین کیا۔

گنگوہ میں قیام: حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی ۸۹۷ھ سے ۹۳۴ھ تک تقریباً سینتیس سال شاہ آباد میں مقیم رہے۔ ۹۳۴ھ میں آپ کے ایک مرید ملک عثمان کرانی نے جو گنگوہ کے رہنے والے تھے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ کے صاحبزادوں میں کوئی ہمارے وطن گنگوہ میں سکونت اختیار کرے تو ہمارے لئے موجب برکت و سعادت ہو گا۔ حضرت شیخ نے ملک عثمان کرانی کے اصرار پر پہلے حضرت شیخ رکن الدین کو گنگوہ روانہ فرمایا۔ ملک عثمان کرانی نے ان صاحبزادے کا

Marfat.com

شاندار استقبال کیا اور قصبہ گنگوہ کے اس محلے میں جواب ''محلہ سرائے'' کے نام سے مشہور ہے خیمے لگوائے۔ بعد میں حضرت شیخ رکن الدین کے دوسرے بھائی بھی وہاں آ گئے لیکن ان میں سے کسی کا دل گنگوہ میں نہ لگا، یہ بار بار لوٹ کر شاہ آباد واپس آ جاتے تھے۔ ایک دن حضرت شیخ نے ان صاحبزادوں سے فرمایا تم کیوں بار بار گنگوہ سے لوٹ کر واپس آتے ہو آئندہ اسی قصبے کو تمہارا وطن بننا ہے۔ یہاں تک کہ مغلوں کی تاخت و تاراج شروع ہوئی اور حضرت شیخ ابراہیم لودھی کی شکست سے ایک سال قبل مغلوں کی غارتگری کے خوف سے اپنے اہل و عیال کو لے کر شاہ آباد سے گنگوہ منتقل ہو گئے اور آپ نے وہیں سکونت اختیار کر لی اور پھر آخری دم تک وہیں رہے۔

کرامات: حضرت قطب العالم قدس سرہٗ اپنے آپ کو چھپانے میں کمال درجہ کا اہتمام کرتے تھے تاہم آپ سے کرامات کا ظہور بہت ہوا ہے۔ آپ اگرچہ صاحب نفس یعنی صاحب کرامات تھے لیکن اپنی خواہش سے آپ نے کبھی کوئی کرامت نہیں دکھائی تھی ہاں البتہ جب بعض طالبین اور مخلصین کا شوق بڑھانے کے لئے کچھ ظاہر فرما دیتے تھے یا بلا ارادہ خود بخود کوئی چیز ظاہر ہو جاتی تھی چنانچہ ایک دن آپ ردولی شریف میں ایک دیوار کے سائے میں تشریف رکھتے تھے کہ وہ دیوار آپ پر گر گئی لیکن وہ خود ریزہ ریزہ ہو گئی اور حضرت شیخ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ شاہ آباد میں ایک بالا خانہ میں چوکی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بائیں طرف سے ایک بڑی دیوار بالا خانہ پر گر پڑی جس سے وہ چوکی جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے ٹوٹ گئی۔ آپ کے چوبی نعلین کھڑانویں اور عصا جو تکیہ دوش تھا بھی ٹوٹ گیا لیکن آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

شہتیر کی لمبائی اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ کی تعمیر کے لئے ملک مبارک خضر آبادی نے جو آپ کے راسخ العقیدہ مرید تھے شہتیر چروا کر بھیجے اور وہاں کے حاکم نے جو آپ کا مرید تھا تمام معماروں کو جمع کر کے حکم دیا کہ فوراً حجرہ تعمیر کیا جائے لیکن اتفاق سے وہ

Marfat.com

شہتیر چھوٹے ثابت ہوئے اور معماروں نے جتنی کوشش کی راست نہیں آتے تھے۔ آخر انہوں نے جواب دیدیا کہ جب تک نئے شہتیر نہیں آتے حجرہ نہیں بن سکتا۔ جب یہ خبر حضرت اقدس تک پہنچی تو فرمایا کہ ہم درویش آدمی ہیں ایک مرید نے یہ شہتیر بھیجے ہیں ہم دوسرے شہتیر کہاں سے لائیں ہاں جب خدا تعالیٰ کی قدرت سے لکڑی جنگل میں لمبی ہو سکتی ہے تو اس کی قدرت سے یہاں بھی لمبی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے موقع پر جا کر اپنے عصا سے شہتیر کو ناپا اور فرمایا کہ اٹھا کر دیوار پر رکھو۔ جب معماروں نے اسے دیوار پر رکھا تو خدا کی قدرت سے لکڑی اس قدر دراز ہوئی کہ دیوار سے باہر تک نمایاں ہو گئی۔ یہ حجرہ شاہ آباد میں تھا اور مغلوں کے حملوں میں ٹوٹ پھوٹ گیا۔ (اقتباس الانوار)

مشائخ کو ماننے والا اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے: بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا چندن حضرت شیخ کے مخلص مرید تھے۔ آپ بڑے صوفی منش درویش تھے ایک دن کپڑے دھونے کی غرض سے نہر آپ کندی پر چلے گئے اور ایسی جگہ تلاش کر رہے تھے کہ جہاں کوئی شخص نہ ہوتا کہ کپڑے دھو سکیں۔ اچانک وہاں ایک خوبصورت عورت نظر آئی۔ یہ دیکھ کر ان کے دل میں نفسانیت کا غلبہ ہوا کہ عورت اکیلی ہے اور مقام بھی خلوت کا ہے۔ دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدس عصا ہاتھ میں لئے عین دریا میں پانی پر کھڑے ہیں۔ مولانا چندن نے جب حضرت اقدس کو دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور سرنگوں کر لیا۔ جب کپڑے دھو کر واپس آئے اور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت اقدس نے تبسم سے فرمایا کہ فکر مت کرو اللہ تعالیٰ اولیاء سے محبت کرنے والوں کو برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

کثیر ہندوؤں کے قبول اسلام کا واقعہ: جس جگہ حضرت اقدس نے گنگوہ میں قیام فرمایا وہاں ایک جوگی رہتا تھا جو صاحب استدراج تھا۔ ایک دن حضرت اقدس کا گزر جوگی کے مسکن پر ہوا تو چونکہ وہ جگہ خوشنما تھی آپ کو پسند آئی۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ جگہ ہمارے رہنے کے لئے بہت مناسب ہے۔ جب آپ

Marfat.com

قریب پہنچے تو دیکھا کہ گرد چیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا گرو کہاں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس زمین پر ہم بیٹھے ہیں ایک سال سے ہمارا گرو اس کے نیچے تہ خانہ میں باطنی شغل جس دم میں مشغول ہے اور تہ خانہ کے دروازے چن دیئے گئے ہیں چنانچہ وہاں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہوا کے لئے صرف ایک سوراخ رکھا گیا ہے۔ حضرت اقدس نے سوراخ سے جھانک کر دیکھا کہ جوگی اپنے فکر میں غرق ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے اطلاقِ ذات کی طرف توجہ فرمائی جس کی وجہ سے آپ کا جسم ایسا لطیف ہوا کہ اس سوراخ سے تہ خانہ کے اندر چلے گئے۔ آپ کے اندر جانے سے جوگی کی حالت میں افاقہ ہوا اور اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک آدمی سامنے بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس طرح یہاں آئے ہو۔ حضرت اقدس نے جواب دیا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور خدا کی قدرت سے یہاں پہنچا ہوں جوگی کو معلوم ہو گیا کہ یہ صاحب کمال آدمی ہیں۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ تم نے اپنے کام کو کہاں تک پہنچایا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر چاہوں فوراً پانی بن سکتا ہوں یہ کہہ کر وہ پانی بن گیا۔ حضرت اقدس نے کپڑے کا ایک حصہ اس پانی میں تر کر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جوگی اپنی اصلی صورت میں آ گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اب میں تمہارے سامنے پانی بنتا ہوں۔ میرے پانی سے کپڑا تر کر لینا۔ میں نے بھی تمہارے پانی سے کپڑا تر کر رکھا ہے۔ اس سے تجھے خدا کی قدرت معلوم ہو جائے گی۔ اس کے بعد حضرت اقدس پانی بن گئے۔ اور جوگی نے کپڑا تر کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ جب حضرت اقدس دوبارہ آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئے تو جوگی نے اپنے پانی والا کپڑا سونگھا تو اس قدر بدبو آئی کہ اس کا دماغ پراگندہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب اس کپڑے کو سونگھو جو میرے پانی سے تم نے تر کیا تھا۔ جب اس نے اس کپڑے کو سونگھا تو اس قدر خوشبو تھی کسی عطر اور عنبر میں اس نے نہ دیکھی تھی۔ اس سے جوگی از سر تا پا معطر ہو گیا اور حضرت اقدس کا بے حد معتقد ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے

Marfat.com

حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ میں بھی اپنے فن میں کامل اور آپ بھی اپنے فن میں کامل ہیں لیکن یہ خوشبو اور بدبو کا فرق کس وجہ سے ہو گیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور تم مسلمان نہیں ہو۔ جوگی نے کہا اچھا آپ مجھے اسلام سے آگاہ کریں تاکہ میں بھی آپ کی طرح ہو جاؤں چنانچہ آپ نے اسے اسلام سے آگاہ فرمایا اور وہ فی الفور مسلمان ہو کر حضرت اقدس کا مرید ہو گیا اس کے بعد اس جوگی نے تہ خانہ سے باہر آ کر اپنے چیلوں کو جن کی تعداد کم و بیش سات سو تھی اسلام سے مشرف کیا اور سب کے سب حضرت اقدس کے مرید ہو گئے۔ حضرت اقدس نے اس جوگی کی تربیت فرمائی اور تھوڑے عرصہ میں مرتبہ کمال اور تکمیل پر پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ نے اسے خلافت دیکر ایک علاقے کا صاحب ولایت مقرر فرمایا اور تمام چیلوں کی تربیت پر مامور فرمایا اور خود بمع جمیع اہل و عیال اس جوگی کی اقامت گاہ میں قیام پذیر ہوئے چنانچہ آج تک وہ جگہ موضع ہے اور حضرت اقدس کی اولاد وہاں سکونت پذیر ہے۔ وہ مقام گنگوہ کے متصل سرائے شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

آپ کی دعا سے منصب پر بحالی: سکندر لودھی کا دورِ حکومت تھا۔ اس کے دربار کا ایک امیر بادشاہ سے کسی بات پر ناراض ہو کر دربار چھوڑ کے چلا آیا۔ حالات کی گردش میں ایسا آیا کہ جون پور گیا مگر وہاں بھی کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو بدقسمت سوچوں میں گم ہو گیا کہ اب کہاں جاتے؟ کہاں جا کر اپنی قسمت آزماتے؟ کس بادشاہ شہزادے کا در دیکھے؟ انہی سوچوں میں تھا کہ اس کے دل میں آیا کہ آج تک میں بادشاہوں اور شہزادوں کے پاس جاتا رہا ہوں لیکن فیض کسی سے حاصل نہیں ہوا۔ اب کی مرتبہ کیوں نہ کسی بزرگ اور درویش کے حضور حاضری دوں شاید اللہ کے ان نیک بندوں کے طفیل میرے حالات پلٹا کھا جائیں اور نصیب میں لکھی یہ غم و پریشانی دور ہو جائے۔ سو یہ ارادہ کر کے چل کھڑا ہوا اور گھومتا پھرتا ردولی آن پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے لوگوں سے دریافت کیا ''بھائیو...... حالات کا ستایا ایک

Marfat.com

بدنصیب انسان ہوں۔ روٹھی قسمت کو منانے خدا کے نیک بندوں کی دعاؤں کا خواہش مند ہوں۔ کیا ردولی میں کوئی بزرگِ حق ہیں جن کے سامنے رو رو کر اپنا حال سناؤں اور ان سے سفارش کراؤں کہ اللہ مجھے وقت کے اس گرداب سے نکال کر سکون بخشے۔"

لوگوں نے اس پریشان حال شخص کو دیکھا۔ تکالیف اور مصائب جس کے چہرے سے صاف پڑھے جاتے تھے۔ سو انہوں نے اس سے ہمدردی کا برتاؤ کیا اور اسے حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی نصیحت کی۔

عمر خان یہ سنتے ہی حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی بزرگی، تقدس اور تقویٰ سے بہت متاثر ہوا۔ دل نے کہا عمر یہی وہ بزرگ ہیں جن کے طفیل تمہارے حالات بدلتے دیر نہ لگے گی۔ سو اسی وقت آپ کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر ہچکیوں کے درمیان فریاد کرنے لگا۔ "حضرت میری مدد کیجئے۔ مجھے تھام لیجئے۔ تارک الدنیا ہوں نہ گھر بار رہا ہے نہ ٹھکانہ۔ آپ مجھے اپنی پناہ میں لے لیں۔ اپنے دامن میں جگہ دے کر اس غریب کو مصائب کے سائے سے دور کریں۔"

شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ اس بدنصیب کی اس حالت پر بہت متاثر نظر آ رہے تھے۔ ہمدردی سے سرشار ہو کر بولے "نادان اٹھ ...... بے صبرا کیوں ہوا جا رہا ہے۔ جب اللہ کی اس زمین پر میرے لئے جگہ ہے تو تمہارے لئے کیوں نہ ہو گی۔ ہر بشر اللہ کے نزدیک برابر ہے۔ جا بے فکر ہو کر جا تیرا کشکول کبھی خالی نہ رہے گا۔ جا خدا کی عبادت کر اور اسی سے مدد مانگ۔ ہم کون ہوتے ہیں نادان تجھے غموں و مصائب سے بچانے والے۔ ہر فعل کا صرف خدا واحد ہی سزاوار ہے جس کی مرضی کے بغیر پتا تک نہیں ہل سکتا۔"

آپ کی باتیں سن کر عمر خان کو تسلی ہوئی۔ دل نے کہا عمر خان اب...... تیری بدنصیبی کے دن ٹل گئے اور ابھی اسے اس خوش امیدی میں دو چار روز ہی گزرے تھے

Marfat.com

کہ سکندر لودھی کی طرف سے تحفے و تحائف کے انبار کے ساتھ اسے دربار طلب کیا گیا......اور عزت واحترام کے قول وقرار کا وعدہ کیا گیا۔ عمر خان یہ جان کر خوشی سے بے قابو ہو گیا اور عقیدت سے پرنم آنکھیں لئے آپ کے پاس آن کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''حضرت آج آپ کے طفیل مجھے یہ عزت ومرتبہ دوبارہ حاصل ہوا ہے۔ میں آپ سے جدا نہیں ہونا چاہتا آپ میرے ساتھ شاہ آباد (ضلع کرنال) چلیں اور وہاں قیام فرما کر بزرگانِ خدا کو فیض پہنچائیں۔

آپ نے اس کی بات مان لی اور شاہ آباد جا کر علم وعرفان کی شمع کی روشنی سے شاہ آباد کو منور کیا۔ رشد و ہدایت کے چشمے جاری کئے۔ طالبین دور دور سے پروانوں کی مانند آنے لگے اور آپ کے اردگرد جمع رہتے۔

ایک طویل عرصہ شاہ آباد میں قیام کئے آپ کو گزر چکا تھا علم و ہدایت کی جو شمع آپ نے روشن کی تھی اس سے ہزار ہا لوگوں نے اپنے باطن کو منور کیا۔ ایک دن آپ کی اہلیہ نے کشف میں دیکھا کہ خراسان سے ایک آگ اٹھی ہے جو ہر چیز کو جلاتی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے اور پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جس قدر جلد ہو سکے اپنے بچاؤ کا انتظام کر لو کوئی مصیبت نازل ہوا ہی چاہتی ہے۔

اور پھر جلدی ہی تیموری سلسلے کے بابر بادشاہ نے ہندوستان پر ایسی یلغار کی کہ سامنے آئی چیز کو خاک کی طرح اڑاتا ہندوستان کا مختار کل بن گیا۔ ان حالات میں جب ہر طرف نفانفسی کا عالم تھا بستیاں تباہی و بربادی سے دوچار تھیں، آپ شاہ آباد چھوڑ کر گنگوہ آ کر رہنے لگے۔

شیخ حسام الدین کی حق سے شناسائی: سکندر لودھی کا زمانہ تھا۔ شیخ حسام الدین اس کے مشیر خاص تھے۔ ایک دن سکندر نے آپ سے کہا ''حضرت آپ کی خدمات دیکھتے ہوئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کچھ نہ کچھ اس کا صلہ دیا جائے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ آپ کو کس چیز کی آرزو ہے۔''

شیخ حسام الدین نے فرمایا ''میرے ذمے احتساب کا شعبہ دے دیں اور ساتھ

Marfat.com

کام کرنے کے لئے مختصر سی جماعت۔ تاکہ میں دین میں منکرات و بدعات پھیلانے والوں کا قلع قمع کر سکوں۔" چنانچہ سکندر لودھی نے ان کی خواہش کے مطابق جو انہوں نے مانگا تھا دے دیا۔ شیخ حسام الدین دربار سے رخصت ہو کر گجرات دکن مالوے کے دورے پر گئے۔ وہاں کے معاشرے کا جائزہ لیا اور اسلام میں جو بدعات پھیل چکی تھیں ان کو ختم کیا اور تمام علماء و شرفاء سے اقرار کروایا کہ آئندہ وہ اسلام میں کسی بدعت کو پروان نہ چڑھنے دیں گے اور نہ خود اس میں اضافہ کریں گے۔

اس کامیاب اور تفصیلی دورے کے بعد جب دلی دربار میں اس کی رپورٹ دی تو بادشاہ بھی آپ کی کارکردگی جان کر خوش ہوا اور کہا کہ وہ اپنا کام جاری رکھیں۔

دلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد حضرت حسام الدین اپنے مشن کی تکمیل کی خاطر ملتان کے سفر پر روانہ ہوئے۔ وہاں آپ نے بے انتہا کام کیا اور دین میں داخل بدعات کا خاتمہ کرنے کے لئے دن رات کوشاں رہے۔ یہاں تک کہ کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے پانی پت جانے کا ارادہ کیا۔ پانی پت پہنچ کر آپ کو حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جان کاری حاصل ہوئی تو ساتھیوں سے کہا "بھائیو...... پہلے ہمیں گنگوہ چل کر حضرت عبدالقدوس کو تائب کرنا چاہئے۔ وہ خود کو قطب الاقطاب کہلواتے ہیں اور بعض غیر شرعی امور کے پابند ہیں۔ زندگی وجد وحال میں بسر کر رہے ہیں لہٰذا انہیں سیدھا راستہ دکھا کر ہی آگے بڑھیں۔"

چنانچہ قافلے کا اگلا دورہ گنگوہ تھا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھجوایا کہ وہ شریعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کریں۔ اور سرور وجد وحال کی حالتوں سے دور رہیں۔ آپ نے جو حسام الدین کا یہ پیام پایا تو خندہ پیشانی سے جواب بھجوایا۔ "حضرت ہمیں اقرار ہے کہ ہم غیر شرعی کاموں میں ملوث ہو گئے ہیں اور اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ احکامِ شرعی سے روگردانی کسی طور مناسب نہیں سو ہم اللہ کے حضور توبہ استغفار کرتے ہیں اور آئندہ بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔" چنانچہ اس کے بعد آپ نے واقعی چند دن سماع کے بغیر گزارے۔ لوگ جو

Marfat.com

آپ کو اچھی طرح جانتے تھے کہ سماع کے بغیر تو آپ کا گزارہ نہیں۔ اب اس حال میں آپ کو دیکھتے تو حیرت کا اظہار کرتے۔ ساتھ ہی دبی دبی آواز میں یہ بھی کہہ جاتے کہ حضرت سکندر لودھی کے محتسب اعلیٰ سے خائف ہو چکے ہیں۔ اگرچہ اس نوعیت کی باتیں حضرت عبدالقدوس کے کانوں میں بھی پڑی تھیں مگر انہوں نے اس پر مطلق توجہ نہ دی۔

ابھی آپ کو سماع سے دور ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے کہ ایک رات جب تہجد کی خاطر اٹھے تو آپ کے کانوں میں ایک عورت کے دوہا گانے کی آواز آئی۔ شیخ قدوس نے جو دوہے کے درد بھرے بول سنے تو وجد میں آ گئے اور دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔ ضبط کا یارا نہ رہا۔ وجد کی کیفیت میں رقص کرتے جاتے اور دیوانہ وار نعرے لگاتے جاتے۔ پھر جب ذرا اعتدال میں آئے تو حضرت حسام الدین کو کہلوا بھیجا۔

''حضرت ...... میں تو آتش زدہ لکڑی کی مانند ہو چکا ہوں اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک آتش زدہ لکڑی کی آتش سے جنگل میں نہ تو خشک لکڑی بچ سکتی ہے اور نہ ہی تر جو چیز گرفت میں آئے اسی کو جلا ڈالتی ہے۔ تو مولانا اگر آپ میری یہ کیفیت دور کر سکتے ہیں تو بے شک آئیں میں آپ کا احسان مند رہوں گا۔''

یہ پیغام پا کر حضرت حسام الدین نے اپنے ایک بندے کو بھیج کر معلوم کروایا کہ جا کر دیکھو تو شیخ قدوس اس وقت کس حالت میں ہیں۔ وہ بندہ گیا اور آپ کو دیکھ کر آنے کے بعد حضرت حسام سے بولا ''حضرت وہ تو وجد کی کیفیت میں بے خود ہوئے دیوانہ وار رقص کر رہے ہیں۔'' حضرت حسام نے اسی لمحے چند بزرگان کو اکٹھا کیا اور ایک ہاتھ میں دُرّا لے کر آپ کی خانقاہ کی طرف چل کھڑے ہوئے لیکن جونہی آپ کو وجد کی حالت میں ایسے جلالی انداز میں دیکھا تو دفعتاً آپ میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی اور پھر اچانک شیخ حسام الدین کی حالت میں ایک تغیر رونما ہوا۔ کہاں وہ حضرت عبدالقدوس کو سیدھا راستہ دکھانے دُرّے سمیت آئے تھے اور کہاں

Marfat.com

یہ حالت کہ خود بھی بے تابی سے دستار اتار پھینکنے کے بعد ایک بلند آواز نعرہ لگا کر پروانے کی مانند شیخ عبدالقدوس کے گرد گھومنے لگے۔

لوگوں نے حیرت سے یہ منظر دیکھا۔ جب حسام الدین صحیح حالت میں آئے تو لوگوں نے پوچھا ''حضرت ...... یہ کیا ہو گیا تھا آپ کو؟ آپ کس مقصد کی خاطر آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہیں تو حسام الدین تھکے تھکے سے انداز میں بولے ''ہم ...... ہم غلطی پر تھے۔ ہم تاریکی میں تھے آج ہمیں اجالا نصیب ہوا ہے اب تک ہم اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔'' شیخ قدوس جو سنبھل چکے تھے اور آپ کے نزدیک ہی ٹھہرے تھے نرمی سے آپ کی بات سن کر بولے ''حسام الدین ...... روشنی تو ابھی بہت دور ہے لیکن اطمینان رکھ ایک روز وہ تمہارا مقدر بنے گی۔'' یہ کہا اور سب کو حیرت زدہ چھوڑ کر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔

فقیر کی غضبناکی میں نرمی پیدا کر دی: لطائف قدسی میں ہے کہ علاقہ اودھ میں ردولی شریف کے قریب موضع مہودہ میں ایک درویش ولی خدا جن کا نام شیخ بہاء الدین تھا مشغول عبادت تھے۔ حضرت قطب العالم کے بھانجے شیخ بوڈھن کا کسی تقریب کے سلسلہ میں موضع مہودہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ صبح ہو گئی ہے لیکن شیخ بہاء الدین کے حجرہ میں چراغ جل رہا ہے۔ اس خیال سے صبح ہو چکی ہے اور چراغ جل رہا ہے شاید شیخ سو گئے ہیں۔ اندر جا کر انہوں نے چراغ بجھانا چاہا۔ ان کا اندر جانا تھا کہ شیخ بہاء الدین غضبناک ہوئے اور چراغ اٹھا کر زمین پر مارنے والے تھے تاکہ شیخ بوڈھن ہلاک ہو جائیں کہ حضرت قطب العالم جو اس وقت گنگوہ میں تھے فوراً موقع پر موجود ہوئے حالانکہ دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ تین سو ساٹھ کوس سے بھی زیادہ ہے اور شیخ بہاء الدین سے کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اسے معاف کیجئے۔ آپ کے کہنے پر شیخ بہاء الدین نے اسے معاف کر دیا اور اپنے جلال کا اظہار کہیں اور دکھا دیا۔

آپ کی توجہ سے قید خانہ سے رہائی مل گئی: شیخ بہاء الدین ابن شیخ بہشتی

Marfat.com

جو حضرت مخدوم العالم شیخ جمال الدین ہانسوی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مخلص مرید تھے۔ ان کو ظالموں نے ناحق قید کر دیا تھا اور قید خانہ کے دروازہ کو قفل لگا کر در پر پہرہ لگا دیا تھا۔ اس حالت میں شیخ بہاء الدین نے حضرت قطب العالم کو یاد کیا۔ صبح صادق کا وقت تھا انہوں نے نیم بیداری کی حالت میں یہ دیکھا کہ حضرت قطب العالم کا تخت ایک جماعت کثیر کے ساتھ ہوا میں آ رہا ہے اور یہ فقیر رکن الدین شیخ بہاء الدین کے پاس آ کر کہتا ہے کہ قطب العالم کا تخت تمہاری مدد کے لئے پہنچ چکا ہے تم اٹھو اور تخت کے ہمراہ ہو جاؤ۔ شیخ بہاء الدین کہتا ہے کہ مجھے ظالموں نے قید کر کے پہرہ لگا دیا ہے۔ میں کس طرح آ سکتا ہوں۔ اس کے بعد فقیر رکن الدین کہتا ہے کہ حضرت قطب العالم کی مدد پہنچ چکی ہے۔ اٹھو یہ کشف دیکھ کر شیخ بہاء الدین ہوشیار ہو گئے اور دروازے کے پاس جا کر قفل کو ہلایا جس سے قفل کھل کر زمین پر جا پڑا اور دروازہ کھول کر شیخ بہاء الدین پہرہ داروں کو یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ میں شیخ بہاء الدین ہوں میں جا رہا ہوں اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ ہیں۔ پہرہ دار جو چست و چوبند کھڑے تھے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ معلوم نہیں کیا ہے کوئی چیز سایہ کی طرح جا رہی ہے لیکن کوئی شخص اٹھ کر اس کے پیچھے نہیں جاتا۔ غرضیکہ اس طریق پر حضرت قطب العالم کی مدد سے انہوں نے ظالم کے پنجے سے رہائی حاصل کی۔

<u>دماغی مرض سے حصول شفا:</u> ایک دفعہ آپ کا ایک مخلص مرید بھولا سفید باف (جولاہا) مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے رشتہ داروں نے اسے چارپائی پر سلا کر رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ بھولا مذکور نے اسی حالت میں حضرت قطب العالم اور حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کو دیکھا کہ آ کر انہوں نے رسیاں کھول دی ہیں۔ اس اثناء میں دو قلندر آئے اور انہوں نے اسے دوبارہ رسیوں سے باندھ دیا لیکن حضرت قطب العالم نے شفاعت فرمائی اور انہیں باندھنے سے باز رکھا۔ اس کے بعد ان دو قلندروں نے کہا کہ ہم مریض کی پیشانی کو داغ کرتے ہیں

Marfat.com

حضرت اقدس نے فرمایا کہ آگ ہمارے مریدین کے نزدیک نہیں آتی۔ جب قلندروں نے اصرار کیا کہ اس مرض کے لئے داغ کی ضرورت ہے تو آپ نے فرمایا اچھا اس کے پاؤں کی انگلی کو جو انگوٹھے سے متصل ہے داغ دو چنانچہ انہوں نے اسی جگہ کو داغ دیا۔ نیز حضرت اقدس نے اسی حالت میں اس کو ایک تعویذ عطا فرمایا اور بعض واقعات کی اطلاع بھی دی کہ یوں یوں ہو گا۔ بھولا مذکور نے جب وہ تعویذ سر سے باندھا تو اسے ہوش آ گیا اور کیا دیکھتا ہے کہ تمام رسیاں کھلی پڑی ہیں۔ بیماری رفع ہو گئی ہے اور تعویذ سر سے بندھا ہوا ہے لیکن خط غیر معروف تھا اور پڑھا نہیں جاتا تھا۔ البتہ جن امور کی حضرت اقدس نے اطلاع دی تھی وہ اسی طرح وقوع پذیر ہو چکے تھے اور پاؤں کی انگلی پر داغ موجود تھا اس کے بعد بھولا کا بھائی راجی شاہ آباد میں حضرت اقدس کا شکریہ ادا کرنے کی خاطر حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دیکھتے ہی تبسم فرمایا کہ الحمد للہ بھولا اچھا ہو گیا ہے۔ راجی نے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کیا کہ حضور اقدس کی مہربانی سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔

خوفناک مخلوق سے نجات دلوا دی: ایک دفعہ حضرت اقدس کا ایک خادم خاص صوفی جعفر بیمار ہو گیا۔ بیماری یہ تھی کہ جسم میں آگ سی لگ رہی تھی اور ہر وقت اس کے منہ سے یہ آواز نکلتی تھی کہ ہائے جل گیا۔ گرمی کا یہ حال تھا جو شخص اس کے پاس بیٹھتا تھا اسے بھی اس کے جسم سے گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس وجہ سے کوئی شخص اس کے قریب نہیں جا سکتا تھا۔ غرضیکہ اس کی موت صاف نظر آ رہی تھی۔ جب حضرت اقدس کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ کئی سال وہ ہمارے ساتھ رہا ہے اور ہم سے کبھی جدا نہیں ہوا کیا خوب ہوا اگر وہ بچ جائے۔ چنانچہ آپ نے پانی منگوا کر اس پر دم کیا اور کہلا بھیجا کہ پی لے۔ پانی کا پینا تھا کہ بیماری رخصت ہو گئی۔ اس کے بعد صوفی جعفر نے خواب میں دیکھا کہ دو خوفناک مخلوق اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور پکڑ کر کہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ میاں جعفر حضرت اقدس کی پناہ لے رہا ہے اور آپ سختی سے اس مخلوق کو تنبیہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم لوگ چلے جاؤ میں نے

Marfat.com

حق تعالیٰ سے درخواست کر کے اسے لے لیا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو اس کے بعد انہوں نے اس کا تعاقب چھوڑ دیا۔

گرم لوہا فوراً سرد ہو گیا: شیخ بھورا حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ایک مرتبہ ایک عورت نے شیخ بھورا پر ناحق تہمت لگائی جس کی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور قید خانہ میں یہ دستور تھا کہ لوہا گرم کر کے قیدی کے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ جب قید خانہ کے حاکم نے لوہا گرم کرایا تو شیخ بھورا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب العالم کو یاد کیا۔ یاد کرنا تھا کہ حضرت اقدس قید خانہ میں پہنچ گئے اور فرمایا کہ فکر مت کرو خیر ہو گی۔ حضرت اقدس کو دیکھ کر شیخ بھورا کی ہمت بلند ہو گئی۔ جب اس ظالم نے لوہا گرم اور سرخ کر لیا تو شیخ بھورا کے ہاتھ پر رکھنے کے لئے آگ سے باہر نکالا۔ خدا کی قدرت سے وہ لوہا آگ سے نکلتے ہی ایسا سرد ہو گیا کہ گویا آگ میں گیا ہی نہیں تھا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حاکم شرمندہ اور بے بس ہو گیا۔

مرید خاص کو بلند مقام دلوا دیا: ایک دفعہ شیخ خان خلوت میں ریاضت و مجاہدہ کر رہے تھے اور شغل حق میں مشغول تھے کہ سپاہی نے آ کر ادھر ادھر کے حالات بیان کرنا شروع کئے کہ فلاں مقام پر فلاں بزرگ رہتے تھے اور فلاں مقام پر فلاں شخص صاحب خدمت ہے یہ باتیں سن کر شیخ خان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ بزرگان جہان کی زیارت کرنی چاہئے۔ ان وساوس کی وجہ سے شیخ خان کے شغل باطن میں نقصان ہوا۔ علاوہ ازیں شیخ خان کی والدہ نے بھی شفقت مادری کی وجہ سے معمول سے کچھ زیادہ کھانا ان کے افطار کے لئے تیار کیا۔ حضرت اقدس صاحب فراست تھے آپ کو نور باطن سے معلوم ہو گیا۔ فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کی وجہ سے تمہارے شغل میں نقصان ہوا ہے۔ شیخ خان نے اس بات کا اقرار کیا کہ واقعی یہ خیالات میرے دل میں پیدا ہوئے تھے چنانچہ اس نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے انہوں نے سفر و سیاحت کا ارادہ کیا اور حضرت اقدس سے اجازت طلب کی۔ آپ نے سوچا کہ اگر میں رخصت نہیں دیتا تو یہ بلا اجازت چلا جائے گا اور عاق ہو جائے گا

Marfat.com

اگر یہاں رہتا ہے تو خیال فاسد سے اس کے شغل میں فرق آتا ہے۔ اس وجہ سے آپ نے ان کو اجازت دیدی اور فرمایا کہ جہان کا تماشہ دیکھ کر واپس آ جاؤ۔ جب اجازت مل گئی تو شیخ سفر پر روانہ ہو گئے اور جہاں جہاں پہنچے علماء و مشائخ سے ملاقات کی لیکن حضرت قطب العالم کے برابر کسی کو نہ دیکھا اور جس جس جگہ سے حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا اس میں یہی لکھا کہ ڈھول کی آواز دور سے اچھی لگتی ہے اور حضرت اقدس کی خانقاہ کی خاکروبی سے مجھے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ سفر کے دوران شیخ خان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی پہنچے اور حج اور زیارت روضہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ سے مشرف ہوئے اس کے بعد گجرات پہنچے جہاں ان کی ملاقات اپنے خالہ زاد بھائی سید محمد مہدی سے ہوئی سید محمد نے کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور عمر کیوں برباد کر رہے ہیں۔ آپ کو شغل حق میں مشغول رہنا چاہئے۔ جب شیخ خان نے شغل کی درخواست کی تو انہوں نے پاس انفاس بتایا۔ شیخ خان جنہوں نے حضرت قطب العالم کی صحبت حاصل کی ہوئی تھی اور کشف انوار و اسرار حاصل تھا کہنے لگے کہ یہ شغل تو بچوں کے لئے ہے۔ مردانِ خدا کا کام اس سے بہت بلند ہوتا ہے۔ یہ سن کر سید محمد نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ کس کی صحبت میں رہے ہیں۔ شیخ خان نے جواب دیا کہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں زندگی بسر کی ہے۔ غرضیکہ شیخ خان کو سید محمد مہدی کا مقام بہت ادنیٰ معلوم ہوا اور آخر کار نادم ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں واپس آ گئے اور مجاہدہ اور شغل باطن میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ قرب حق میں پہنچے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

روایت ہے کہ شیخ خان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پالکی میں سوار ہیں اور تمام اولیاء اللہ آپ کے ہمرکاب ہیں اس فقیر نے جب ہجوم دیکھا ایک طرف ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پالکی کھڑی کی اور تبسم فرمایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تیرے قربان جاؤں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دامن کوہ میں پہنچے

Marfat.com

تو ایک آدمی نے آکر پیغام دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھر اور ایک گھوڑا تجھے عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس فقیر نے اس مقام پر جا کر رہائش اختیار کر لی۔ وہاں کچھ بدمعاش رہتے تھے میں نے ان کو وہاں سے نکال دیا جب بیدار ہوا تو سارا گھر خوشبو سے معطر تھا۔ جب یہ واقعہ حضرت اقدس سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ابتدائے فنافی الرسول مبارک ہو۔

ایک مرید کی باطنی اصلاح: روایت ہے کہ شیخ خضر عرف شیخ خان جو حضرت قطب العالم کے خلیفہ بزرگ تھے۔ شروع میں جب طلب حق میں شاہ آباد آئے اور حضرت اقدس سے شرف بیعت حاصل کیا تو آپ کے حکم سے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ان پر شغل باطن کا اس قدر غلبہ ہوا کہ انوار و اسرار نمودار ہوئے اور سخت استغراق اور محویت کی حالت طاری ہو گئی۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد ان پر استغراق کا ایسا غلبہ ہوا کہ مجمع عام میں دیوار پر نظر جما کر عالم حیرت میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے جس قدر آواز دی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ ان کو اس جہان کی خبر تک نہ تھی۔ لیکن جب حضرت قطب العالم نے آواز دی تو تندی سے جواب دیا کہ آپ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہو گئے ہیں حالانکہ شیخ خان نہایت حلیم الطبع تھے اور یہ ممکن نہ تھا کہ ہوشیاری کی حالت میں وہ حضرت شیخ سے اس قسم کا خطاب کرتے لیکن اس حالت میں وہ خود نہیں حق تعالیٰ ان کی زبان پر بول رہا تھا اس کے بعد حضرت قطب العالم نے فرمایا اب میں تیرا کہا مانوں گا۔ اسی وقت ایک قوال حاضر آیا۔ اس نے قوالی کی جس سے حضرت اقدس پر عجیب حالت طاری ہو گئی۔ اس سے شیخ خان کی حالت میں قدرے افاقہ ہوا اور مجلس میں دستہ بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت قطب العالم نے عین وجد کی حالت میں شیخ خان کا ہاتھ پکڑ کر دعا کی کہ خداوندا اسے سلامت رکھ اور خلق کا دستگیر بنا۔ جب شیخ خان ہوشیاری کی حالت میں آئے تو کہنے لگے کہ مجھے یہ مشاہدہ ہوا کہ قطب العالم کے وجود سے ایک نور طالع ہوا جس سے تمام مجلس جماعت خانہ بلکہ آسمان تک روشن ہو گئے۔ نیز شیخ خان نے کہا کہ

Marfat.com

یہ جو حضرت اقدس نے میرے لئے دعا کی تھی اس کی مقبولیت کا ثمرہ مجھے مل گیا۔ جب شیخ خان سے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت اقدس سے ایسا گستاخانہ کلام کیا تھا یاد ہے یا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری کیا مجال ہے کہ ایسی بات کہتا۔ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔ یہ سن کر حضرت قطب العالم خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ کہ دوست نے مجھ سے اس کی زبان سے یہ خطاب فرمایا اور وہ درمیان میں نہیں تھا۔ دوست بول رہا تھا۔ نیز روایت ہے کہ ایک رات شیخ خان اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ وہاں سے دیوار کا پردہ اٹھ گیا اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت قطب العالم اپنے مقام پر بیٹھے کوئی ایک کتاب پڑھ رہے ہیں۔ صبح کے بعد جب وہ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ آج رات آپ کو بہت تکلیف ہوئی ساری رات آپ چراغ سامنے رکھ کر مطالعہ میں مصروف رہے۔ آپ نے فرمایا ہم ساری رات سوئے رہے لیکن تم نے میری روحانیت کو دیکھا ہوگا۔ یاد رہے کہ اولیاء حق اگرچہ بظاہر نیند میں ہوتے ہیں کہ درحقیقت وہ نیند نہیں ہوتی اور اہل کشف کی نظر میں وہ اسی حقیقت میں نظر آتے ہیں نہ کہ ظاہری صورت میں۔ اس وجہ سے وہ عالم حقیقت میں ہوتے ہیں۔ نوم العلماء عبادۃ علماء یعنی اولیا کی نیند عبادت ہوتی ہے سے یہی مراد ہے۔ یہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا اس وجہ سے کہ یہ درحقیقت نیند نہیں ہوتی اور یہ چیز اگرچہ خاصہ انبیاء ہے پھر بھی اولیاء کرام کی متابعت میں اولیا کرام بھی اس دولت میں شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قطب عالم کے خلیفہ شیخ خان کو جب یہ مرتبہ حاصل ہوا اور ان کی نیند بیداری بن گئی تو اس خیال سے وضو تازہ نہیں کرتے تھے بلکہ اسی سابقہ وضو سے نماز پڑھتے تھے لیکن جب حضرت اقدس کے خادم شیخ جعفر صوفی نے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ بات پہنچائی تو آپ نے ان کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ یہ حکم خاصہ انبیا ہے اگرچہ اولیاء کو بھی اس دولت سے حصہ ملتا ہے لیکن ان کو وضو کرنا چاہئے اور انبیاء علیہم السلام کے خاص حکم میں قدم نہیں رکھنا چاہئے۔

Marfat.com

استغراق شہود حق: ایک دفعہ حضرت قطب العالم دہلی میں قیام پذیر تھے۔ اس زمانے میں شیخ عبدالستار سہارنپوری بھی حضرت اقدس کی خدمت میں مقیم تھے اور خادم خاص اور محرم راز تھے۔ شیخ عبدالستار کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ ایک دن حضرت اقدس اپنے حجرہ میں مشغول بحق اور ذات میں مستغرق تھے اور شیخ عبدالستار دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے تاکہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے۔ اس وقت اچانک حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور شیخ عبدالستار سے کہا کہ اپنے شیخ کو میرا سلام کہو۔ انہوں نے اندر جا کر سلام عرض کیا۔ حضرت قطب العالم چونکہ اس وقت شہود حق میں غرق تھے۔ خضر علیہ السلام کی پرواہ نہ کی اور کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھ کر خضر علیہ السلام ملاقات سے مایوس ہو گئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ پھر آؤں گا۔ جب حضرت اقدس فارغ ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لائے تو شیخ عبدالستار نے عرض کیا کہ فلاں فلاں حلیہ کا ایک شخص آپ کی ملاقات کے لئے آیا تھا۔ ہم نے آپ کو اطلاع دی لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کو میری ملاقات کا وعدہ تھا شاید وہی آئے ہوں گے۔ یہ سن کر شیخ عبدالستار نے کہا کہ افسوس ہے کہ خضر علیہ السلام جیسے نبی آپ کی ملاقات کے لئے آئیں اور آپ حجرہ سے باہر نہ آئیں اور ان سے ملاقات نہ کریں۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام چلے گئے اور واپس آ جائیں گے لیکن وہ قرب جو مجھے حق تعالیٰ کے ساتھ تھا کیسے واپس آ سکتا تھا یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خضر علیہ السلام پہنچ گئے۔ حضرت قطب العالم ان کے استقبال کے لئے دوڑے اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ کافی دیر تک محرمانہ صحبت کے بعد خضر علیہ السلام نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ عبدالستار کو آپ سے ملاقات کی بہت خواہش تھی چنانچہ خضر علیہ السلام نے ان کی طرف توجہ فرمائی جس کے بعد گاہے گاہے ان کو خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہو جاتی تھی۔

ایک وقت میں مختلف مقامات پر نظر آنا: ایک حاجی نے مکہ معظمہ سے

Marfat.com

واپس آ کر کہا کہ میں نے حضرت اقدس کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔ ایک حاجی کی ملاقات حضرت اقدس کے ایک مرید شیخ بھورا گاذر سے ہوئی تو دریافت کیا کہ کس کے مرید ہو۔ شیخ بھورا گاذر نے جواب دیا کہ میں حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ کا مرید ہوں۔ حاجی نے کہا کہ میں نے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عارف حق کا قدم قدم حق ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک تمام مقامات برابر ہیں۔ ہر جگہ ظاہر ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ ایک جگہ پر بیٹھے رہتے ہیں۔ جو حضرات عالم قدرت میں پہنچ جاتے ہیں ان کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں۔

آپ کا بدخواہ خود خراب ہوا: روایت ہے کہ عمر خان سردانی کی بیٹی بی بی اسلام خاتون حضرت اقدس کی مریدہ تھیں اور ان کو شغل باطن میں کافی عبور تھا۔ ان پر ذکر کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ کہا کرتی تھیں کہ میرے تمام اعضا سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے حتیٰ کہ پاؤں سے بھی ذکر کی آواز آتی ہے اور میں پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتی۔ اس کے دو بھائی تھے جن کا نام ہیبت خان اور سعید خان تھا ایک زمانے میں ان دونوں بھائیوں کو حضرت قطب العالم سے بہت کدورت پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ جونپور میں رہتے تھے اور سلطان سکندر کے مقرب تھے۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس دفعہ جب شاہ آباد جائیں گے تو شیخ عبدالقدوس کو وہاں سے نکال دیں گے۔ جب یہ بات حضرت اقدس تک پہنچی تو فرمایا کہ دیکھا جائے گا کہ کس کو نکالا جاتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد سلطان سکندر کو سردانیوں پر غصہ آیا اور اپنے ملک سے نکال دیا اور انہوں نے گجرات میں جا کر پناہ لی۔ بی بی اسلام خاتون کہا کرتی تھی کہ میرے بھائیوں کو میرے شیخ کی بددعا لگی ہے کیونکہ جسے میرے شیخ بددعا دیں وہ تباہ ہو جاتا ہے۔

تصانیف حضرت عبدالقدوس گنگوہی: حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے 84 سال کی عمر پائی آپ کی عمر کا طویل حصہ ریاضتوں، مجاہدوں اور مریدوں اور عوام کی اصلاح و تربیت میں گزرا لیکن اس غیر معمولی علم و فضل کی بنا پر جس سے حق تعالیٰ نے آپ کو نوازا تھا، آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔

Marfat.com

آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین نے آپ کے تبحر علمی اور ذوقِ تصنیف و تالیف کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

امام بعلم لذنی و فیض الٰهی چنداں استعداد بود که در هر علمے بحثها غریب کردند، و تصانیف بسیار کردند، و می فرمودند که در ابتداء حال نسخه، عوارف بجهت برکت درحجره، مامی بود، درآں نسخه چنداں دخل نبود، عاقبت الامر کار تا بحدے رسید که نسخه عوارف را شرح عربئی کردند و نکات و اسرار غریب نبشتند!

لطائف قدوسی سے ہمیں آپ کی جن تصانیف کا پتہ چلتا ہے ہم ان کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں:

(۱) بحر الانشعاب (۲) شرح مصباح (۳) شرح عارف (۴) فوائد القرات (۵) شرح صحائف (۶) رسالہ قدسی (۷) رشد نامہ (۸) نور المعانی (۹) انوار العیون (۱۰) حاشیہ فصوص الحکم (۱۱) مظہر العجائب (۱۲) مجموعہ کلام فارسی (۱۳) رسالہ نور الہدیٰ (۱۴) رسالہ قرہ العین (۱۵) مکتوبات قدوسیہ (۱۶) منتخب مکتوبات قدوسیہ (۱۷) اوراد شیخ عبدالقدوس۔

حضرت شیخ نے اپنی تصانیف کے متعلق ایک خط میں اظہار کرتے ہوئے اپنے مرید و خلیفہ خاص حضرت جلال تھانیسری کو ایک خط میں لکھا کہ:

باید که شرح لمعات درپیش دارند، تا هزاراں و هزاراں شوق و ذوق درکار دارند، هرچند مختصر است، شرح است قدسی، نورے ست علوی و کتابهائے دیگر که ایں فقیر از سرسوختگی و دوختگی در تحریر آورده است هر چند ابتر است، دفتراست، رموزِ دیوانگان و رندان، دیوانگاں و رنداں دانند، و زبانِ مرغان مرغاں دانند ۔

Marfat.com

حضرت شیخ کی شاعری: حضرت شیخ شعروسخن کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ فارسی اور ہندی شاعری میں آپ کا مقام بلند تھا۔ ہم آپ کی تصانیف کے ضمن میں آپ کے فارسی مجموعہ کلام کا ذکر کر چکے ہیں۔ اگرچہ آپ کا فارسی کلام کا مجموعہ اس زمانے کی لڑائیوں اور ہنگاموں میں ضائع ہو گیا لیکن آپ کے جو فارسی اشعار ہمیں آپ کی تصانیف اور مکاتیب میں ملتے ہیں، یا ہماری خاندانی بیاضوں میں موجود ہیں ہم انہیں یہاں درج کرتے ہیں۔ فارسی میں آپ قدوسی اور احمدی دو تخلص اختیار کرتے تھے۔ آپ کی فارسی غزلوں سے آج بھی سماع کی محفلیں رونق پاتی ہیں۔ وحدۃ الوجود آپ کی شاعری کا موضوع خاص ہے۔

نمونہ کلام فارسی

آستیں بررخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی
با خودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاراں گل شدی در صحن گلزار آمدی
بعد ازاں بلبل شدی باگریہ، زار آمدی
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہا
آئینہ اسمش نہادی خود باظہار آمدی
شور منصور از کجاؤ دارِ منصور از کجا
خود زدی بانگ انا الحق برسر دار آمدی
گفت ''قدوسے فقیرے'' در فناؤ دربقا
خود بخود آزاد بودی، خود گرفتار آمدی

اس غزل کے مقطع پر اجمیر شریف کی ایک محفل سماع میں صوفی محمد حسین الہ آبادی نے حالت وجد میں وفات پائی۔

گاہ مجنوں گشتہ دور ازننگ و ناموس آمدی
صورتِ لیلیٰ شدی با خویش محبوس آمدی

Marfat.com

خوش صنم در بت کدہ پیش برہمن گشتہ ای
با طواف حاجیاں در کعبہ ملبوس آمدی
گاہ در خلوت سرا شد با حجاب دلبری
گہہ شدی بیمار عشق ار نبض محسوس آمدی
گفتہ ای اول انا الحق باز عبدالحق شدی
خود شدی قدوس باز آں عبد قدوس آمدی

☆☆☆

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو
من نمی گویم مرا دلدار می گوید بگو
من نہ از خودمی سرایم ایں ندا در کوے یار
آستین و جبہ و دستار می گوید بگو
ہست یک یک ذرہ شاہد از ندائے نغمہ ام
آب گوید، خاک گوید، نار می گوید بگو
انچہ نتواں گفت اندر صومعہ با زاہداں
بے تحاشا بر سر بازار می گوید بگو!

حضرت شیخ کی اور غزلوں کے جستہ جستہ چند شعر ذیل میں پیش ہیں۔ جن کو شعریت، معنویت اثر آفرینی اور سوز و گداز کا بہترین مرقع کہا جا سکتا ہے۔

اللہ ترا باش و کرم ہیچ مبادا
دیگر چہ بود زیں دگرم ہیچ مبادا
گر یک نظر دوست بما ہست چو شاہم
دیگر چہ بود زیں دگرم ہیچ مبادا

☆☆☆

Marfat.com

گر چہ تو چوں ابر زر باریدہ ای بر بحر و بر
لیک بخت بے نصیب ما نگشتہ بحر و بر
تا چو از من رفتہ ای من در فراق افتادہ ام
دائما حیران و سوزاں میخورم خونِ جگر
ظلمت شب کہ بگیرد جہاں
زآں سر زلف است کہ جانم گرفت
جز تو رخ حور نشاید مرا
شوقِ رخت چونکہ بجانم گرفت

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کی شادی کا واقعہ: حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی بہن ایک عابدہ اور صالح خاتون تھی۔ قسمت کی ستم ظریفی سے ایک ایسے شخص سے بیاہی گئی جو ہرگز آپ کے قابل نہ تھا۔ جتنی آپ نیک پاکباز اور عبادت گزار تھیں اتنا ہی وہ شخص کمینہ خصلت اور بد اعمال تھا چنانچہ ان کی زندگی جہنم کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ محمد اور ان کی والدہ ام کلثوم بیٹی کی حالت دیکھتیں اور اس کی ازدواجی زندگی کی اس ناموافقت پر دکھ سے کڑھتی رہتیں۔ اس تلخ تجربے کے بعد وہ عہد کر چکی تھیں کہ چھوٹی بیٹی کو بیاہیں گی تو کسی نیک اعمال شخص کے ساتھ اور وہ بھی اس شخص کے ساتھ جس کے متعلق شیخ عبدالحق کی تائید ہو۔

انہی دنوں ان کے گھر کی ایک کنیز جب حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دھلے کپڑے لینے گئی تو حضرت قدوس کو دیکھ کر شرارت بھرے لہجے میں بولی ”حضرت ...... اب تو آپ جیسے جوان شادی کر کے باپ بنے پھرتے ہیں۔ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ ساری عمر ایسے ہی گزار دیں گے یا کچھ کریں گے؟“

حضرت عبدالقدوس کنیز کی یہ بات سن کر مسکرا پڑے اور بولے ”بی بی! تم تو اچھی طرح مجھے جانتی ہو۔ بھلا مجھ جیسے شب و روز گزارنے والے درویش کو اپنی بیٹی

Marfat.com

کون دے گا اور پھر میں خود اپنی اس آزاد زندگی کو کیوں کھو دوں۔ اہل و عیال کے جھنجھٹ میں پڑ کر کیوں غلامی کی زنجیریں پہن لوں۔ بی بی! تم اپنا مشورہ اپنے پاس ہی رکھو۔ مجھے اپنی آزادی کی اس لذت سے محروم کرنے کا منصوبہ نہ بناؤ۔ میں تو عمر بھر مجرد رہنا چاہتا ہوں۔ اب تک ویرانوں اور جنگلوں میں زندگی گزار دی ہے جو باقی بچی ہے خدا کی رضا سے وہ بھی گزر جائے گی اور ایک دن گمنامی کے کسی گوشے میں گم ہو جاؤں گا۔"

لیکن کنیز بھلا کہاں چھوڑنے والی تھی۔ مفت مشورے دینا اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ سو جاتے جاتے کہہ گئی "حضرت میں تو کہتی ہوں آپ اپنے پیر شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی بہن سے عقد کر لیں۔ ماشاء اللہ شادی کے قابل ہے۔ آپ کی اور اس کی جوڑی بھی اچھی رہے گی۔"

یہ بات شیخ عبدالقدوس کے دل کو لگی اور ان کے دل میں شادی کی خواہش پیدا ہو گئی۔ انہی دنوں وہ اپنے ایک مربی کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ بات آپ نے ان کے سامنے کہی تو وہ بھی خوش ہو گئے اور کہنے لگے "حضرت ...... اگر اجازت ہو تو میں آج ہی آپ کی طرف سے شادی کا پیغام لے کر حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جاتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ اللہ مجھے ان کے در سے ناکام نہیں لوٹائے گا۔"

حضرت عبدالقدوس نے ہنس کر انہیں اپنی رضامندی کا اشارہ دے دیا۔

اس واقعہ سے چند دن قبل ایک رات ام کلثوم نے رات خواب میں دیکھا کہ ان کے بیٹے شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مرید حضرت قدوس وجد کی حالت میں سماع میں ہے اور اس کا ایک پاؤں بھی ٹوٹا ہوا ہے اور ابھی وہ اس پر غور ہی کر رہی تھیں کہ شیخ عبدالحق خواب میں ہی نمودار ہوئے اور کہا "بہو! اس بچے کو اپنے سائے میں لے لو۔ یہ معصوم اور شریف اللہ کا اور میرا پیارا ہے۔ اس کی پرورش دل و جان سے کرنا۔"

اگلی صبح ام کلثوم بیدار ہوئیں تو انہیں رات کا خواب اچھی طرح ازبر تھا۔ مسرت سے ان کا چہرہ کھلا جاتا تھا۔ کافی دنوں سے وہ چھوٹی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں

Marfat.com

پریشان تھیں۔ بڑی صاحبزادی کا انجام دیکھ چکی تھیں اس لئے دودھ کا جلا ہونے کے سبب چھاچھ بھی پھونک کر پینا چاہتی تھیں۔ سو جب شیخ عبدالحق نے انہیں چھوٹی پوتی کے لئے برکا عندیہ دیا تو خوش ہو گئیں۔ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں کا ٹوٹنا اس بات کی علامت تھا کہ آپ درویش کامل ہیں۔ خدا کے سوا ہر چیز سے بے نیاز۔ صرف اللہ کے آگے دست سوال پھیلانے والے۔ پرہیز گار متقی۔ جن کا کام صرف اور صرف عبادت کرنا اور خدائے برحق و واحد کی حمد و ثناء میں زندگی بسر کرنا ہے۔ اور عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ''بہو اسے اپنے سائے میں لے کر اچھی طرح پرورش کرو۔'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ انہیں داماد بنالیں۔

جس دن سے ام کلثوم نے یہ خواب دیکھا تھا تب سے بے چین تھیں کہ آخر حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ سے بات کیسے کی جائے۔ پھر ایک دن رب عظیم نے ان کی یہ مشکل حل کر دی اور حضرت قدس رحمۃ اللہ علیہ کے مربی آپ کی طرف سے بیاہ کا پیام لے کر حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جو والدہ سے تمام واقعہ سن چکے تھے۔ سو جھٹ پیغام منظور کر لیا گیا۔

شادی کی تاریخ طے کر دی گئی جو آہستہ آہستہ کر کے نزدیک آ گئی۔ شہر میں مشہور ہو گیا کہ آج ایک دیوانے درویش کا بیاہ ہے۔ شادی والے دن بھی حضرت قدوس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصروفیات نہ بدلی بلکہ حسب معمول جھاڑو دینے اور پانی بھرنے میں مصروف رہے۔ رسومات کی ادائیگی کے لئے قریبی رشتے دار آپ کے پاس آئے اور نہلا دھلا کر نیا لباس پہنایا اور پھر برات کی شکل میں یہ لوگ آپ کو حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر لے گئے۔ شہر کے لوگ بھی علاقے کے مشہور درویش کی شادی کی خبر سن کر جوق در جوق شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچنا شروع ہو گئے۔ نکاح پڑھایا گیا۔ جلوے کا وقت آیا تو شادی میں آئی لڑکیوں نے ہندی میں یہ گیت چھیڑ دیا

کہو کہ کھول دینا شہ دیکھا لوری   اس گھونگھٹ ری کارن شہ ہاتھ مروری

Marfat.com

گیت سنتا تھا کہ حضرت عبدالقدوس پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ کچھ دیر کے لئے وہ بھول گئے کہ آج وہ کس روپ میں کس جگہ بیٹھے ہیں۔ سو اسی بے خودی میں کھڑے ہو گئے اور وجد میں آ کر بیش قیمت نیا جوڑا پھاڑ ڈالا اور دیوانہ وار رقص کرنے لگے۔

آپ کی یہ حالت دیکھ کر شادی میں آئی عورتیں تاسفانہ انداز میں ام کلثوم سے بولیں "بہن...... تجھے چھوٹی بیٹی کے لئے اور کوئی بر نہ ملا تھا جو اس دیوانے درویش کے ساتھ اس کی قسمت پھوڑ ڈالی۔ ابھی تو بڑی بیٹی کا گھر بھی آباد نہ ہو سکا اور چھوٹی کو بھی اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ ام کلثوم نے سب کچھ خندہ پیشانی سے سنا اور اطمینان سے لبوں پر تبسم سجائے بولیں "ہر کام اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اس کام میں اس کی رضا تھی سو ہو گیا۔"

حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ نے شادی تو کر لی مگر اپنے اندر تبدیلی نہ لا سکے۔ اب بھی وہی حال تھا۔ اکیلے تھے تو کھانے پینے کا کبھی خیال نہ کیا۔ بیوی آئی تب بھی یہی روش رکھی۔ فقر و فاقے میں دن گزارتے۔ بیوی صابر تھی دو دو چار دن فاقوں میں گزار دیتی مگر اف نہ کرتی۔ حضرت قدوس زراعت کرتے تھے مگر جو پیداوار ہوتی وہ سب غریبوں میں بانٹ دیتے۔ اباؤ اجداد کی طرف سے اچھی خاصی جائیداد مل سکتی تھی مگر کبھی اس طرف دھیان نہ دیا۔ مصائب جھیلتے۔ تکالیف اٹھاتے اور خدا کی یاد میں مشغول رہتے۔ اللہ کے سوا ہر کسی سے ترکِ تعلق اختیار کر رکھا تھا۔ رشتہ دار تھے۔ آپس میں میل جول کی وجہ سے ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے۔ چونکہ آپ نے کبھی ان سے تعلق نہ رکھا تھا سو انہوں نے بھی آپ کو بھلا دیا۔ شادیاں ہوتیں یا کوئی اور تقریبات، تب ایسے موقعوں پر رشتہ دار ایک دوسرے کے گھر خوان بھیجتے اور آخر میں یاد آتا کہ شیخ قدوس رحمۃ اللہ علیہ کا گھر تو رہ ہی گیا۔ مگر یہ خیال تبھی آتا جب کچھ بھی باقی نہ بچا ہوتا۔ لیکن شیخ عبدالقدوس بے نیازی و بے گانگی سے زندگی بسر کرتے رہے۔ صرف اللہ سے لو لگائے رہے۔

Marfat.com

آپ کی زوجہ محترمہ: حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی کی زوجہ محترمہ کے بارے میں لطائف قدسی میں آپ کے بیٹے نے لکھا ہے کہ ہماری والدہ ماجدہ بھی اولیا اللہ میں سے تھیں۔ آپ قرآن مجید کے دوسپارے روزانہ تلاوت کرتی تھیں۔ مسائل شریعت سے واقف تھیں اور ہمیشہ مطالعہ کتب میں مصروف رہتی تھیں۔ نماز اشراق، چاشت تہجد آپ سے کبھی فوت نہ ہوئی تھیں۔ وضو کرتے وقت آپ دنیا کی بات نہیں کرتی تھیں اور فرض، سنت، نوافل پوری طرح ادا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں آپ شغل باطن میں بھی مشغول رہتی تھیں اور صاحبہ کشف وکرامات تھیں۔ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتی تھیں بعینہ وہی ہوتا تھا۔ ایک رات شاہ آباد میں تہجد کے بعد آپ مصلے پر بیٹھی تھیں کہ حجاب اٹھ گیا اور عین بیداری میں دیکھا کہ خراسان سے آتش سوزاں آرہی ہے اور ہر خشک وتر کو جلا رہی ہے۔ علی الصبح آپ نے تمام بیٹوں کو یہ معاملہ بتا دیا اور فرمایا کہ کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ آخر یہ بلا مغلوں کے حملے کی صورت میں ظاہر ہوئی جس سے سارا ملک تاخت وتاراج ہوگیا۔ اس رابعہ عصر کا مزار گنگوہ شریف میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

اولاد: اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کی اولاد بہت تھی۔ آپ کے تمام فرزند عالم، عارف، عابد زاہد اور مشائخ تھے لیکن ان میں سے حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہٗ زیادہ متبرک اور مشرب کمال درویشی سے موصوف تھے۔ اور ہمیشہ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ صاحب سیر الاقطاب فرماتے تھے کہ حضرت قطب العالم کے تمام سات بیٹے ولی کامل اور عالم وفاضل تھے۔ علی الخصوص آپ کے بڑے بیٹے اور جانشین حضرۃ شیخ حمید رحمۃ اللہ علیہ دوسرے بیٹے شیخ رکن الدین اور حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت اور عارف روزگار تھے۔ آپ کے بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

حضرت شیخ حمید الدین، حضرت شیخ احمد، حضرت شیخ رکن الدین، حضرت شیخ محمد علی، حضرت شیخ عبدالسلام، حضرت شیخ محمد محدث، حضرت شیخ عبدالکبیر۔

Marfat.com

خلفاء: تذکرہ نگاروں نے حضرت شیخ کے خلفاء کی تعداد ایک ہزار لکھی ہے لیکن مختلف تذکروں میں ہمیں آپ کے خلفا کے جو نام ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) شیخ حمید صاحبزادہ، حضرت شیخ (۲) شیخ رکن الدین صاحبزادہ حضرت شیخ (۳) شیخ احمد صاحبزادہ حضرت شیخ (۴) شیخ علی صاحبزادہ حضرت شیخ (۵) حضرت جلال تھانیسری (۶) شیخ عبدالغفور اعظم پوری (۷) شیخ بھورہ (۸) شیخ عمر دینی (۹) شیخ خضر عرف شیخ بڈھن جون پوری (۱۰) شیخ بہاء الدین ولد شیخ بہشتی نبیرہ، حضرت شیخ جمال ہانسوی (۱۱) صوفی شیخ جعفر خادم خاص حضرت شیخ (۱۲) دتو شروانی (۱۳) بھولا سفید باف سہارنپوری (۱۴) ملک مبارک خضر آبادی (۱۵) ملک عثمان کرانی گنگوہی (۱۶) شیخ حسام الدین معروف بہ شیخ اوجھر (۱۷) میاں نصراللہ دیپال پوری (۱۸) سید احمد ملتانی (۱۹) شیخ عبدالرحمٰن شاہ آبادی (۲۰) شیخ احمد مٹھن (۲۱) شیخ عزیز اللہ دانشمند (۲۲) شیخ عبدالستار۔

حضرت شیخ کے ان خلفاء نے برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کو غیر معمولی فروغ بخشا۔

حالت محویت قبل از وصال: حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے تین سال پہلے خاموشی اختیار کر لی تھی اور کسی شخص کے ساتھ بات نہیں فرماتے تھے اور ہر وقت فنا احدیت میں مستغرق رہتے تھے اور یہی وہ نسبت استغراق ہے جو حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ کی تھی۔ ایک دن میں نے اور میرے بھائی شیخ احمد نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں آپ کے سکوت (خاموشی) کا سبب معلوم نہیں ہوا۔ حضور بیان فرما دیں تا کہ ہمیں بھی اس سے حظ (لطف) حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بابا ہم ذکر حق میں اس قدر دل لگایا کہ اب تمام وجود در بار ذکر بن گیا ہے۔ اور ہر زمان بحر فنا موج مارتی ہے۔ اور غرق کرتی ہے اس عالم شہادت (ناسوتی دنیا) کو میرے سامنے سے ہٹا دیا جاتا ہے اور مجھے دوسرے جہان میں لے جایا جاتا ہے اور پھر اس جہان میں واپس نہیں آنے دیتے لیکن اس

Marfat.com

محویت اور بے خودی کے باوجود آداب شریعت اور ارکان دین میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ حسب معمول وضو کرتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے لیکن محویت اور استغراق کا بھی کمال تھا۔ جب نماز کا وقت آتا یا کوئی ملنے والا آتا تو خادم باواز بلند حق حق کہتا تھا جس سے آپ عالم صحو (ہوشیاری) میں آجاتے تھے۔ ایک دن آپ کھڑے تھے اور قدم مبارک لڑکھڑا رہے تھے بحر فنا کی موجیں لحظہ بلحظہ آرہی ہیں اور ہوش میں نہیں آنے دیتیں۔

وصال: لطائف قدسی میں لکھا ہے کہ بروز دوشنبہ پندرہ ماہ جمادی الاخر ۹۴۴ھ کو حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہ کا فرمان تھا اور اسی روز حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کو تپ لرزیدہ ہو گیا۔ چار دن بخار اور پانچویں دن جو جمعہ کا دن تھا آپ کو افاقہ ہوا اور نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد پھر بخار ہو گیا اور مزید چار دن بخار رہا۔ آخر بروز سہ شنبہ بوقت چاشت بتاریخ ۲۳ ماہ جمادی الاخر ۹۴۴ھ مطابق 1537ء آپ نے مشاہدہ دوست میں جان تسلیم کر دی۔ آپ کی عمر چراسی سال تھی جس میں سے پینتیس سال ردولی شریف میں رہ کر کسب کمال فرمایا پینتیس سال شاہ آباد میں اور چودہ سال گنگوہ شریف میں بسر فرما کر رشد و ہدایت خلق کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کا مزار مبارک گنگوہ شریف صاحب رواو پشت پناہ خلق ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

روایت ہے کہ حضرت اقدس نے مرض الموت میں عبادت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ باوجودیکہ محویت و استغراق کمال پر تھا۔ آخری رات آپ نے ستر مرتبہ وضو کیا اور نماز تحیۃ الوضو ادا کی۔ آخر جب جان پاؤں مبارک سے نکل چکی تھی تو آپ نے اشارے سے وضو کیا اور وضو کے بعد نماز کی نیت کی اور اشارے سے رکوع و سجود کرتے رہے۔ اس اثناء میں آپ پر محویت کا غلبہ ہوا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ کے وصال پر ملال سارے جہان میں اندھیرا چھا گیا۔

وفات کے بعد قلبی کیفیت: آپ کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کو غسل کے بعد کفن پہنایا گیا تو اس فقیر نے آپ کے سینہ پر

Marfat.com

ہاتھ رکھا۔ دل میں حرکت تھی اور ذکر جاری تھا جیسا کہ بوقت حیات تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

مزار اقدس: آپ کا مزار اقدس قصبہ گنگوہ ضلع سہارن پور محلّہ سرائے میں ہے۔ قبر مبارک پر قدیم طرز کا گنبد بنا ہوا ہے۔ گنبد کے اندر آپ کی اور آپ کے صاحبزادوں کی قبریں ہیں۔ 21 تا 23 جمادی الآخر کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہان آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کو سلسلہ چشتیہ میں خصوصی عظمت حاصل ہے کیونکہ ان کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ خوب پھیلا ہے۔

خاندان: آپ کے اباؤ اجداد ملک جمند یعنی ترکستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور اللہ تھا جو شاہجہان کے دور میں انتہائی ذہین اور قابل انجینئرز تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ کے دادا کا نام شیخ احمد بن شیخ حامد صدیقی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے اجداد شاہجہان کے زمانے میں دہلی آئے اور دہلی کی اس وقت ملحقہ آبادی شاہجہاں آباد میں رہنے لگے۔ وہ علم نجوم اور ہیئت میں انتہائی کمال رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو لال قلعہ کی تعمیر کے وقت شہر جمند سے ہندوستان آنے کی دعوت دی گئی۔

پیدائش: آپ 24 جمادی الثانی 1060 ہجری مطابق 1650ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں خود لکھا تھا کہ میری پیدائش 1060ء میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: تاریخ مشائخ چشت میں لکھا ہے کہ آپ کی تعلیم و تربیت بہت اچھے طریقے سے ہوئی۔ تحصیل علم میں آپ نے ابتدائی زمانے میں بڑی محنت سے کام لیا۔ بڑی توجہ اور جانفشانی سے دینی علوم پڑھے۔ آپ نے حدیث فقہ اور دیگر ظاہری علوم شیخ ابوالرضا سے پڑھے جو اس زمانے میں قرآن و حدیث میں بڑی

Marfat.com

مہارت رکھتے تھے۔ درس و تدریس میں یگانہ روزگار تھے۔

حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی کے دوسرے استاد شیخ برہان الدین المعروف بہ شیخ بہلول تھے۔ جو سید محمد غوث گوالیاری کی اولاد میں سے تھے۔ انہیں دینی علوم پر پوری طرح دسترس حاصل تھی یعنی علوم عقلی و نقلی کے ہر گوشہ پر انہیں کامل عبور حاصل تھا۔ ان دونوں اساتذہ کی زیر نگرانی آپ نے تحصیل علم کی تکمیل کی۔

تلاش مرشدِ کامل: علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد آپ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے خواہش مند تھے کہ اچانک دہلی تشریف لائے اور وہاں آپ کی ملاقات ایک عظیم بزرگ اور مایہ ناز عالم حضرت رسول نما رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ حضرت رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت اور بزرگی کی وجہ سے ان کے مرید ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا مقصد بیان کیا۔ حضرت رسول نما رحمۃ اللہ علیہ کو نور معرفت اور حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے روحانی طور پر اطلاع مل چکی تھی کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دینا۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ اس سلسلہ میں معذور سمجھیں کیونکہ جناب قدسی مآب حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ نے آپ جیسے شہباز بلند پرواز کو زیر دام لانے کے لئے مدینہ منورہ میں انتظام کر رکھا ہے۔ اس لئے وہیں جاؤ اور حضرت مدنی کے روحانی دستر خوان سے خوشہ چینی کرو اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کرو۔

مجذوب سے ملاقات: خلاصۃ الفوائد میں ہے کہ حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے شباب میں علوم ظاہری کے حصول کے بعد ایک ہندو لڑکے کی محبت میں گرفتار ہو گئے لیکن وہ لڑکا آپ کو فقیر سمجھ کر التفات نہ کرتا۔ ان دنوں شہر میں ایک مجذوب بزرگ بھی قیام پذیر تھے۔ لوگ ان کی خدمت میں مٹھائی لیکر جایا کرتے۔ یہ مجذوب جس شخص کی مٹھائی قبول فرما لیتے اس کی حاجت پوری ہو جاتی لیکن جس کی مٹھائی مسترد کر دیتے وہ محروم رہ جاتا۔

چنانچہ آپ بھی اس مجذوب کے پاس مٹھائی لیکر حاضر ہوئے۔ مجذوب نے

Marfat.com

جوں ہی آپ کو دیکھا تو خود ہی فرمایا ادھر لاؤ اور مٹھائی قبول کر لی۔ اس مجذوب کی خدمت سے فارغ ہو کر جب آپ اس لڑکے کے پاس پہنچے تو اس نے خود ہی انہیں اپنے پاس بلا کر بہت محبت اور پیار کا سلوک کیا لیکن جونہی اس لڑکے نے اپنا میلان ظاہر کیا آپ کے دل سے اس کی محبت کافور ہو گئی اور اس مجذوب کی محبت دل میں جاگزیں ہو گئیں۔ چنانچہ آپ روزانہ اس مجذوب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ وہ مجذوب بھی آپ سے غیر معمولی محبت کا سلوک کرتے اور آپ اپنا سر ان کی آغوش میں رکھ کر سو جاتے۔

اسی طرح ایک دن وہ مجذوب سوئے ہوئے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو ان پر ایک خاص قسم کی جذبی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور یہ جوان کا سر اپنی گود میں لئے بیٹھے تھے ان پر بھی ان کے جذب کا شدت سے اثر ہوا آپ کو چونکہ دینی علوم میں درجہ کمال حاصل تھا اس لئے ان علوم کی وجہ سے کچھ مدت تک تو اس جذب کو سینہ میں چھپائے رکھا۔ لیکن چند دنوں کے بعد جب اس پر قابو پانا ناممکن ہو گیا تو مجذوب موصوف سے حل دریافت کیا۔ حضرت مجذوب نے کہا برخوردار! اگر مزید آگ کے طالب ہو تو وہ میرے پاس بہت ہے۔ میں تمہیں دے سکتا ہوں لیکن اگر پانی کے ذریعہ جذب کی اس آگ کو بجھانا چاہتے ہو تو پھر مدینہ منورہ چلے جاؤ اور وہاں جا کر حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی قسمت و مقدر کا حصہ وصول کر لو۔

<u>بیعت و خلافت:</u> مجذوب کی یہ بات سنی تو آپ کسی کو حتیٰ کہ والدہ کو اطلاع دیئے بغیر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

آپ جب مدینہ منورہ پہنچے تو ایک قافلہ کے ہمراہ نخلستان میں پڑاؤ کیا۔ ادھر حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ کو نورِ بصیرت سے آپ کی آمد کا علم ہو گیا۔ تو آپ نے اپنے ایک خادم کو بلا کر فرمایا کہ فلاں نخلستان میں جاؤ اور وہاں جا کر کلیم اللہ کو لے آؤ۔ چنانچہ وہ خادم نخلستان میں پہنچا وہاں کلیم اللہ کا نام لے کر کئی بار آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہ آیا کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ کسی اور کلیم اللہ کو بلا رہا ہے۔ میرا

Marfat.com

تو یہاں کوئی واقف نہیں مجھے بھلا کون بلائے گا چنانچہ خادم نے ناکام واپس آ کر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تمام صورتحال بیان کی تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو فرمایا کہ دوبارہ جاؤ اور کلیم اللہ جہاں آبادی کا نام لے کر پکارو۔ آپ نے جب یہ آواز سنی تو فوراً اس خادم کی معیت میں حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح وقایہ کا درس لے رہا تھا آپ انتہائی سادہ طریقہ سے بغیر کسی علمی تشریح کے اسے پڑھاتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ ایک عام انداز میں درس دے رہے ہیں شاید انہوں نے خود بھی اسی سادہ طور پر تعلیم حاصل کی ہوگی۔ حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال آنا ہی تھا کہ حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ نے شرح وقایہ اٹھا کر حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دی۔ حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لیکر جب پڑھنا چاہا تو انہیں یوں محسوس ہوا کہ تمام حاصل کردہ علم مٹ چکا ہے۔ حتیٰ کہ کوشش کے باوجود آپ اس کی عبارت بھی نہ پڑھ سکے۔ حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہو گیا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے نامناسب بات سوچی۔ چنانچہ توبہ کی اور حضرت والا سے معافی مانگی تو آپ کو دوبارہ وہ علم مل گیا جو کچھ دیر پہلے محو ہو چکا تھا۔

آپ نے حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ خلافت دینے کے بعد کچھ عرصہ اپنے پاس رکھ کر وہ تمام اسرار و رموز سے جو سینہ بسینہ ان کے پاس پہنچے تھے انہیں آشنا فرمایا۔ پھر آپ نے انہیں تھوڑا سا زادِ راہ دیکر رخصت فرمایا اور آپ جہان آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔

یعنی حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ نے کلیم اللہ کو الوداع کہتے ہوئے فرمایا کہ

Marfat.com

شہود و وجود کی دنیا کے راہی تیری قسمت میں خدا کا تعلق اور لوگوں کی رہنمائی لکھی جا چکی ہے۔ تمہیں بزرگانِ دین رحمۃ اللہ عنہم کی روایات کو ملحوظ رکھنا ہوگا کیونکہ میں نے جو دولت تمہارے حوالہ کی ہے دراصل اس کا حقیقی مالک تو نظام الدین ہے انہیں یہ امانت پہنچا دینا۔

خلاصۃ الفوائد میں مذکور ہے کہ جب حضرت نے کچھ رقم بطور زادِ راہ عطا فرمائی تو حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال کیا کہ حضرت مجھے اس کی نہیں بلکہ باطنی نعمت کی ضرورت ہے وہ عطا فرمائیے۔ تو حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''برخوردار! میں نے تمہیں ظاہری اور باطنی دونوں نعمتیں عطا کر دی ہیں خدا تجھے یہ مبارک اور نصیب فرمائے۔ جب آپ حضرت مرشد سے رخصت ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے تو جس شخص کی بھی آپ پر نظر پڑتی تو وہ فوراً پکار اٹھتا دیکھو وہ زمانہ کا قطب آ گیا ہے۔ پھر وہاں سے آپ سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے جہان آباد آ گئے۔

شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ آپ جب حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فرمایا کہ پرانی دہلی میں ایک شخص شیخ اچھا نامی رہتا ہے۔ اس نے گزشتہ رات خواب میں میری بیعت کی ہے تو جب تم دہلی پہنچو تو اسے میرا یہ شجرہ اور ٹوپی پہنا دینا اور اس کے ساتھ محبت آمیز برتاؤ کرنا کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح میرا فرزند معنوی ہے۔

<u>مدینہ منورہ سے واپسی:</u> آپ منازل سفر طے کرتے ہوئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رضی اللہ عنہ کے مزار پر پہنچے اور رات وہیں گزاری۔ ادھر شیخ اچھا کو خواب میں اپنے مرشد حضرت یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ کی اسی رات زیارت ہوئی کہ میرا خلیفہ خاص شیخ کلیم اللہ جس نے مجھے ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھا ہے، وہ تمہارے پاس پہنچ رہا ہے تم باوضو اور طہارت کاملہ کے ساتھ پوری شان سے اس کا استقبال کرنا اور میں نے جو شجرہ اور اپنی ٹوپی اس کے ہاتھ ارسال کی ہے وہ بھی وصول کر لینا۔ چنانچہ جب شیخ اچھا صبح کو بیدار ہوئے تو نماز فجر کے فوراً بعد طہارت

Marfat.com

کامل کے ساتھ پابرہنہ پرانی دہلی سے باہر حضرت کلیم اللہ رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا تو دیکھا کہ ایک شخص پیدل چلا آ رہا ہے اور سواری جو ہمراہ ہے وہ خالی ہے۔ آپ نے اپنی روحانی بصیرت سے معلوم کر لیا کہ یقیناً یہی وہ ذاتِ اقدس، پیشوائے دین حبیب اللہ امین صادق حضرت شیخ کلیم اللہ ہیں جن کے چہرہ پر انوارِ الٰہیہ بدرجہ کمال درخشاں ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب انہیں دیکھا تو وہ بھی علم باطنی کے سبب معلوم کر گئے کہ یہی شیخ اچھا ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے تو ایک دوسرے میں مطلوبہ علامات موجود پائیں۔

اس موقع پر شیخ اچھا نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں کہ آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ آپ نے اپنی ظاہری آنکھوں سے حضرت یحییٰ مدنی کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ مجھ سے بلند مقام کے حامل ہیں کیونکہ آپ کو مرشد کی ظاہری بیعت اور ملاقات کا شرف بھی نصیب ہوا ہے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ سے برتر ہیں کیونکہ مرشد نے آپ کو خواب میں ہی بیعت میں لے لیا اور آپ نے اپنی باطنی آنکھوں سے حضرت والا کی زیارت کی ہے اور مرشد نے آپ پر یہ احسان بھی کیا ہے کہ بڑے اہتمام کے ساتھ شجرہ اور اپنی کلاہ مبارک سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ غرض کہ ان دونوں حضرات کے درمیان اس مسئلہ پر کافی دیر تک بحث ہوتی رہی کہ ہم دونوں میں سے افضل کون ہے؟ اس کے بعد شیخ اچھا نے حضرت شیخ کلیم اللہ کے سامنے آداب بجالا کر ذوق معرفت حاصل کیا۔ اسی طرح حضرت شیخ کلیم اللہ نے بھی شیخ اچھا کے ساتھ مؤدبانہ سلوک کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ جہان آباد روانہ ہو گئے۔

درس و تدریس: خلاصۃ الفوائد میں مذکور ہے کہ آپ جب حضرت یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوئے تو سیدھے دہلی تشریف لائے یہاں آپ نے درس و

Marfat.com

تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ شاہ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی واپس آ کر بازار خانم میں اپنا مسکن بنایا اور سلسلۂ درس و تدریس شروع کر دیا۔ بازار خانم اس وقت دلی کا سب سے زیادہ بارونق بازار تھا۔ ایک طرف قلعہ کی دلکش عمارت تھی۔ دوسری طرف جامع مسجد کے فلک بوس مینار درمیان میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تھا۔ غالباً یہ جگہ ان کے خاندان کو شاہ جہاں کی طرف سے عطا کی گئی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ قلعہ اور جامع مسجد کے معماروں کے لئے اس سے زیادہ موزوں جگہ بھی نہیں ہوسکتی۔

شاہ کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت بہت جلد اکنافِ ملک میں پھیل گئی اور دور دور سے طلبا تحصیل علم کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ یہی بات شجرہ الانوار میں یوں لکھی ہوئی ہے کہ بہت سے طلبا شاہ صاحب کی خدمت میں آتے اور رہائش پذیر ہو کر علم حاصل کرتے۔ ان طلبا کے کھانے اور لباس کا بندوبست شاہ صاحب کرتے۔

خود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کے درس میں خاص دلچسپی تھی۔ تذکروں میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ درج ہے کہ وہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے ایک مرتبہ ان کے مدرسہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری کے درس میں مشغول ہیں۔

آپ کا ذریعہ آمدن یہ تھا کہ ایک حویلی ورثہ میں آپ کو ملی تھی آپ نے اسے دو روپے آٹھ آنہ ماہوار کرایہ پر اٹھا دیا۔ اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور ذریعہ معاش نہیں تھا۔ آپ آٹھ آنہ تو اس مکان کا کرایہ ادا کرتے جس میں آپ کا قیام تھا اور باقی دو روپے اپنے وابستگان اور عقیدت مندوں پر خرچ فرما دیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو توکل اور قناعت کی بے پناہ دولت ملی تھی۔ وہ عسرت اور تنگی میں دن گزارتے تھے لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ قحط یا دیگر غیر معمولی حالات کے باعث اس مختصر سی آمدنی میں گزر اوقات نہ ہو سکی اور وہ قرض دار ہو گئے۔ ایک مکتوب میں شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں:

دریں سالها که از تنگی باران صورت قحط دریں ملك شده بود دبانه وه نفر سواء مهمان گزران می شد، گاهے بیگاهے قرض داری می شدم	اس زمانے میں جب کہ بارش کی کمی کے باعث ملک میں قحط کی صورت پیدا ہو گئی تھی اور نو دس آدمی علاوہ مہمانوں کے کھانے والے تھے اکثر اوقات میں قرض دار ہو گیا۔

لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بادشاہ سے کچھ قبول نہیں کیا۔ ان کی خودداری کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔

فرخ سیر بادشاہ نے کئی بار بڑی عاجزی سے اصرار کیا کہ حضرت اپنی ضروریات کے لئے سرکاری خزانے سے رقم لے لیا کریں لیکن آپ نے ہر بار پیش کش مسترد کر دی اور فرمایا مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ میں ایک بڑی حویلی آپ کے نام لگا دیتا ہوں لیکن آپ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ بعدازاں فرخ سیر نے گزارش کی کہ قبلہ! اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو میں کبھی کبھار آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہو جایا کروں۔ آپ نے فرمایا تم "ظل اللہ" ہوئیں ویسے بھی آپ کے حق میں دعا کرتا رہتا ہوں۔ اس لئے بذاتِ خود آنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے مجھے الجھن ہوگی۔ بادشاہ نے اس کے بعد یہ وطیرہ اختیار کر لیا تھا کہ بروز جمعۃ المبارک جب حضرت شیخ مسجد میں جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ بھی اجازت لیکر بڑی عاجزی اور تعظیم سے آپ کی قدم بوسی کر لیتا۔

مثنوی نواب صاحب میں لکھا ہے کہ آپ نے جب جہان آباد میں قیام اختیار فرمایا تو بڑے بڑے اراکین سلطنت اور امراء آپ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ خصوصاً امیر نصرت جنگ جو شاہِ وقت کے مقرب ترین وزیر تھے اور نواب

Marfat.com

صاحب موصوف راقم مثنوی کے جدامجد تھے آپ کے مرید ہو گئے۔ اس سے آپ کی شہرت مشرق سے مغرب تک پھیل گئی۔

اگرچہ حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ علم وعشق کا ایک انتہائی خوبصورت امتزاج تھے اور فضل وعقل میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ پھر بھی آپ کی یہی کوشش ہوتی کہ ان کی فضیلت وعلم کا کسی کو پتہ نہ چلنے پائے۔ اپنے روحانی مرتبہ کو پوشیدہ رکھنے کے لئے آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا جس حویلی میں آپ کا قیام تھا اس میں بہت سے کمرے تھے۔ ان میں ایک کمرہ آپ نے اوراد و وظائف کے لئے مختص کر رکھا تھا۔ آپ اس مخصوص حجرہ میں شام سے لے کر صبح تک وظائف میں مشغول رہتے۔

دینی وتبلیغی خدمات: اولیائے اللہ چونکہ حقیقی معنی میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں اس لئے ان کی ذمہ داری دوسروں سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ جس وقت مسند مشیخیت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت لوگوں کے دلوں پر مادیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ عیش پرستی اور نفس پروری کا دور دورہ تھا۔ طاعت وعبادت کے بجائے لوگ اپنا قیمتی وقت لہو ولعب میں گزارتے۔ جوا شراب نوشی عیاشی زندگی کا عام مشغلہ تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت کا آخری زمانہ تھا۔ بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ بادشاہ ان کے دبانے میں مصروف تھا۔ بادشاہ شاہی خاندان اور فوج کا اکثر حصہ دکن کی مہم پر لگا ہوا تھا۔ دہلی، آگرہ لاہور اپنی عظمت کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ اسلامی ہند ایک تاریخی عبوری دور سے گزر رہا تھا ایسے وقت میں سرمایہ ملت کی حفاظت کرنا بہت ہی کٹھن کام تھا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محبوب خلیفہ مولانا شاہ نظام الدین کو تبلیغ واصلاح کے لئے دکن روانہ فرمایا اور ان کے نام ہدایت نامہ جاری کیا کہ

"تم جہاں کہیں بھی ہو اعلائے کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور اپنی جان و مال کو

Marfat.com

اس راہ میں صرف کر دو۔"

"دینی اور دنیاوی فیض دنیا کو پہنچاؤ اور اپنا عیش و آرام لوگوں پر فدا کرو۔"

"مشرق سے مغرب تک اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کوشش کرو۔"

"بندگان خدا کے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دینی چاہئے۔"

"لوگوں کو سمجھاؤ کہ دنیا نفس پروری اور تن آسانی کی جگہ نہیں ہے۔"

"قیامت کے دن خدا اور رسول کے نزدیک وہی شخص مقرب ہوگا جو ایمان کا نور باطنی پھیلانے میں کوشش کرنے والا ہوگا۔" (مکتوبات)

حضرت شیخ کلیم اللہ کی تمنا تھی کہ ان کے تمام مرید اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر خاص خاص مریدوں کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا شاہ نظام الدین نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"جب تک اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کمر نہ باندھ لی جائے خلافت سے کیا فائدہ؟"

"حضرت شیخ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ اسلام اور احیائے دین کی کوشش کرو۔ ہمارے بزرگوں (مشائخ) کا یہی مسلک رہا ہے۔ اس میں کوتاہی اچھی نہیں۔" (مکتوبات)

"حضرت شیخ قدس سرہ کا تمام خلفاء کے نام حکم تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق میں جان توڑ کوشش کی جائے۔ ملک کے مختلف حصوں میں پھر کر اس اہم ترین فریضہ کو انجام دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی اسی بات سے حاصل ہوگی کہ فرزندان آدم کے مفاسد کی اصلاح کی جائے۔ حق تبارک تعالیٰ نے اسی اہم خدمت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تھا۔" (مکتوبات)

غرض ایک طرف حضرت شیخ نے دعوت و اصلاح کے لئے ملک کے مختلف

Marfat.com

حصوں میں خلفا کا تقرر فرما رکھا تھا۔ دوسری طرف آپ خود بھی زندگی کی آخری سانس تک ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ مکتوبات کے صفحہ ۲ پر جامع مکتوبات نے لکھا ہے۔

در ھدایت خلق الله واعلائے	خلقت کو ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ
کلمۃ اللہ تادم واپسین	کیلئے آخری سانس تک پوری پوری
کوشش بلیغ بکار بروند	کوشش کرتے رہے

مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضرت شیخ کے مواعظ و ارشادات سے یوم وصال تک تیرہ ہزار غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دکن میں حضرت مولانا شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی کوششوں سے غیر مسلم خاندانوں کے خاندان مسلمان ہو گئے۔ تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ایک نہایت مکمل نظام قائم کر رکھا تھا۔ حضرت شیخ صاحب دہلی میں بیٹھے بیٹھے ان تمام خلفاء کی جو تبلیغی و اصلاحی کام پر مامور کئے گئے تھے نہایت سختی سے نگرانی فرماتے تھے اور ان سے بار بار دریافت فرماتے رہتے تھے کہ اصلاحی پروگرام کا کیا ثمرہ مرتب ہوا۔ معمولی سے معمولی معاملات پر مرکز سے ہدایات جاری ہوتی رہتی تھیں۔ تمام مریدوں کو حکم تھا کہ وہ باقاعدہ اپنے حالات سے مرکز کو مطلع کرتے رہیں۔ اگر کسی سبب سے اطلاع یابی میں تاخیر ہو جاتی تو یہ امر آپ پر شاق گزرتا تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ہدایات تھی کہ مرید آپ کو جو خط تحریر کریں اس میں واردات حالات اور تقسیم اوقات کی پوری پوری تفصیل درج ہو تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ وقت کن کن مشاغل میں صرف ہو رہا ہے اور فرائض منصبی کی ادائیگی میں سرگرمی کا کیا حال ہے۔

حضرت شیخ نے اپنے مریدوں کی پوری نگرانی اور حفاظت کے لئے ان کی خلوت و جلوت کا پورا پورا پروگرام مرتب کر رکھا تھا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پابندی

Marfat.com

اوقات پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد تھا:

ضبط اوقات آنکه مدارو خسر الدُنیَا والآخرة ست (مکتوبات)	جو شخص وقت کا پابند نہیں وہ خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہے

اور اگر کوئی خلیفہ اپنے پروگرام سے حضرت کو مطلع نہ کرتا یا اطلاع دہی میں تاخیر ہو جاتی تو حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سے خود دریافت کرتے کہ تم نے پروگرام کی اطلاع میں کیوں دیر کی۔

حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفا سرگرمی اور مشغولیت میں ذرا بھی کوتاہی نہ برتیں۔ حضرت کی تاکید تھی:

شمادر کارخود سرگرم تر باشید که هیچ کس برشما شائق نتو اند بود مگر آنکه کارشما بکند (مکتوبات)	تم اپنے کام میں اور زیادہ سرگرم ہو جاؤ یہاں تک کہ جو شخص تمہارے پاس پہنچے وہ بھی تمہارا کام کرنے لگے۔

حضرت شیخ کے مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کے لئے نظام الاوقات بھی متعین فرما رکھا تھا۔ فجر کی نماز سے رات تک کا انفرادی پروگرام بتانے کے بعد حضرت شیخ نے اجتماعی پروگرام کی طرف اس طرح توجہ دلائی کہ:

> "اہل علم حضرات کو چاہئے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس بعد نماز فجر یا ظہر و عصر کے درمیان دیا کریں اور اربابِ شوق انہی اوقات میں لمعات لوائح اور ان جیسی کتابوں کا درس جاری رکھیں"۔

ذاتی مطالعہ کے لئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت تھی کہ احیاء العلوم کیمیائے سعادت اور مشائخ متقدمین کے تذکرے زیر مطالعہ رکھیں نیز تذکرۃ الاولیاء، نفحات الانس منازل السائرین اور رشحات کے مطالعہ کی بھی حضرت نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفاء کو سلسلہ کی اشاعت کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے تاکہ لوگ داخل سلسلہ ہوکر دولت فقر سے مالا مال ہو جائیں اور لوگوں کے دلوں کی اصلاح کی کوشش جاری رکھیں تاکہ لوگوں کو وصال اور قرب الٰہی نصیب ہو۔ (مکتوبات)

شمائل و عادات: حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی کا طرز زندگی اور عادات عین شریعت کے مطابق تھیں آپ کے سیرت و کردار میں بے پناہ ایسے اوصاف ہیں جنہیں اپنانے سے انسان یاد الٰہی میں یکتا اور یگانہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے آپ کے شمائل اور عادات راہ حق کی رہنمائی کے لئے حسب ذیل ہیں۔

اتباع سنت: حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ شاہ جہان آبادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے انتہائی شیفتہ دولدادہ تھے۔ آپ کی زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسم نمونہ تھی۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ ہر کام اسی طرح کیا جائے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اتباع سنت کے بارے میں آپ کی لگن حسب ذیل واقعہ سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔ شیخ رشید بن ایوب لکھتے ہیں کہ میں سفر حجاز کے موقع پر حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جب مدینہ طیبہ پہنچے اور مسجد قبا جانے کا ارادہ کیا تو ایک مرید نے عرض کیا میں آپ کے لئے سواری کا انتظام کرتا ہوں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مجھے سواری درکار ہوتی تو مل سکتی تھی۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس مسجد میں پاپیادہ جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے میں بھی اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام میں پاپیادہ جانا پسند کرتا ہوں۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ جبل احد تک پاپیادہ جاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ اسی لئے میں پیدل چلتا ہوں کہ میرے پیر میں مٹی لگ جائے اور اس بشارت سے مجھے بھی

Marfat.com

حصہ ملے۔

غرضیکہ آپ ہر لحہ اتباع سنت کو مدنظر رکھتے تھے۔ اس لئے آپ کی زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی۔

سادہ رہن سہن: سادگی اور بے نفسی ایمان کی علامت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے حد سادگی پسند تھے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موٹے کپڑے کی ایک قمیض اور ایک تہمد نکال کر صحابہ کرام کو دکھلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ ان ہی دو کپڑوں میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا۔ اس سادگی کے باوجود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نہایت نفاست پسند تھی۔ لباس صاف ستھرا پہنتے تھے۔ خوشبو استعمال کرتے تھے بعینہ یہی حالت حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تھی۔ روزانہ صبح اٹھ کر غسل فرما کر صاف وشفاف لباس زیب تن فرمانا آپ کا معمول تھا۔ آپ کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے خادم کو زیادہ سے زیادہ آرام پہنچاتے تھے۔ اس سادگی اور بے نفسی کے باوجود آپ کے رعب وجلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے امراء آپ کے سامنے آتے گھبراتے تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ جامع شاہجہانی میں نمازِ جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ مسجد میں بادشاہ فرخ سیر بھی ہوتا تھا مگر اس کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ آپ سے ہم کلام ہو۔

زہد وقناعت: حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ میں شانِ استغنا بدرجہ اتم موجود تھی۔ عام طور پر کسی شخص کا نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ خاص خاص احباب کی نذریں قبول فرمالیتے تھے مگر فوراً مساکین کو تقسیم فرمادیتے تھے۔

ایک دفعہ غزنی کا ایک باکمال شاعر طالب حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا کہ میں ایک قصیدہ لکھ کر لایا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ فرخ سیر کے دربار میں قبول ہو

Marfat.com

جائے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ دوسرے دن اسے دربار میں پہنچنے اور قصیدہ سنانے کا موقع مل گیا۔ فرخ سیر قصیدہ سن کر بہت خوش ہوا اور طالب کو گراں قدر انعام عطا فرمایا۔ طالب یہ سب روپیہ لے کر حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضرت کی دعا کی برکت سے مجھے یہ روپیہ ملا ہے۔ قبول فرما کر عزت افزائی فرمائیں۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں نہیں یہ تمہارا ہی حق ہے اسے اپنے متعلقین کے پاس پہنچا دو۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانۂ حیات میں گو فتوحات کم تھی لیکن پھر بھی جو کچھ آتا تھا لنگر خانے میں صرف ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ کی ذاتی آمدنی صرف دو روپے آٹھ آنے ماہوار تھی جو آپ کے ایک ذاتی مکان کا کرایہ تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ اسی قلیل رقم میں مع اہل وعیال کے گزر فرماتے تھے۔

تکملہ سیر الاولیاء میں ہے کہ ان اڑھائی روپے میں سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ آٹھ آنے ماہوار مکان کا کرایہ دیا کرتے تھے اور دو روپے میں پورے گھر کا خرچ چلاتے تھے۔ قحط یا اتفاقی خرچ کی وجہ سے حضرت کو قرض لینے کی نوبت آجاتی تھی لیکن اس عسرت اور تنگی کے باوجود کسی بادشاہ کا کوئی عطیہ قبول نہیں فرمایا۔ بادشاہ فرخ سیر نے ہر چند کوشش کی کہ خزانہ شاہی سے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے یا جاگیر عطا کی جائے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف انکار کر دیا۔

<u>علم وعمل:</u> حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت مسند رشد وہدایت پر رونق افروز ہوئے وہ ایسا نازک وقت تھا جب عدل و انصاف کا نام ہی باقی رہ گیا تھا۔ ہر طرف نفس پرستی کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ شراب نوشی عوام وخواص کا ایک مشغلہ تھا۔ محنت و مشقت کی جگہ عیش وعشرت، عبادت اور سپاہیانہ زندگی کے بجائے فسق وفجور اور آرام طلبی نے لے لی تھی۔ امراء کی خوشامد اور ان کی مدح خوانی زندگی کا ایک فرض بن گئی تھی۔ حضرت شیخ نے سجادہ مشیخت پر تشریف فرما ہوتے ہی اپنی مقدس تعلیمات سے لوگوں میں دین کا احساس پیدا کیا۔ نامناسب عقائد کی اصلاح کی

Marfat.com

عبادت کی اہمیت اور تخلیق انسان کی غرض و غایت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ عمل بالقرآن اور اتباع سنت کا ذوق پیدا کیا جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ حق شناس مسکین نواز صاحب ایثار فیاض پابندی وعدہ وعید اور عبادت و ریاضت کے شائق بن جاتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے نور ہدایت نے جن ذروں کو نوازا وہ آسمان عظمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے اور گم گشتگانِ راہ اس نور ہدایت اور نور معرفت کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ بعض اراکین دولت فسق و فجور سے تائب ہو کر پاک باز بن گئے۔

اندازِ خطابت: حق تبارک تعالیٰ نے حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان میں ایسی تاثیر عطا فرمائی تھی کہ آپ کے سحر آفریں کلام سے ہزارہا گمراہ راہِ راست پر آ گئے اور ہزاروں فاسق و فاجر اعلیٰ درجہ کے پرہیز گار بن گئے۔ حضرت شیخ کے وعظ و پند کا ایک ایک لفظ سامعین کے قلب پر نقش کالحجر ہوتا تھا۔ حضرت شیخ اس روانی اور فصاحت کے اور بلاغت کے ساتھ تقریر فرمایا کرتے تھے کہ حاضرین پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کی تقریر اسرار و معارف کا ایک بے پناہ سمندر ہوتی تھی۔ حاضرین میں زیادہ تر اہل معرفت ہوتے تھے۔ دورانِ تقریر میں کبھی عالمانہ شان جلوہ گر ہوتی تھی۔ کبھی جلال کا رنگ غالب آ جاتا تھا۔ کبھی رافت و رحمت کی کیفیت نمایاں رہتی تھی۔ حضرت شیخ کی آواز مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ دور اور نزدیک کے سب حاضرین تک یکساں پہنچتی تھی۔

طریقہ یادالٰہی: حضرت شیخ کلیم اللہ اگرچہ آفتاب علم و معرفت تھے لیکن اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور اگر کسی وقت کسی عنوان پر تقریر فرماتے تو سامعین پر وجد و کیف کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ زبانِ فیض ترجمان میں حیرت انگیز تاثیر و کشش تھی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رات کو بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور ہر وضو کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو ادا فرماتے تھے۔ حضرت کا معمول شریف تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد خلوت اختیار کر کے عبادت میں

Marfat.com

مشغول ہو جاتے تھے۔ اس وقت کسی شخص کو حجرہ شریف میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ طلوع سحر تک عبادت میں مشغول رہتے۔ فجر اور ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت روزمرہ کا معمول تھا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو تلاوت کلام پاک کا بے حد شوق تھا۔ کبھی کبھی حجازی انداز میں تلاوت فرماتے تھے۔ کبھی کبھی ایسی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سامعین وجد و کیف میں غرق ہو جاتے تھے۔ تلاوت کرتے کرتے آپ خود بھی اشکبار ہو جاتے تھے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کے ایک حاضر باش مرید کا بیان ہے کہ آپ نے بیس سال تک عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

اثنائے تلاوت میں جہاں جہاں انعامات خداوندی کا تذکرہ آتا ان آیتوں کو بار بار والہانہ انداز سے دوہرایا کرتے تھے۔ ان آیات کو پڑھتے پڑھتے مراقبے اور مشاہدے میں مستغرق ہو جاتے۔ اس وقت حضرت کا چہرہ زیبا سراپا نور بن جاتا تھا۔

مصیبت زدوں سے اظہار ہمدردی: حضرت شیخ کی ذاتِ گرامی منبع فیوض و برکات تھی۔ امیر، فقیر، بے کس مصیبت زدہ سب ہی آپ کی ذاتِ گرامی سے فیض حاصل کرتے تھے۔ حضرت کی خدمت میں اگر کوئی مصیبت زدہ حاضر ہوتا تو اس سے نہایت ہمدردی سے دریافت حال فرماتے اور روپیہ پیسہ سے مدد فرمایا کرتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ خیر یہ بات تو حضرت کی زندگی میں تھی۔ وصال کے بعد بھی آپ اپنے زائرین، متعلقین اور متوسلین کی ہر طرح سے امداد فرماتے ہیں جو محتاج بیان نہیں۔

عفو و درگزر: حضرت شیخ کے بے پناہ عفو و کرم کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں نے اپنی امارت کے نشے میں آپ کو تکالیف پہنچائی تھیں۔ آپ نے ان کے حق میں کبھی بددعا نہ کی اگر کسی خادم سے کسی وقت کوئی نقصان ہو جاتا تھا تو غصہ کا اظہار تو کجا

Marfat.com

تسکین آمیز لہجہ سے اس کی ندامت اور پریشانی دور کر دیتے تھے۔ التفات اور نظر کرم کی یہ حالت تھی کہ ہر مرید یہی سمجھتا تھا کہ حضرت مجھ سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔

صبر و ضبط: حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ حلم، صبر اور ضبط کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ کسی سے خفگی یا ناراضگی کیا معنی؟ دشمنوں اور مخالفوں سے بھی کبھی ناراض نہ ہوتے تھے اگر کسی دشمن سے کوئی تکلیف پہنچتی تو زبان مبارک پر یہ اشعار جاری ہو جاتے تھے۔

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر کہ مارا یار بنود ایزد اورا یار باد
ہر کہ خارے برنہد درراہ ما از دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

(ترجمہ) ''جو شخص ہمیں تکلیف پہنچائے اس کو بہت بہت راحت نصیب ہو اور جس کسی کا کوئی یار نہ ہو خدا اس کا یار بن جائے۔ جو شخص دشمنی کے قصد سے ہماری راہ میں کانٹے بچھائے اس کی عمر کے باغ کا جو پھول کھلے خدا کرے بے خار ہو۔''

دکن کے کچھ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت شیخ کو برا بھلا کہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ نظام الدین خلیفہ اعظم نے حضرت کو اطلاع دی تو جواب میں فرمایا۔

''اگر کوئی شخص ہمیں برائی سے یاد کرتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں۔ اس لئے کہ ہم میں اس سے زیادہ برائیاں موجود ہیں۔ یہ ان لوگوں کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیں گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے پر پھر بھی کوتاہی سے کام لیا۔ ہم نے اسے معاف کر دیا تم بھی معاف کر دو۔''

ذوقِ سماع: شاہ کلیم اللہ کو صرف معین الدین چشتی کی طرف سماع سننے کا بہت شوق تھا۔ اگرچہ اس زمانے میں سماع کے وہ طور طریقے نہ رہے تھے جو حضرت

Marfat.com

اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا خاصہ تھے۔ اسی لئے آپ اپنی سماع کی محفلوں میں صرف اپنے مریدوں کو ہی شرکت کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ آپ نے سماع کو اصولوں کا پابند کرنے میں سختی سے کام لیا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ خواہ مخواہ سماع کی محفلیں منعقد نہ کیا کرو بلکہ جب دل چاہے اور طبیعت راغب ہو تب سماع سے لطف اندوز ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ قوال ہمیشہ وہی بلاؤ جو پاکباز ہوں۔ شریعت کے پابند ہوں تکلیف سے بے نیاز، لہو ولعب سے عاری سماع کی محفلیں جمانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے جن گمراہیوں کے متعلق اپنے زمانہ میں آواز اٹھائی تھی ان میں ایک مسئلہ سماع بھی تھا۔ اس لئے کہ خواجگانِ چشت نے اس غذائے روحانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے جو شرائط مقرر کی تھیں اٹھارویں صدی میں ان کا لحاظ پاس متروک ہو گیا تھا۔ حضرت شیخ کی ہدایت تھی کہ ان کے مرید یا تو ہماری طرح محفل سماع کیا کریں ورنہ بجائے محفل سماع کے اپنا وقت مراقبہ میں صرف کیا کریں۔

عطائے خلافت کا معیار: حضرت شیخ کلیم اللہ کے زمانے میں عطائے خلافت میں بڑی احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیا جاتا تھا کیونکہ نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں یہ کام پہنچنے سے گمراہی پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمتہ اسی شخص کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے جس کے متعلق آپ کو یقین کامل ہوتا تھا کہ وہ اپنا جان و مال اشاعت اور تبلیغ دین کے لئے وقف کر دے گا۔ خلفاء کو ہدایت تھی کہ صلاحیت اور اہلیت کا اندازہ کئے بغیر اور بدون مرکز کو اطلاع دیئے کسی کو خلافت نہ دی جائے اور یہ بات ضرور ملحوظ نظر رہے کہ خلافت صرف اہل علم کو ہی دینی چاہئے کیونکہ عالم کی صحبت میں گمراہی کی ترویج غیر یقینی ہے نیز حضرت شیخ کا حکم تھا کہ عورتوں کو بھی داخل سلسلہ کیا جائے لیکن ان سے خلوت اور ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پرہیز کیا جائے۔

اتباع شریعت کی ہدایت: حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ اپنے تمام مریدین و

Marfat.com

خلفاء کو اتباع شریعت کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ داخل سلسلہ تمام لوگوں کو ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ اپنا ظاہر شریعت سے آراستہ رکھیں اور ''باطن عشق الٰہی سے'' حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے۔ ایسا آدمی طریقت وحقیقت کے منازل کبھی طے نہ کر سکے گا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کی روحانی بلندی کا حال معلوم کرنا ہو تو ظاہری شریعت کے معیار پر اس کو جانچ لیا جائے جو شخص جس درجہ شریعت کا پابند ہوگا اسی قدر اس کی روحانیت بلند ہوگی اور جو شخص جس قدر پابندی شریعت میں کمزور ہوگا اتنی ہی اس کی روحانیت ضعیف ہوگی۔

امراء سے زیادہ اختلاط اچھا نہیں: حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک مشائخ چشتیہ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ امراء وسلاطین سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھتے تھے۔ حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہندوستان کی اسلامی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ امراء و رؤساء کی اگرچہ کمی نہ تھی مگر وہ رشتہ جس نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کر رکھی تھی کمزور پڑ گیا تھا۔ اندریں حالات بعض مصلحتوں کی بنا پر ضروری تھا کہ احیائے ملت اور ترویج سلسلہ کے لئے سوسائٹی کے کسی حصہ کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ دولت مندوں کو بھی داخل سلسلہ کیا جائے۔ امرا اور اہل دول کو سلسلہ میں داخل کرنے سے یہ غرض مقصود نہ تھی کہ وہ درویشی کے درجات ومراتب طے کر لیں بلکہ یہ مقصد تھا کہ ان لوگوں کے شامل ہونے سے بہت سے اور لوگ بھی داخل سلسلہ ہو جائیں گے کیونکہ عوام کی نظر میں امراء اور اہل دول کا سلسلہ میں شامل ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کی خانقاہ میں دولت مندوں کا ہجوم بڑھنے لگا تو انہوں نے اس بارے میں حضرت شیخ قدس سرہ سے رجوع کیا تو انہوں نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ امراء اور دولت مند فقیر یا درویش نہیں بن سکتے۔ اس لئے ان لوگوں سے زیادہ امیدیں وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ ان لوگوں سے اتنا اختلاط بھی

Marfat.com

اچھا نہیں کہ اپنے کام میں خلل اور روحانی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو۔ ہاں اگر کوئی امیر تمہارے در پر آئے تو اس کو آنے سے منع نہ کرو اور خود ان کے در پر نہ جاؤ۔ امراء و سلاطین کے محلات کا طواف کرنے سے ایمان کی رونق چلی جاتی ہے۔

خواجہ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت قدس سرہ کو اپنے مریدوں سے بے حد محبت تھی۔ اپنے کسی خادم کو تکلیف میں دیکھ کر بے قرار ہو جاتے تھے۔ اگر کسی مرید کی بیماری کا علم ہو جاتا تو آپ اس کے مکان پر مزاج پرسی کے لئے تشریف لے جاتے اور صحت کے لئے دعا فرماتے تھے۔

حضرت کی نگاہ اور توجہ کا اثر: خواجہ محمد شریف کا بیان ہے کہ میرا قریب ترین مشاہدہ ہے کہ جو شخص حضرت کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا اس کے دل میں رقت اور بے پناہ عزم و استقلال پیدا ہو جاتا تھا۔ بعض غیر مسلم مریدوں کو جو اسلام قبول کر کے حضرت سے بیعت ہو گئے تھے اپنے مال اور جائیداد سے محروم ہو گئے اور بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کے استقلال میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ انہوں نے برضا و رغبت خود اپنی تمام املاک اسلام پر قربان کر دیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اسلام سے برگشتہ نہ کر سکی۔

حضرت کے زمانے میں ایک شخص ابو حارث رنگ محل کے قریب رہا کرتا تھا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا حافظ و قاری تھا۔ بعض گناہوں کی شامت اعمال سے قرآن مجید اس کے ذہن سے محو ہو گا۔ ابو حارث سخت پریشان تھا۔ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ حضرت شیخ نے اس پر نظر توجہ ڈالی۔ اسی وقت اس کو سارا قرآن مجید یاد ہو گیا۔

کرامات و تصرفات: حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی چشتی انتہائی صاحب تصرف بزرگ گزرے ہیں اس لئے ان سے بے پناہ کرامات اور روحانی تصرفات ہوئے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

اصلاحی نصیحت کا اثر: حضرت کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کا ایک عقیدت مند

Marfat.com

خواجہ محمد یوسف تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ خواجہ محمد یوسف کا ایک عزیز تھا جس کے طور طریقوں سے وہ سخت نالاں تھے۔ اس کے طور طریقے بھی ایسے تھے کہ شرفاء کانوں کو ہاتھ لگائیں۔ اس آوارہ اور بدعمل شخص کو خواجہ محمد یوسف اور دیگر متعلقین نے بے انتہا سمجھایا۔ نیکی کی راہ دکھائی مگر مجال ہے جو اس نے کسی کا اثر قبول کیا ہو۔ اس کے رنگ ڈھنگ وہی رہے جو تھے۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ تو چکنے گھڑے کی مانند ہے۔ ہر نصیحت پھسل کر اس سے اتر جاتی ہے تو انہوں نے فیصلہ صادر کر دیا کہ یہ ناقابل اصلاح ہے۔ خدا نے چاہا تو درست ہو جائے گا۔ ورنہ یہ بدی کی راہ کا ایسا مسافر ہے جو نیکی پر آ ہی نہیں سکتا۔ خواجہ محمد یوسف اور دوسرے لوگوں نے اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اس بات سے وہ شخص اور زیادہ ضد میں آ گیا۔ اور انہیں چڑانے کی خاطر جان بوجھ کر مزید غلط اور گمراہ کن حرکات کرتا۔ آخر خواجہ یوسف نے تنگ آ کر اسے زبردستی پکڑا اور شاہ کلیم کی خانقاہ میں لے گئے۔ رقت آمیز لہجے میں بولے ''حضرت! اس نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔ خاندان کا نام سر بازار اچھالتا پھر رہا ہے۔ ایک نظر کرم اس پر بھی ڈالیں۔''

آپ نے اس شخص کو دیکھا اور پھر نرمی سے ہاتھ بڑھا کر اس کے سینے پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ کیوں رے، کیوں ایسی حرکات کرتا پھرتا ہے کہ جن سے عزیزوں کا دل جلے۔ آپ کی نصیحت کا اس شخص پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے فوراً توبہ کی اور آپ سے خواہش ظاہر کی کہ آپ اس کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیں تاکہ وہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لائق بن سکے۔ آپ نے اس پر بھرپور توجہ دی۔ اس کے بعد اس شخص نے آپ کی خانقاہ میں ہی عبادت و ریاضت میں وقت گزارنا شروع کر دیا۔ دو دفعہ مکہ حج کے لئے گیا اور تیسری مرتبہ حج کر کے مدینہ شریف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو گیا تو وہیں کا ہو کر رہ گیا۔

<u>بلا پوچھے ایک شخص کو اس کا نام بتا دیا:</u> جو بھی آپ کا ایک مرتبہ مرید بن جاتا وہ عزم و استقلال اور ہمت کے ایک پیکر میں ڈھل جاتا۔ مصائب و تکالیف کا

Marfat.com

زمانہ ہوتا یا افلاس کے ہاتھوں تنگ دستی کا، ان کا سینہ عزم سے بھرا رہتا۔ دل میں رقت اور سوز و گداز کی فراوانی ہوتی اور صبر و پامردی سے ان مشکلات کا سامنا اور مقابلہ کرتے۔ شاہ کلیم، کاشف صوفی تھے۔ آپ کا معمول ہوتا تھا کہ جو شخص بھی آپ کی خانقاہ میں داخل ہوتا آپ اسے اسی کے نام سے پکارتے ہوئے انتہائی محبت سے پیش آتے۔ بعض اوقات یوں ہوتا کہ کوئی انجان بندہ بھی آپ کی خانقاہ میں داخل ہوتا اور اس سے پہلے کہ وہ اپنا تعارف کرائے آپ اسے پہلے ہی اس کے نام سے پکار کر اپنے پاس بلا لیتے اور وہ حیرت زدہ رہ جاتا۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ وہ آپ کا چرچا و شہرہ سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے اس نو وارد کو دیکھتے ہی اس کے نام سے پکارا اور اتنی محبت و چاہت سے پاس بلایا۔ گویا ایک طویل عرصے کی رفاقت رہی ہو اس کے ساتھ۔ وہ شخص آپ کے منہ سے اپنا نام سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا حضرت! جہاں تک میرا خیال ہے بلکہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ میں آج پہلی مرتبہ آپ سے مل رہا ہوں پھر آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا؟ آپ نے مسکراتے ہوئے کہا جس کا معلم اللہ ہو تمام عالموں کا عالم، اس سے کچھ بھی بعید نہیں۔ (حیاتِ کلیم)

<u>اللہ کی مہربانی سے کنویں کا پانی منڈیر تک آ گیا:</u> ایک مرتبہ شاہ کلیم اللہ حج پر جا رہے تھے۔ ہمراہ ایک قافلہ تھا۔ مریدوں اور ارادت مندوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ قافلہ سفر طے کرتا رہا۔ عین درمیان میں پہنچ کر قافلہ کے پاس پانی بوند تک نہ رہا۔ لوگ حیران پریشان چاروں اطراف ریت کے خشک ٹیلوں کو دیکھتے اور انجام سے خوفزدہ ہو جاتے۔ پیاس نے جس طرح انہیں نڈھال کر رکھا تھا وہ ایک انتہائی خطرناک علامت تھی۔ حضرت سے مشکل بیان کی گئی تو آپ نے حکم دیا کہ چاروں طرف پھیل کر تلاش کرو، کہیں نہ کہیں تو کوئی کنواں نظر آ ہی جائے گا۔ جستجو کرنے سے کیا نہیں مل جاتا۔ ہدایت پہ عمل ہوا۔ تھوڑی ہی دیر بعد قافلے والوں نے بالآخر ایک کنواں تلاش کر ہی لیا مگر بدقسمتی نے ابھی پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ کنواں ملا تو

Marfat.com

چہروں پہ مسرت کی لہر ابھری مگر کنویں کی حالت دیکھ کر فوراً ماند پڑ گئی۔ پانی تھا تو سہی مگر سطح سے اس قدر نیچے کہ پانی بھرنا مشکل ہی نہیں۔ ناممکن سا لگتا تھا۔ دوبارہ شاہ کلیم سے رجوع کیا گیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے کہا اطمینان رکھو میں نماز کی نیت باندھتا ہوں تم خدا کی شان دیکھو۔ یہ کہہ کر آپ نے نماز کی نیت باندھی اور لوگوں نے حیرت سے دیکھا کہ کنویں کا پانی خود بخود سطح پر اس قدر ابھر آیا کہ کنویں کی منڈیر سے بھی باہر چھلکنے لگا۔ لوگوں کے چہرے مسرت و شادمانی سے چمکنے دمکنے لگے۔ پھر آپ نے انہیں پانی استعمال کرنے کی اجازت دی تو انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ہاتھ منہ دھوئے۔ اتنے میں ایک مرید نے اپنی طرف سے دور اندیشی ظاہر کرتے ہوئے ایک مشکیزہ تھاما اور پانی بھرنا چاہا۔ جونہی اس نے مشکیزہ پانی سے بھر کر نکالا۔ پانی کی سطح گرتی چلی گئی اور کنویں کی تہہ تک جا پہنچی۔ لوگوں نے حیرت سے یہ منظر دیکھا لیکن آپ نے افسوس بھرے لہجے میں فرمایا افسوس! نادانوں تم نے اللہ پر بھروسہ نہ کیا۔ وہ جو پتھر میں کیڑے کو رزق پہنچا دیتا ہے۔ تمہیں کیوں پیاسا مارتا۔ کاش تم اللہ پر توکل کرنا سیکھ لو۔ (حیاتِ کلیم)

آپ کی دعا سے انار میٹھے ہو گئے: شاہ کلیم اللہ کا ایک مرید باغبانی میں بے پناہ مہارت رکھتا تھا اس کا اپنا ایک ذاتی باغ بھی تھا جس میں وہ انار کی کاشت کرتا تھا۔ یہ ایک وسیع باغ تھا جس پر وہ بھرپور توجہ دیا کرتا۔ زمین کی بوائی سے لے کر ہر کام وہ خود کرتا۔ تجربہ و علم کا بھرپور استعمال کرتا مگر نہ جانے کیا بات تھی کہ جب بھی فصل پک کر تیار ہوتی وہ انار کھٹے نکلتے اور اس طرح اس کی ساری محنت غارت جاتی کیونکہ اس کے کھٹے اناروں کو منڈی میں کون خریدتا اور اگر کوئی آمادہ بھی ہو جاتا تو اس قیمت پر جو اس مرید کی کل لاگت سے بھی کہیں کم ہوتی۔ یہ صورتحال جب لگاتار رہی تو وہ پریشان حال آپ کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے اس پریشان مرید کو جب یوں اپنی محنت کے رائیگاں جانے پر افسوس کا اظہار کرتے دیکھا تو فوراً اس سے ہمدردی ہوئی اور آپ اس کے ساتھ اس کے باغ میں چلنے کو تیار ہو گئے۔ وہ

Marfat.com

شخص خوشی سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔ اس کے لئے یہی بات کیا کم قابل عزت تھی کہ آپ اس کے باغ کو سعادت بخشنے جا رہے تھے۔ باغ میں جا کر آپ نے اپنے مرید سے کہا ذرا ہمیں بھی تو چکھاؤ اپنے باغ کا پھل ہم بھی تو دیکھیں کہ آخر اس میں کیا ترشی ہے جو اچھے داموں بک نہیں پاتا۔ مرید نے عقیدت و احترام سے ایک انار آپ کی طرف بڑھایا۔

آپ نے چکھا تو کہا کیوں رے! تو تو کہتا تھا کہ تیرے باغ کے سبھی انار اتنے ترش ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ مگر میں نے تو اس سے زیادہ شیریں انار آج تک نہیں کھایا۔ اس نے بے یقینی سے آپ کو دیکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دوسرا انار توڑ کر خود ہی اندازہ لگا لو۔ اس شخص نے فوراً ایک انار توڑ کر کھایا تو وہ واقعی بہت میٹھا تھا۔ اس کے بعد اس نے کئی اور انار توڑ کر کھائے مگر سبھی شیریں نکلے۔ یوں اس کے باغ کی شہرت اور انار کی مٹھاس دور دور تک پھیل گئی۔

روٹی کے ایک نوالے نے کایا پلٹ دی: حضرت شاہ کلیم اللہ کی نگاہوں میں وہ تاثیر تھی کہ پتھر سے پتھر دل بھی نرم پڑ جاتے تھے۔ بدعقیدہ اور بد اطوار لوگ آپ کی نظر کرم کے سبب فلاح پا گئے اور حق کی راہ کے مسافر ٹھہرے۔ آپ سے فیض پانے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جو احاطہ تحریر نہیں لائی جا سکتی۔ اصفہان سے ایک شخص کلیم اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بدتمیزی و درشتی سے معرفت کے علوم پر تنقید، اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے کہنے لگا حضرت آپ خواہ کچھ کہیں میں تو روحانیت پہ کبھی یقین نہیں کر سکتا۔

آپ اس وقت کھانا کھانے میں مشغول تھے لیکن اس کی باتیں بھی تحمل و بردباری سے بغور سن رہے تھے۔ چہرے پر نرمی طاری تھی۔ ماتھا شکنوں سے بے نیاز کھانا کھا چکے تو روٹی کا ایک نوالہ بچا لیا اور محبت سے اس شخص کو دیکھتے ہوئے کھانے کا حکم دیا۔ اس شخص نے بلا چوں و چرا روٹی کا ٹکڑا لے کر منہ میں رکھ کر چبانے لگا۔ نوالے کا حلق میں اترنا تھا کہ اس شخص کی حالت میں ایک تبدیلی سی پیدا ہو گئی۔

Marfat.com

چہرے کی رنگت اور آنکھوں کی چمک میں یوں اضافہ ہوا کہ پہچانا نہ جا سکا۔ اُپنے اندر اس تبدیلی کو محسوس کیا۔ تو نجانے دل میں کیا آیا کہ آپ کے قدموں میں گر گیا اور لگا پھوٹ پھوٹ کر رونے، رونے سے ذرا حالت سنبھلی تو عاجزی وانکساری کا مجسمہ بنے معافی کا طلب گار ہوا اور اقرار کرتے ہوئے کہا۔

''حضرت! میں ہی غلطی پر تھا۔ سخت غلطی پر میرے گناہ اور گستاخیاں معاف فرمائیں۔ میں روحانیت پر مکمل یقین رکھتا ہوں۔ نجانے کیوں شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا۔ پھر اس شخص نے اٹھ کر روحانیت کے موضوع پر ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ جس میں خود اپنے عائد کئے اعتراضات کی نفی کی۔

<u>کلمہ توحید پڑھانے کا اثر</u>: سورت میں ایک کٹر آتش پرست رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے نزدیک بلا کر نرمی سے فرمایا ''فیروز تم برسوں سے آگ کی پوجا کر رہے ہو۔ عمر کا ایک طویل حصہ آتش پرستی کی نظر کیا۔ مگر مجھے معلوم ہے تم آگ پر قابو نہیں پا سکتے۔''

یہ کہہ کر آپ نے سامنے جلتے الاؤ میں ہاتھ ڈال دیا جو حرارت کے لئے جلایا گیا تھا۔ فیروز نے آپ کو یوں ہاتھ آگ میں ڈالتے دیکھا تو اس کے منہ سے ایک سسکاری سی نکلی اور اس نے جلدی سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر باہر کھینچا مگر یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ ہاتھ جھلسنا تو الگ رہا رواں تک متاثر نہیں ہوا۔ صحیح وسالم ہاتھ دیکھ کر اس پر بڑا اثر ہوا اور وہ اپنی غفلت میں گزری زندگی پر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور آپ سے التجا کرتے ہوئے بولا ''حضرت...... میری مدد کیجئے۔ میں ہدایت وفلاح کا راستہ چاہتا ہوں۔ میری رہنمائی کریں۔''

یہ سن کر شاہ کلیم نے اسے کلمہ توحید پڑھایا اور اسے تعلیم دی کہ اس پوری کائنات میں صرف خدا کی واحد ذات ہی عبادت کی حقدار ہے وہی سب کا خالق ہے۔ سورج چاند ستارے اسی کے تابع ہیں پھر محکوم چیزوں کی عبادت کیا معنی رکھتی ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ صرف اللہ کی واحد ذات ہی عبادت کے لائق ہے۔

Marfat.com

آپ کی دعا سے دریا کی طغیانی معمول پر آ گئی: ایک مرتبہ دریائے جمنا میں پانی کی سطح اس قدر بڑھنی شروع ہو گئی کہ صاف نظر آ رہا تھا کہ یہی صورتحال رہی تو جلد ہی دلی جمنا کی نظر ہو جائے گا۔ سرکاری کارندوں اور رضا کاروں نے باہمی طور پر ہر ممکن کوششیں کیں کہ کسی طرح دلی کو اس ہلاکت خیز طغیانی سے بچا لیں مگر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ہر کسی پر گھبراہٹ طاری تھی۔ دلی کی تباہی کچھ دیر کی ہی بات رہ گئی تھی۔ خوف زدہ اور مایوس لوگوں کے اس ہجوم میں ایک بزرگ نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ اس سلسلے میں حضرت کلیم اللہ کی مدد چاہی جائے۔ ان کی عظمت و بزرگی میں کسے کلام تھا۔ سبھی آپ کی عبادت، ریاضت اور افادیت سے آگاہ تھے اور پھر ڈوبتے کے لئے تو تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے۔ چنانچہ فوراً حضرت کلیم اللہ کی خانقاہ میں حاضری دی گئی اور اس آفت سے نازل کیا گیا جو لحہ بہ لحہ دلی کو ہڑپ کرنے بڑھ رہی تھی۔ آپ نے بھی صورتحال کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے فوراً قدم اٹھانے کا قصد کیا اور قرآن پاک تھام کر دریائے جمنا کے کنارے جا کھڑے ہوئے جہاں پانی اب اتنا ابھر کر بہہ رہا تھا کہ جلد ہی کناروں سے نکل کر دہلی کی حدود میں داخل ہوا ہی چاہتا تھا۔ لوگ امید بھری نظروں سے آپ کو دیکھتے اور خوفزدہ ہو کر جمنا کی تیزی سے بلند ہوتی سطح پر بھی ایک نگاہ ڈال لیتے۔ آپ ؒ نے قرآن پاک تھام کر اللہ سے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

اے مشکلات و آفات سے بچانے والی برتر و اعلیٰ ذات! آج میں تمہارے سامنے تمہاری ہی مقدس کتاب لئے مدد کا طلب گار ہوں۔ کیا تم اپنی اس مقدس کتاب کی موجودگی میں بھی ہمیں اس جمنا کے حوالے کر دو گے۔

شاہ کلیم اللہ کی زبان سے جوں جوں کلمات کی ادائیگی ہوتی جا رہی تھی توں توں جمنا کی سطح گرنا شروع ہوئی اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ بپھرا ہوا جمنا ایک دم سکون میں آ گیا۔ پانی کی سطح گر گئی اور دلی اس کی وحشت کا شکار ہونے سے بچ گیا۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا اور اس دن آپ کی خانقاہ میں تو تل دھرنے کی جگہ نہ

Marfat.com

رہی تھی۔ کیا ہندو کیا سکھ سبھی مسلمانوں کے دوش بدوش آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے پہنچے ہوئے تھے۔ بہت سوں نے اسلام کے آفاقی پیغام کو تسلیم کرتے ہوئے کلمہ توحید کا ورد کرنا شروع کر دیا اور مسلمان ہو گئے۔''

جو بھی آپ کا ایک مرتبہ مرید بن جاتا۔ وہ عزم و استقلال اور ہمت کے ایک پیکر میں ڈھل جاتا۔ مصائب و تکالیف کا زمانہ ہوتا یا افلاس کے ہاتھوں تنگ دستی کا ان کا سینہ عزم سے بھرا رہتا دل میں رقت اور سوز و گداز کی فراوانی ہوتی اور صبر و پامردی سے ان مشکلات کا سامنا کرتے اور مقابلہ کرتے۔

دودھ کے پیالے میں برکت کا واقعہ: ایک مرتبہ آپ کا ایک ارادت مند دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں لایا اور پیش کیا۔ آپ کی عادت تھی کہ کبھی اکیلے نہ کھایا پیا کرتے چنانچہ جب اس ارادت منہ نے وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے حاضرین محفل سے شروع کرو۔ یہ اشارہ پا کر بیچارہ ارادت مند سخت حیران ہوا اور سوچنے لگا نجانے حضرت کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھی طرح جانتے ہیں کہ پیالے میں اتنا دودھ کہاں ہے جو یہ تمام لوگ پی سکیں بلکہ ایک بوند تک منہ میں لے جا سکیں۔ حاضرین محفل بھی آپ کے اس اشارے کو مذاق سمجھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ آپ شاید ارادت مند سے یونہی مذاق کر رہے ہیں۔ بہر حال ارادت مند ہاتھ میں پیالہ لئے کھڑا ہی رہا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اسے اشارہ کیا۔ اب کی مرتبہ آپ اس شخص کی حیرانگی کو دیکھ کر محظوظ بھی بہت ہوئے۔ وہ شخص آپ کا اشارہ پا کر پہلے شخص کے پاس لے کر گیا۔ اس نے جی بھر کر دودھ پیا۔ دوبارہ جو دیکھا تو پیالہ ویسے ہی منہ تک بھرا تھا۔ دوسرے کی باری آئی پھر تیسرا دودھ پینے لگا مگر پیالہ خالی نہ ہوا۔ بالآخر تمام لوگوں کے بعد آپ نے خود بھی اس میں سے دودھ پیا۔ (حیات کلیم)

ایک شخص پر نگاہ عنایت کا اثر: ایک شخص روزانہ شاہ کلیم اللہ کی خانقاہ پر آتا۔ بنا کسی سے مخاطب ہوئے بس خاموشی سے بیٹھا رہتا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ذہن نشین

Marfat.com

کرتے جانا۔ آپ بھی روزانہ اسے دیکھتے مگر آپ نے بلایا کبھی نہ اسے۔ ایک دن آپ خانقاہ میں داخل ہوئے تو وہ پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو داخل ہوتے دیکھ کر ایک دم احترام سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

آپ نے بنا کچھ تمہید میں کہے صرف ایک جملہ اس سے کہا کہ ''جا خدا کے کوچے میں جا بیٹھ''

یہ سن کر وہ شخص عاجزی سے بولا ''حضرت! خدا کا کوچہ کدھر ہے؟''

شاہ کلیم نے اس مرتبہ پھر مختصر سا جواب دیا ''جہاں تو نہ ہو۔''

ان الفاظ میں نجانے کیا سحر تھا کہ وہ شخص جب دوبارہ آپ کی خانقاہ میں آیا تو اس حال میں کہ خود کو فراموش کئے ہوئے اللہ اللہ کا ورد کرتا رہتا۔

راز کو راز رہنے دو: ایک رات کی بات ہے کہ آپ کا یہ حجرہ شریف اچانک نور سے بھر گیا۔ آپ کی اہلیہ نے کھڑکی سے نور کی جب جھلک دیکھی تو سوچا کہ شاید حضرت سو رہے ہیں اور یہ جھلک چراغ کے شعلہ کی ہے اس لئے جا کر حضرت کو بتلاتی ہوں کہیں کوئی ناخوشگوار صورت رونما نہ ہو۔ اس تاجِ مستورات نے آپ کے حجرہ کے قریب جا کر روشن دان سے دیکھا تو حیران رہ گئیں کہ ایک انتہائی خوبصورت اور خوش شکل نوجوان، جس کے رخسار چاند کی طرح اور پیشانی سورج کی طرح روشن ہے اور جس کے حسن کی شرح تحریر و تقریر میں نہیں ہو سکتی جواہرات کے جڑاؤ والا لباس پہنے موجود ہے جس کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں وہ دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ صبح ہوئی اور حضرت والا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی اہلیہ نے رات کے واقعہ کے متعلق استفسار کیا۔ آپ نے اہلیہ کو تاکید کی کہ یہ ایک راز ہے اور اس کا ذکر کسی اور سے قطعاً نہ کرنا۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب ایک عارف محبوبیت کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے تو وہ اس شکل میں متشکل ہو جایا کرتا ہے۔

ایک تاجر کی روحانی مدد کا واقعہ: ایک دن آپ طلبا کو درس دے رہے تھے کہ اچانک آپ کے مزاج میں تبدیلی آ گئی اور آپ کا خیال درس سے کہیں اور چلا گیا

Marfat.com

اور آپ بالکل خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے طلبا کو فرمایا کہ ایک طشت لے آؤ طلبا نے فوراً طشت پیش کی۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو اللہ کی مرضی اور حکم سے اس طشت میں پانی جاری ہو گیا۔ اس کے بعد آپ دوبارہ تدریس میں مشغول ہو گئے۔ طلبا عزیز اس خلاف معمول واقعہ سے حیران تھے۔ انہوں نے دریافت تو نہ کیا البتہ تاریخ اور دن لکھ لیا۔

چند دن کے بعد آپ کی خدمت میں ایک تاجر مرید حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت فلاں تاریخ کو میں جہاز میں سوار تھا کہ طوفان کی وجہ سے جہاز ڈوبنے لگ گیا۔ میں نے وہاں جہاز میں بیٹھے آپ کی طرف توجہ کی اور مدد کے لئے التجا کی۔ تو اچانک پانی سے ایک ہاتھ برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو اس طرح سہارا دیا کہ وہ غرق ہونے سے بچ گیا۔ میں نے اس دن ایک منت مانی تھی چنانچہ وہی نذر آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں۔ جب آپ کے طلبا نے اس تاجر سے اس واقعہ کی تاریخ سنی تو یہ وہی تاریخ تھی جس دن آپ کے ہاتھ سے پلیٹ میں پانی جاری ہو گیا تھا۔ تو انہیں بے حد حیرانی ہوئی۔

<u>آپ کی تھوک کا اثر</u>: ایک سنیاسی نے حاضر ہو کر فقیری اور مقاماتِ فقر کے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ بہت سمجھایا کہ تجھے کیا تعلق، نہ مانا تو جلال آ گیا۔ فرمایا تو پہلے آئینے میں اپنی اصل صورت دیکھ۔ آئینہ لیکر جو دیکھا گھبرا گیا کہ نصف چہرہ بندر کا اور نصف چہرہ خنزیر کا تھا استفسار پر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت تجھے تیری اصلی روح کی شکل تجھے دکھا دی جنہیں پوجتے ہو انہی جیسی شکل ہے اور انہی کے ساتھ تمہارا حشر ہو گا۔ اسی وقت خوفزدہ ہو کر مسلمان ہو گیا کہنے لگا باون تولہ پاورتی والی کیمیا بناتا ہوں لے لیجئے۔ پھر جتنا چاہے خرچ کیجئے۔ تو فرمایا کہ یہ بکھیڑا ہے آسان طریقہ میں بتاتا ہوں۔ تانبہ گلا کر اس میں تھوک دیا۔ کندن ہو گیا۔ فرمایا یہ اکسیر اللہ کے نام کی برکت ہے جو فقیری میں حاصل ہوتی ہے چنانچہ مرید ہو کر تعلیم حاصل کی۔ اکسیر پھینک دی چند دنوں میں کامل بنا کر اور تبریز کا شاہ ولایت مقرر کر کے

Marfat.com

رخصت کر دیا۔ نام عبدالحق رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھانا ملنا: حضرت شیخ نعیم الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سفر حج کے موقع پر میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ دن بھر سفر کرنے کے بعد ایک ایسی منزل پر قیام کیا جہاں زیادہ آبادی نہ تھی، حضور شیخ روزہ سے تھے۔ پانی سے روزہ افطار کیا۔ اسی وقت آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں اور کھجوریں تھیں۔ حضور شیخ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا ''اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے میری لاج رکھ لی مجھے اور میرے ساتھی کو غیب سے رزق عطا فرمایا۔''

آپ کی دعا سے ایک شخص کی اصلاح ہوگئی: آپ جہاں مقیم تھے وہاں ایک شخص ایک حسینہ کی محبت میں دیوانہ بنا گلیوں میں گھومتا پھرتا اور اس عورت کے مکان کے گرد چکر پہ چکر لگاتا اور اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہفتوں اس کے گھر کے آگے ڈیرہ جمائے رہتا مگر وہ عورت بھی بے مروتی میں اپنی مثال آپ تھی اور اس دیوانے پر ذرا التفات نہ برتتی البتہ اس کا دیوانہ، حال سے بے حال ہوا اسی کے نام کا ورد کرتا رہتا۔ ایک دن وہ آپ کے ہاتھ لگا تو آپ نے ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میاں یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ ایک عورت کے لئے یہ دیوانگی یہ مشقت اٹھاتے پھرتے ہو جہاں سے حاصل بھی کچھ نہیں ہوا اور نہ ہونے کی امید ہے۔ اگر یہی محنت و مشقت، رب العزت، اپنے خالق کی عبادت میں اٹھائی ہوتی تو نجانے اس کی نظر کرم میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہوتے۔ تو اس بے مروت کا خیال دل سے نکال کر اللہ کی محبت میں کیوں گرفتار نہیں ہوتا۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جا۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ خدا کی رحمت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ تم اس میں یقیناً سما جاؤ گے۔ اس کے سایہ رحمت میں تو ایک کائنات آسکتی ہے۔''

اور پھر یہ آپ کی باتوں کا نصیحت کا سحر ہی تھا کہ وہ شخص جو اپنی محبوبہ کے لئے مرنے مارنے پر تلا رہتا تھا۔ اس کے لئے ہر نعمت ٹھکراتے کو تیار تھا وہ آپ کی باتوں

Marfat.com

سے محبوبہ بھلا کر خدا سے لو لگا بیٹھا۔ آپ نے بھی اس کی راہ پر مکمل رہنمائی کی۔ اور اسے فلاح کی ایسی راہ دکھائی کہ جلد ہی وہ ایک کامل عارف کے طور پر جانا پہچانا جانے لگا اور یہ سب آپ کی قابل اثر تبلیغ کا ہی اثر تھا۔ تاثیر تھی۔

ملفوظات: حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات صوفیانہ باتوں کے مظہر ہیں۔ ان میں راہ حق کی باتوں کے نکات پوشیدہ ہیں جن پر قاری عمل پیرا ہو کر آسانی سے علم و عرفان کی راہ کا مسافر بن سکتا ہے۔ آپ نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ آپ کے دور ہی میں قلمبند ہو گئیں۔ استفادہ حاصل کرنے کے لئے آپ کے چند ملفوظات حسب ذیل ہیں۔

فنا فی المحبت: کسی مرید نے حضرت سے فنا فی المحبت کے معنے دریافت کئے ارشاد ہوا ''فنا فی المحبت'' ایک اعلیٰ مقام ہے جب محبت کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے تو آتش عشق سے دل میں ایک سوزش پیدا ہوتی ہے۔ دل میں ہر وقت ایک جلن سی رہتی ہے۔ اس کیفیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جب محبت رفتہ رفتہ دل کی گہرائی تک پہنچ جاتی ہے تو اس مقام پر محبوب کے سوا باقی خیالات و تفکرات منقطع ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت محبوب ہی کا تصور اور محبوب کی محبت دل پر حکمران ہو جاتی ہے۔

دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟: ایک شخص نے سوال کیا حضرت کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا؟ حضرت نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہو لیکن اس کی نافرمانی کرتے ہو۔ اس کے ملک میں رہتے ہو لیکن بغاوت کرتے ہو۔ اس کے رسول کا ذکر کرتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ قرآن پڑھتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔ یہ جانتے ہوئے کہ دوزخ گنہگاروں کیلئے ہے۔ دوزخ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ شیطان کو دشمن سمجھتے ہو لیکن اس کی دوستی سے باز نہیں آتے۔ عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہو لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے جب زندگی اس انداز کی ہو تو دعا کیوں کر قبول ہو!

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدس: کسی شخص نے

Marfat.com

حضرت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مردہ نہیں بلکہ تمہاری آنکھیں مردہ ہیں جس دن بصیرت حاصل کرلو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدس کو دیکھ اور سمجھ سکو گے۔

عام لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ: ایک روز ایک شخص نے عرض کیا حضور! آپ آفتابِ معرفت وکعبہ علم وعمل میں پرہیزگار اور عابد وزاہد ہیں کیا بات ہے آپ عوام سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ''وہ صدق واخلاص سے محروم ہیں۔ دیانت داری بہت دور چلی گئی ہے۔ لوگ اپنے اغراض کے سمندر میں غرق ہیں۔ بظاہر دوستی اور وفاداری کا اقرار کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دل میں فریب ہے۔''

مدعیان تصوف کو ثبوت پیش کرنا چاہیے!: ان ہی بناوٹی اور جاہل صوفیاء کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلق کے سامنے دعوت حق لے کر آنے کا مدعی ہے اسے اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرنی چاہیے اور وہ دلیل پابندی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آدابِ سماع: خواجگان چشت نے جو آداب وشرائط سماع کے مقرر فرما دیئے تھے۔ لوگوں نے اس کی پابندی ترک کر دی تھی۔ حضرت شیخ نے بناوٹی صوفیوں کے خلاف صدا بلند کی اور حسب ذیل آداب سماع بیان فرمائے۔

(۱) خواہ مخواہ ارادہ کر کے سماع نہ سنے، طبیعت کو جب از خود رغبت ہو اس وقت سنے۔

(۲) بہت کثرت سے سماع نہ سنے کہ طبیعت اس کی خوگر ہو جائے کبھی کبھی سنے تا کہ سماع کی ہیبت دل پر قائم رہے۔

(۳) محفلِ سماع میں ایک مرشد یا پیر طریقت موجود رہے۔

(۴) محفل میں عوام شریک نہ ہوں۔

(۵) قوال پاکباز ہوں فاسق نہ ہوں۔

Marfat.com

(۶) قلب مکروہات دینوی سے خالی ہو۔

(۷) طبیعت لہو ولعب کی جانب آمادہ نہ ہو۔

(۸) کسی قسم کا تکلف نہ کیا جائے۔

مریدوں کو نصیحت: حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ تصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ آدابِ شریعت کی پابندی رہے۔ حرام و مشتبہ چیزوں سے دست کشی اختیار کی جائے۔ ناجائز اوہام و خیالات سے حواس کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے اور غفلت سے بچائے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں وقت گزاری کی جائے۔

مرید کو ترک شہوات کے مجاہدہ میں دواماً مشغول رہنا چاہئے۔ خواہشوں کی پابندی اور پاکیزگی روح کا ساتھ ہو نہیں سکتا۔ مرید کے لئے اس سے بدتر کوئی پستی نہیں ہو سکتی کہ جس خواہش کو خدا کے لئے چھوڑ چکا ہے۔ اس کی جانب پھر رجوع کرے۔

طالب کو اس امر کی بڑی احتیاط ضروری ہے کہ ایک مرتبہ جس بات کا عہد خداوند تعالیٰ سے کرے اسے نہ توڑے طریقت میں نقض عہد کا وہی درجہ ہے جو شریعت میں ارتداد کا ہے۔

طالب کو دامن آرزو بہت نہ پھیلانا چاہئے۔ فقیر کو صرف حال سے سروکار رکھنا چاہئے۔ مستقبل کے متعلق خیالی پلاؤ پکاتے رہنا اس کے لئے موزوں نہیں طالب کو اہل دنیا کی صحبت سے ہر طرح بچتے رہنا چاہئے۔

عام مسلمانوں کو نصیحت: ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا پیروی سنت کرتے رہو۔ راہِ بدعت اختیار نہ کرو۔ دائرہ اطاعت سے باہر نہ ہو۔ توحید خداوندی کو مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مشیت اور ارادہ سے کرتا ہے۔ گناہوں سے توبہ کرنے اور غفلت دور کرنے میں تاخیر نہ کرو اور شب و روز استغفار کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔

تحصیل مقصود کا ایک انوکھا طریقہ: ایک شخص حضرت شیخ قدس سرہ کی

Marfat.com

خدمت میں ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے حضرت سے دعا کے لئے التجا کی۔ حضرت نے فرمایا "کوچہ خداوندی میں بیٹھ جا۔ دعا کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ اس نے عرض کیا! خدا کا کوچہ کہاں ہے؟ حضرت نے فرمایا جہاں تو نہ ہو چنانچہ اس شخص نے فضول باتوں سے توبہ کر لی اور اپنی مراد کو پہنچ گیا اور کچھ دنوں بعد مرجع خواص و عام بن گیا۔

مقام محمود اور مقام شفاعت: ایک روز ایک سالک ہدایت نے حضرت سے دریافت کیا کہ مقام محمود اور مقامِ شفاعت میں کیا فرق ہے؟ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جب اس مقام پر کھڑے ہوں گے تو جملہ اولین و آخرین کی حمد کریں گے۔ حضور سرور عالم بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہوں گے۔ ارشاد الٰہی ہو گا "سَلْ تُعْطَهُ اِشْفَعْ تَشَفَّعْ" مانگو دیا جائے گا۔ شفاعت کرو، قبول کی جائے گی، یہی مقام محمود ہے۔

علم کے اقسام ثلاثہ: ایک مجلس میں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔ علم من اللہ، علم مع اللہ علم باللہ، علم باللہ علم معرفت ہے انبیا اور اولیاء نے اسی ذریعہ سے معرفت خداوندی حاصل کی ہے اور بغیر اس کے نہیں معرفت الٰہی حاصل نہ ہوسکی۔ یہ علم اکتساب سے نہیں آتا۔ علم من اللہ علم شریعت ہے یعنی احکامِ الٰہی و فرائض عبودیت کا علم ہے علم مع اللہ، علم مقامات طریقت درجات اولیا کا نام ہے۔ معرفت بغیر علم شریعت قبول کئے درست نہیں ہو سکتی اور شریعت پر عمل بغیر مقامات رسی کے ممکن نہیں جس کو علم شریعت نہیں اس کے قلب پر جہل کی موت طاری ہے اور جسے علم شریعت نہیں ان کا قلب مرضِ نادانی میں گرفتار ہے۔

صوفی کی تعریف: حضرت شیخ اقدس رحمۃ اللہ علیہ مکار اور بناوٹی صوفیوں کے سخت خلاف تھے۔ ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی ترک کرنے کا نام ہے۔ صوفی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ارواح آلائش سے پاک

Marfat.com

ہوتی ہے۔ جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی مالک ہوتا ہے۔ صوفی کائنات کی جانب نگاہ عیب جوئی سے نہیں دیکھتا۔

تصوف نام ہے دل کو مخالفت حق کی کدورت سے صاف رکھنے کا، صوفی وہی ہے جس کو اپنا ظاہر و باطن نظر نہ آئے۔ سب حق ہی حق نظر آئے۔ صوفی راہِ حق میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ خلق کی نظر میں رسوا اور مطعون ہو کر اپنی للّٰہیت اور حق پرستی کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے۔

ارشادات عالیہ: حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆......فرمایا جس سالک میں رقت طبع اور اثر پذیری نہیں ہے اس کا کامیاب ہونا سخت مشکل ہے۔

☆......فرمایا عمال سلطنت کی آمدنی مشتبہ ہوتی ہے۔ ان کی نذروں سے دامن بچاتے رہو اور ان کے ہدیئے و تحفے تحائف قبول نہ کرو۔

☆......فرمایا جو عالم مغرور ہے وہ نفس پرست ہے۔ اس سے وہ ان پڑھ جاہل بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اس کے پاس عمل صالح کا سرمایہ موجود ہو۔

☆......فرمایا تین قسم کے لوگوں سے دور رہو (۱) جھوٹے آدمی سے، وہ تمہیں خرابی کی طرف لے جائے گا۔ (۲) جھوٹی تعریف کرنے والے سے کہ اس کی باتوں سے تمہارے اندر غرور پیدا ہو جائے گا۔ (۳) خود غرض آدمی سے، وہ تمہیں ضرور دھوکہ دے گا۔

☆......فرمایا جس گناہ کا آغاز خوف پر ہو اور انجام استغفار پر، ایسے گناہ کی بدولت انسان اکثر اللہ سے قریب تر ہو جاتا ہے اور جس عبادت کا آغاز غرور سے ہو اور انجام نمائش اور دکھاوا ہو۔ ایسی عبادت سے انسان حق تعالیٰ سے دور ہو جاتا۔

☆......فرمایا دوستی کی خوبی یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے مسلمان

Marfat.com

بھائی کے لئے پسند کرو اور جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اس پر حسد نہ کرو اس کی جفا کو برداشت کرو۔ اس کی نیکی کو یاد رکھو اور اپنی نیکی کو بھول جاؤ۔

☆......فرمایا حصول سعادت کے لئے یہ پانچ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے معانی پر تدبر اور غور وفکر کرنا۔

(۲) بھوک سے کم کھانا کھانا۔

(۳) تہجد کی نماز پڑھنا۔

(۴) صبح کے وقت تضرع وزاری۔

(۵) صالحین سے قریب رہنا۔

☆......فرمایا موت کو اپنے سرہانے سمجھو۔ یہ زندگی ایک صحرا ہے جس پر ہلاکت کے بادل چھا جائیں گے اور کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو۔

☆......فرمایا جب انسان اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اپنے رب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور جب کوئی شخص ریاکاری کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔

☆......ایک سوال کے جواب میں حضرت قدس سرہ نے اشارہ فرمایا تھا۔ طالبان معرفت کے فرائض میں سب سے اہم فرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھیں۔ تزکیہ نفس کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ عمل نہیں۔

☆......ایک طالب علم نے حضرت سے عرض کیا ایک نوجوان عورت مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی آرزومند ہے۔ کیا میں نوجوان عورت کو تعلیم دے سکتا ہوں؟ حضرت نے فرمایا کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ بیٹھو۔ خواہ وہ رابعہ ثانی کیوں نہ ہو اور خواہ تم اس کو قرآن کی تعلیم کیوں نہ دو۔

☆......ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت نے فرمایا ”جس کے دل میں عشق کی آگ روشن ہے اسے آگ نہیں جلا سکتی۔ اہل عشق کے دل کی آگ سے دوزخ بھی پناہ مانگتی ہے۔“

Marfat.com

☆......ایک مرید نے حضرت سے دریافت کیا ”عارف حق شناس کی شناخت کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا جو اپنی خواہشوں کو اللہ کی محبت میں فنا کر دے۔

☆......ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا، کیا دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے؟ حضرت نے فرمایا کیوں نہیں، دنیا کا عذاب یہ ہے کہ انسان کا دل خدا سے غافل ہو جائے۔

☆......ایک طالب ہدایت نے حضرت سے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمایئے ”آپ نے فرمایا، اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بداخلاقی سے پیش آئے تو اس کا جواب خلق عظیم سے دو۔“

☆......تزکیہ نفس کے بارے میں کسی کے سوال کے جواب میں ارشاد ہے کہ کامل تزکیہ کم کھانے کم بولنے، کم سونے، کم ملنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے۔

☆......فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ اکابر طریقت کی صراحت کے مطابق کمال شریعت کا نام ہی طریقت ہے۔ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک محض ظواہر تک محدود ہے...... اس کا نام شریعت ہے اور نورانیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قلب وجگر کی نورانیت کا نام طریقت ہے۔

فرمایا، نجات نسبت پر مبنی نہیں ہے بلکہ نیک اعمال پر منحصر ہے۔

☆......ایک مرتبہ ایک سالک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالب نصیحت ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ”جس نے اللہ کو پہچان لیا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ توحید یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک دل میں نہ آئے۔

☆......فرمایا کہ لوگ لذت نفس میں مشغول رہ کر پرہیزگاری کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں دغا، فریب اور خود غرضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ یاد رکھو نجات نسبت پر مبنی نہیں نیک اعمال پر منحصر ہے۔

☆......فرمایا کہ یہ دنیا عارضی فائدوں کا مقام ہے اس کی ہر چیز فانی ہے اور آخرت ابدی راحتوں کا مرکز ہے۔ افسوس لوگوں نے آخرت کی ابدی راحتوں کے

Marfat.com

مقابلہ میں دنیا کی چند روزہ راحتوں کو ترجیح دے رکھی ہے۔

فرمایا اپنی خواہشات کو حق کی رضامندی پر قربان کر دو اس کے بعد تمہارا دل آئینہ ہو جائے گا۔

•

عبادت بغیر توبہ کے فضول اور بے معنی ہے۔ حق تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے ارشاد خداوندی ہے "اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ" پھر فرمایا، وہ توبہ کرنے والا افضل ہے جس کو اپنے گنہگار ہونے کا شدید احساس ہو۔

ایک سالک نے دریافت کیا کہ ذکر حق کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا خدا کو یاد کرتے وقت سوائے خدا کی ذات کے اور سب کچھ بھول جاؤ۔

اے سالک اپنے مالک کا وفادار بن، ہر قسم کی نعمتیں صرف اسی کے قبضے میں ہیں ...... وہ صاحب جلال و ملکوت ہے۔ سب سے برتر اور دل سوختگان عشق کی بصیرت سے قریب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تصانیف: شاہ کلیم اللہ نے بہت سی کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ کی تعداد بتیس کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے لیکن زمانے کے ہاتھوں صرف چند کتب ہی بچ سکی ہیں جن کا اجمالی تعارف یہ ہے۔

(۱) ان میں سے ایک کا نام عشرہ کاملہ ہے جو آپ نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی حالت میں لکھی تھی اور جس میں آپ نے اس عشرہ کے فوائد تحریر فرمائے۔ اس کتاب کے دس ابواب ہیں اور یہ ایک قابل قدر حیثیت رکھتی ہے۔

(۲) دوسری کتاب "کشکول" ہے جو ذکر، فکر اور مراقبہ کے فوائد پر مشتمل ہے۔

(۳) تیسری "مرقع شریف" ہے جس میں نماز و نوافل کی اقسام اور شب و روز پڑھے جانے والے وظائف کی تفصیل ہے۔ یہ کتاب چھوٹے چھوٹے پیروں پر مشتمل ہے۔

(۴) چوتھی "سواء السبیل" جس میں تصوف اور اہل معرفت کے حالات کی

Marfat.com

تفصیل قلم بند ہے۔

(۵) تفسیر القرآن یہ تفسیر جلالین کی طرح فقہ حنفی کے مطابق ہے۔

(۶) تسنیم (۷) الہامات کلیمی (۸) شرح القانون (۹) رسالہ علم منطق

آپ کے سلسلے کے بزرگ جب بھی کسی شخص کو اپنے حلقہ ارادت میں لیتے تو ان کتب کے مطالعہ کی تاکید فرماتے حتیٰ کہ جب وہ پختہ ذہن ہو جاتا تو اسے خرقہ خلافت عطا کر کے رخصت فرماتے۔ نیز وہ سینہ بسینہ خود تک پہنچی ہوئی معرفت کی حقیقتیں بھی اس پر آشکارا فرماتے اور اسے رسالہ کشکول اور مرقع شریف کی بھی اجازت دیتے۔

خلفاء عظّام: آپ کے خلفاء بے شمار تھے مختلف تذکروں میں جن خلفاء گرامی کے نام ملتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) سب سے پہلے حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۲) دوسرے سید بدھن رحمۃ اللہ علیہ (۳) حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ (۴) شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ (۵) پانچویں آپ کے فرزند شیخ حامد سعید رحمۃ اللہ علیہ (۶) چھٹے قاضی عبدالولی رحمۃ اللہ علیہ سکنہ سنگھانہ (۷) ساتویں شیخ مداری ناگوری رحمۃ اللہ علیہ بنیرہ سلطان التارکین حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ (شیخ مداری ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سنگھانہ میں ہے) (۸) آٹھویں شاہ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (۹) شاہ اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) شاہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) گیارہویں آپ کے اپنے داماد محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) شاہ محمد علی (۱۳) شاہ عبداللطیف (۱۴) شاہ محمد عبداللہ (۱۵) شاہ عبدالصمد (۱۶) شیخ تھارو (۱۷) مصطفٰے مراد آبادی (۱۸) شاہ جلیل

آپ کا سلسلہ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے جتنا مشہور ہوا اس طرح دیگر حضرات کی نسبت سے مشہور نہیں ہوا۔ اس لئے کہ وہ ہی آپ کے قائم مقام تھے۔

Marfat.com

شادی اور اولاد: آپ کی شادی کے بارے میں مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ آپ کے دو نکاح تھے۔ ابتدائے سلوک میں ایک شادی شرفا کے ایک خاندان میں کی تھی وہ بغیر اولاد پیدا کئے فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک کنیز کو اپنی زوجیت میں لیا جس سے چار فرزند پیدا ہوئے (جیسا کہ رقعاتِ کلیمی میں لکھا ہوا ہے) (۱) سب سے بڑے حامد سعید رحمۃ اللہ علیہ (۲) دوسرے فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۳) تیسرے احسان اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۴) چوتھے خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں (۱) بی بی رابعہ جو آپ کے خلیفہ محمد ہاشم کے نکاح میں آئیں (۲) فخر النساء جو آپ کے بھتیجے شیخ عبدالرحیم کے نکاح میں تھیں (۳) بی بی زینب عرف بی بی مصری جو شاہ میر کی زوجہ تھیں (۴) چوتھی بیٹی کا نام راوی نے نہیں لکھا مگر یہ بیٹی بھی محمد ہاشم کے نکاح میں آئیں، جب ان کی پہلی بیوی فوت ہو گئیں (۵) اور پانچویں بیٹی کا حال راوی نے نہیں لکھا کہ اس کا کیا نام تھا اور کس کے نکاح میں آئیں۔ یہ سب کچھ رقعات کلیمی میں درج ہے۔

وصال: حضرت کلیم اللہ شاہ جہان آبادی جب آخری عمر میں پہنچے تو آپ کو مرض نقرس لاحق ہو گیا جس میں جسم کے جوڑ سخت ہو جاتے ہیں اور شدید درد رہنے لگتا ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی مریض مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ نے اپنی اس بیماری کا ذکر ایک مکتوب میں خود یوں کیا ہے کہ مجھے نقرس اور وجع المفاصل یعنی گھٹیا کا مرض نہایت شدت سے لاحق ہو گیا ہے۔ بایاں ہاتھ داہنی ٹانگ اور دونوں پاؤں پر ورم ہو گیا ہے چار مہینے سے صاحب فراش ہوں اس زمانے میں لنگڑاتا لنگڑاتا چند آدمیوں کی مدد سے کمرے سے باہر آتا ہوں۔ نماز کے لئے تیمّم کرتا ہوں اور بیٹھ کر ادا کرتا ہوں۔ غرضیکہ ان تکالیف کے باوجود بھی اللہ کی عبادت میں مصروف رہے۔

مکتوبات کلیمی میں یہ لکھا ہے کہ خلقت کی ہدایت اور اعلائے کلمہ حق مین آپ آخری دم تک مصروف رہے۔ آخر اسی بیماری میں آپ کا 24 ربیع الاول 1142ھ مطابق 17 اکتوبر 1729ء کو وصال ہوا۔ بوقت وصال آپ کی زبان پر یہ شعر تھا۔

Marfat.com

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است
نحلوتے کہ غم یاد دوست بے او بیست

آپ کو آپ کی حویلی میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار اقدس جامع مسجد دہلی اور لال قلعہ دہلی کے درمیان میں ہے۔ مزار کا احاطہ چھوٹا ہے اور ساتھ مسجد بھی ہے اکثر لوگ آپ کے مزار پر بیٹھے رہتے ہیں۔ بندہ جنوری 1981ء میں آپ کے مزار پر گیا تھا۔ (عالم فقری)

Marfat.com

حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ

محبّ النبی حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں قطب زمانہ ہیں، فرد یگانہ ہیں، شہسوار عرصہ ولایت ہیں آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کا مجدد بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ کو نئی زندگی بخشی اور اپنے خلفاء کو ملک کے دور دراز حصوں میں روانہ کیا، درس گاہیں اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔

والدین: آپ کے خاندان کے بزرگ باہر سے تشریف لا کر قصبہ نگراؤں (کاکوری) اودھ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی اسم گرامی حضرت نظام الدین ہے۔ آپ کے والد حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت پایا اور وہ اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق رشد و ہدایت، تعلیم و تربیت، اور اشاعت اسلام کے لئے دکن تشریف لے گئے۔ اورنگ آباد میں قیام کیا۔ اسی نسبت سے حضرت نظام الدین اورنگ آبادی رحمتہ اللہ علیہ معروف زمانہ ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں چاروں طرف آپ کے علم و عرفان کی دھوم مچ گئی اور ہزاروں لوگ بارگاہ میں حاضر ہو کر حلقہ مریدین میں داخل ہونے لگے۔ آپ نے اس سرزمین میں اسلام اور سلسلہ چشتیہ کا چراغ روشن کیا۔ آپ بڑی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سادہ غذا کھاتے اور سادہ لباس پہنتے، بہت زیادہ مہمان نواز تھے۔ آپ کا لنگر ہر خاص و عام کے لئے کھلا رہتا تھا۔ سماع سے بہت دلچسپی تھی۔ اکثر سماع کی محفلیں منعقد کرتے تھے۔ آپ نے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی

Marfat.com

شاندار اور مثالی خانقاہ قائم کی۔ ارشاد و تلقین اور اصلاح و تربیت میں ترقی کی جس سے ہزاروں انسانوں نے ہدایت پائی۔ معاصر تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ آپ کے ایک لاکھ مرید تھے۔

آپ کی والدہ محترمہ کا نام سید بیگم تھا جو حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھیں۔ آپ بڑی عابدہ متقی اور پرہیز گار تھیں۔ ان کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکوں کے نام محمد اسماعیل اور فخر الدین تھے۔

دوسری بیوی سے تین لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام کلیم اللہ، غلام معین الدین اور غلام بہاء الدین تھے۔ یہ تینوں بھائی حضرت محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ آپ کی بہن بھی آپ سے بیعت تھیں۔ آپ کے بڑے بھائی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد کامگار خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

نسبی نسبت: بواسطہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی نسبت نسبی امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ حضرت مولانا فخر جہاں نے سلسلہ حدیث میں اپنے آپ کو صدیقی لکھا ہے۔

ولادت: آپ کا اسم گرامی محمد فخر الدین لقب "مولانا صاحب خطاب محب النبی تھا۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۱۲۶ھ مطابق ۱۷۱۷ء کو بمقام اورنگ آباد میں ہوئی تھی۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کی ولادت کی خبر اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی کو دی۔ آپ بہت خوش ہوئے کہ اپنے عزیز اور محبوب مرید شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ فخر الدین نام تجویز کیا اور اپنا ملبوس خاص آپ کو عنایت فرمایا اور اس نومولود بچے کی شاندار مستقبل کی بشارت دی اور فرمایا کہ یہ لڑکا شاہ جہاں آباد میں ہدایت و ارشاد کی شمع کو فروزاں کرے گا۔

وجہ تسمیہ لقب و خطاب: حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ محب النبی کے لقب سے مشہور زمانہ تھے۔ اس لقب اور خطاب سے ممتاز ہونے کی یہ وجہ تسمیہ بتائی جاتی ہے کہ جب آپ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں اجمیر

Marfat.com

شریف حاضر ہوئے۔ اس وقت ایک صاحب دل بزرگ اپنے کسی کام کے واسطے دربار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر تھے۔ ان بزرگ کو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی کہ ان کو پہچان لو۔ مطلب برآری ان سے ہوگی۔ ان کا نام ''محب النبی'' ہے۔ ان بزرگ نے آپ کو تلاش کیا اور خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا۔ اس روز سے آپ اس لقب سے مشہور ہوئے۔

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے مزار پرانوار پر حاضر تھے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے آپ کو لنگر سے کچھ تبرک دیا اور ارشاد فرمایا کہ:

''تم محبّ النبی ہو۔ اس روز سے آپ محبّ النبی کہلانے لگے۔''

تعلیم: حضرت نظام الدین اورنگ آبادی بہت بڑے عالم تھے۔ فقہ، حدیث اور تفسیر میں بھی ماہر تھے۔ ابتدائی زمانہ میں کتابوں میں بے حد رغبت تھی۔ بعد میں عبادت اور ریاضت ہی میں ان کا سارا وقت صرف ہونے لگا۔ اگر کوئی شخص کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو خود جواب دینے کے بجائے کسی کتاب کا حوالہ دے کر اس کے مطالعہ کی ہدایت فرما دیتے تھے۔ آپ نے اپنے فرزند ارجمند کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر عمدہ بندوبست کیا اور دہلی کے نہایت ہی مشہور علماء سے ان کی تعلیم کی تکمیل کروائی۔

حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح وقایہ''، ''مشارق الانوار''، ''نفحات الانس'' کے علاوہ کتاب علم طب اور سالہ فن تیراندازی اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ فصوص الحکم، صدرا شمس بازغہ، میاں محمد جان جیو علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے جید عالم تھے اور شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی تصانیف پر ان کو بڑا عبور تھا اور ان کے فلسفہ وحدت وجود کے ماہر استاد مانے جاتے تھے، سے پڑھی تھیں ''ہدایہ'' اپنے زمانہ کے دوسرے عظیم المرتبت بزرگ مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھی۔ آپ اپنے عہد کے مشہور فقیہ اور مفسر

Marfat.com

تھے اور توکل میں فردِ یگانہ تھے۔ آپ نے حدیث کی سند دکن کے ایک مشہور محدث حافظ الاسد الانصاری المکی رحمۃ اللہ علیہ ثم اورنگ آبادی سے حاصل کی تھی۔ حافظ صاحب علیہ الرحمتہ شیخ محمد ابراہیم کردی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے جو اپنے عہد کے جید عالم اور محدث تھے!

مذکورہ بالا درسی کتابوں کے علاوہ آپ نے دیگر علوم و فنون سے بھی واقفیت حاصل کی اور فنون سپاہ گری میں مہارت پائی۔

بچپن کے واقعات: شجرہ الانوار میں ہے کہ ان دنوں اورنگ آباد میں ایک مجذوب کا بڑا شہرہ تھا جو اکثر اوقات آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ وہ آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیتا اور اپنی مجذوبانہ توجہ ان پر ڈالتا۔ آپ کے والد صاحب نے جب یہ صورتحال دیکھی تو مجذوب سے فرمایا کہ ہم آپ کی خصوصی عنایت کے ممنون ہیں لیکن ازراہِ کرم اس بچہ کو اپنی مجذوبانہ توجہ کا ہدف نہ بنائیے۔ کیونکہ آگے چل کر ہم نے اس سے کئی اہم کام لینے ہیں۔ مجذوب نے آپ کی یہ بات سنی اور خاموشی سے چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ ایک دن جب کہ آپ کی عمر صرف سات سال کی تھی آپ کے والد ماجد آرام فرما رہے تھے اور آپ اپنے والد صاحب کے پاؤں مل رہے تھے۔ اچانک اسی دوران نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور اپنے دست اقدس سے پانچ عدد بن کے دانے عطا فرمائے (بن ایک خوشبودار درخت کا پھل ہوتا ہے) نیند سے بیدار ہوئے فی الواقعہ آپ کے ہاتھ میں بن کے دانے موجود تھے۔ اسی اثناء میں آپ کے والد صاحب بھی جاگ اٹھے۔ انہیں نورِ معرفت سے مبارک خواب کی اطلاع ہوگئی تھی۔ والد گرامی نے فرمایا کہ بیٹا یہ سب پھل خود نہ کھا لینا۔ آپ نے یہ دانے والد صاحب کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ دونوں باپ بیٹے نے مل کر یہ پھل کھایا۔ آپ کے والد صاحب اپنے دیگر تمام بیٹوں سے ان کے ساتھ بے پایاں شفقت فرمایا کرتے، انہیں ہمیشہ اپنے سامنے بٹھاتے اور آپ کی نظرِ کرم مسلسل اپنے اس صاحبزادے پر مرکوز رہتی۔

Marfat.com

بیعت و خلافت: حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ صغرسنی میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی۔ آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خرقہ خلافت عطا کرنے کے ایک سال بعد آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر عزیز صرف سولہ سال کی تھی۔ یہی بات شجرہ الانوار میں یوں منقول ہے کہ آپ کی عمر سولہ سال تھی جبکہ آپ کے والد صاحب کی رحلت کا وقت آ گیا آپ کے والد صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار قاضی کریم الدین کو طلب فرما کر حکم دیا کہ فخر الدین کو فوراً ان کے پاس لے آؤ۔ قاضی صاحب نے فوری طور پر انہیں ان کے والد صاحب کے سامنے پیش کیا۔ والد گرامی نے اپنے بیٹے کو اپنے سینہ سے لگایا اور کافی دیر آپ سینہ مبارک سے چمٹے رہے۔ اس اثناء میں والد صاحب نے دین و دنیا کی تمام نعمتیں ان کے سپرد کر دیں اور خود اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

اس واقعہ کے بعد آپ حصول علم پر کمر بستہ ہو گئے اور چند سالوں کے اندر ہی علامہ بن گئے۔ حصول علم کے زمانہ میں آپ نے تمام نوافل اور وظائف یک قلم موقوف کر دیئے اور صرف فرض، سنت، نفل اوابین اور حفظ الایمان وغیرہ پڑھا کرتے باقی سارا وقت تحصیل علم میں صرف ہوتا۔

فوج میں ملازمت: تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا نے والد ماجد کے سجادہ پر بیٹھنے کی بجائے فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔ دن کے وقت ملازمت کے کاموں میں مصروف رہتے اور اپنی ملازمت کے فرائض بڑی جانفشانی سے ادا کرتے مگر آپ کی رات کا بیشتر حصہ بارگاہ خداوندی میں رکوع وسجود اور ذکر و اذکار میں گزر جاتی اور اپنے رب کریم کو راضی کرنے کی فکر میں رہتے۔ آپ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی پر یہ حال منکشف نہ ہو۔ آپ کی ظاہری حالت کو دیکھ کر کوئی شخص سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دن کی روشنی میں سپاہیانہ زندگی بسر کرنے والا شاہ فخر الدین روحانیت کے میدان کا بھی سپاہی ہے۔ سعی جمیلہ کے باوجود آپ کا روحانی حال چھپ

Marfat.com

نہ سکا۔لوگوں میں آپ کے بزرگی وعظمت، معرفت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چرچے ہونے لگے۔آپ کو یہ پسند خاطر نہ تھا چنانچہ فوج کی ملازمت ترک کر کے اورنگ آباد تشریف لے گئے۔

ایک اور کتاب میں یہی بات یوں لکھی ہے کہ والد بزرگوار کی وفات کے بعد سجادہ نشینی کی بجائے آپ نے لشکر میں ملازمت اختیار کر لی اور نظام الدولہ ناصر جنگ نے آپ کو عہدہ سپہ سالاری یا نائب بخشی تفویض کیا۔تین سال تک بحسن وخوبی اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر مستعفی ہو کر اورنگ آباد تشریف لے گئے۔ ہمت یار خاں جو آصف جاہ اول کے معتبر سپہ سالاروں میں سے تھا اور متعدد اہم جنگوں میں ان کا ساتھی بھی رہا۔آپ کا بہت عقیدت مند تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ آپ لشکر سے علیحدہ ہو جائیں۔

کہتے ہیں کہ ہمت یار خان کو سونا بنانے کا نسخہ معلوم تھا اور اسی وجہ سے وہ اپنے بے شمار ملازموں اور لنگر کا خرچ چلایا کرتا تھا۔ایک دن اس نے آپ کو تخلیہ میں لے جا کر کہا اس نے آپ جیسا شریف اور امین آدمی زندگی بھر نہیں دیکھا۔اگر مناسب ہو تو وہ یہ نسخہ انہیں بھی بتلا دے چونکہ آپ کی نظر صرف اللہ پر ہی تھی اور عبادت الٰہی کو ہی اپنا نصب العین سمجھتے تھے۔اس لئے آپ نے اس کی پیشکش مسترد کر دی۔

اورنگ آباد میں قیام: ''خلاصۃ الفوائد'' میں مذکور ہے کہ ایک دن سفر کرتے ہوئے آپ کی ملاقات ایک ہندو سے ہوئی وہ ہندو جادو کے زور پر جو چیز طلب کرتا فوراً اسے مل جاتی۔اس نے آپ سے عرض کیا کہ یہ فن میں نے بڑی مشکلوں کے بعد حاصل کیا ہے اگر تمہیں اس علم کو حاصل کرنے کی خواہش ہو تو میرے مکان پر آ جانا۔ وہاں میں موکلوں کے ساتھ تمہارا تعارف کرا دوں گا۔آپ نے فرمایا کہ تمام علوم قرآنِ مجید میں موجود ہیں اس لئے مجھے اس کی حاجت نہیں۔اگرچہ اس سپاہیانہ زندگی میں آپ نے اپنے حال کو دوسرے لوگوں سے بے حد مستور اور پوشیدہ رکھا تاہم لوگوں کو آہستہ آہستہ آپ کے کمالات کا علم ہو گیا اور وہ بکثرت آپ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہونے لگے۔ اس لئے ان سے کنارہ کشی کی خاطر آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور اورنگ آباد میں تشریف لے آئے۔

اورنگ آباد میں آپ کے والد صاحب کے ایک باکمال خلیفہ رہتے تھے۔ انہوں نے سابقہ تعلق اور آپ کی خیرخواہی کے طور پر چند نصیحتیں بڑے ادب سے آپ کے گوش گزار کیں لیکن آپ نے اپنی اصلیت کو چھپاتے ہوئے رندوں کی طرح خلیفہ صاحب سے بات کی اور کہا کہ واقعی مجھ میں کچھ غلطیاں ہوئی ہوں گی لیکن انسان بے چارہ غلطیوں سے پوری طرح کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور غلط راستے سے محفوظ رکھے۔

کچھ دیر کے بعد آپ کے دل میں ایک خیال آیا تو آپ نے اس کی نسبت باطنی طور پر معنوی قوت سے سلب فرما لی چونکہ خلیفہ صاحب بھی اس خاندان کی نعمت سے درجہ کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔ انہیں جب آپ کے اس علم کا علم ہوا تو آپ کے قدموں پر گر پڑے کہ حضرت میرا مقصد نصیحتوں سے صرف آپ کی خیرخواہی تھا خدا کا شکر ہے کہ جیسا میں چاہتا تھا اسی طرح آپ کو پایا ہے۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب آپ کے والد گرامی کا عطا کردہ ہے بلکہ آپ کا عطا کردہ ہے۔ اس معذرت پر آپ نے ان کی مطلوبہ نسبت واپس کر دی۔ اس واقعہ کی وجہ سے آپ کی شہرت عام ہوگئی۔

''خلاصۃ الفوائد'' میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد آپ نے اپنے والد صاحب کی درگاہ شریف پر ڈیرہ لگا لیا۔ صبح سے دوپہر تک روضہ شریف کے دالان میں بیٹھا کرتے اور لوگوں کو اپنے فیض سے بہرہ ور کرتے اور خود مزار مبارک کے انوار سے مستفیض ہوتے رہتے۔ جب شہرت پورے علاقہ میں پھیل گئی تو آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ یہاں سے جہاں آباد چلے جانا چاہئے کیونکہ حضرت شیخ کا حکم بھی یہی تھا۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ والد گرامی کے مزار کو کس کے حوالے کیا جائے، تو آپ نے رات کو دیکھا کہ آپ کے والد گرامی یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

Marfat.com

شہ اقلیم فقرم بے خودی تخت روانِ من!
نہ چون فرہاد مزدورم نہ چون مجنوں زمیندارم

(میں فقر کی ولایت کا بادشاہ ہوں میرا بے خودی والا تخت محو پرواز ہے۔ نہ میں فرہاد کی مزدوری کا طالب ہوں اور نہ مجنوں جیسا زمیندار ہوں)

اس شعر سے آپ نے یہ مفہوم لیا کہ مجھے یہاں سے چلے جانے کی اجازت مل گئی ہے۔

دہلی کو روانگی: شجرۃ الانوار اور نواب صاحب کی مثنوی میں مذکور ہے کہ جب آپ کے کمالات سے پردہ اٹھ گیا اور آپؒ نے لوگوں کو اپنے نور فیض سے منور کرنا شروع کر دیا تو آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اب کہیں اور چلے جائیں کہ یہاں شہرت مل گئی ہے جو سلوک کے لئے مضر ہوتی ہے۔ اسی اثناء میں آپ ایک دن نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ کے کانوں میں یہ مصرعہ سنائی دیا۔

ع بند بگسل، باش آزاد اے پسر

(بیٹا یہ بندھن توڑ کر آزادی اختیار کرو)

اسی طرح خواجۂ بزرگ حضرت معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی آپ کو لطیف اشارہ ہوا۔

آپ نے ایک غلام حبشی قاسم اور ایک نوکر محمد حیات کو ساتھ لیا اور دہلی کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اجمیر شریف پہنچنے تک آپ جس جگہ بھی پڑاؤ کرتے وہیں آپ سے خوارقِ عادات کا ظہور ہوتا۔ چنانچہ دورانِ سفر ہی ایک جگہ آپ کا پڑاؤ تھا کہ ایک نابینا عورت آئی اور اس نے آواز دی کہ تم میں فخر الدین کی ذات والا صفات کون ہیں؟

گفت ہاں کیست نام فخر الدین
کا مدا کنوں دریں نجۂ زمیں!

(مثنوی نواب صاحب)

آپ اس معذور عورت پر ترس کھاتے ہوئے فوراً اٹھے اور کہا کہ میں ہوں

Marfat.com

فرمایئے، میرے لائق کیا حکم ہے؟ اس نے آپ کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور بڑی عاجزی سے التجا کرنے لگی کہ میں آپ کے ہاتھ اس وقت تک نہ چھوڑوں گی جب تک آپ میری آنکھوں کو روشنی عطا نہیں فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا مائی! میں تو ایک مسافر ہوں تمہیں کسی نے غلط بتلایا ہے کہ میں تمہاری آنکھیں روشن کر سکتا ہوں جس نے تمہیں بتلایا ہے اس نے تمہارے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ وہ کہنے لگی جس نے مجھے بتلایا ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ نے پوچھا تمہیں کس نے بتلایا ہے؟ اور وہ کہاں رہتا ہے؟ نابینا عورت کہنے لگی کہ نزدیک جو مندر ہے وہاں ایک بت ہے۔ میں عرصہ دراز تک اس کے سامنے التجا کر رہی تھی کہ دیوتا! مجھے آنکھیں لوٹا دو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بت مجھے بتلا رہا ہے کہ مائی تم یہاں بیٹھی رہو۔ تمہاری شفا کا وقت آ پہنچا ہے۔ ایک شخص یہاں آئے گا۔ اس کا نام فخر الدین ہو گا اور وہ درخت کے نیچے آ کر ڈیرہ لگائے گا۔ اس کے پاس جاؤ گی تو تمہاری مشکل حل ہو جائے گی چنانچہ میں اپنے دیوتا کی ہدایت پر یہاں آئی ہوں۔ ورنہ مجھے آپ کے نام اور مرتبہ کا کیا علم تھا۔

جب آپ نے محسوس فرمایا کہ یہ اسرارِ الٰہی میں سے ہے تو آپ نے اس کے اصرار پر اپنے دونوں ہاتھ اس کی آنکھوں پر رگڑے۔ وہ عورت بینا ہو گئی مگر آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس واقعہ کا ذکر آگے کسی سے نہ کرنا۔ مگر انہوں نے چند لوگوں کو اس کی خبر پہنچا دی جس سے آپ کو افسوس ہوا۔

الغرض آپ منازل طے کرتے کرتے آخر کار اجمیر شریف پہنچ گئے۔

حضرت خواجہ بزرگ معین الدین قدس سرہ کی روح پرفتوح سے بے شمار فیوض و انوار حاصل کیے غرضیکہ فوائد حاصل کرنے کے بعد آپ دہلی کی طرف چل پڑے۔ آخر منزل بہ منزل سفر طے کرتے ہوئے آپ دہلی میں تشریف لے آئے اور سب سے پہلے قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر حاضری دی اور پھر چند روز کے لئے ایک مسجد میں معتکف ہو گئے۔ پھر درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء اور درگاہ حضرت

Marfat.com

نصیر الدین چراغ دہلی میں بھی حاضری دی۔ اس کے بعد حضرت شاہ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کا بیٹا بڑی محبت سے پیش آیا اور پھر کٹرہ چھلیل میں ایک حویلی کرائے پر لے لی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ شہرت نے یہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ جسے اللہ تعالیٰ شہرت دوام بخشے اسے کون روک سکتا ہے۔ جلد ہی سلسلہ ارادت میں شامل ہونے کے لئے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔

دربار فرید میں حاضری: دہلی میں قیام کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لئے جانب پاک پتن چل پڑے۔ محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ قلم بیان کرنے سے قاصر ہے۔ میلوں کا سفر تھا جو پیدل طے کیا۔ پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ مجبوراً رک کر چھالوں پر مہندی لگاتے ابھی پوری طرح آرام نہ آتا تھا کہ پھر سفر پر چل پڑے۔

جب آپ پاکپتن شریف پہنچے تو حضرت بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشین نے بڑی محبت و احترام سے استقبال کیا۔ آپ نے صاحب مزار کے قریب ہی حجرے میں قیام فرمایا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ہر رات ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے۔ کچھ عرصہ پاکپتن قیام فرمانے کے بعد واپس دہلی آ گئے۔

درس و تدریس: بزرگان دین کی خانقاہوں میں حاضری دینے کے بعد آپ نے اجمیری دروازہ کے مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ مدرسہ امیر غازی الدین خاں فیروز جنگ کا بنوایا ہوا تھا۔ اس مدرسہ میں بیٹھ کر آپ نے صرف چند درسی کتابوں کو پڑھانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حقائق و معارف کے دریا بہا دیئے اور طلبا کو قرآن و حدیث کے تمام علوم سے بہرہ ور کر دیا۔ آپ کے درس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بڑی محنت سے پڑھائی کرائی جاتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاص طور مذکورہ احادیث کا درس دیتے تھے۔ اس مدرسہ کا نظام کچھ اس طرح تھا کہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن لوگوں کو حدیث کا درس دیتے تھے وہ دوسرے طالب علموں کو معقول و منقول کی تعلیم دیتے تھے۔

Marfat.com

بعض خاص شاگردوں کو حضرت شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابتدائی کتابیں بھی پڑھا دیا کرتے تھے۔ میر بدیع الدین کو جو آپ کے بہت عزیز شاگرد اور مرید تھے، آپ نے میزان سے لے کر صحیح بخاری تک پڑھائی تھی۔ ایک مرتبہ آپ سفر السعادت کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ اس کے بعض مقامات حاضرین کو بھی سنائے جاتے تھے۔

شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس مدرسے میں دور دور سے طلبا آتے تھے۔ اکثر مشہور مریدین آپ کے مدرسہ کے طلبا ہی تھے۔ آپ کی تعلیم کی خصوصیت یہ تھی کہ اس پر باطنی اصلاح کا رنگ غالب تھا۔ سلوک کی تعلیم اس نصاب اور درس کا خاص حصہ تھی۔ شاہ عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جب تحصیل علم کے لئے دہلی آئے تو سب سے پہلے شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مدرسے میں حاضر ہوئے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہر کی تعلیم کی درخواست کی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جمعیت خاطر کے ساتھ باقی کتابوں کو پڑھ لو علم حاصل ہو جائے گا۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت علم ظاہر کی طرف بہت زیادہ رغبت تھی۔ یہاں سلوک اور تجلیہ باطن پر خاص زور تھا۔ اس لئے مولانا چند دن دہلی قیام کرنے کے بعد، رام پور چلے گئے۔

جس زمانے شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیری دروازہ کے مدرسے میں درس و تدریس میں مشغول تھے اور حقائق و معارف کے دریا بہا رہے تھے، دہلی میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ اپنے پورے عروج پر تھا۔ شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں تصوف کا رنگ غالب تھا اور سلوک و علم باطن کی طرف زیادہ زور دیا جاتا تھا۔

طالبانِ علم استفادہ تعلیم کا مظاہرہ کرتے، عزت و احترام اور فضیلت کی دستار پاتے پھر رخصت کئے جاتے۔ آپ بارہویں صدی ہجری کے عظیم صوفی اور ولی اللہ تھے جنہوں نے اسلامی مراکز اور قیام گاہ قائم کئے۔ درویشوں، مسافروں اور طلباء کے لئے لنگر جاری کئے۔ علم و ہنر کی مشعلیں روشن کیں جن سے قوم کے بجھے ہوئے

Marfat.com

چراغ صدیوں تک روشنی حاصل کرتے رہے۔آپ کی درس گاہ سے بڑے بڑے فلسفی، علامہ منطقی، فقیہ، محدث، شاعر اور حریت و نواز وحق گو اہل علم پیدا ہوئے جو فخر البلاد ہوئے۔

دوران تدریس آپ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد حجرے میں تشریف لے جاتے اور تن تنہا اپنے رب کی بارگاہ میں ذکر و سجود کے نذرانے پیش کرتے۔ تین چار گھڑی دن نکلنے کے بعد باہر تشریف لاتے اور حدیث پاک یا عوارف المعارف کا درس شروع ہو جاتا۔ کوئی صاحب کتب سے عبارت پڑھتے اور آپ اس پر تقریر فرماتے۔ جس میں حقائق و معارف، اسرار و رموز اور عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر موجزن ہوتے تھے۔ ہر جمعہ اور منگل کو مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ سنتے۔ اس وقت مدرسہ کے دروازے مقفل کرا دیتے تھے۔ خاص خاص مریدین اس محفل میں موجود ہوتے تھے۔ رمضان المبارک کے آخری ایام میں سلسلہ تدریس روک دیا جاتا اور آپ درگاہ قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ یا حضرت نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ جا کر معتکف ہو جاتے تھے۔

علمی ذوق: حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں نے نہایت اعلیٰ علمی ذوق پایا تھا۔ بیشتر وقت مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ کتابوں کے حاصل کرنے اور جمع کرنے کا بڑا شوق تھا۔ حد یہ تھی کہ اگر قرض بھی ہاتھ آ جاتی تھیں تو خرید لیتے تھے۔ آپ کا نہایت عمدہ کتب خانہ تھا۔ فخر الطالبین میں لکھا ہے:۔

لیکن کتابوں کو حضرت شیخ بہت دوست رکھتے ہیں اگر قرض بھی ہاتھ آ جاتی ہیں تو خرید لیتے ہیں۔ بفضل الٰہی سرکار کے کتب خانے میں بہت سی کتابیں ہیں۔

کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے سامنے رہتی تھی۔ کبھی حدیث بیان فرماتے، کبھی عوارف المعارف سناتے۔ فوائد الفواد سے تو اتنا عشق تھا کہ ہر وقت سینے سے لگی رہتی تھی۔

تصانیف: حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کو کتب تصنیف کرنے کا بھی بڑا شوق تھا

Marfat.com

مگر خدمت خلق اور درس و تدریس میں مصروف رہنے کے باعث اس شعبہ کی طرف زیادہ وقت نہ دے سکے۔ اس کے باوجود آپ نے تین گراں قدر کتب یعنی (۱) نظام العقائد (۲) رسالہ مرجیہ (۳) فخر الحسن، تصنیف فرمائی ہیں جن کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

(۱) نظام العقائد: علم عقائد پر ہے۔ اس میں نہایت عمدگی اور اختصار سے اسلام کے بنیادی عقائد پر بحث کی گئی ہے۔ سبب تالیف یہ بتایا ہے کہ پاک پٹن میں بعض اعزہ و احباب نے اصرار کیا کہ عقائد اہل سنت و الجماعت کو بموجب مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صاحب عبارت میں بیان کیا جائے۔ تعمیل میں یہ کتاب لکھی گئی۔ طرز بیان سادہ اور دل کش ہے۔

(۲) رسالہ مرجیہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے ایک بیان کی تشریح میں لکھا گیا ہے۔ حضرت غوث الاعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کو فرقہ مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ آں حضرت کا کلام نہیں ہے بلکہ ملحقات سے ہے۔ حضرت شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ حضرت ہی کا کلام ہے۔ لیکن اس جملہ سے ان کا اصلی مقصد وہ نہیں جو عام طور پر سمجھا گیا ہے۔ لکھا ہے کہ فرقہ مرجیہ نے رحمت الٰہی کے غلبہ میں بہت مبالغہ کیا ہے اور مضمون غضب کو فراموش کر دیا ہے اور حنفیہ فی الجملہ رحمت کو غلبہ دیتے ہیں۔ اس مناسبت سے انہوں نے حنفیہ کا ذکر فرقہ مرجیہ میں کیا ہے لیکن حنفیہ اس قدر رحمت کو غلبہ نہیں دیتے جیسا کہ دوسرے فرقہ مرجیہ دیتے ہیں۔ اس سبب سے ''زائغ عن الحق'' (حق سے ہٹے ہوئے) نہیں ہیں۔

(۳) فخر الحسن: تیسری کتاب فخر الحسن ہے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیان کی تردید میں لکھی تھی۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتباہ میں یہ اعتراض کیا تھا کہ چشتیہ سلسلہ حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ تک متصل نہیں ہوتا کیونکہ حضرت خواجہ حسن بصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت کم عمر تھے اور کم عمری میں ان کو روحانی خلافت کس طرح مل سکتی تھی۔ شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فخر الحسن میں اس بیان کی تردید کی ہے اور محدثانہ کلام کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت ملی تھی اور یہ اعتراض غلط ہے۔ شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ مولانا عبدالعلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس رسالے کو دیکھا تو فرمایا کہ حسن اعتقاد کے ساتھ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بزرگوں نے لکھا ہے حق ہے لیکن یہ تحقیق جو مولانا نے کی ہے ہم کو معلوم نہ تھی۔

فخر الحسن میں احادیث کی متداول کتب اور شروح کے علاوہ ان کتابوں کے حوالہ موجود ہیں جن سے ان کے علمی تجر اور وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) تاریخ صغیر بخاری (۲) تہذیب الکمال مزی (۳) شروط الائمہ حازمی (۴) تہذیب الاسماء واللغات نووی (۵) سنن کبریٰ بیہقی (۶) تاریخ خطیب بغدادی (۷) حلیۃ الاولیاء (۸) تقریب نووی (۹) تاریخ الاسلام ذہبی (۱۰) مراۃ الجنان یافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) سنن دارقطنی (۱۲) کتاب الثقات ابن حبان (۱۳) فتح الباری (۱۴) تدریب الراوی (۱۵) منہاج السنہ ابن تمیمہ

گزشتہ صدی کے ایک مشہور عالم مولانا احسن الزماں حیدر آبادی مرید و خلیفہ مولانا محمد علی خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے قول المستحسن فی شرح فخر الحسن کے نام سے شاہ صاحب کی اس تصنیف کی مبسوط شرح عربی میں لکھی تھی۔ مناقب حافظیہ میں لکھا ہے کہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے فخر الحسن کا جواب لکھنا چاہا لیکن نہ لکھ سکے۔

شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو لکھنے کے بعد اپنی مجلس میں جستہ جستہ سنوایا تھا۔ مصنف مناقب فخریہ نے فخر الحسن نام تجویز کیا تھا۔ جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشی اور ''بشاشت'' سے پسند فرمایا تھا۔

ان تصانیف کے علاوہ ایک زمانے میں حضرت شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے کچھ خطوط بھی دستیاب ہوئے تھے۔اب صرف ایک خط مناقب المحبوبین میں محفوظ ہے جس میں اتباع شریعت کی تلقین کی گئی ہے اور وحدت وجود کے بعض نکات کو واضح کیا گیا ہے۔

تبلیغ دین: حضرت مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں نور اللہ مرقدہ کی صحبت جادو کا اثر رکھتی تھی جو کوئی آپ کی خانقاہ میں آجاتا تھا۔متاثر ہوئے بغیر واپس نہ جاتا جرائم پیشہ لوگ پناہ تلاش کرنے خانقاہ میں آئے تو ولی بن کر نکلتے اور حلقہ بگوش ہو جاتے۔رشد وہدایت، اصلاح وتربیت کی آواز جو آپ نے بلند کی تھی وہ جھونپڑوں سے لے کر محلات تک گونجی۔آپ نے اتباع شریعت وسنت کی تلقین کی اور ایک تبلیغی جماعت بھی تیار کی۔مبلغین کو اپنے حلقے میں رکھ کر پوری طرح تربیت دی۔پھر اشاعت دین اسلام کے فریضے کی ادائیگی کے لئے مختلف ممالک کو روانہ کیا اور وہاں نظامیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کرائیں۔آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔

بادشاہ شاہ عالم، فوج کے سردار، صاحب اقتدار افراد، امراء، روساء، بیگمات مشاہیر زمانہ اور غریب ونادار بے شمار لوگ آپ کے مرید تھے۔اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔خود حتی الامکان صاحب اختیار حضرات کے ہاں جانے سے گریز فرماتے تھے اور نہ ہی نذریں قبول کرتے تھے۔بہادر شاہ ظفر نے اپنے دیوان میں کئی جگہ آپ کی منقبت بیان کی ہے۔لکھتے ہیں۔

ظفر رکھتے نہیں مطلب کے نکتہ دانوں سے
ہمیں فخر جہاں کا ایک نکتہ سو برابر ہے
ظفر دشوار ہے ہر چند اہل معرفت ہونا
مگر صدقہ سے فخر الدین ہوسکتا تو سب کچھ ہے

آپ نے عام مسلمانوں کی زندگیوں کا جائزہ لیا تو یہ سوچ کر کانپ اٹھے کہ مذہب کی روح ختم ہو چکی ہے۔قرآن پاک تبرک بن کر رہ گیا ہے۔سورۃ یٰسین کا فائدہ مسلمان صرف اس قدر جانتے ہیں کہ نزع کا وقت آسان ہو جاتا ہے۔چند رسوم

Marfat.com

کی پابندی کو وہ اسلام سمجھتے ہیں۔ جب دین اسلام سے اس قدر بے گانگی ہو تو معاندین اسلام کو بد مذہبی و گمراہی کے بیج بونے میں آسانی ہوتی ہے اور وہ اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لئے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم دین حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ اگر اس ایک حدیث پاک پر دل و جان سے عمل کر لیا جائے تو نہ صرف ناخواندگی کا قلع قمع ہو جائے گا بلکہ مسلمانوں کو کوئی گمراہ بھی نہ کر سکے گا۔ چنانچہ حضرت فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے عوام کے خیالات کی اصلاح فرمائی۔ تبلیغ حق میں آپ حضرت شاہ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا انداز اپنائے ہوئے تھے۔ بے شمار ہندو دامن اسلام سے وابستہ ہوئے لیکن خوف سے اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔ جب کوئی ہندو آپ کے پاس آتا تھا تو خانقاہ کے دروازے بند کر دیا کرتے تھے۔

آپ ایسے بزرگ تھے کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت سے ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ شجرۃ الانوار میں درج ہے کہ ایک ہندو عورت کھلم کھلا مسلمان ہو گئی تھی اور اس کے بعد دہلی میں بلوہ ہو گیا تھا بدامنی یہاں تک پھیلی تھی کہ آپ نے دہلی چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے بعد خاموش طریقے سے مسلمان ہونے شروع ہو گئے اور کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اشاعت دین اسلام جاری رہتی اور غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوتے۔

شاہان وقت کو تلقین: جن دنوں سیاسی بدامنی اور ہنگامے زوروں پر تھے۔ سکھوں کی چیرہ دستیاں عروج پر تھیں۔ بڑے بڑے خاندانوں کی عزت و ناموس خاک میں مل رہی تھی۔ مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر آپ کا دل کڑھتا تھا۔ ان دنوں آپ بھیک منگوں کو زیادہ نہ دیتے تھے بلکہ ان لوگوں کی مدد فرماتے تھے جو دستِ سوال پھیلا نہ سکتے تھے اور فاقے کرتے تھے۔

آپ کو بادشاہ کی حالت پر غصہ آتا تھا کہ وہ ان فتنوں کے انسداد سے کیوں غافل ہے چنانچہ آپ نے بادشاہ کو لکھا کہ وہ بذات خود امور سلطنت کی طرف توجہ

Marfat.com

دے۔ امراء اور وزراء کے حوالے حکومت کرنے کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ بدامنی اور افراتفری کا دور دورہ ہے۔

اپنی سیاسی بصیرت سے آنے والے واقعات کی نشاندہی کی، ملکی سلامتی و امن و سکون اور خوشحالی و ترقی کے لئے ضروری ہے کہ والئی ملک کو تمام باتوں سے آگہی ہو اور مفاد پرستوں، ملک دشمنوں کو کوئی عہدہ دینے کی بجائے ان پر کڑی نظر رکھی جائے اور مجرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دی جائے۔ سیاست سے دور رہتے ہوئے بھی بزرگان دین شاہان وقت کو ہمیشہ سیدھی راہ پر رہنے کے لئے تلقین فرمایا کرتے تھے۔

اتباعِ سنت کا درس: جس وقت حضرت شاہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ مسند ارشاد پر متمکن تھے تو ان دنوں کافی بزرگ دہلی میں موجود تھے۔ ان میں سے اکثریت ایسے صوفیاء اور نام نہاد بزرگوں کی تھی جو سنت و شریعت کو چھوڑ چکے تھے اور اپنے نفس کو دھوکا میں ڈال کر دوسروں کو گمراہ کر رہے تھے۔ آپ چھوٹی اور بڑی ہر بات میں اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ اگر کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے تو فرماتے ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھا کرتے تھے'' اور اگر خوشبو لگاتے تو فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ آپ مریدین کو اتباع سنت و شریعت پر مجبور کرتے اور طرح طرح سے مثالیں دے کر اس کے فوائد بتاتے تھے۔ ایک دن تشریف فرما تھے مریدین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

> ''حدیث شریف میں جو درود پاک آیا ہے اسی کو پڑھیں۔ دوسری چیزوں کی طرف رجوع نہ کریں۔ مذہب حنفی پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ حدیث کی طرف کثرت سے رجوع کریں۔''

عادات وخصائل: آپ کی عادت مبارک تھی کہ اگر کوئی شخص مسلسل آپ کی خدمت میں حاضری دیتا اور پھر وہ کسی وجہ سے نہ آ سکتا تو آپ خود اس کے متعلق خدام سے دریافت فرماتے حتیٰ کہ ایک خاکروب جس کا نام پیرا تھا اور وہ صفائی وغیرہ کیا کرتا۔

Marfat.com

وہ کسی وجہ سے چند دن نہ آسکا اور اپنی جگہ کام کرنے کے لئے کسی اور شخص کو بھیج دیا۔ آپ کو دو تین دن پیر محمد نظر نہ آیا تو اپنے ساتھیوں سے اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! وہ تو چند دن سے بیمار ہے۔ جونہی آپ نے یہ خبر سنی تو آپ فی الفور بنفس نفیس وہاں تشریف لے گئے۔ اس کی مزاج پرسی و عیادت کی اور کچھ نقدی بطور امداد عطا کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے سید محمد کو حکم دیا کہ اس کا علاج میرے خصوصی معالج حکیم میر حسین سے کراؤ۔ ادھر حکیم صاحب کو تاکید فرمائی کہ اس کا علاج پوری توجہ سے کریں۔ آپ نے فرمایا میاں پیر محمد! مجھے یہ قطعاً معلوم نہیں تھا کہ تم بیمار ہو ورنہ پہلے تمہارے پاس آتا۔ میری اس دیر کی آمد پر معاف کر دینا۔ (سبحان اللہ وبحمدہ)

منقول ہے کہ آپ اپنے مشائخ کے مزارات کی حفاظت اور آرائش اور مدرسہ کے طالب علموں اور محتاجوں پر ہزاروں روپے صرف کرتے ایک بار صوبیدار کشمیر نے ایک ہزار روپیہ کی خطیر رقم کشمیر سے کسی آدمی کے ہاتھ آپ کے لئے ارسال کی لیکن وہ شخص بجائے اس کے کہ رقم پہنچاتا خود ہضم کر گیا اور وہ خط اس رقم کے ہمراہ تھا وہ بھی آپ کے حوالہ نہ کیا۔ جب اس رقم بھیجنے والے کا دوسرا خط آپ کو ملا تو آپ کو پتہ چلا کہ رقم تو قاصد کھا گیا ہے۔ مگر آپ کی بلند حوصلگی کہ آپ نے اس کا کسی سے ذکر بھی نہ فرمایا۔ یہی فرمایا کہ اس کی قسمت تھی اس نے لے لی۔ اب میں اسے کیا کہوں۔

کہتے ہیں کہ آپ کے ایک خلیفہ حاجی محمد واصل رحمۃ اللہ علیہ مکہ سے حج کر کے واپسی پر دکن آتے۔ حاجی صاحب کو دکن میں آپ کے کسی مرید نے کچھ رقم دی کہ یہ رقم بطور نذرانہ حضرت کے پیش کر دینا۔ راستہ میں ایک منزل پر محفل سماع منعقد ہوئی۔ حاجی واصل صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی تو انہوں نے وہ تمام رقم قوالوں میں تقسیم کر دی بعد میں جب حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو اس واقعہ کا حضرت صاحب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ آپ بے

Marfat.com

حد مسرور اور خوش ہوئے اور فرمایا میں تم پر قربان جاؤں۔ تم نے تو مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ اس بار گران سے نجات دلا دی اور یہ شعر فرمایا:

سر بر راہِ تو فدا شد چہ بجاشد
این بارِ گراں بود ادا شد چہ بجاشد

آپ کا یہ وطیرہ تھا کہ آپ دنیاوی معاملات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین میں سے کئی امراء اور دولت مند آپ کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے لیکن آپ انہیں قبول نہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص زیادہ اصرار کرتا تو آپ فرماتے کہ کیا تمہیں میرا یہاں قیام کرنا ناگوار ہے۔ اگر تم نے اس بات پر مجبور کیا تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر آپ شہر سے باہر تشریف لے جاتے تو بہت سے خدام آپ کے ساتھ ہوتے لیکن جب شہر کے اندر ہی کسی کے ہاں جانا ہوتا تو صرف دو خادموں کے ہمراہ جایا کرتے اگر بادشاہ وقت آپ سے قدم بوسی کی اجازت طلب کر بھیجتا تو آپ ازراہِ اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کے پاس چلے جاتے اور شہرتِ عامہ سے بچنے کے لئے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے۔

آپ کو لوگوں کا دل رکھنے کے لئے ایک ہی دن میں کئی کئی لوگوں کے گھروں میں جانا پڑتا۔ گھر والے جتنے بھی کھانا پکاتے آپ ہر گھر میں سے ایک دو لقمہ ضرور تناول فرماتے۔ تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو (جیسا کہ شجرۃ الانوار میں ہے) نواب غازی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں آپ کے کریمانہ اخلاق کے متعلق لکھا ہے:

''آپ کی عادات و خصائل انتہائی عمدہ تھیں اور ان میں نواہی کا شائبہ تک نہ ہوتا۔ آپ ہر شخص کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے چھوٹا ہو یا بڑا آپ سلام کہنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ آپ جب مجلس میں بیٹھتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ایک بھائی اپنے بھائیوں میں بے تکلفی سے بیٹھا ہوا ہے۔ جو بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا

Marfat.com

آپ اسے اٹھ کر ملتے اور بڑی محبت سے اس کے ساتھ گفتگو کرتے۔

آپ اتنے سادہ تھے کہ اپنے ذاتی کاموں کے لئے کسی دوسرے کو حکم نہ فرماتے بلکہ اپنے ہاتھوں سے ہی اپنا کام کرتے۔ آپ نے زندگی میں کبھی کسی کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کی اور ہمیشہ دکھی اور مصیبت زدہ لوگوں کے غمگسار رہے۔ آپ کے تمام ارشادات رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مزین ہوتے اور سنت نبوی سے باہر قدم نہ نکلنے دیتے۔

آپ کا اخلاق: آپ ہر کسی سے خندہ روئی اور بشاشت سے پیش آتے تھے۔ اس میں چھوٹے بڑے کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ کسی کو مصیبت میں دیکھتے تو جب تک اس کی مدد نہ فرما لیتے چین نہ پڑتا تھا۔ کسی کو رنجیدہ وملول نہ دیکھ سکتے تھے۔ بعض دشمن آپ کی جان لینے کی غرض سے جاتے لیکن اخلاق سے بے حد متاثر ہوتے اور ناکام لوٹ جاتے۔ ایک دفعہ ایک افغانی آپ کی خانقاہ میں آیا اور حملہ کیا۔ قریب موجود خدام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا۔

"اس کا ہاتھ چھوڑ دو۔"

اور پھر اپنا سر مبارک زمین پر رکھ کر فرمایا۔

"ہم حاضر ہیں جو جی میں ہے کرو۔"

وہ شخص بے حد شرمندہ ہوا۔ باہر گیا اور ساتھ دو آدمیوں کو لے کر آیا۔ آپ اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"صاحب بخیر و عافیت"

ان الفاظ کا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ ان لوگوں نے حویلی کے پتھر پر اپنے سر اور پاؤں کو کوٹ کوٹ کر معافی مانگی۔ آپ ہر چھوٹے بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ علالت اور شدید بیماری میں بھی آپ اسی طرح لوگوں سے پیش آتے تھے۔

جب آپ گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو عموماً دستار اور جامہ زیب تن

Marfat.com

فرماتے تھے۔ موسم سرما میں دوشالہ بھی استعمال فرماتے تھے۔ ہمیشہ پرہیزی کھانا تناول فرماتے اور اتنا کم کھاتے کہ شاید ہی کوئی شخص کھاتا ہو۔ کسی دعوت یا جلسہ میں تشریف لے جاتے تو لوگوں کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ دیتے۔ اظہار بزرگی سے نفرت تھی۔ حکم تھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ کوئی تعریف کرتا تو پسند نہ کرتے۔ گردن جھکا کر ادب کرتا تو پسند نہ کرتے۔ قدم بوسی کرنے لگتا تو ناراض ہوتے۔ دعوتوں کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن استدعا کو رد بھی نہیں کرتے تھے۔ آپ کسی کی عزت ونفس کو مجروح نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی شخص آپ کے کتب خانے سے کتابیں چرا کر لے گیا اور کوئی اجنبی انہیں آپ کے پاس فروخت کرنے کے لئے لے آیا۔ آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ اسے کتابیں کہاں سے ملی تھیں بلکہ پیسے دے کر خرید لیں۔

آپ کی ذات والاصفات اوصاف ظاہری و باطنی کی جامع تھی۔ آپ نہایت خلیق و متواضع تھے۔ آپ میں ایثار نفس بدرجہ اتم تھا۔ عبادت، ریاضت، مجاہدہ اور مراقبہ میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو روپیہ اور چیزیں نذر میں آتی تھیں۔ سب کو تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ اپنے واسطے کچھ نہ رکھتے تھے۔ انکساری اس درجہ تھی کہ جب آپ کا خاکروب پیر اور دو روز متواتر خانقاہ میں صفائی کے واسطے نہیں آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، آپ بہ نفس نفیس اس کو دیکھنے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کو کچھ روپیہ دیا اور اس سے معذرت کی کہ اس کی خبر گیری میں اتنی دیر ہوئی۔

کرامات: حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں سے بعض اوقات روحانی تصرفات اور کرامات کا اظہار بھی ہوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا اس نے عطا فرما دیا غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عنایات سے ہمیشہ دنیا اور آخرت میں باعزت کر دیا۔ آپ سے منسوب چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

مرض سے کلی شفا نصیب ہو گئی: مثنوی میں مذکور ہے کہ قاضی ضیاء محمد سونی پتی

Marfat.com

سخت بیمار پڑ گئے۔ سات ماہ بیمار رہے اور ان کی زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ انہوں نے سوچا کہ مرتو جانا ہی ہے کیوں نہ جان حضرت والا کے قدموں میں نکلے؟ چنانچہ اس نے دو آدمیوں کو کہا کہ مجھے اٹھا لو اور حضرت کی خدمت میں پہنچا دو چونکہ یہ سخت کمزور ہو چکا تھا اور چلنے پھرنے کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ ان دو اشخاص نے اسے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور فخر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں لا ڈالا۔ آپ نے اس کی حالت دیکھی تو بڑا ترس آیا۔ سینے سے لگایا۔ قدرت خداوندی کہ اسے اسی وقت شفا کلی نصیب ہو گئی اور جسم میں فی الفور اتنی طاقت آ گئی گویا کہ وہ پہلے بیمار ہی نہ تھا۔

ارادہ قتل سے توبہ کرنے کا واقعہ: شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ایک بار دس افغانی گلی میں چکر لگاتے اور یہ کہتے تھے کہ ہم اس بدعتی شخص کو قتل کر دیں گے۔ آپ کے خدام نے یہ بات آپ کے گوش گزار کی کہ حضرت! آپ باہر تنہا تشریف نہ لے جایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی! ہم تو تقدیر الٰہی اور رضا خداوندی کے تابع ہیں۔ اس لئے اس قدر احتیاط کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایک دن آپ خواجہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کے موقع پر ایک محفل سماع میں تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے جب محفل کو نقطہ عروج پر جا پہنچایا تو خلفاء پر وجد طاری ہو گیا۔ وہ دس اشخاص قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی دیوار پر درگاہ کے بائیں جانب بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے اور اپنے ہاتھوں میں ننگے چھرے لئے بیٹھے تھے۔ کہنے لگے کہ دیکھو ان کے مرید کس طرح رقص میں مصروف ہیں۔

سید بدیع الدین جو آپ کے مقرب مریدوں میں سے تھے۔ انہوں نے جب صورت حال کا جائزہ لیا تو آپ سے عرض کیا کہ حضرت اس قدر تغافل بھی مناسب نہیں۔ اس سے ایک طرف تو ہماری بدنامی اور سبکی ہو گی اور دوسری طرف یہ چشمہ فیض بند ہو جائے گا۔ آپ نے ایک نگاہ ان لوگوں کی طرف اٹھائی تو ان میں سے ایک شخص غش کھا کر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ اس کے دوسرے ساتھی اس کی حفاظت کے

Marfat.com

لئے دوڑ کر اس کی طرف آئے مگر اس نگاہ کا یہ اثر ہوا کہ وہ تمام کے تمام کپڑے پھاڑ کر رقص کرنے لگے۔ انہوں نے اپنے سر آپ کے قدموں میں رکھ کر معافی مانگی، توبہ کی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی!

نگاہِ فیض کا اثر: سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں ایک بار محفل سماع قائم تھی اور فخر الملت والدین رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خدام وجد کی حالت میں تھے۔ اس دوران دو مسلح شخص مجلس میں آئے۔ مولوی عبداللہ صاحب جو کہ آپ کے خاص مرید تھے۔ حالت وجد میں دھمال ڈال رہے تھے۔ وہ اجنبی استہزا کے طور پر کہنے لگے کہ دیکھو یہ خسرہ کس طرح رقص کر رہا ہے؟ ان کی یہ بات سن کر آپ نے ان کی طرف نگاہ اٹھائی جس کا یہ اثر ہوا کہ وہ دونوں رقص کرنے لگے اور وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے ہتھیار قوالوں کے سپرد کر دیئے اور اپنا سر حضرت کے قدموں میں رکھ کر بیعت کے طالب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیا بیعت کرو گے۔ تم تو صوفیاء کو خسرے کہتے ہو۔ انہوں نے رو رو کر معافی طلب کی اور دل کی گہرائیوں سے آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ نے اپنی گرہ سے قوالوں کو رقم عطا فرمائی اور ان سے ہتھیار لیکر ان دونوں شخصوں کے حوالے کر دیئے۔

ایک اور شخص کو بڑا دعویٰ تھا کہ آپ کا تصرف مجھ پر قطعاً نہیں چل سکتا۔ آپ اگرچہ ان چیزوں سے کنارہ کش ہی رہتے تھے لیکن شاید یہ امر الٰہی تھا کہ آپ نے اس شخص پر نگاہ ڈالی تو آنکھوں، ناک اور کانوں سے خون جاری ہو گیا۔ بے ہوش ہو کر گر پڑا بعد ازاں وہ توبہ کر کے آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔

ایں نگاہیست کہ از سطح فلک اور گزرد
پردۂ دل چہ درد پردۂ افلاک ورد

(یہ نگاہ تو وہ نگاہ ہے جو آسمان کو بھی عبور کر سکتی ہے۔ تم دل کی کیا بات کرتے ہو۔ وہ تو آسمان کے پردے بھی چیر کر رکھ دیتی ہے)

آپ کی توجہ سے گہری بے ہوشی درست ہو گئی: کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت

Marfat.com

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب میں محفل سماع منعقد تھی۔ جب یہ محفل اپنے شباب پر پہنچی تو ایک نوخیز نوجوان پر وجد کی شدید کیفیت طاری ہو گئی۔ اتفاقاً اس عالم میں کسی وجہ سے قوالوں کو محفل سماع ختم کرنی پڑ گئی۔ لیکن وہ نوجوان جو وجد کی کیفیت میں تھا اس پر گہری بے ہوشی طاری ہو گئی سکتہ کی علامات ظاہر ہو گئیں۔ کسی نے اس کی نبض دیکھی تو وہ بالکل بے حس تھی اور جسم کے دوسرے حصوں میں سے بھی کسی حصہ میں حرکت کی کوئی علامت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اس نوجوان کے والدین کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ بے چارے روتے دھوتے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت ہمارا تو فقط یہی ایک بیٹا تھا اور اب وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ نے انہیں حوصلہ دلایا کہ فکر نہ کرو، اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اللہ اسے درست کر دے گا مگر اس کے والدین کو تسلی نہ ہوئی جب ان کی گریہ زاری حد سے بڑھ گئی تو آپ نے حکم دیا کہ قوالوں کو بلاؤ۔ چنانچہ تعمیل ارشاد ہوئی پھر آپ نے قوالوں کو دوبارہ محفل سماع بدستور سابق کرنے کا حکم دیا۔ محفل سماع کا یہ اثر ہوا کہ اس کا جسم تڑپا اور اس میں حرکت رونما ہوئی۔ آپ خود اس کے پاس بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی کہ اس کی حالت درست ہو جائے۔ آخر کار اللہ کی مہربانی سے تھوڑی دیر بعد وہ بالکل حواس میں آ گیا اور آپ کا مرید ہو گیا۔

<u>مولوی مکرم سے شفقت</u>: مثنوی اور شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ایک مولوی صاحب تھے جن کا نام مولوی مکرم تھا۔ اس کی یہ عادت تھی کہ جہاں محفل سماع ہوتی وہاں جا کر اسے بند کرا دیتا اور اہل محفل کو تکلیف پہنچاتا لیکن سید خاندان کی محبت کو وہ جزو ایمان سمجھتا تھا۔ اس کے اس احتسابی روّیہ کے متعلق حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب بھی بات چھڑی تو آپ نے یہی فرمایا میں اسے سمجھا دوں گا۔ وہ حقیقت میں عمدہ اور اچھا انسان ہے۔ عرس کے موقع پر محفل سماع گرم تھی کہ وہی مولوی اپنے چند چیلوں کو لے کر وہاں آ پہنچا۔ خدام نے حضرت کو جا کر عرض کیا کہ وہ

Marfat.com

احتساب کی غرض سے پہنچ گیا ہے۔

مولوی جب آپ کے نزدیک پہنچا تو آپ نے تصرف کی ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لرزہ براندام ہو گیا۔ بلند آواز میں ایک نعرۂ مستانہ لگایا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ کافی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو اپنے فعل سے توبہ کرتے ہوئے آپ کا مرید بن گیا لیکن اس متصرفانہ نگاہ کا اثر بعد میں اس پر موجود رہا۔ راستہ میں گزرتے اگر اس کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو نعرۂ مستانہ لگانے لگتا اور لوگوں کو بتلاتا کہ یہی وہ رہزن محبوب ہے جس نے میرا دل لوٹ لیا ہے۔

آپ اس کی یہ بات سن کر مسکراتے لیکن آپ کی یہ محبوبانہ مسکراہٹ بھی قتل کا کام کرتی ایک دن اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ حضرت والا تعزیت کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے، تو وہ کہنے لگا عجیب تماشا ہے کہ خود ہی قتل کیا اور خود ہی تعزیت کرنے آئے ہو۔

آپ کو اس مولوی صاحب سے ایک خصوصی انس تھا اور وہ بھی آپ کی محبت میں اس قدر مستغرق تھا کہ تمام علوم چھوڑ چھاڑ کر اس نے آپ کی محبت کو ہی اپنا شیوہ بنا لیا تھا۔ ایک دن حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ فلاں طالب علم کو جو بالکل ابتدائی اور چھوٹی کتابیں پڑھتا ہے۔ میزان الصرف پڑھا دیا کرو۔ لیکن خیال رہے کہ اسباق کا ناغہ نہ کرنا اور کتاب کو اوّل سے آخر تک پوری توجہ سے پڑھانا۔ عشق و محبت کے دیوانوں کو بھلا علم سے کیا کام! تاہم اس نے حسب الارشاد چند دن تو اس طالب کو سبق دیا۔ ایک دن اس طالب علم نے سوال کیا کہ یہ جو ہم کتاب میں روزانہ ''ضَرَبَ زَیدٌ عُمَراً کہ زید نے عمر کو مار دیا پڑھتے ہیں۔ آخر یہ زید تھا کون؟ اور وہ عمرو کے پیچھے کیوں پڑ گیا تھا۔ مولوی صاحب جو اس قضیہ سے پہلے ہی تنگ آیا ہوا تھا کہنے لگا کہ زید عمر میں تو فلاں اور فلاں یہ سب لغویات ہیں یہ کہا، کتاب طالب علم کے منہ پر ماری، معلمانہ پگڑی اتار زمین پر

Marfat.com

چھینکی اور نالہ وفریاد کرتے ہوئے رقص کرنے لگا۔ خدام نے حضرت والا کو صورت حال بتلائی تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ جاؤ اس کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ چنانچہ جب پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا مولوی تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے فرمان کے مطابق میں نے دو تین دن تو سبق پڑھایا اور یوں محسوس کیا کہ میں کسی پنجرہ میں قید ہو گیا ہوں۔ جونہی تدریس کے شغل کو چھوڑا ہے تو آزادی محسوس کر رہا ہوں۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بے چارہ مجبور ومعذور ہے۔

ایک وقت میں دو مقامات پر: "خلاصۃ الفوائدؒ" میں لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم فرماتے تھے کہ چند افراد نے اجمیر شریف میں حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو مزار مبارک کے گرد طواف کرتے دیکھا لیکن یہی لوگ جب دہلی گئے اور آپ کی خدمت میں بھی جا کر حاضری دی تو عرض کیا کہ حضرت ہم نے آپ کو وہاں اجمیر شریف میں مزار مبارک پر طواف کرتے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں تمہیں وہم ہوا ہوگا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

ایک عقیدت مند کی روحانی مدد کا واقعہ: کہتے ہیں کہ جب نواب غازی الدین خان نے بادشاہ عالم گیر کی آنکھیں نکلوا دیں تو چند یوم روپوش رہنے کے بعد ایک رات آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے جرم کی معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا جرم بے حد سنگین ہے۔ اس کی معافی آسانی کے ساتھ نہیں ہو سکتی اگر معافی کے طالب ہو تو یہاں سے ہجرت کر کے پہلے مکہ مکرمہ جا کر فریضہ حج ادا کرو۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرو اور پھر حضرت میاں صاحب یعنی حضرت قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں جا کر قیام کرو تو ممکن ہے کہ ان کی محبت سے تمہارا قصور معاف ہو جائے۔

نواب نے عرض کیا کہ اتنا طویل سفر وہ کیسے کر سکتا ہے۔ اس کے پاس نہ سواری

Marfat.com

ہے اور نہ ہی زادِ راہ۔ آپ نے فرمایا جو تھوڑا بہت پاس ہے اسی پر اکتفا کرو اور روانہ ہو جاؤ۔ اگر دورانِ سفر رقم کی ضرورت پڑے تو ہم حاضر ہیں چنانچہ نواب صاحب اللہ پر توکل کر کے اس طویل سفر پر نکل پڑے۔ بڑی مشکل کے بعد وہ حرمین شریفین پہنچے۔ وہاں مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی اور مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کی زیارت کی مگر بالکل تہی دست تھے اور خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی پاس نہ تھا۔

اسی فاقہ کشی کے عالم میں انہوں نے ایک دن کہا کہ میرے شیخ! مجھے آپ کے وعدہ صادق پر پورا بھروسہ ہے۔ اب دیکھئے کہ میری حالت اس قدر ناگفتہ ہو چکی ہے کہ میری جیب میں ایک پیسہ تک بھی نہیں اور میں فاقہ کشی پر مجبور ہوں۔ اسی حالت میں اسے نیند آ گئی تو خواب میں حضرت فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اسے فرمایا کہ میں تمہاری حالت سے مکمل طور پر باخبر ہوں۔ جب نیند سے بیدار ہوا تو آپ کی زیارت پر بے حد مسرور تھا۔

صبح ہوئی تو بادشاہ روم کے مختار کو نواب موصوف کی آمد کا علم ہوا اور اس نے آپ کی خدمت میں بہت سی رقم حاضر کی نیز بہت اصرار کیا کہ جب تک یہاں ہیں آپ میرے ہاں ہی کھانا کھائیں اور یہیں ٹھہریں۔

نواب نے شاہِ روم کی پیش کردہ دولت کو غیبی فتوح سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کیا اور یہ سب کچھ مرشد کا کرم اور عنایت سمجھتے ہوئے مرشد کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

در کعبہ بجز جلوۂ دلدار ندیدیم
در بت کدہ جز صورتِ آں یار ندیدیم

(دیر و حرم میں جہاں کہیں بھی گیا مجھے تو وہاں اپنے محبوب کی تصویر اور اس کا جلوہ ہی نظر آیا)

قرض اُتارنے کیلئے اللہ کی مدد: شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ لوگوں کو بکثرت انعام و اکرام دینے اور لنگر کے گراں بہا اخراجات کی وجہ سے آپ کی آخری بیماری

Marfat.com

میں آپ پر قرضہ ہو گیا تو آپ کا باورچی سید احمد چند قرض خواہوں کو لے کر لنگر کے مہتمم مولوی عظمت اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ! یہ قرض خواہ بڑا تنگ کرتے ہیں۔ کیا کیا جائے؟ جبکہ حضرت صاحب کی تکلیف کی وجہ سے ہمیں اپنا بھی ہوش نہیں۔ مولوی عظمت اللہ مہتمم باورچی خانہ نے کہا کہ جب حضرت والا صحت یاب ہوں گے تو صورتحال ان کے گوش گزار کی جائے گی۔ ابھی ان کے مابین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ کا خصوصی خادم میر کلوان کے پاس آیا اور کہا کہ تمہیں حضرت والا یاد فرما رہے ہیں چنانچہ وہ فوراً حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ جو قرض خواہ تم سے رقم کا مطالبہ کرے تو میری طرف سے میرے نام کی مہر لگا کر انہیں اشٹام لکھ دینا کہ انشاء اللہ کل صبح یا شام تک تمہیں تمہاری رقم لازماً مل جائے گی۔

اتفاقاً اسی روز ایک شخص مسمی شنید یہ مرٹیہ نے آپ کی خدمت میں گیارہ سو روپے نذرانہ بھیجا اور خلاصۃ الفوائد میں ہے کہ کسی ہندو نے دکن سے بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں مبلغ دو ہزار ایک سو روپے کی خطیر رقم بھیجی۔ جب یہ رقم آپ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ہر قرض خواہ کی ادائیگی کر کے ان کو جو اشٹام لکھ کر دیا تھا واپس لے لیا جائے اور باقی تمام رقم فقراء اور غربا میں تقسیم کر دی جائے نیز فرمایا کہ اس میں سے تھوڑی سی رقم رکھ لیں کہ کل صبح حضرت خواجہ قطب الدین صاحب کی حاضری کے لئے سفر خرچ کے طور پر کام آئے گی۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات اعلیٰ روحانی مقام کے حاصل کرنے میں امداد اور رہنمائی کرتی ہیں۔

مقام سیر النفسی: آپ فرماتے ہیں کہ سیر آفاقی میں یعنی عالم کبیر میں عارف محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ سیر النفسی میں بھی وہ اس دولت سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ کہنا چاہئے کہ اول تو محض آئینہ ہے اور ذات پاک کا ظہور اس میں بھی ہے۔ مگر دوم یہ کہ انسان ''عالم صغیر'' ہے۔ مصفّٰی اور مجلّٰی آئینہ ہے۔ اس میں جو تجلیات عارف مشاہدہ

Marfat.com

کرتا ہے وہ پہلے مشاہدہ سے بہ مدارج فوق ہیں۔ مقام سیر النفسی کا فناءِ تام حاصل ہونے پر موقوف ہے۔ سالک کا باطن ماسوا اللہ سے پاک ہو جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی ہستی کا اس پر غلبہ ہوتا ہے تو مقامِ قربِ نوافل حاصل ہوتا ہے۔

حضور مع اللہ: آپ فرماتے ہیں کہ اصل تمام کی حضور مع اللہ کا حاصل ہونا ہے۔ طریقے مختلف ہیں خواہ یہ ذکر جہر سے ہو یا ذکر خفی سے خواہ فکر سے ہو یا مراقبہ یا مرابطہ سے ہو۔

بے خودی: آپ فرماتے ہیں کہ بے خودی ایک بڑی نعمت ہے۔ اس کا شکر کرنا ضروری ہے لیکن سالک کو اس پر قناعت نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو اصلی مقصد اور مدارجِ عالیہ حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھنا چاہئے۔ بے خودی تو بھنگ اور افیون سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس قسم کی بے خودی محمودہ نہیں ہے بلکہ مذمومہ ہے۔ جب بے خودی حاصل ہو تو ریاضت و مجاہدہ میں زیادہ مصروف ہونا چاہئے۔

ذکر اور محاسبہ: آپ فرماتے ہیں کہ جس قدر بھی ہو سکے ذکر کرنا چاہئے لیکن اتنا نہیں کہ جس کا صحت پر برا اثر پڑے۔ محاسبہ کرنا بھی ضروری ہے۔

اقوال: حضور وغیب کو دل سے دور کرنا چاہئے۔

یادِ مولےٰ سب سے اولیٰ ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

سالک کو چاہئے کہ ضبط اوقات کو ہاتھ سے نہ دے۔

سالک کو فریب نفسانی نہ کھانا چاہئے۔

انسان مظہر جمیع مراتبات الٰہیہ وکونیہ ہے۔

اوراد و وظائف: آپ "پاس انفاس" اور ذکر جلی وخفی کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ مثل نوافل، نماز وتہجد واشراق اور اوراد مثل درود شریف و تلاوت قرآن مجید کو اپنے اوپر لازم کرنا چاہئے۔

Marfat.com

شادی اور اولاد: ایک بیماری کے ازالہ کے واسطے آپ نے حکیموں کا مشورہ قبول فرما کر اورنگ آباد میں شادی کی۔ آپ کے ایک لڑکا ہوا۔ آپ نے ان کا نام غلام قطب الدین رکھا۔

خلفاء عظام: حضرت شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد پر بیٹھے۔ اس دوران میں حضرت شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آباد سے تشریف لے آئے اور اپنے والد کے سجادہ مشیخت پر جلوہ فرما ہو گئے۔

شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے مدرسے کا کام سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ غلام فرید چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی لعل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالا اور ان کے علمی فیض کو حتی المقدور جاری رکھا۔

حضرت شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بجا طور پر نظامیہ سلسلہ کا ''مجدد'' کہا جاتا ہے۔ انہوں نے نظامیہ سلسلہ کو نئی زندگی بخشی اور اپنے خلفاء کو ملک کے دور دراز حصوں میں بھیج کر نظامیہ سلسلہ کی خانقاہیں قائم کرائیں۔

ان کے خلفاء میں خصوصیت کے ساتھ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب میں شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یو پی میں، حاجی لعل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے اطراف و جوانب میں، مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رام پور میں، میر ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جے پور میں، میر شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر میں سلسلہ کی تبلیغ و ترویج میں بڑی پرخلوص جدوجہد کی۔

شاہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات، سوانح اور دیگر معاصر کتب میں جن خلفاء کے نام ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

خواجہ نور محمد مہاروی	مولوی محمد صالح	مولوی عظمت اللہ
شاہ نیاز احمد بریلوی	مولوی علاء الدین	رفیع الدین خاں
حاجی لعل محمد	شیخ محمد زماں	شاہ محمد اعظم

Marfat.com

میر ضیاء الدین	شاہ مراد	غلام فرید چشتی
میر شمس الدین	سید احمد	میر محمد عظیم بن عبدالرحمٰن
سید بدیع الدین	مولوی عبدالوہاب بیکانیری	ظہور اللہ
مولوی نور اللہ	حافظ سعد اللہ	میاں عصمت اللہ
مولوی مکرم	ملا گل محمد	حاجی احمد
مولوی فرید الدین	سید قمر الدین منت	شاہ قمر الدین
مولوی روشن علی	محمد فتح اللہ	شاہ روح اللہ
مولوی حسن علی	صوفی یار محمد	سید شریف
محمد غوث منبسیہ شاہ کلیم	حاجی محمد واصل	
محمد غوث کرت پوری	سید محمد میر	
حاجی خدا بخش	عظیم الدین	
محمد قطب الدین شرقی	میاں محمد امان	
میاں عبداللہ	خلیفہ محمد پناہ	

دہلی کے بعض بڑے بڑے شاعر اور ادیب شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ مریدین میں شامل تھے۔ خواجہ احسن اللہ بیان دہلوی، مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے لیکن شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ وہ دہلی کے اعلیٰ شاعروں میں گنے جاتے تھے۔

وصال: حضرت محمد فخر الدین فخر جہاں قدس سرہٗ نے شب شنبہ بعد نماز عشاء ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ انتقال کے بعد جنازہ میڈھو خاں کے سپرد کر دیا جائے۔ میڈھو خاں آپ کے عزیز مرید تھے اور پہاڑ گنج (دہلی) میں رہتے تھے۔ حاجی محمد امین مرید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کو دہلی مہرولی عقب مسجد متصل دروازہ چار دیواری، مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ سپرد خاک کیا گیا۔ عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے جنازہ کے ساتھ تھا۔ ان کے علاوہ امراء وسلاطین بھی ہمراہ جنازہ تھے۔ زار و قطار روتے ہوئے قبرستان پہنچے اور سپرد خاک کیا آپ کا تاریخ وصال ''محب نبی ہادی فخر الدین'' سے برآمد ہوتا ہے۔

آپ کی وفات کے بعد غلام قطب الدین سجادہ نشین خانقاہ ہوئے۔ تقدس اور زہد کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ محمد اکبر شاہ اور بہادر شاہ ظفر آپ کے مریدوں میں سے تھے۔

Marfat.com

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نعمت اللہ بادشاہ ایک نیک نفس، روشن ضمیر، صاحب کمالات، مردِ میدان، علوم ظاہری کے عالم بے بدل، مکاشفات و مشاہدات کے جلیل القدر ولی اللہ ہوئے ہیں۔

آباؤ اجداد: شیخ سید بدر الدین اہل تصوف سے تھے۔ غزنی میں ان کی بزرگی کی شہرت تھی لوگ دور دور سے آ کر آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ یہی بزرگ حضرت شاہ صاحب کے اجداد میں سے تھے جب سلطان شہاب الدین نے رائے پتھورا پر فوج کشی کی اور فتح نصیب نہ ہوئی۔ دوبارہ فوج کثیر لے کر آیا لیکن پھر ناکامیاب رہا تو درویشانِ باخدا کی طرف متوجہ ہو کر دعا کا خواستگار ہوا۔

غزنین آیا میر سید بدر الدین جو بندگی میاں کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا۔ دو مرتبہ فوج کشی کی لیکن لشکر اسلام کو فتح نہ ہوئی، تمام مسلمان زحمت میں پڑے نہیں معلوم اس کا کیا سبب ہے؟

آپ نے فرمایا تمہارے لشکر میں ظلم بہت ہے اور عدل نہیں ہے۔ اس سبب سے فتح نہیں ہوئی۔ بادشاہ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ حضرت اقدس ہماری اعانت اور مدد کریں کہ ہم کو فتح ہو اور حق اسلام کا آپ پر بھی ہے۔ بادشاہ کی التجا سے آپ نے منصب قضا کا قبول کیا اور ایسا سخت انتظام کیا کہ کوئی شخص شریعت سے قدم باہر نہ رکھ سکتا تھا۔ تیسری مرتبہ سلطان کو فتح نصیب ہوئی اور دہلی کو اپنا دار السلطنت

Marfat.com

بنایا۔ قاضی سید بدر الدین نے اپنا قیام ہانسی میں اختیار کیا اور اسی کو اپنا وطن قرار دیا۔ سلطان شہاب الدین کے زمانہ سے اکبر بادشاہ کے زمانہ تک قاضی صاحب کی کئی پشتیں گزریں، سب کا قیام ہانسی میں رہا۔

لیکن حضرت سید مشرف جو شاہ صاحب کے دادا تھے ہمایوں بادشاہ کے عہد میں انہوں نے منصب قضا سے انکار کر دیا۔ ہمایوں نے ان کے حقوق پر نظر کر کے ان کی جاگیر مقرر کر دی۔ آپ کے تمام قبیلے کی روزی اسی جاگیر پر تھی۔

اکبر بادشاہ ایک مرتبہ صوفیائے کرام کی زیارت کو ہانسی میں آیا۔ سید صاحب کے یہاں بھی آیا۔ ان میں سے ایک بزرگ موجود تھے جو شرائط تعظیم بادشاہ بجا نہ لاتے، بادشاہ کے رفقاء نے عرض کیا کہ یہ سرکار کے نمک خوار ہیں ان کو جاگیر معاف ہے، بادشاہ نے فرمایا کہ ان کی املاک ضبط کر لی جائے۔

یہ خبر میر سید مشرف کو معلوم ہوئی تو فرمان ہمایوں لے کر اکبر کے پاس گئے اور بادشاہ کے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔ اکبر نے کہا تم نے اس فرمان کو کیوں چاک کیا۔ اگر اس قدر رقم کو کافی نہ تھا اور تمہارے کنبے کے خرچ کے لائق نہ تھا تو ہم کچھ زیادہ کر دیتے۔

سید مشرف نے فرمایا کہ یہ ہمارے لئے کافی تھا لیکن ہم کو یہ پسند نہیں ہے کہ اس معاوضے میں کوئی ہمارے دروازے پر آئے اور ہم سے تعظیم کا خواہاں ہو۔

بادشاہ نے مبالغہ اور اصرار کیا لیکن قبول نہ ہوا اور محض توکل کی زندگی اختیار کی۔ بعد وصال بندگی میر سید مشرف کے شاہ صاحب کے والد ہانسی سے نارنول چلے آئے۔

<u>ولادت باسعادت</u>: حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی تاریخ ولادت کے بارے میں تاریخ خاموش ہے مگر کتب میں یہ لکھا ہے کہ جب بندگی میر سید عطاء اللہ نارنول میں تشریف لائے اور راجو خاں ترکمان جو تازہ ولایت نارنول میں وارد ہوئے تھے ان کے عہد میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی پیدا ہوئے۔ یہ مغلیہ فرماں روا اکبر بادشاہ کا

Marfat.com

آخری زمانہ تھا۔ بوقت ولادت آپ کی پیشانی سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ ایسے بخت والے لخت جگر کی پیدائش سے سید عطاء اللہ صاحب جامے میں پھولے نہ سمائے۔ انہوں نے فرزند ارجمند کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی سے بھرا ہوا تھال لے کر وقت کے عظیم المرتبت مشہور درویش نظام الدی نارنوئی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے معذرت کے انداز میں فرمایا امیر صاحب! آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ فقیر شادی اور غمی کی چیزوں کو کبھی ہاتھ نہیں لگاتا۔ کھانا تو دور کی بات ہے؟ جواب سن کر امیر عطا اللہ نے دوبارہ عرض کی، لیکن حضرت یہ شیریں چیز تو آپ ضرور کھائیں گے مگر یہ کیا؟ حضرت صاحب سر جھکائے، اللہ سے لو لگائے مراقبے میں جا چکے تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نظام الدین صاحب نے فرمایا "بے شک یہ تو مجھے کھانا ہی پڑے گا۔ ہم ابھی اس حقیقت سے آگاہ ہوئے ہیں کہ خدا کے نزدیک اس فرزند نیک بخت کا مرتبہ بہت بلند ہے اور آنے والے وقت میں رحمت ایزدی اور مظاہرہ خداوندی کا پرتو بنے گا۔ مرشد کی باتیں سن کر میر صاحب کی خوشی کا مت پوچھیئے۔ اس نعمت غیر مترقبہ پر خدا کا شکر بجا لائے حضرت نظام الدین نے بچے کا نام نعمت اللہ رکھ دیا۔

سید عطاء اللہ کا انتقال: حضرت سید عطاء اللہ نے اپنی زندگی میں ایک عورت کو منہ بولی بہن بنایا جو آپ کے دوست راجو خان کی بیوی تھی ایک مرتبہ عطا اللہ صاحب نے اس منہ بولی بہن سے یہ کہا کہ اے بہن تمہیں میری ایک وصیت ہے جسے میری موت کے بعد ضرور پورا کرنا، اس کے جواب میں اس نیک بخت عورت نے کہا بھائی جو کچھ آپ فرمائیں گے بسروچشم بجالاؤں گی۔ فرمایا اس عالم سے جب میرا انتقال ہو منہ سیاہ کر کے پاؤں میں رسی باندھ کر چوراہے پر پھنکوا دینا کہ مجھ ایسے سیاہ کار کی یہی سزا ہے۔ یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا اور راہی ملک بقا ہوئے۔

بہن کو بھائی کی وصیت نے کشمکش میں ڈال دیا۔ آخر بمشورہ لاش کے منہ پر سیاہ کپڑا لپیٹ کر اور پاؤں میں ایک چٹ باندھ کر تھوڑا کھینچا اور غسل کفن دے کر

Marfat.com

چوراہے پر دفن کرا دیا۔ ان کی قبر کے سرہانے ایک چراغ روشن کیا جاتا تھا اور ؟؟؟ غیب سے ایک چراغ روشن ہوتا تھا۔ مزار مرجع خاص و عام ہو گیا۔

تعلیم و تربیت: چار سال کی عمر میں ذہانت خداداد کی بدولت قرآن مجید پڑھ لیا اور اس کے ساتھ ہی سایہ پدری سے محروم بھی ہو گئے۔ والد ماجد کی غیر وقتی موت کے بعد نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ اور چند سالوں میں ضروری تعلیم حاصل کر لی اس کے علاوہ تیرہ برس کی عمر میں تیر اندازی اور شمشیر زنی اور تمام فنون سپہ گری میں طاق ہو گئے۔

ایک روز دوست محمد خاں کے پاس آپ تشریف رکھتے تھے کہ ایک مقدم زمیندار آیا جس کے ذمہ زر مالگزاری باقی تھا۔ دوست محمد خاں نے تقاضا شدید کیا۔ اس نے کہا میرے ساتھ کسی آدمی کو کر دیجئے، میں روپیہ بے باق کر دوں گا۔ ملازمین نے اس کے ساتھ جانے سے عذر کیا۔ اس خیال سے کہ اس زمانے میں زمیندار اپنے گاؤں میں سرکاری ملازمین سے بدسلوکی کرتے تھے۔

شاہ صاحب نے کہا میرا دل سیر کرنے کو راغب ہے۔ مقدم کے ساتھ سیر کر کے واپس آؤں گا۔ دوست محمد خاں نے ہر چند اشارہ سے منع کیا لیکن آپ نے نہ مانا اور سوار ہو کر گاؤں چلے گئے۔ جب زمیندار کے مکان پر پہنچے اس نے تاکید کی کہ روپیہ کی فکر جلدی کرو۔ وہ ان کی دعوت کے سامان میں مصروف ہو گیا اور کھانا لے کر آیا تو آپ نے کہا روپیہ لایا اس نے کہا کھانا حاضر ہے۔ نوش فرمایئے، روپیہ بھی آ جائے گا۔ آپ نے غصے سے اس پر چند تازیانے مارے کہ پشت زخمی ہو گئی، لیکن اس نے نہایت خندہ پیشانی سے آپ کا ہاتھ دھلایا اور جب آپ کھانا کھانے بیٹھے تو پنکھا جھلنے لگا۔

مرشد کامل کی مریدی: اس اخلاق سے آپ نے ایک تصوف کا عمدہ نسخہ اخذ کیا کہ میں نے اس قدر اس پر ظلم کیا اور بے حرمتی کی، لیکن یہ اسی طرح دل و جان سے میری خدمت کر رہا ہے۔ اگر بندہ اپنے معبود سے ایسا ہی ڈرے اور رضائے الٰہی

Marfat.com

پر شاکر رہے، صدیقوں میں شمار ہو۔

اسی وقت آپ کے دل میں خیال آیا کہ دنیا چند روزہ ہے۔ اس میں اپنے پروردگار سے غافل رہنا خلاف دانشمندی ہے۔ مقدم روپیہ لایا، آپ اس کو ہمراہ لے کر دوست محمد خاں کے پاس آئے اور روپیہ حوالے کیا۔

اس وقت سے آپ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ دنیا ترک کر کے محبت الٰہی میں بسر کرنا چاہئے لیکن ایسا اصول مقرر ہو جو ہر کام میں رہبر ہو۔ آخر دل میں فیصلہ کر لیا کہ ہمت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ جب ہمت دل میں آئی تو اس نے کہا ''یہ کون سا طریقہ ہے کہ اپنے اوقاتِ عزیز ضائع اور برباد کرتے رہو۔ اٹھو اور خدا کی جستجو کرو۔ پھر پہر رات باقی تھی، تلوار اور کٹار اور کمان اور چند تیر ترکش میں رکھ کر مسلح ہو کر ایک اشرفی اور پانچ روپیہ لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ رات کو دریا پر یادِ خدا میں مشغول رہے۔ صبح کی نماز سے فراغت کر کے چاہتے تھے کہ قدم آگے بڑھائیں کہ ناگاہ ایک ملازم نے ان کو دیکھ لیا۔ قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ آپ گھر چلئے۔ نہیں تو مجھ کو بھی ہمراہ لیجئے۔ آپ نے کہا، مجھ کو دو روپیہ دو میں گھر چلوں۔ اس نے کہا روپیہ یہاں کہاں، گھر چلئے تو میں دوں۔ آپ نے کہا گھر سے روپیہ لے آؤ۔ وہ تو ادھر روپیہ لینے روانہ ہوا، آپ نے جنگل کا راستہ لیا۔ ایک جگہ دریا پر چند آدمی جمع تھے اور خربوزے والا بیٹھا تھا، آپ نے سب خربوزے خرید کر تمام لوگوں کو کھلا دیئے اور ہتھیار لوگوں کو بانٹ دیئے اور راہ ویرانے کی اختیار کی بہت دنوں کے بعد اطراف حیدر آباد میں پہنچے۔ وہاں حضرت شیخ محمد قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ آپ نے پوچھا کیا تم علم ظاہری سے فراغت کر چکے؟ عرض کیا تکمیل نہیں ہوئی۔ فرمایا ایسے بھی خدا کے بندے ہیں کہ علم ظاہر تحصیل نہیں اور خدا کی طلب میں آتے ہیں۔

<u>ظاہری علم کی تکمیل</u>: آپ نے پیر سے اجازت مانگی کہ مجھ کو حکم ہو تو تحصیل علم ظاہری کروں۔ رخصت ہو کر دولت آباد میں آئے وہاں ایک مشہور حکیم جبرئیل علم و حکمت میں مشہور عالم تھا اس کی خدمت میں گئے اس نے بہت خاطر کی اور آپ نے

Marfat.com

شرح ملا جامی شروع کی۔ استاد کے تلطف اور مہربانی سے بہت جلد آپ فلسفہ اور منطق سے فراغت کر کے حکمت پڑھنے لگے۔ حکیم جبرئیل نے کہا کہ اخوند! میں چاہتا ہوں کہ تمام علوم کا ایک لقمہ بنا کر تم کو کھلا دوں اور ایسا ہی ہوا کہ آپ بہت جلد درس و تدریس سے فراغت کر کے بجائے استاد مطب کرنے لگے۔

حکیم نے دل میں کہا کہ ایسا شریف اور نیک شاگرد ملنا مشکل ہے۔ بہتر ہے کہ اپنی دختر کی شادی اس سے کر دوں لیکن بی بی اور اس کی لڑکی ولایت میں تھیں۔ ان سے کہا کہ اخوند! تم ہمارا ایک کام کر دو، اپنی والدہ کو ولایت سے لے آؤ اور کچھ روپیہ کی ہنڈی ان کو کر دی۔ بموجب ارشاد استاد ولایت میں آئے اور اہلیہ کو لے کر دولت آباد واپس آئے۔ حکیم بہت خوش ہوا۔

صوبہ دار دولت آباد کے وزیر نے انتقال کیا اور وہ اس فکر میں تھا کہ اس کی جگہ پر کسے وزیر مقرر کرے۔ حکیم صاحب سے مشورہ لیا۔ آپ نے کہا کہ میرا ایک شاگرد نعمت اللہ ہے۔ میں کل اس کو حاضر کروں گا۔ وہ لائق منصب وزارت کے ہے اور وعدہ کیا کہ میں کل شاگرد کو لے کر حاضر ہوں گا۔ یہ ذکر شاہ صاحب سے کیا اور کہا اخوند! خدا کا فضل ہے کہ تمہارے واسطے صورت معقول نکل آئی۔ وزارت کے عہدے پر تمہارا تقرر ہو جائے گا۔ شاہ صاحب کا دل دنیا سے سرد ہو چکا تھا۔ وہ ایسی باتوں کی طرف کب توجہ کرنے والے تھے۔ یہ سنتے ہی شباشب وہاں سے کوچ کیا اور چند مدت میں اپنے پیر شیخ محمد قدس سرہ کے قدم بوس ہوئے جب شغل اشغال اور بوازمۂ سفر سے آگاہ ہوئے، فرمایا کہ تم فیروز پور میں سکونت اختیار کرو۔

<u>فیروز پور میں قیام اور ریاضت:</u> چلتے وقت پیر نے نصیحت کی کہ خدا کے بندوں کو ہدایت کرنا اور یہ نعمت جو تم کو ملی ہے اپنے کو غنی نہ سمجھنا جس بزرگ سے ملاقات ہو کاسۂ گدائی پیش کرنا اور جو کچھ ملے حاصل کرنا اور نفس کو کشتہ کرنا۔ آپ رخصت ہو کر فیروز پور آئے سولہ برس تک رات کو جنگل میں عبادت کی اور جنگل کی پتیوں پر بسر کی۔ ایک روز زبانِ فیض ترجمان سے ارشاد کیا الحمد للہ چار برس تک جنگل

Marfat.com

میں پھرا لیکن ایک وقت کی نماز قضا نہ ہوئی۔

پیر کی خدمت میں دوبارہ حاضری: فیروز پور میں کچھ دنوں رہ کر پیر کی خدمت میں قدم بوسی حاصل کر کے اکبر آباد آیا۔ اسی طرح پھرتا پھراتا خاندیش میں پہنچا۔ دو تین جوان لڑکیاں گیت گا کر چکی پیس رہی تھیں مجھ کو آواز ان کی اچھی معلوم ہوئی۔ کچھ دیر ٹھہر گیا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ دنیا ہے لوگ کچھ اور خیال نہ کریں۔ چلنے کا قصد کیا۔ ان میں سے ایک پسنہاری ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی شاہ صاحب بیٹھیے میں نے کہا تھوڑا پانی پلا دے۔ پانی پی کر دعا دی خدا تجھ کو اولاد دے۔ وہاں سے پیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے بہت مہربانی سے کھانا منگوایا۔ عرض کیا مدت سے ترک طعام ہے۔ آپ نے کہا جو کیا اچھا کیا لیکن قبول دعوت میں متابعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مجبوراً ایک نوالہ کھایا۔ دوسرا نوالہ حضرت نے اصرار سے کھلایا۔ آخر پیر کے حکم سے پانچ نوالے کھا کر شکر خدا کیا۔ پیر کی خدمت میں شاہ صاحب ایک مدت تک رہے اور پانچ لقمے روزانہ کھایا کیے۔ آخر پیر سے رخصت ہو کر شیخ شاہ عالم درویش کی خدمت میں گجرات آئے۔ ان کے فرزند سید جلال سے بہت دوستی ہو گئی۔ شاہ عالم نے سید جلال کو ان کی خدمت میں تربیت طریقہ سلوک کے واسطے دے دیا۔ اس مدت میں حضرت شاہ عالم کا وصال ہو گیا۔ میر سید جلال الدین کی محبت سے حضرت نے گجرات میں قیام کیا۔

جہانگیر بادشاہ کی عقیدت مندی: یہ نور الدین جہانگیر کا دور تھا۔ ایک دن جہانگیر نے گجرات جانے کا ارادہ کیا تو آس پاس کے علاقوں میں دھوم مچ گئی۔ سید جلال بھی جہانگیر کی آمد پر بہت خوش ہوئے۔ بادشاہ گجرات میں داخل ہوا تو سبھی استقبال کرنے کے لئے گئے سوائے سید نعمت اللہ صاحب کے حتیٰ کہ آپ اپنے حجرے سے باہر تک نہ نکلے۔ چونکہ آپ کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ ہوتے ہوتے یہ بات بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی۔ جہانگیر نے فوراً اپنے دیندار افسر اعلیٰ کو طلب کر کے دریافت کیا کہ اس علاقے میں واقعی ایک ایسی ہستی موجود ہے

Marfat.com

جس کا دور دور تک کوئی ثانی نہیں۔ اسے ظاہری علوم پر عبور بھی حاصل ہے۔ قرب الٰہی کی دولت سے مالا مال بھی، افسر نے دست بستہ ہو کر عرض کی حضور والا! اس وقت ایک ہی ہستی ایسی ہے جس کا دور دور تک کوئی ثانی نہیں اور نہ اس کے ظاہری و باطنی علوم کا کوئی کنارہ جہانگیر نے اشتیاق بھرے لہجے میں دوبارہ پوچھا۔

''وہ بزرگ کہاں ملیں گے؟''

افسر دوبارہ گویا ہوا جہاں پناہ! مخدومنا سید نعمت اللہ صاحب اپنے سید جلال کے روحانی مرشد ہیں اور انہی کی سرپرستی میں چلنے والی خانقاہ میں رہائش ہیں۔

ٹھیک ہے آپ سید جلال سے کہہ دنیا کہ وہ ہماری ملاقات کرا دے۔ یہ کہا اور جہانگیر اپنے خیمے میں چلا گیا۔

افسر وہاں سے اٹھ کر سیدھا جلال کے ہاں آیا اور تذبذب کے عالم میں سارا ماجرا کہہ سنایا۔

یہ سن کر سید جلال بھی سکتے میں آ گئے۔ سوچوں نے آن گھیرا۔ طرح طرح کے وسوسے سر ابھارنے لگے۔ آخر کافی سوچ بچار کے بعد اللہ کا نام لے کر اٹھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کچھ دیر تو گومگو کی حالت میں غوطے کھاتے رہے پھر جرات کر کے کہنے لگے ''حضور اگر آپ کی اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔''

بابا یہ سلطانی دربار نہیں فقیر کی کٹیا ہے جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہہ دو، اس میں شرم کیسی، ندامت کیوں اور خجالت کس لئے۔ آپ نے نہایت دھیمے انداز میں فرمایا۔

یہ امید افزا جواب پا کر سید صاحب دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے پھر چھلکتے جام کی طرح ذرا آواز پیدا کر کے عرض کی۔ ''حضرت! بادشاہ کی خواہش ہے کہ آپ سے شرفِ ملاقات حاصل کرے۔ عاجز نے وعدہ کر لیا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید کرتا ہوں کہ شرمندہ نہیں ہونے دیں گے۔''

''نہیں بابا ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہم بادشاہ سے ہرگز ملنا پسند نہیں کرتے کیونکہ یہ

Marfat.com

درویش کے مسلک کے خلاف ہے اور درویش کو اپنی درویشی عزیز ہے۔"

ادھر جہانگیر نے یہ حوصلہ شکن جواب سن کر کہا "میں نے بھی یہ طے کرلیا ہے کہ ان سے ضرور ملاقات کروں گا۔ خواہ قیامت ٹوٹ پڑے یا آسمان گر جائے۔"

جیسے ہی سید صاحب نے جہانگیر کا اٹل جواب سنا وہ سرتاپا لرز گئے۔ دل میں سوچا دیکھئے بادشاہ کی ضد کہاں تک پوری ہوتی ہے۔ پھر خود ہی درخواست کی "حضور والا! بات کو زیادہ نہ بڑھائیے۔ درویش کو اس کے حال پر چھوڑ دیجئے کیونکہ فقیر کی برہمی سلطنت کا سبب بن سکتی ہے۔"

جہانگیر نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ ایسے مرد کامل کو بھلا ناراض کرنے کی کون سوچ سکتا ہے۔"

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سید جلال صاحب کے زیر انتظام چلنے والی خانقاہ پر جا کر فاتحہ خوانی کریں اور ساتھ ہی سید نعمت ولی صاحب سے ملاقات بھی۔"

اعلان کے بعد بادشاہ اپنے درباریوں کے ساتھ خانقاہ میں حاضری کے لئے پہنچ گیا۔ مزار شریف پر فاتحہ خوانی کے بعد اس حجرے کا رخ کیا جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے خود دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا مگر سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ خالی کمرہ بھائیں بھائیں کر رہا تھا اور سید نعمت اللہ کا دور دور تک نشان نہ تھا۔

ملاقات نہ ہونے کا جہانگیر کو بے حد ملال اور قلق تھا پھر بھی اس امر میں مشیت ایزدی خیال کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔ جہانگیر کے رخصت ہونے کے بعد سید جلال بھاگم بھاگ حجرے میں پہنچے اور حجرے کے اندر کا نقشہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ سید جلال نے آپ کو جائے نماز پر ذکر الٰہی میں مشغول پایا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر محبت اور عقیدت سے بوسہ دیتے ہوئے عرض کی۔

"حضرت جہانگیر کہنے کو تو برصغیر کا بادشاہ ہے مگر طبیعت میں عاجزی انکسار اور فروتنی اس قدر پائی ہے کہ آپ جیسے اللہ کے نیک بندے کے آستانے پر جبہ سائی کو

Marfat.com

اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہے۔ حضور ملاقات کا شرف بخش دیں تو کیا حرج ہو گا۔"

"حرج ہے بہت بڑا ہرج ہے۔ ہم اس ہرج سے واقف ہیں۔ سید جلال آپ تو اچھے بھلے دانا و بینا ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ بادشاہ کو فقیر اور فقیر کو بادشاہ کی صحبت سے بچنا چاہئے اگر بادشاہ کی صحبت کا اثر ہم پر ہو گیا تو درویشی چھن جائے گی اور ہماری صحبت کا اثر بادشاہ پر ہو جائے اس سے بادشاہت اور ملک تباہ ہو جاتا ہے۔"

ان ارشادات عالیہ سے آپ کی وسعت معلومات اور رموز تصوف پر عبور ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر آپ نے تصوف کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

"تصوف نیک خوئی کا نام ہے۔ نفس امارہ اور حرص و ہوا کی غلامی سے آزادی پانا۔ باطل کے مقابلے میں جرات و مردانگی دکھانا دنیاوی تکلفات سے بے نیاز رہنا اور اسرار کی محفلوں سے کنارہ کشی کرنا تصوف کا منشا و مدعا ہے۔"

وقت گزرتا رہا۔ آپ اپنے فیوض و برکات سے عوام الناس کو مستفید کرتے اور علم و عرفان کے موتی بکھیرتے رہے۔

جس ماحول میں آپ نے آنکھ کھولی تھی ایسے ماحول میں بندگان خدا کو راہِ راست پر لانے والے کے لئے ضروری تھا کہ عالم و عارف ہو۔ اس کا یقین اور ایمان پہاڑ کی طرح محکم اس کا صدق و وفا، بے غرضی اور فقر کامل ہو۔ آہنی عزم کا مالک اور حالات کا غلام نہیں بلکہ آقا ہو۔ آپ ان تمام اوصافِ جمیلہ سے متصف بزرگ تھے۔

ایک روز بیٹھے بیٹھے نہ جانے جہانگیر کو کیا سوجھی کہ درباری اور ملکی علماء و فضلاء بلا کر حکم دیا کہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں ایسے طریقے سے کیا جائے کہ عربی متن اور فارسی ترجمہ کے الفاظ برابر برابر ہوں۔ علماء وقت اور فضلاء زمانہ فوراً اس کام میں جت گئے۔ کئی مہینے مسلسل کام ہوتا رہا اور اس سعی لاحاصل کا نتیجہ صفر رہا۔ بالآخر سب

Marfat.com

نے مجبور ہو کر اپنی بے بسی اور بے ضاعتی کا اظہار کر دیا۔ جہانگیر کا پارہ چڑھ گیا۔ غصے سے لال بھبھوکا ہوتے ہوئے دھاڑ کر کہا۔

"اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ پورے ملک میں ایک بھی عالم نہیں بلکہ جاہلوں نے عالموں کا بھیس اپنایا ہوا ہے۔ نکل جاؤ میرے دربار سے نالائق کہیں کے۔"

جہانگیر کے سخت سست الفاظ کی تلخ گونج نے دیر تک دربار پر سناٹا طاری رکھا۔ آخر ایک عالم نے جرات کرتے ہوئے دوبارہ عرض کی۔

بندہ پرور، ہماری نظر میں بس ایک ہی ایسی کامل و عالم ہستی ہے جو اس کام کو بطریق احسن انجام دے سکے اور وہ ہے نابغہ روزگار، نادرِ زمانہ سید نعمت اللہ صاحب۔

عالم کے بولے ہوئے الفاظ سے جہانگیر کے چہرے پر طمانیت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سید جلال کے نام فوراً ایک فرمان جاری کیا کہ وہ سید نعمت اللہ شاہ سے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں اس انداز سے کرائے کہ جتنے الفاظ عربی متن کے ہیں اتنے ہی فارسی ترجمے کے ہوں۔

مزید برآں سید جلال اس دفعہ بھی ناکام ہوئے تو اسے صوبے داری سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ سید جلال یہ فرمان شاہی پڑھ کر بہت پریشان ہوئے۔ فرمان کیا تھا۔

فرمان حکم حاکم مرگ مفاجات کا منہ بولتا ثبوت تھا جسے پڑھتے ہی چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ بدحواسی کے عالم میں چلچلاتی دھوپ اور آتش بار آفتاب کی قہرمانیوں کی پرواہ کئے بغیر عتاب نامہ اٹھائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہی فرمان من وعن پڑھ کر سنایا۔

آپ نے سب کچھ پڑھ کر فرمایا سید جلال! اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے ہم تمہاری خاطر ترجمہ ضرور کریں گے۔ دو ماہ کی قلیل مدت میں پورے قرآن پاک کا ترجمہ جہانگیر کی منشا کے عین مطابق کر کے سید جلال کے حوالے کر دیا۔

Marfat.com

جہانگیر نے اس ترجمہ کو جگہ جگہ سے جانچا پرکھا، الفاظ گنے مگر ہر چیز بے عیب، شاندار، خواہش اور توقع سے کہیں بڑھ کر پائی۔ ترجمے کا معیار اس قدر بلند کہ جہانگیر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے اس امت میں ایسے ایسے فقید المثال اور علم وعرفان کے بحر زخار پیدا کئے ہیں۔''

اس واقعہ سے آپ کی خداداد ذہانت اور بلند علمی کا پتہ چلتا ہے۔ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کی قابلیت، علمی مقام و مرتبہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔

کرامات

<u>آپ کی دعا سے ایک بچے کے شفایاب ہونے کا واقعہ</u>: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ والی ریاست گجرات کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا اور مصاحبین خاص والی ریاست گجرات کو مسلسل تسلیاں دے رہے تھے مگر ان کے تسکین آمیز کلمات حاکم وقت کے لخت جگر کی بیماری دور نہیں کر سکتے تھے برہمن مندروں میں گھنٹیاں بجا کر اپنے دیوتاؤں کو پکارتے تھے۔ بابا گرو نانک کے ماننے والے سکھ پجاری اجتماعی دعائیں مانگنے میں مصروف تھے۔ مسلمانوں کی تو حالت اور تھی ان سے اپنے نیک نفس والی کا آنسوؤں میں بھیگا ہوا چہرہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ شیخ شاہ عالم کئی کئی گھنٹے تک سجدہ ریز رہتا۔ جب شدتِ جذبات سے حد گزر جاتی تو بے اختیار اس کے ہونٹوں کی قید سے آزاد ہونے والے الفاظ قریب کھڑے غمگین اور افسردہ لوگوں کو سنائی دیتے۔

> ''اے زمین و آسمان کے مالک تو نے اپنے لامحدود فضل و کرم سے اس بندۂ ناچیز کو اعلیٰ منصب پر فائز کیا ہے۔ اب یہی تیرا عاجز اور ذلیل بندہ تیری رحمت کا سوال کرتا ہے۔ مولا کریم ساری کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ گئی ہیں۔ ساری دوائیں آزمائی جا چکیں۔ دنیا والوں کا ہر

Marfat.com

دروازہ کھٹکھٹایا جا چکا ہے مگر ہر طرف سے ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اپنے اس گنہگار اور عاصی بندے کی خطائیں معاف کر کے میری دعا کو قبولیت کا شرف بخش دے۔ دواؤں کو اذنِ تاثیر عطا کر کے بے قرار باپ کو دولت قرار سے نواز دے۔"

عاجزی اور انکساری بلکہ انتہائی لاچاری کے عالم میں گریہ زاری کرنے والے حاکم گجرات شیخ شاہ عالم کی آنکھ روتے روتے لگ جاتی ہے۔ خواب میں ایک درویش نورانی چہرہ لئے ہاتھ میں عصا تھامے محبت بھری نظروں سے تکتے دکھائی دیئے۔ ان کے انداز سے شاہ صاحب پر سکتہ طاری ہو گیا۔ پھر ملتجانہ انداز میں دست بستہ ہو کر پیارے بیٹے کی بیماری کا ذکر کیا۔ درویش حلاوت آمیز انداز میں بولے "شاہ عالم اٹھو اپنے گھر آنے والی خدائی رحمت اور نعمت کا استقبال کرو۔" یہ فرما کر وہ نورانی صورت تو غائب ہو گئی اور شاہ عالم گھر والوں کی ملی جلی آوازوں سے بیدار ہو گئے۔

نظر اٹھا کر دیکھا سامنے والے دروازے سے ایک چیتھڑوں میں ملبوس فرشتہ صورت بزرگ آتے دکھائی دیئے۔ آتے ہی قریب المرگ لڑکے کی مرض کی شدت سے تپتی ہوئی پیشانی پر دست شفقت پھیرا اور مٹی کا پیالہ زندگی سے مایوس مریض کے ہونٹوں سے لگا لیا۔ بس پھر کیا تھا دست شفقت پھیرنے اور پانی کے چند قطروں کے حلق سے نیچے اترتے ہی زندگی کی بجھتی ہوئی شمع کی لو تیز ہو گئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں شاہ عالم کا بیمار بیٹا صحت یاب ہو گیا۔

یہ مرد بزرگ جس نے شاہ عالم والئی گجرات کے گرانقدر عطیات ایک شان بے نیازی سے ٹھکرا دیئے یہ چارہ ساز، غمگسار، ولی عالم، امام عادل اور درویش کامل سید نعمت اللہ شاہ صاحب تھے جن کے پیالے سے چند قطرہ آب پیتے ہی شاہ عالم کے پیارے بیٹے سید جلال موت سے نبرد آزما رہنے کے بعد تندرست ہو گئے۔

<u>ایک غریب کے امیر ہونے کا واقعہ:</u> ایک مرتبہ آپ اس گاؤں میں آئے

Marfat.com

جہاں ایک پنہاری لڑکی نے پانی پلایا تھا اور آپ نے دعا دی تھی۔ دیکھا تو وہاں ایک نفیس عمارت بنی ہوئی ہے اور پنہاری کا چھپر محل سے بدل گیا ہے۔ شاہ صاحب کو پہچان کر ایک عورت نے اس لڑکی سے اطلاع کی وہ خبر سنتے ہی اپنے محل سے نفیس پوشاک پہنے سر و پا برہنہ دوڑی آئی۔ قدموں پر گر پڑی اور منت سے کہا، غریب خانہ پر کرم بخشی کیجئے۔ میرا شوہر شکار پر گیا ہے وہ بھی حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کرے گا۔ مدت سے آنکھیں ڈھونڈتی تھیں ہم کو تو جو کچھ ملا آپ کی بدولت ملا۔ آپ نے فرمایا، بس بابا تم کو خوش دیکھ لیا اب فقیر ٹھہر نہیں سکتا۔ ہر چند منت کو قبول نہ فرمایا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے کہا تھوڑی دیر یہاں ٹھہریئے میں ابھی آتی ہوں۔ یہ کہہ کر گھر میں گئی سو روپے کی تھیلی اور اپنے لڑکے کو گود میں لے کر حاضر ہوئی۔ لڑکے کو تو قدموں پر ڈال دیا اور روپیہ بطریق نذر پیش کر کے عرض کیا، جو کچھ ہمارے پاس ہے سب آپ کا دیا ہوا ہے اور آپ کے طفیل ہے ہم خدمت کو حاضر ہیں۔ آپ قیام نہیں فرماتے تو اس قلیل رقم کو راستے کے خرچ کے لئے قبول فرمایئے۔ آپ نے کہا میں نے تمہارے روپے قبول کئے اور یہ میری طرف سے اپنے لڑکے کو دے دو۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو ایک روپیہ لے کر اسی محلّہ کے تکیہ دار فقیر کو دے دیا۔

آپ کی زبان سے نکلی بات حرف بہ حرف پوری ہوئی: ایک مرتبہ خاندیس کو جاتے ہوئے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کا گزر ایک گاؤں سے ہوا۔ گاؤں کے باہر میلے کا سا سماں تھا۔ لڑکیاں لڑکے مختلف ٹولیوں میں بٹے اپنی اپنی زبان میں بھجن گا رہے تھے۔ مندر سے چھن چھنا چھن کی سریں آواز سے ماحول میں ایک عجیب طرح کا رس گھلا ہوا تھا۔ لوگ اپنے اپنے حال میں مست بھنگڑا ڈال رہے تھے۔ اچانک مندر کی طرف سے سہمی آواز آپ کے پاؤں کی زنجیر بن گئی۔ یہ آواز کسی جوان لڑکی کی تھی۔ آپ نے مندر کے اندر جھانک کر دیکھا وہاں کوئی اور ہی منتظر تھا۔ پنڈت نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس دودھ لانے والی لڑکی پر دست درازی شروع کر دی۔ پہلے پہل تو وہ برداشت کرتی رہی۔ پھر جیسے ہی پنڈت نے حد

Marfat.com

سے بڑھنا چاہا اس لڑکی نے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ مہاراج کے مذہبی مرتبے، بزرگی اور عمر کا واسطہ دیا لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آج اس پر شیطان سوار ہے۔ لڑکی کسی عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔ جب دیکھا کہ پنڈت صاحب پر مکمل طور پر شیطانیت غالب آچکی ہے اور کسی طور اپنے برے ارادے سے باز نہیں آنے والے تو وہ ہرن کی طرح قلانچیں بھر کر باہر کو دوڑ پڑی۔ پنڈت بھی غافل نہیں تھا۔ اس نے اسے دبوچ لیا۔

اچانک زناٹے دار تھپڑ نے پنڈت کے چودہ طبق روشن کر دیئے اور دن کے وقت تارے نظر آ گئے۔ لڑکی اس کی آہنی گرفت سے آزاد ہو کر مندر کے دروازے پر کھڑی ہانپ رہی تھی اور اندر پنڈت جی کی یادگار پٹائی ہو رہی تھی۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بروقت پہنچ کر اسے نام نہاد پنڈت کے چنگل سے لڑکی کو آزاد نہ کرتے تو عین ممکن تھا کہ وہ اس انسان نما بھیڑیے کی درندگی اور بربریت کا شکار ہو جاتی۔ اب پنڈت جی کی گھونسوں، مکوں اور لاتوں کے تابڑ توڑ حملوں سے تواضع ہو رہی تھی۔ شور و غل کی بے ہنگم آوازیں ایک لخت تھم گئیں اور خاموشی کے ساتھ ہی بے شمار لوگوں کا ریلا مندر میں گھس آیا۔ لڑکی کے کپڑے اپنی عزت اور عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے تار تار ہو گئے تھے۔ حال حقیقت سے آگاہ اور انسانیت سوز منظر دیکھ کر سارا مجمع بھڑک اٹھا اور بپھرے ہوئے ہجوم نے پنڈت کی وہ پٹائی کی کہ اسے جان کے لالے پڑ گئے۔ منت سماجت کر کے جان چھڑائی اور وہاں سے سر پر پاؤں رکھ کر گیدڑ کی طرح ایسے بھاگا کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

سارا ہجوم آپ کو چاروں طرف سے گھیرے عقیدت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ کئی ایک نے دودھ سے بھری ہوئی بالٹیاں آپ کے قدموں میں رکھ دیں۔ باقی لوگ آپ کے ہاتھوں پہ وارفتگی کے عالم میں بوسے پہ بوسے دینے لگے۔ بڑی مشکل سے آپ نے ان کو روکا۔ پھر فرمانے لگے۔

''عورت خواہ کسی مذہب کی ہو اس کی حفاظت کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ تم پر

Marfat.com

یہ بات بھی واضح کرتا جاؤں کہ یہ لڑکی قسمت والی ہے اور ایک دن وہ آئے گا جب مسلمان ہو گی اور اس کے ہاں ایسا ولی اللہ پیدا ہو گا جس کے رشد و ہدایت اور علم و عرفان کی شعاعوں سے تاریک دلوں میں روشنی ہو گی۔ اور زمانہ فیض یاب ہو گا۔'' پھر جلالی انداز میں دایاں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے فرمایا ''جاؤ سارے دلدھر دور ہو گئے۔ آسمانی روشنی پھیل گئی۔ بھیڑیا زنجیروں میں جکڑا گیا اور گھٹا کھل کر برسے گی۔ اس وقت تو لوگ آپ کی ان باتوں کو نہ سمجھ سکے سمجھتے بھی کیسے۔ آپ کی باتیں ان کی ناقص عقل سے بالاتر تھیں۔ کچھ ہی عرصے بعد وہ سارا علاقہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اور اس لڑکی کے بطن سے ایک ایسے ولی کامل قطب دوراں نے جنم لیا جن کی مساعی جمیلہ سے ڈیرہ غازی خان اور گردو پیش کے ہزاروں بسنے والے اجڈ لوگ مسلمان ہو گئے۔

بُرے آدمی سے اچھا سلوک کرنے کا واقعہ: حضرت ایک روز خانہ زاد خاں کی بارہ دری میں رونق افروز تھے اور تنہائی میں نفس کشی کی ہدایت فرما رہے تھے کہ ایک پردیسی فقیر ڈیوڑھی پر آیا اور خانہ زاد سے ملنے کی آرزو کی جو بہت درویش پرست آدمی مشہور تھا چوبدار نے خان صاحب کو اطلاع کی، فرمایا اس کا نام پوچھو۔ درویش ایک مکار آدمی تھا اور سن چکا تھا کہ حضرت صاحب قبلہ سے خان صاحب کو بہت حسن ظن ہے لیکن یہ خبر نہ تھی کہ حضرت کی قدم بوسی میں خان صاحب دن رات رہتے ہیں۔ نہ یہ معلوم تھا کہ اس وقت حضرت صاحب رونق افروز ہیں کہا بابا مجھ کو فقیر سید نعمت اللہ کہتے ہیں۔ فیروز پور میں سائیں کا قیام رہتا ہے۔ چوبدار نے خان صاحب سے یہی الفاظ دہرا دیئے۔ خان صاحب غصے میں لال ہو گئے اور چاہا اس مکار کی اچھی طرح مرمت کریں کہ آئندہ کسی کو دھوکہ نہ دے لیکن حضرت نے فرمایا کہ اخلاق محمدی سے بعید ہے، خدا جانے بیچارہ کس ضرورت سے آیا ہے اور تمہارے حسن ظن کو دریافت کر کے ایسی حرکت کی کہ تم اس سے سلوک کرو۔ غریب اگر اپنا پیٹ پالنے کے واسطے جھوٹ بولتا ہے تو کیا نقصان ہے۔ اس کو بلوا کر کچھ نیک سلوک کرو۔

Marfat.com

حضرت کے ارشاد سے فقیر کو بلوایا۔ حضرت تعظیم کو کھڑے ہو گئے اپنے برابر مسند پر بٹھایا۔ نام پوچھا کہا سید نعمت اللہ شاہ کہتے ہیں۔ فیروز پور میں خانقاہ بنوائی ہے وہیں قیام ہے۔ حضرت نے کچھ اشارہ کیا، خان صاحب نے فوراً دوسو روپیہ منگوا کر شاہ صاحب کی نذر کیا۔ فقیر دعا دے کر رخصت ہوا۔

دو بزرگوں سے ملاقات کا واقعہ: منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولی بہاء کے علاقے میں ٹانڈے کے مقام پر گئے وہاں دو بزرگ رہتے تھے۔ ایک شاہ کرم اللہ، دوسرے میر سید احمد مالتی پوری، شاہ کرم اللہ ظاہری دولت اور عزت بہت کچھ رکھتے تھے۔ سولہ ہاتھی دروازے پر جھولتے رہتے تھے۔ اس مرتبہ پر بھی اگر کوئی اہل غرض غریب عاجز معصوم آتا اور کہتا میرا کام فلاں حاکم سے پڑا ہے اگر حضرت سفارش کریں تو کام بن جائے۔ آپ فوراً جاتے اور اس کے کام میں کوشش کرتے۔

میر سید احمد محبت الٰہی میں مستغرق تھے۔ اپنی خانقاہ کے حجرے سے باہر نہیں آتے تھے۔ دونوں درویش اپنا مثل نہ رکھتے تھے۔ ایک روز شاہ کرم اللہ نے اپنے دوستوں کے جلسے میں بلند آواز سے کہا آج ہم دونوں صاحب ولایت کا تغیر ہو گیا اور ایک شخص ہماری جگہ پر آتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کب تک آئیں گے۔ آپ نے کہا بہت جلد آنے والے ہیں۔ چند روز کے بعد ایک دن آپ نے کہا کہ صاحب ولایت آج گنگا کے کنارے پہنچ گیا ہے۔ ہم پیشوائی کو جاتے ہیں۔ لوگ ساتھ ہو لئے۔ جب دریا کے کنارے پر پہنچے لوگوں نے پوچھا وہ کون آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا سامنے جو کشتی آرہی ہے اس پر سوار ہیں جب کشتی نزدیک آئی سب سے پہلے شاہ کرم اللہ نے دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور حضرت شاہ صاحب کو اپنی خانقاہ میں نہایت اعزاز سے لائے اور بہت تواضع اور تکریم کی۔ حضرت نے پوچھا میر سید احمد کہاں رہتے ہیں۔ شاہ کرم اللہ نے عرض کیا وہ مالتی پور میں قیام رکھتے ہیں۔ دو تین روز کے بعد حضرت نے فرمایا ہم میر سید احمد سے ملنے جاتے ہیں۔ جب مالتی پور میں

Marfat.com

میر سید احمد کے مکان پر پہنچے۔ میر سید احمد حجرے سے باہر آئے اور دوڑ کر بغل گیر ہوئے۔ مصافحہ کیا مبارکباد دی اور حضرت کو دست بدست حجرے میں لے گئے اور اس قدر خاطر کی کہ حضرت بہت دنوں وہاں رہے۔ بعد چند روز کے حضرت نے سیر کا قصد کیا۔ میر سید احمد نے فرمایا کہ میرا وقت قریب ہے میں چاہتا ہوں کہ نماز جنازہ آپ پڑھا کر جائیں۔ آپ نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ فقیر نماز جنازہ کے وقت پہنچ جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ شکار کو تشریف لے گئے۔ بعد چند روز کے میر صاحب نے انتقال فرمایا اور وصیت کی میرے جنازہ کی نماز کوئی نہ پڑھائے۔ حضرت صاحب خود آ کر پڑھائیں گے۔ جنازہ رکھا ہوا تھا اور قبر تیار تھی کہ حضرت صاحب آ گئے۔ نماز جنازہ پڑھا کر دفن کیا اور متعلقین کو دلاسا دیا اور میر صاحب کے فرزند سید نظام شاہ کو سجادہ نشین کیا۔

اور آپ میر صاحب کے رشتہ دار میر اسماعیل کے یہاں چلے گئے۔ اور بہت عرصہ تک وہاں قیام کیا۔ الہ داد خاں افغانی حضرت کے مرید ہوئے اور خدمت پیر کی بہت کرتے تھے۔ فیروز پور کے قریب جنگل میں عہد سلف سے ایک تالاب تھا۔ اس کا پانی جو کوئی پیتا تھا مر جاتا تھا۔ وہ تالاب شاہ برج سے کوس بھر کے فاصلہ پر ہے۔ ایک روز حضرت نے فرمایا ہم اس تالاب پر جائیں گے اور معتقدین بھی ہمراہ ہو لئے۔ تالاب کے قریب پہنچ کر حضرت نے اللہ داد خاں سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے۔ آپ نے ایک روپیہ پیش کیا فرمایا اس سے مزدور بلوا کر تھوڑی زمین ہمارے قیام کے لئے ہموار کر دو۔

حسب ارشاد مزدور آئے۔ دوپہر کے بعد آپ نے کہا اب سب لوگوں کو بھوک لگی ہو گی اسی روپیہ میں اوگرہ پکا کر کھلاؤ۔ اوگرہ تیار ہوا تو آپ نے سب مزدوروں کو اور حاضرین کو کھلا دیا۔

شام کے قریب ایک دولت مند کشتی میں جا رہا تھا اس نے خبر پائی کہ اس جنگل میں ایک درویش آیا ہے۔ کشتی سے اتر کر حضرت کی قدم بوسی کو آیا اور پانچ روپیہ نذر

Marfat.com

کیے۔ آپ نے فرمایا ایک روپیہ مزدوروں کو دے دو اور چار روپیہ میں عمدہ کھانا پکا کر سب کو کھلا دو۔ آپ کی برکت سے روز دور دور سے لوگ آتے تھے اور نذریں دیتے تھے جس قدر آمدنی ہوتی اتنا آپ خرچ کر دیتے تھے۔ غیب سے روپیہ چلا آتا تھا۔

اسلام خاں چشتی صوبہ دار جہانگیر نگر نے بیج رائے بھنڈاری کی صلاح سے بیس گاؤں کا وقف آپ کے نام کرنا چاہا۔ آپ نے انکار کیا۔ بہت اصرار سے وقف نامہ الہ داد خاں کے حوالہ کیا گیا۔ بیج رائے وقف کا افسر اور چودھری بنایا گیا اور یہ وقف ایک پرگنہ بائیس کا تھا۔

بنگالے کے ہفت ہزاری اور پنجہزاری نواب خانخاناں و خان اعظم مہابت خاں آپ کی قدم بوسی میں حاضر رہتے تھے۔ نواب قاسم خاں نواب اعظم خاں نواب سیف خاں بہت معتقد تھے۔

مہابت خاں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے قیافہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت کی خانقاہ میں ہاتھی جھولیں گے اور آپ کا لشکر بہت ہو گا۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کی نذر آپ قبول کر لیتے ہیں۔ مجھ بد نصیب کی آرزو کبھی پوری نہ ہوئی۔

آپ نے فرمایا سید اسماعیل داماد میر سید احمد ملتی پوری کی خانقاہ میں درویش بہت ہیں اور خانقاہ کی کوئی آمدنی نہیں ہے تم کچھ مدد معاش مقرر کر دو۔ مہابت خاں نے ایک پروانہ معافی پرگنہ کا سید اسماعیل کے نام لکھ دیا اور ایک پروانہ جوگیداس راجپوت جاگیردار کے نام دخل دہانی کا لکھ دیا۔

مہابت خاں کو بادشاہ نے اپنے پاس بلوایا اور ان کے بیٹے خانہ زاد خاں کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا۔

مہابت خاں آپ سے رخصت ہونے آئے تو عرض کیا، حضرت کا غلام میری جگہ پر آئے گا۔ امیدوار ہوں کہ اس پر توجہ رہے کہ اپنے ہاتھ پاؤں بچا کر راست روی اختیار کرے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کو ایک مہینہ پیشتر سے خطرناک واقعات کی اطلاع کر دوں گا۔ ماننا نہ ماننا اس کا کام ہے۔

Marfat.com

خانہ زاد خاں نے چند روز میں حضور کے فیض صحبت سے اپنی طبیعت کا رنگ بدل دیا اور اچھا خاصا صوفی مشرب بن گیا یہ سب شاہ صاحب کی صحبت کا اثر تھا۔

کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونے کا واقعہ: ایک اندھیری رات میں مرشد کی اجازت سے ایک کمان تیروں سے بھرا ہوا ترکش ایک اشرفی اور رائج الوقت پانچ سکے لے کر وہاں سے نکل گئے۔ رات بھر چلنے کے بعد وہ ایک دریا کے کنارے جا پہنچے چونکہ کشتی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اس لئے برلب دریا مصلہ بچھا کر یادالٰہی میں مشغول ہو گئے۔ نہ جانے کتنی دیر تک ایسی حالت میں رہتے کہ لوگوں کی اونچی اونچی آوازوں سے یادالٰہی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

نظر اٹھا کر دیکھا تو پانچ سو کے قریب لوگوں کو شور مچاتے ہوئے دریا کی طرف دوڑتے پایا۔ آپ خاموشی سے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ آخر عقدہ یوں کھلا کہ ان میں سے آدھے ہندو ہیں اور باقی مسلمان دونوں فریقین اپنے اپنے مذہب کی حقانیت پر دلائل دے رہے ہیں۔

آپ فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور ہاتھ سے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ مسلمان تو آپ کے اشارے سے خاموش ہو گئے مگر بدبخت ہندو برابر بولتے رہے۔ ستم بالائے ستم آپ پر پھبتیاں بھی کسنے لگے۔ جنہیں آپ نے نہایت تحمل سے سن کر برداشت کیا۔ پھر ہندوؤں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو تمہارا کوئی ایک مذہبی رہنما اس طوفانی دریا کے عین بیچ میں سطح آب پر کھڑے ہو کر عبادت کرے۔ اگر وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ہم تیار ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا مصلہ اٹھایا اور دریا کے عین وسط میں بپھری ہوئی موجوں پر کھڑے ہو کر اطمینان سے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر ہندو پنڈت تو وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا جبکہ باقی لوگوں نے آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔ ابھی لوگ مسلمان ہونے میں مصروف ہی تھے کہ وہی شکست خوردہ پنڈت واپس لوٹ آیا اور آتے ہی للکارتے ہوئے کہا اگر آپ واقعی حق پر ہیں تو ابھی عین اسی وقت خربوزے حاضر کر کے دکھا

Marfat.com

دیں۔ آپ نے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھا اور لوگ دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے۔ جب ایک اجنبی شخص درختوں کی اوٹ سے تازہ خربوزوں سے بھرا ہوا تھال لے کر حاضر ہوا حالانکہ وہ خربوزوں کا موسم نہ تھا۔ آپ نے مسکرا کر دوبارہ پنڈت کی طرف دیکھا۔ ایک ایک کر کے خربوزے تقسیم کیے اور خود ویرانے کی راہ لی۔

شاعری: آپ بہت اچھے شاعر بھی تھے اور نعمت تخلص استعمال کرتے تھے۔

نواب خان خانان جہاں لودھی خان اور مہابت خان کو شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی وہ اکثر قدم بوسی کے لئے قدموں میں حاضر رہتے تھے۔

شاہ صاحب بظاہر علم جفر کے ماہر تھے باطن صاحب علم لدنی تھے۔ انہوں نے مستقبل میں انقلابات زمانہ پر دو ہزار کے قریب فارسی زبان میں اشعار لکھے اور ان میں واقعات کی پیشین گویاں فرمائیں۔ جو حرف بحرف پوری ہوتی جا رہی ہیں۔

برطانوی حکومت کے متعلق شاہ صاحب نے اپنے قصیدہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ نصاری کی حکومت سو سال سے آگے نہیں جائے گی یہ سن کر لارڈ کرزن گھبرایا اور شاہ صاحب کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی۔ پہلی جنگ عظیم کے موقع پر اس کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔ پابندی اور ممانعت کے باوجود آپ کے قصیدہ کے الہامی اشعار لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔

وصال: آپ کا وصال 24 ذوالحجہ 834ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار کوٹ مکھی میں ہے۔

Marfat.com

حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد سے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے کچھ افراد روم کی طرف پھر روم سے خراسان میں اور پھر ملتان پہنچے۔ اس کے بعد ضلع بہاولپور کے ایک اُچ نامی قصبے میں اقامت اختیار کی۔ یہی خاندان خدا کے برگزیدہ بندے شاہ غوث علی کا تھا۔ اسی خاندان کے کچھ لوگ پنجاب کے مختلف علاقوں میں بس گئے۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ حضرت سید ظہور الحسن نے ہندوستان کے صوبہ بہار کو چنا اور وہاں کے ایک گاؤں استھوان میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ کے ایک بیٹے کا نام سید احمد علی تھا یہی حضرت غوث علی شاہ کے والد گرامی ہیں۔ سید احمد علی نے اپنے چچا کے ہاں پرورش پائی۔ یہاں تک کہ وہ نوجوان ہو گئے۔ چچا کی نظر اور تربیت نے احمد علی کو بھی باکمال بنا دیا تھا۔ احمد علی نے انگریزی فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔

پیدائش: آپ رمضان المبارک بروز جمعہ 1219ھ میں موضع استھاون میں پیدا ہوئے۔ ظہور الحسن نے اپنے پوتے کا نام خورشید علی رکھا جبکہ باپ (احمد علی) نے آپ کا نام ابوالحسن رکھا مگر ماں نے آپ کا نام غوث علی رکھا اور یہی نام آگے چل کر لوگوں میں مشہور ہوا اور جانا گیا۔

حصول تعلیم: جب غوث علی چار سال کے ہوئے تو ان کی ماں نے بسم اللہ کرائی اور قرآن پاک کی تعلیم شروع کرائی۔ غوث علی کے والد احمد علی دہلی میں مقیم

Marfat.com

تھے۔ اسی دوران غوث علی نے نصف قرآن حفظ کر لیا۔ جب احمد علی کو اپنے بیٹے کے متعلق معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ غوث علی نے فارسی کی تعلیم اپنی ماں سے ہی حاصل کی۔

غوث علی نے بہت سی یگانہ روزگار ہستیوں سے علم دینی حاصل کیا۔ ان نیک ہستیوں میں مولوی محمد اسماعیل نے آپ کو کافیہ پڑھائی۔ مولوی شاہ اسحاق اور شاہ عبدالعزیز سے آپ نے حدیث کا درس سیکھا۔ اس کے بعد مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ آپ نے مولوی قلندر علی جلال آبادی سے پڑھی اس کے علاوہ باقی تمام علوم مولوی فضل امام خیر آبادی سے حاصل کیے۔

حاجی لعل حسین سے آفتاب فیض کا واقعہ: غوث علی کی کم سنی میں ایک دفعہ آپ کے نانا محمد حیات ایک مشہور بزرگ حاجی لعل کی خدمت میں جا رہے تھے۔ غوث علی کی والدہ نے ان سے کہا "باوا جان! اپنے ساتھ غوث علی کو بھی لیتے جایئے اس پر بھی کچھ کرم ہو جائے گا۔"

محمد حیات نے کہا "مجھے اس کو حاجی لعل کے پاس لے جانے میں کوئی اعتراض نہیں بیٹی مگر اس کی عمر ابھی کیا ہے، صرف آٹھ سال۔"

ان دنوں غوث علی کے والد احمد علی بھی دہلی سے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی سسر سے کہا۔ "باوا جان! میں خود بھی آپ کے ساتھ حاجی لعل کے پاس چلوں گا اور غوث علی کو بھی ان سے ملواؤں گا۔"

اس اصرار کی وجہ سے محمد حیات خاموش ہو گئے پھر تینوں حاجی لعل صاحب کی طرف چل دیئے۔ جب یہ تینوں ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نانا اور باپ دونوں کو نظر انداز کرتے ہوئے غوث علی کی طرف دیکھا۔ حاجی لعل غوث علی کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ باقی دونوں بزرگ بہت حیران ہوئے کہ یہ حاجی صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔

غوث علی کا ہاتھ حاجی لعل کے ہاتھ میں تھا۔ حاجی لعل کہہ رہے تھے

Marfat.com

صاحبزادے تم کہاں تھے میرے پاس تمہاری ایک امانت پڑی ہوئی ہے اور میں اس امانت کو تمہارے حوالے کرنے کے واسطے تمہیں تلاش کر رہا تھا۔"

اس کے بعد کمرے کے سب دروازے بند کر دیئے گئے اور وہاں موجود قوالوں نے قوالی شروع کر دی اس دوران کسی نے بتایا کہ حضرت حاجی لعل کسی کو اپنے اتنا قریب نہیں آنے دیتے مگر تمہاری قسمت بہت اچھی ہے کہ تمہیں حاجی لال نے اپنے پاس بٹھایا اور اپنی خاص توجہ تمہیں دے رہے ہیں۔

قوال نہایت انہماک سے قوالی سنا رہے تھے۔ حاجی لعل حسین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی پھر اسی کیفیت میں آپ نے غوث علی کی طرف خاص نظروں سے دیکھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے حاجی صاحب غوث علی پر اپنی نظر کرم کر رہے ہیں۔ اس کے بعد غوث علی کو بھی اپنی ہوش نہیں رہی۔ یہ سب دیکھتے ہوئے غوث علی کے نانا نے شکایتاً کہا۔

"حاجی صاحب یہ آپ نے کیا کر دیا ابھی اس بچے کی عمر ہی کیا ہے۔ آپ نے اتنی سخت نظریں اس بچے پر کیوں ڈالیں؟"

اس سے پہلے کہ حاجی صاحب کچھ کہتے، احمد علی نے اپنے سسر کو سمجھایا "باوا جان! آپ کیا کہہ رہے ہیں ہمیں تو حاجی صاحب کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے ہمارے بیٹے کو اتنی کم سنی میں اس دولت سے مالا مال کر دیا۔ میرا بچہ بہت خوش نصیب ہے۔"

غوث علی کو اسی غشی کی حالت میں وہ گھر لے گئے۔ گھر والے بہت پریشان ہوئے۔ یہ غشی تقریباً آٹھ روز تک غوث علی پر طاری رہی۔ جب نویں دن آپ کو ہوش آیا تو اس وقت آپ بہت سنجیدہ ہو چکے تھے۔ چہرے پر جلال اور بردباری کا راج تھا۔

اس واقعہ کے بعد غوث علی کا چرچا ہونا شروع ہو گیا۔ بعض بزرگوں نے کوشش کی کہ غوث علی کو بدنام کیا جائے تاکہ وہ ہم پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہو مگر ان کی

Marfat.com

سب کوششیں ناکام ہوگئیں۔

بیعت وحصول خلافت: آپ نے طریقت کے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ سب سے پہلے آپ اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے۔ حضرت لعل شاہ کے روحانی فیوض سے مستفید ہوئے۔ خاندان سہروردیہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت سید فدا حسین رسول شاہی کے ہیں۔ خاندان قادریہ میں آپ مرید وخلیفہ حضرت سید اعظم علی شاہ کے ہیں۔ نقش بندی سلسلہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت حبیب اللہ شاہ کے ہیں۔ خاندانِ چشتیہ میں آپ مرید و خلیفہ حضرت امیرالدین کے ہیں۔

شاہ فدا حسین کی نگاہِ شفقت کا واقعہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے والد سید احمد علی اپنے بیٹے کو شاہ فدا حسین کے پاس لے گئے شاہ فدا حسین رسول شاہی کہلاتے تھے۔ غوث علی نے ان کی خدمت میں نذرانے کے طور پر ایک روپیہ پیش کیا۔ فدا حسین نے ایک چھوٹی سی آیت پڑھی اور غوث علی سے وہ نذرانہ لے لیا۔ اس وقت آپ کی عمر 10 سال تھی۔

اس کے بعد فدا حسین نے اپنے ایک مرید توکل شاہ سے کہا ''ایک چھری ایک موتیوں کی مالا اور سبز کاہی رومال فوراً لے آؤ''

جب یہ چیزیں آگئیں تو فدا حسین نے سبز کاہی رومال غوث علی کے سر پر رکھ دیا اور باقی دونوں چیزیں اسے دیتے ہوئے کہا ''اب جا خدا تیرے تمام معاملات درست کرے۔''

سیر وسیاحت: آپ نے ہندوستان کی سیر وسیاحت فرمائی۔ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، بغداد، نجف اشرف، بیت المقدس بھی حاضر ہوئے اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ مصر، روم وشام کی سیر وسیاحت فرمائی۔ بہت سے درویشوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ نواسی بزرگوں سے ملے اور ان کے باطنی فیض سے مستفید ہوئے۔ ان کے علاوہ آپ بہت سے جوگیوں، سناسیوں اور دیگر مذاہب کی بزرگ

Marfat.com

ہستیوں سے ملے اور ان سے استفادہ کیا۔

آپ کی زندگی میں بہت سے واقعات ہوئے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

جادو اور روحانیت کا مقابلہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ نے ایک چمار کے لڑکے سے پوچھا تم روزانہ کہاں جاتے ہو اور سارا سارا دن کیا کرتے رہتے ہو؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں یا جو کچھ بھی کہتا ہوں ایک دن اس کے متعلق ہر کسی کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے کہا مگر اس میں راز داری کی کیا بات ہے؟ چمار کے لڑکے نے کہا میں نے کہہ جو دیا کہ یہ بات زیادہ دیر راز نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ راز میں اپنی کوشش سے معلوم کر لوں؟ آخر کار چمار کے لڑکے نے ہار مان لی اور سارا ماجرا سنانے لگا۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں ایک منتر سدھ رہا ہوں اور اس منتر کا جاپ میں دریا کے کنارے کھڑے ہو کر کرتا رہتا ہوں۔ غوث علی نے جواب دیا اچھا جس روز تم اپنا یہ منتر سدھ لو گے تو مجھے ضرور بتا دینا میں بھی تمہارے منتر کا کمال دیکھوں گا۔

اس کے بعد آپ اپنے گھر چلے گئے۔ کافی دنوں کے بعد وہ لڑکا آپ کے گھر پہنچا اور بتایا کہ میں نے اپنا جاپ مکمل کر لیا ہے۔ اگر دیکھنا چاہو تو میرے ساتھ آ جاؤ۔ غوث علی اسی وقت لڑکے کے ساتھ چل دیئے۔ لڑکے نے دریا کے کنارے پہنچ کر چاول پکائے اور پھر ایک بکرے کو قربان کیا پھر پوجا کرنے کے بعد منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ جب اس نے منتر مکمل کیا تو بہت خوش ہوا اور بولا "میاں جی! بھگوان کی کرپا سے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" غوث علی نے کہا کہ میں کس طرح اس بات پر یقین کر لوں کہ تم کامیاب ہو گئے ہو؟ لڑکے نے جواب دیا میں جو کہہ رہا ہوں۔ غوث علی نے کہا جب تک میں سب کچھ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھوں گا یقین نہیں کروں گا۔ لڑکے نے کہا چلو پھر تمہیں ابھی اپنے منتر کا تماشا دکھاتا ہوں۔ لڑکے نے ایک کنکر زمین سے اٹھایا، کچھ پڑھا اور پڑھ کر اس کنکر کو درخت پر دے مارا۔ درخت

Marfat.com

کو فوراً آگ لگ گئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے راکھ ہو گیا۔ غوث علی نے کہا کیا تم کسی آدمی کو بھی راکھ کر سکتے ہو؟ لڑکے نے جواب دیا کیوں نہیں۔ میں ہر چیز کو جلا کر راکھ کر سکتا ہوں۔ غوث علی نے لڑکے سے کہا کہ تم مجھے راکھ کر کے دکھاؤ تو مانوں۔ لڑکے نے گھبرا کر کہا کہ اگر میں نے تمہیں جلا دیا تو تمہارے گھر والوں کو کیا جواب دوں گا؟ آپ نے سینہ تان دیا اور کہا، تم اپنا کمال تو دکھاؤ ویسے بھی میں تو راکھ ہو جاؤں گا اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا۔ لڑکے کو بھی اس بات پر غصہ آ گیا اور بولا، میاں جی! آپ مجھے غصہ نہ دلائیں ورنہ آپ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آپ نے جواب دیا تم بے فکر رہو مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ اس پر لڑکے کو طیش آ گیا اور اس نے کہا پھر تیار ہو جایئے میاں جی، مرنے کے لئے۔

پھر لڑکے نے کنکر پکڑ کر اس پر منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ غوث علی اس لڑکے پر اپنی نظریں جمائے کھڑے تھے۔ جب لڑکے نے منتر مکمل کر لیا تو کنکر کو غوث علی کی طرف پھینکا۔ غوث علی نے اپنے گرد حصار کھینچ لیا جس کی وجہ سے وہ محفوظ رہے مگر غوث علی نے اپنے دل میں سوچا کہ حصار میں قید ہو کر منتر سے بچے تو کیا بچے۔ آپ نے اس لڑکے سے کہا، تم دوبارہ منتر پڑھو۔ میں پہلے حصار میں قید تھا اب میں آزاد تمہارے منتر کا سامنا کروں گا۔ لڑکے نے دوبارہ منتر پڑھا اور کنکر غوث علی کی طرف پھینکا۔ کنکر غوث علی سے ٹکرایا اور واپس گیند کی طرح اچھل کر چمار کے لڑکے کو لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ غوث علی پریشان ہو گئے۔ اسی پریشانی کی حالت میں یہ چمار کے پاس پہنچے اور اسے سارا واقعہ سنایا۔ چمار بیچارہ بھاگم بھاگ وہاں پہنچا۔ اس کا لڑکا اوندھے منہ زمین پر پڑا تھا اور اس کے جملہ مساموں سے خون جاری تھا۔ چمار لڑکے کو اٹھا کر سیدھا غوث علی کے نانا کے پاس شکایت لے کر گیا۔ آپ کے نانا نے جب سارا ماجرا سنا تو غوث علی کو فوراً طلب کیا اور ان سے کہا غوث علی! میں کیا سن رہا ہوں؟ غوث علی نے جواب دیا نانا جان! آپ نے جو سنا ہے بالکل درست سنا ہے۔ یہ لڑکا اپنی قوت اور طاقت مجھ پر آزما رہا تھا جبکہ میں بھی اس کے مقابلے میں اپنی

Marfat.com

قوت آزمارہا تھا۔ اس میں میرا کوئی دوش نہیں ہے۔ یہ سب سن کر آپ کے نانا نے غوث علی کو کئی طمانچے رسید کئے اور کہا تو نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو کوئی معمولی ہستی سمجھ رکھا ہے اور وہ تیری کہاں کہاں مدد کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے سورۃ المزمل پڑھنا شروع کر دی۔ پڑھتے جاتے اور چمار کے لڑکے پر دم کرتے جاتے۔ یہ عمل کافی دن تک جاری رہا تب کہیں جا کر وہ لڑکا درست ہوا اور بالکل اچھا ہو گیا۔

ایک مجذوب کا روحانی تصرف: حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم پہلی مرتبہ پیرانِ کلیر گئے تو دو وقت کا فاقہ ہوا۔ ہم نے حضرت مخدوم کے مزار پر جا کر کہا حضرت آپ نے تو عمر بھر گولروں پر گزارا کیا ہم کو بھوکا ہی رکھیے گا۔ غور سے دیکھا تو قبر پر سیاہ سانپ لیٹا ہوا تھا۔ ہم اپنا حال کہہ کر چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک خادم کھانا لایا اور معذرت کرنے لگا کہ میں بھول گیا تھا۔ آپ معاف فرمائیں۔ ہمیں وہاں سال بھر رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایک بار تمام خادمانِ درگاہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے عرس پر چلے گئے تھے۔ وہاں سوائے ہمارے اور کافر شاہ مجذوب کے کوئی نہ تھا۔ وہ عارضہ اسہال میں مبتلا تھے۔ ایک دن ہم سے کہا کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ میرا بدن اور کپڑے سب ناپاک ہیں۔ کپڑے تالاب پر دھلواؤ اور مجھے نہلا دو۔ ہم نے کپڑے دھو دیئے اور ان کو خوب نہلا دیا۔ بعد نماز مغرب چادر تان کر لیٹ گئے اور السلام علیکم کہہ کر جاں بحق ہوئے۔ اس زمانے میں مزار کے آس پاس بڑا گھنا جنگل تھا۔ ہم ان کی لاش کی نگہبانی کرتے رہے۔ جب آدھی رات گزری تو خیال آیا کہ لاش کو تنہا چھوڑتے ہیں تو اس بات کا خوف ہے کہ کوئی جانور نہ کھا جائے اور اگر لاش کی حفاظت کے لئے بیٹھتے ہیں تو نماز قضا ہوتی ہے۔ ہم اسی فکر میں تھے کہ وہ مجذوب ''الا اللہ'' کہہ کر اٹھ بیٹھے۔ ہم نے لا حول پڑھی اور اپنا عصا سنبھالا۔ خیال تھا کہ کوئی بھوت لاش کے اندر حلول نہ کر گیا ہو۔ مارنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ گھبرا کر بولے۔ میاں غوث علی شاہ! خبردار، میں

Marfat.com

کوئی جن بھوت نہیں ہوں۔ میں تو وہی کافر شاہ ہوں۔ تم فکرمند تھے اس لئے میں دربارِ الٰہی سے دوپہر کی رخصت لے کر آیا ہوں۔ اب تم نماز پڑھو میں دو گھڑی دن چڑھے مروں گا۔ ہم نے اپنا عصا رکھ دیا ان سے باتیں شروع کیں۔ اول تو ہم نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ دوسرے یہ کہ آپ کو فیض کہاں سے ہوا؟ تیسرے یہ کہ مرنے کے بعد کیا گزری؟ کافر شاہ نے جواب دیا کہ میں تیموریہ خاندان کا شہزادہ ہوں اور فیض باطنی مجھ کو حضرت مخدوم علی احمد صابر کی روح پرفتوح سے ہوا ہے اور وہاں کا حال مختلف ہے۔ مجھ پر خبر گزری۔ زیادہ حال بیان کرنے کی اجازت نہیں۔ تم جب آؤ گے تو خود معلوم کرلو گے۔ اب جاؤ نماز پڑھو دیر ہو رہی ہے مگر اشراق پڑھ کر جلد چلے آنا۔ جب ہم ٹھیک وقت پر آپہنچے تو آپ نے فرمایا لو اب ہم جاتے ہیں۔ تم دفن و کفن کا کچھ فکر نہ کرنا۔ مولوی قلندر صاحب جلال آبادی اور ان کے دو طالب علم آتے ہی ہوں گے۔ وہ تمہارے مددگار ہوں گے۔ دو چادریں ان کی اور ایک ہماری ان میں لپیٹ کر دفن کر دینا اور میری قبر مخدوم صاحب کے پا انداز بنانا۔ پھر آپ نے کہا کہ اب انگوٹھوں میں سے جان نکل گئی ہے۔ اب ٹخنوں میں آئی اور اب گھٹنوں میں، اب کمر میں اب سینے میں اور اب حلق میں۔ السلام علیکم کہہ کر رخصت ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں مولوی صاحب بھی تشریف لائے۔ ان کی وصیت کے مطابق انہیں دفن کر دیا۔ پھر ہم نے تمام حال مولوی صاحب سے بیان کیا۔ وہ بہت دیر تک متحیر رہے اور کہنے لگے کہ حقیقت میں یہ درویش اپنے فن کا پورا تھا۔

ایک دنیادار فقیر کا قصہ: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ کی ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جو بظاہر بہت زاہد و عابد تھے۔ بہت تپاک سے پیش آئے اور اپنے پاس ٹھہرایا ان کے ہاں گائے بکریاں بہت تھیں۔ ہمیشہ دودھ چاول کھایا کرتے تھے۔ یہی غذا ہم کو بھی دی ایک دو روز تو کھائی لیکن یہاں تو زبان کو نمک مرچ کی چاٹ لگی ہوئی تھی۔ وہ خورش پسند نہ آئی ایک دن ہم جنگل میں چلے گئے اور جنگلی مرغیوں کے انڈے لائے کچھ ثابت کچھ چلے پکائے آپ بھی کھائے اور

Marfat.com

فقیر صاحب کو بھی کھلائے پھر تو ان کو بھی مزہ پڑ گیا۔ روز جاتے اور انڈے ڈھونڈ کر لاتے سچ ہے اعلاصُحْبَتُ مُؤَثِر" دنیا دار کی صحبت نے فقیر کو بھی چٹور پن سکھلا دیا خیر تو یہ ہوئی کہ ہم نے ان کو مرغ پکڑ کر نہیں کھلایا اور نہ جنگلی مرغوں کا نام ونشان بھی نہ رہتا۔ ایک دن میں نے کہا کہ میاں صاحب آپ عابد وزاہد متقی پرہیز گار آدمی ہیں آپ کا قیام تو شہر میں زیبا تھا تاکہ جمعہ و جماعت کا ثواب حاصل کرتے خلقت آپ سے فیض پاتی آپ ان سے فائدہ اٹھاتے طرفین حور وقصور کے مستحق ہوتے اور یہ ہوکا مقام تو عارفوں کا ہے سو آپ کو اس کی ہوا بھی نہیں لگی ہم تو کچھ اور ہی سمجھ کر آئے تھے پھر وہ فقیر صاحب ہم کو اپنے مرشد کے پاس لے گئے جو پہاڑ پر رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی البتہ وہ خوب آدمی تھے۔

مہمان نوازی: دوران سیاحت حضرت غوث علی شاہ کا واقعہ ہے کہ آپ کچھ دن آگرے میں رہے پھر وہاں سے گوالیار کی طرف چل دیئے۔ راستے میں کسی گاؤں سے گزر ہوا۔ اس گاؤں میں تمام لوگ تقریباً ہندو تھے آپ کو کسی مسلمان کی تلاش تھی تاکہ رات بسر کرسکیں کسی شخص نے آپ کو ایک تیلی کا پتہ بتایا۔ آپ فوراً اس تیلی کے گھر پہنچے اور رات بسر کرنے کے واسطے اس شخص سے کہا۔ تیلی نے کہا میاں جی! مجھے خوشی ہے کہ آپ جیسے برگزیدہ بندے نے مجھے خدمت کا موقع دیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ میرے گھر میں بالکل جگہ نہیں ہے ویسے اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو رہ جائیے میرے گھر میں۔ غوث علی اس گھر میں رہ گئے مگر انہیں جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ وہ اس گھر میں واقعی نہیں رہ سکتے۔ اس لئے انہوں نے تیلی سے کہا کہ تمہارے گھر کے سامنے درخت کے نیچے ایک چبوترہ ہے اگر تم اجازت دو تو میں وہاں لیٹ جاؤں۔ تیلی نے جواب دیا، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں مگر چوکیدار نے اگر آپ کو تنگ کیا تو آپ کو تکلیف ہوگی۔ آپ نے جواب دیا اگر اس نے مجھے تنگ کیا تو اس سے کہہ دوں گا کہ میں تیلی کا رشتہ دار ہوں۔ یہ کہتے ہوئے آپ کے دل کو بہت رنج ہوا۔ اس کے بعد آپ چبوترے پر جا کر لیٹ گئے۔ رات کو جب چوکیدار نے آ کر

Marfat.com

آپ کی بابت پوچھا تو آپ نے اسے تیلی کے پاس بھیج دیا۔ چوکیدار تیلی کو ساتھ لے کر چبوترے پر پہنچا اور تیلی سے پوچھا کیا یہ تیرا مہمان ہے؟ مجھے تو تمہارا مہمان نہیں لگتا کیونکہ اس کے اور تیرے حلیے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مجھے تو لگتا ہے یہ آدمی دہلی سے آیا ہے۔

حضرت غوث علی نے جواب دیا تم ٹھیک کہتے ہو میں واقعی اس آدمی کا مہمان نہیں بلکہ یہ سب اس نے میرے کہنے پر کیا ہے اور میں دہلی ہی سے آیا ہوں۔ چوکیدار نے یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ راستے میں چوکیدار سے تفصیلی تعارف بھی ہوا۔ چوکیدار نے بتایا کہ میں بھی دہلی کا رہنے والا ہوں۔ چوکیدار نے گھر پہنچ کر آپ کو کھچڑی پکا کر کھلائی اور پھر آپ سے نماز تہجد کی ترکیب پوچھی۔ غوث علی نے اس کو نماز کی ترکیب بتا دی۔ چوکیدار آپ کی تین دن تک خاطر مدارت کرتا رہا۔ اس کے بعد آپ گاؤں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔

ایک بزرگ کی صحبت کا اثر: حضرت غوث علی شاہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ساتھی زبید گئے وہاں پر واجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بہت مہربانی سے پیش آئے اپنے پاس ٹھہرایا ان کی صحبت کی تاثیر سے ہمارا یہ حال ہو جاتا تھا جیسے کوئی بیداری میں خواب دیکھتا ہو اور تمام کائنات ہیچ معلوم ہوتی تھی ان پر نسبت استغراق نہایت غالب تھی ایک دن میاں صاحب نے ہم کو بھی توجہ دی تھی اس توجہ کی بدولت اس دن نماز ظہر قضا ہو گئی تھی ہم نے بہت بزرگوں سے توجہ لی مگر ایسا حال کسی کی توجہ میں نہیں ہوا تھا۔ یہ بزرگ بھی اپنی حالت میں بڑے کامل اور زبردست تھے ایک روز میاں صاحب نے ہم سے پوچھا کہ تمہارا اصل مقصد اور دلی مطلب کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ حضرت توحید تنزیہی فرمایا کہ اس میں تو بجز حیرانی اور سرگردانی کے کچھ نہیں ہم نے عرض کیا کہ خیر ہر چہ باداباد ہم تو اسی کے طالب ہیں۔

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم
تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

Marfat.com

ایک روز ہم جنگل کی طرف گئے ایک بدوی سے دریافت کیا بـر مجنون فَاین یعنی مجنوں کا جنگل کدھر ہے جواب دیاـیا شیخ اَنَا مجنُونٌ اِذاَنتَ مجنُونَ مَاھُوَ مجنُوَنَ؟ یعنی میں دیوانہ ہوں یا تو۔کون مجنوں ہے تب خیال آیا کہ سمجھا نہیں ہم نے بجائے مجنوں کے قیس کہا اس نے جواب دیاـنعم تعَالَ ھُنَا یعنی آو میں بتا دوں ہم کو لے لیا اور جگہ دکھائی اس وقت یہ شعر یاد آیا۔

قیس کا ماتم کروں میں یا کروں فرہاد کا
دونوں یاد آئے مجھے کوہ و بیاباں دیکھ کر

پیغمبر کی قبر کی خدمت کا صلہ: حضرت غوث علی شاہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دورانِ سفر ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس کا حال دریافت کیا تو کہنے لگا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار کا جاروب کش ہوں۔ چھ مہینے میں ایک مہینہ کی رخصت ملتی ہے۔ ہفتہ بھر گھر پر گزار کر پھر آستانہ پر حاضر ہو جاتا ہوں۔ جب میں بیس سال کی عمر کا ہوا تھا تو مجھے حرم شریف کی زیارت کا خیال آیا۔ جا بجا مقدس مقامات کی زیارت کرتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزار متبرکہ پر پہنچا۔ دل یہاں پہنچ کر کچھ ایسا مانوس ہوا کہ میں یہیں کا ہو رہا اور جاروب کشی اختیار کر لی۔ سات آٹھ برس کے بعد ایک فقیر میرے وطن کا وہاں آنکلا اور پیام دیا کہ تمہاری بیوی نے کہا تھا کہ اگر کہیں مل جائے تو کہہ دینا کہ تمہارے بچوں کی شادی کا وقت آ گیا ہے اور خرچ کو کوڑی بھی نہیں جس طرح ہو سکے آ جاؤ۔ اس وقت سے میں فکر مند تھا کہ میرے پاس زادِ راہ بھی نہیں اور سفر دو روز کا ہے۔ کس طرح اس مصیبت سے نجات ملے۔ اسی خیال میں سو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ فلاں مقام پر پتھر کے نیچے پانچ سو ریال رکھے ہیں ان کو لو اور گھر چلے جاؤ لیکن بچوں کی شادی کر کے جلد واپس چلے آنا ہم تمہارے منتظر رہیں گے۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو اس خواب کو محض خیال سمجھا۔ دوسری رات پھر یہی واقعہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مقام پر جا کر دیکھو تو سہی میں نے اس مقام پر جا کر دیکھا تو درحقیقت

Marfat.com

وہاں پانچ سو ریال پائے۔ تیسری شب آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل ضرور چلے جاؤ اور جلد واپس آؤ۔ میں وہاں سے مدینہ منورہ میں آیا۔ وہاں کچھ مدت قیام کا ارادہ تھا۔ خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں سے جلد چلے جاؤ کیونکہ حضرت موسیٰ تمہارے منتظر ہیں۔ میں وہاں سے روانہ ہو گیا گھر پہنچا بچوں کی شادی سے فارغ ہوا تو گھر چھوڑنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ ایک رات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ کیا تو واپس نہیں آنا چاہتا۔ میں نے عرض کیا کہ پیدل چلنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت کے آستانے پر موجود ہوں۔ اس روز سے میرا یہ حال ہے کہ چھ مہینے کے بعد عرض کر کے سو رہتا ہوں اور صبح کو اپنے گھر بیدار ہوتا ہوں اور پھر آٹھ دن بعد اسی طرح حضرت کے آستانے پر پہنچ جاتا ہوں۔ میرے حال پر موسیٰ علیہ السلام کی بہت مہربانی ہے جس وقت چاہتا ہوں حضرت سے گفتگو کر لیتا ہوں۔

ایک دن عرض کیا کہ حضرت! مجھے کچھ تعلیم فرمایئے۔ ارشاد فرمایا تو متحمل نہ ہوگا مگر ہاں بعد انتقال کے تم کو کچھ دیں گے اب میں اپنے گھر آیا ہوں۔ چار دن تو گزر گئے ہیں تین دن باقی ہیں پھر اسی آستانے پر پہنچ جاؤں گا۔ نہایت خوشی میں حضرت کے صدقے زندگی بسر کر رہا ہوں۔

ایک فقیر کی توجہ کا اثر: حضرت سید غوث علی شاہ قلندر فرماتے ہیں کہ جب ہم حج بیت اللہ کا قصد کر کے بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے تو ہم نے کپتان سے پوچھا۔ میاں تمہیں کوئی مردِ خدا بھی ملا ہے یا نہیں۔ کپتان نے کہا جی ہاں ملے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارا جہاز حاجیوں کو لے کر روانہ ہوا تو ایک فقیر اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے والد کے پاس آ بیٹھا اور کہنے لگا کہ اس سفر میں تو بڑی تکلیف ہوتی ہے ہم بھلا اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے؟ والد نے جواب دیا سوا مہینے میں پہنچ جائیں گے۔ فقیر نے کہا اتنا طویل سفر تو ہمارے لئے دشوار ہے۔ ہمارا جی متلاتا ہے۔ پہلے سے یہ معلوم ہوتا تو ہم کبھی جہاز پر سوار نہ ہوتے۔ والد نے بطور مزاح کہا، اگر کچھ ہمت ہو تو زور

Marfat.com

لگاؤ تاکہ جہاز جدہ کے ساحل پر جا لگے۔ فقیر نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے کون سی بندرگاہ آتی ہے۔ والد نے کہا عدن۔ پھر مجہ پھر جدہ، فقیر نے کہا بس اب لنگر ڈال دو جدہ آ گیا ہے یہ کہہ کر خود اٹھ کر اپنی جگہ پر چلے گئے۔ والد حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ فوراً ہی ایک خلاصی کو تحقیق حال کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس آ کر بتلایا کہ جدہ کی بندرگاہ آ گئی۔ والد نے اس فقیر کو بہت تلاش کیا لیکن پتہ نہ چلا۔

ایک درویش کی داستان: حضرت غوث علی شاہ کا کہنا ہے کہ ہم بریلی سے کاکوری کو چلے گئے تھے سنا تھا کہ وہاں کے جنگل میں ایک درویش رہتے ہیں جن کو وحوش و طیور سے محبت اور انسانوں سے نفرت ہے نہ اپنی کہتے ہیں نہ دوسرے کی سنتے ہیں۔ رات دن گریہ و زاری سے کام ہے۔ بڑی تلاش کے بعد وہ ملے رفتہ رفتہ باہم محبت ہو گئی ہم نے حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں ہندوستان سے بہ ارادہ حج چلا بمبئ سے جہاز پر سوار ہوا قضارا جہاز تباہی میں آ کر پاش پاش ہو گیا ایک تختہ کے سہارے میں تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارہ سے جا لگا خدا خدا کر کے تختہ سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گیا بہت فاصلہ پر ایک دیوار نظر آئی قریب جا کر دیکھا تو اس میں کوئی دروازہ نہ تھا مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا اس پر چڑھا اور دیوار پر سے اندر گیا وہاں کی کیفیت کیا بیاں کروں ایک باغ دلکش دیکھا جس کا مثل نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا۔ روشیں مصفا نہریں جاری رنگ برنگ کے طائر چہچہاتے اور قسم قسم کے میوے درختوں پر لگے ہوئے ہیں لیکن انسان کا کہیں پتا نہیں میں حیرت میں رہ گیا کہ بار خدایا یہ کیا مقام ہے غرض کچھ میوے کھا کر ایک بارہ دری میں سو رہا عصر کے وقت آنکھ کھلی باغ کی سیر کرنے لگا۔ شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادا یہ باغ جنات کا ہو ایک گوشہ میں جا چھپا وہاں سے دیکھا کہ آسمان سے ایک گروہ سواروں کا اترا اور چمن میں ایک تخت اور فرش مکلّف بچھایا گیا خدمت گار قرینہ بقرینہ کھڑے ہو گئے اور دو صاحب نہایت حسین اس تخت پر آ کر بیٹھے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا میں دور سے یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا ان دونوں سرداروں میں سے ایک نے

Marfat.com

فرمایا فلاں ابن فلاں ہمارے یہاں آج مہمان ہے اس کو بھی کھانا پہنچاؤ میں یہ بات سن کر متحیر ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ الٰہی یہ کون بزرگ ہیں۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص میرے پاس کھانا لایا میں نے کہا تم کون ہو اور یہ بزرگ کون ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی قدم بوسی حاصل کروں۔ اس نے کہا کہ میں بے اجازت کچھ جواب نہیں دے سکتا تم کھانا تو کھاؤ میں اجازت طلب کر کے آتا ہوں۔ میں ہنوز کھا ہی رہا تھا کہ وہ شخص یہ مژدہ لایا کہ تمہاری درخواست منظور ہوئی چلو قدم بوسی حاصل کرو ہم لوگ شہید ہیں اور یہ باغ ہمارے رہنے کا مقام ہے اور یہ دونوں شہزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر تو میں خوشی کے مارے جامہ میں پھولا نہ سمایا جھٹ پٹ جا کر قدم بوس ہوا اور اپنا سارا حال عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا تم اس باغ میں رہو جب حج کا وقت قریب آئے گا تم کو بیت اللہ پہنچا دیں گے۔ خاطر جمع رکھو بعد اس کے مجلس برخاست ہوئی میں بارہ دری میں جا کر سو رہا۔ اس دن سے مجھ کو دونوں وقت امامین ہمامین کی زیارت ہوتی اچھے سے اچھا کھانا ملتا نو مہینہ بعد حج کا زمانہ آ گیا میں نے عرض کیا کہ بعد حج حضور اسی جگہ مجھ کو پھر بلا لیں فرمایا کہ اچھا اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پہنچا دو اس نے کہا کہ آنکھیں بند کرو میں نے بند کر لیں پھر کہا کھول دو میں نے کھول دیں دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں کھڑا ہوں۔ میں نے حج کیا پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ میں واپس چلا آیا۔ اب مجھ کو ہر وقت یہ خیال رہنے لگا کہ حضرت نے وعدہ فرما لیا تھا اب تک بلایا نہیں آخر ایک دن اسی غم والم میں آنکھ لگ گئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میں اسی باغ کے اندر ہوں بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجا لایا پھر وہی زیارت اور وہی کھانا نصیب ہوا۔ اسی طرح عیش و خوشی کے ساتھ چار مہینے گزر گئے۔ ایک دن میری جو شامت آئی تو عرض کیا کہ حضرت گھر جانے کو جی چاہتا ہے مگر اس وقت یہ کہنا بھول گیا کہ مجھ کو پھر بلا لیجئے گا۔ ایک شخص کو اشارہ ہوا کہ اچھا اس کو پہنچا دو اس نے آنکھ بند کرا کے مجھ کو گھر پہنچا دیا۔ دو چار دن تو کچھ خیال نہ آیا مگر پھر جو وہاں کی یاد نے

Marfat.com

زور مارا تو مجھ کو جنون ہو گیا اب تک اسی فراق میں مبتلا ہوں جب ہم نے یہ دو ہاتھ کی لمبی داستان سنی تو کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ میاں ہم تو سمجھتے تھے کہ تو خدا کی یاد میں روتا ہے تیرا رونا چیخنا تو کچھ اور ہی نکلا اور وہ بھی نصیب نہ ہوا اپنی قسمت کو رویا کر ہم وہاں سے لکھنؤ چلے گئے۔

ایک دنیادار درویش کا قصہ: حضرت غوث علی شاہ نے فرمایا ہے کہ شمس آباد کے قریب جنگل میں ایک فقیر احمد شاہ صاحب تھے ان کی شہرت سن کر ہم بھی گئے دیکھا کہ ایک نہایت پرانی اور بہت بڑی مسجد بادشاہی وقتوں کی ہے۔ اس میں وہ رہتے ہیں ہم کو دیکھ کر نہایت ترش روئی سے پیش آئے اور بولے کہ صاحب یہاں نہ ٹھہرو آدھی رات کے بعد یہاں شیر آتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو پھاڑ ڈالے ہم نے کہا کہ شیر جو مو سو ہو آج تو یہیں قیام کریں گے

ہم کو خدا پہ چھوڑ دو بہر خدا جو ہو سو ہو

وہ تو اپنے حجرہ کا دروازہ بند کر کے سو رہے ہم نے نماز عشاء پڑھی پھر دو روٹیاں جو ہمارے پاس تھیں کھا کر پانی پیا اب سونے کا ارادہ ہوا ہم نے خیال کیا کہ یہ جنگل کا مقام ہے شاید شیر آتا ہو مناسب یہ ہے کہ مسجد کی چھت پہ سوئیں اور چڑھے تو دیکھا کہ ایک کالا سانپ نہایت لمبا اور موٹا پڑا ہوا ہے۔ ہم نے سوچا کہ یہاں تو شیر موجود ہے اور نیچے صرف احتمال پھر نیچے اترے خیر نیند تو نہ آئی مگر ہم وضو کر کے تمام رات چبوترہ پر بیٹھے رہے۔ صبح کی نماز پڑھی میاں صاحب بھی نکلے اور پوچھا کہ شیر آیا تھا یا نہیں ہم نے کہا کہ یا تو آپ شیر ہیں یا ہم شیر ہیں اور تو کوئی نظر آیا نہیں تھوڑی دیر بعد بستی سے ایک شخص اپنے بچہ کو لے کر آیا دم کرایا اور تعویذ لکھا کر لے گیا جب کھانے کا وقت ہوا تو وہی شخص کچھ روٹیاں اور چھاچھ لے کر آیا ہم نے میاں صاحب کی تواضع کی انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ آپ کھائیں ہم نے کہا کہ پہلے آپ نوش فرمائیں تب ہم بھی کھا لیں گے غرض ان کو بھی ہم نے ساتھ کھلایا۔ ان کے پاس بہت لوگ تعویذ گنڈے والے آیا کرتے تھے اور اس ذریعہ سے بہت سا روپیہ جمع کر

Marfat.com

لیا تھا۔ اسی واسطے کسی مسافر کو اپنے پاس ٹھہرنے نہیں دیتے تھے ہم سے کہنے لگے کہ میرا ارادہ اس مسجد کی تعمیر کا ہے ہم نے کہا کہ میاں صاحب جنگل میں مورناچا کس نے دیکھا تم اپنی مسجد کو درست کرو مگر ان کے خیال میں یہ بات نہ آئی ہم تو وہاں سے چل دیئے پھر سنا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور کئی مٹکے روپیہ اشرفیوں کے نکلے کچھ روپیہ تو سرکار نے ان کے مزار پر لگا دیا اور باقی اپنے خزانہ میں داخل کیا۔

مریدوں سے ذاتی کام لینا اچھا نہیں: حضرت غوث علی شاہ نے فرمایا ہے کہ موضع منڈاور میں ہم وہاں کے صاحب سجادہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چونکہ اکثر بزرگوں کی عادت میں داخل ہے اپنے مریدوں سے ہر قسم کا کام لیتے ہیں۔ میاں صاحب نے اپنے مریدوں کو ہلوں میں جوت رکھا تھا ایک روز جب مرید ہل جوت کر آئے تو آپ نے فرمایا کہ ارے رات کو کچھ اللہ اللہ بھی کر لیا کرو تو مرید کیا کہتے ہیں کہ اب آئی ہم بدنصیبوں کی کم بختی دن کو تو ہل جوتیں اور رات کو اللہ اللہ کریں بس اب ہم کیونکر جیویں گے کس شامت نفس میں گرفتار ہو گئے۔ باز آئے ایسی پیری مریدی سے یہ بات سن کر ہم تو ہنسنے لگے اور پیر جی چپ رہ گئے کچھ جواب نہ دیا فی الحقیقت مریدوں سے کام لینا بہت برا ہے اور خصوص طالب خدا سے اگرچہ بعض اولیا اللہ نے بھی بعض طالبانِ خدا سے بہت سخت کام لئے ہیں لیکن اس میں کچھ مصلحت تھی اور آخر ان کو اپنے مطلوب سے ملا دیا خرابی تو یہ ہے کہ اکثر پیرزادے صاحب سوائے بزرگی خاندان کے اپنی گرہ میں تو کچھ رکھتے نہیں مگر مریدوں سے خوب لیتے ہیں اگر کوئی مرید راسخ الاعتقاد اپنی محبت سے پیر کا کچھ کام کرے تو اس کو اختیار ہے لیکن بدلہ دینا اس کو بھی لازم ہے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ط

صاحب کیف لوگوں کی اصلاح: حضرت غوث علی شاہ نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ میں حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار متبرکہ کی زیارت کو ہم گئے پیران کلیر میں رہنے کا اتفاق ہوا جب عرس شروع ہوا تو اطراف و جوانب سے حضرات صوفیہ کا ورود ہونے لگا خوش اعتقادوں کے ہجوم اور آہنگ سرود

Marfat.com

کی دھوم ارباب شوق کی مستی و اصحاب ذوق کی بالا دستی سے ہنگامہ بزم گرم ہوا۔ میں بھی عین وجد و حالت کی گرما گرمی میں اس مجلس کے اندر پہنچا دیکھا کہ تین شخص رنگین پوش بادہ شوق سے سرمست ہیں اور اصاغر و اکابر خاموش مطربان خوش آہنگ کسی سوختہ دل کا یہ شعر گاتے ہیں۔

یہ شکایت ہے ہمیں اس ساقی گلفام سے
دور ساغر میں ہمیں محروم رکھا جام سے

ان میں سے ایک فریاد خواں کا ہاتھ میں نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ آپ نے اس شعر سے کیا کیفیت اخذ کی اور تحقیق معانی سے کیا اثر آپ کے دل پر مترتب ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم جو گوہر اشک پروتے ہیں سو اللہ کو روتے ہیں میں نے کہا کہ حضرت کیا آپ کے دل مردہ کی طرح حَیّ الْقَیُّومُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ" وَّلَا نَوْمٌ" بھی دام اجل میں گرفتار ہو گیا جس کے ماتم میں آپ نوحہ گری کرتے ہیں اگر ایسا ہوا تو مقام تہنیت ہے نہ جائے تعزیت کیونکہ اس نے تمہارے بزرگوں کو مارا اور تمہاری فکر میں ہے۔

بھلا ہو اگر بیسرے سر سے ٹلی بلائے
جیئے تھے ویسے بھئے اب کچھ کہا نہ جائے

یہ بات سن کر چپ چاپ ایک گوشہ مجلس میں جا بیٹھے نہیں معلوم کبیدہ خاطری سے گردن جھکائے یا خدا سے جی لگا بیٹھے پھر میں نے دوسرے نالہ کش سے وہی سوال کیا جو پہلے سے کیا تھا وہ بولے حضرت کیسی غزل اور کہاں کا شعر نہ ہم سمجھتے ہیں نہ اس کو سنتے ہیں یہاں تو الاپ اور لَے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ڈھولک کی تھاپ پر سر دھنتے ہیں میں نے کہا کہ بہت درست۔ کسانیکہ ایزد پرستی کنند، بر آواز دولاب مستی کنند، پھر تیسرے صاحب ذوق سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے فرمایا کہ حضرت شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت خاتم انبیاء علیہ التحیۃ والثناشب معراج کو مدارج و مقامات طے کرتے ہوئے پردہ وحدت تک پہنچے تو آواز آئی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا

Marfat.com

النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ پس اس ساغر کو حضرت رسالت پناہ نے نوش فرمایا ایک حصہ تو خود نوش کیا اور دوسرا حصہ بندگان صالح کو عنایت کیا یعنی فرمایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط حسرت تو یہ ہے کہ بندگان صالح کو تو ان کی صالحیت کافی تھی وہاں ہم جیسے تشنہ لبان بادیہ معصیت کو یاد کیوں نہیں فرمایا ع کہ مستحق کرامت گناہگارند، میں نے عرض کیا کہ حضرت خیرالورا نے تو گنہگاروں کو صالحین سے بھی پہلے دور ساغر میں کمال شفقت کے ساتھ شریک فرمایا ہے چنانچہ عَلَیْنَا میں ضمیر جمع اس پر شاہد ہے صالحین کو بعد عطف جدا یاد کیا اور عاصیوں کو اپنے ساتھ رکھا بھلا اس سے زیادہ اور کیا عنایت ہو سکتی ہے۔ یہ بات سن کر ان کا جوش و خروش دھیما ہو گیا اور خاموش ہو کر ایک جانب بیٹھ گئے۔

قلندر صاحب کی چلہ گاہ: حضرت غوث علی شاہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ قلندر صاحب کے چلہ میں جا کر ٹھہرے شاہ امیر الدین بھی وہاں تشریف لائے۔ فرمانے لگے کہ میاں جنگل میں رہ کر کیا کھاؤ گے؟ ہم نے کہا صاحب جو خدا کھلائے گا۔ کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور چاول گھی اور مرغ لے آیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ بھائی! اگر تم قلندر صاحب کی نذر لائے ہو تو یہ پانی پت یا کرنال لے جاؤ اور اگر زندہ قلندر کے واسطے لائے ہو تو ہمارے پاس رکھ دو۔ اس شخص نے کہا صاحب! میں تو آپ کے واسطے لایا ہوں ہم نے خدا کا شکر ادا کیا اور پلاؤ پکایا پھر تو ہمیشہ یہی کیفیت رہی۔ چھ ماہ تک ہم وہاں ٹھہرے رہے۔ ہر روز کچھ نہ کچھ خدا کے فضل و کرم سے آتا رہا اور ہم اس کا شکر بجالا کر کھاتے رہے۔

سیرت پاک: آپ قطب ارشاد تھے۔ آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا۔ آپ کمالات باطنی میں یکتا اور توحید میں لاثانی تھے۔ آپ کو نسب جذب حاصل تھی۔ ترک و تجرید، قناعت و توکل، ریاضت و مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا اسی وقت محتاجوں، بیواؤں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ سائل آپ کے پاس سے کبھی خالی ہاتھ نہیں گیا۔

Marfat.com

خوراک آپ کی بہت کم تھی۔ کھانا سادہ پسند فرماتے تھے۔ لباس آپ کا سفید اور سادہ ہوتا تھا۔ رنگین کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ آپ کو علم ظاہر اور علم باطن میں کمال حاصل تھا۔ آپ منبع شریعت و طریقت تھے۔ فصاحت، بلاغت اور متانت میں بے نظیر تھے۔

تعلیمات: آپ کی تعلیمات اہل ذوق و شوق اہل تصوف اور اہل عرفان ہی کے لئے مفید نہیں ہیں بلکہ ہر شخص آپ کی تعلیمات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ''اسلام کی ترقی کا دارومدار اتفاق، اولوالعزمی اور غیرت پر ہے۔''

آپ طالب حق کو یہ ہدایت فرماتے تھے۔

''غیر اللہ سے کبھی ملتجی نہ ہونا۔ کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا۔ کیونکہ سوال کرنا اصول طریقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ حصول مقصد اصلی اسی پر منحصر ہے کہ طالب ماسوا اللہ سے بے سروکار ہو اور موجودات عالم سے قطع تعلق کرے۔ سوال کرنا فقر کی شان عظمت کے منافی ہے اور سبب تذلیل ہے۔ یہ رکیک فعل اعزاز فقراء کے پاک و شفاف دامن پر بدنما دھبہ لگاتا ہے۔''

آپ کا ارشاد ہے کہ توحید تین قسم کی ہے۔

ایک توحید عامہ جس کو توحید شریعت کہتے ہیں۔

دوسری توحید خاص و توحید طریقت۔

تیسری خاص الخاص توحید معرفت و حقیقت۔ توحید عالی بھی اس کا نام ہے۔

توحید عام میں جمہور خلائق شریک ہیں۔ اس توحید کا اصول احکام شرعی کی اتباع پر منحصر ہے اور توحید خاص و خاص الخائص از روئے فیوضات باطنی حاصل ہوتی ہے۔ یہ توحید انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا حصہ خاص ہے۔

زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا اور دل سے یکتائی حق پر اعتقاد رکھنا توحید عام ہے۔''

Marfat.com

''اور تجلیات ذات مطلق کا قلب سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ آفتاب میں بے امتیاز کمی و بیشی نور حق نظر آنا اور نور ذات کے سامنے ذرات وجود عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا توحید خاص ہے۔''

''موحد کا بحر نا پیدا کرنا توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر دریائے ذات اقدس میں غوطہ مارنا اور محو درمحو اور فنا در فنا ہو جانا اور کل کائنات کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا توحید خاص الخاص ہے۔''

آپ کا ارشاد ہے کہ سلوک کے معنی لغت عربی میں چلنا ہے۔ خواہ سفر ظاہر ہو خواہ باطن۔ مگر اہل تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے مراد ہے۔ سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے۔ جس وقت تزکیہ نفس ہو گیا، اس وقت تزکیہ دل کرنا چاہئے۔ تصفیہ دل بے ''پاس انفاس'' کے ہو نہیں سکتا۔''

اقوال: جب خدا ساتھ ہو گیا تو کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔

☆ صبر اگرچہ کڑوا ہے، لیکن پھل اس کا میٹھا ہے، الصبر مفتاح الفرح کی تصدیق بڑے بڑے تجربوں سے ہو چکی ہے، صبر کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے۔

☆ مال و دولت، حسن و جمال پر غرور کرنا لا حاصل ہے، ایک نہ ایک دن ان کو ضرور زوال ہوگا۔

☆ استقامت اور استقلال انسان کے واسطے بڑی بیش بہا نعمت ہے۔

☆ ہر شخص نے اپنی خواہشات کے موافق جداگانہ قبلہ بنا رکھا ہے اور اسی خیال میں مستغرق اور منہمک ہے۔

☆ دنیا اور اس کی تمام اشیاء ہیچ ہیں۔ اس کی عارضی زیب و زینت پر مفتون ہونا ابدی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

☆ دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے طمع خور ہیں، اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی بدولت مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔ طمع سے ذلت اور قناعت

Marfat.com

سے عزت ہوتی ہے۔

☆ جس وقت تجلی ذات ہوتی ہے، ہر طرح سے اسرار توحید و یکتائی منکشف ہوتے ہیں۔

☆ عشق سے انسان کو حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔

☆ صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمال لایزال بغیر صفائی کے نہیں دکھائی دیتا ہے۔

اوراد و وظائف: ذیل میں آپ کے چند اوراد و وظائف پیش کیے جاتے ہیں۔

اولاد کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے اولاد نہ ہوتی تو اس کو چاہئے کہ صبح کی نماز کے بعد اکیس بار درود شریف پڑھے اور ایک سو اکیس (۱۲۱) بار رب لا تذرنی فرداوانت خیر الوارثین پڑھے۔ پھر اکیس بار درود شریف پڑھے اور اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر دم کرے خود بھی پئے اور اپنی بیوی کو بھی پلائے۔

بخار سے اچھا ہونے کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو بخار آتا ہو تو مریض کو چاہئے کہ صبح کی نماز کے بعد سات مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر ایک سو اکیاون بار

قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم

پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور پانی پر یا دوائی پر دم کر کے پئے۔

مصیبت سے نجات کے واسطے: آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو تو اس کو چاہئے کہ بعد نماز عشاء گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے اور اکیاون بار

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین

پڑھے اور پھر گیارہ بار درود شریف پڑھ کر دعا مانگے، مصیبت سے نجات پائے۔

Marfat.com

آپ نے زندگی کے آخری ایام پانی پت میں گزارے۔قلندر صاحب کے مزار کے ایک حجرے میں رہتے تھے۔

وصال: آپ نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وفات آپ کی عمر 78 سال کی تھی۔مزار پر انوار پانی پت میں واقع ہے۔

خلفاء: آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ محمد یوسف آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔آپ کے ممتاز خلفاء محمد یوسف مولوی گل حسن ہیں۔

Marfat.com

حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی وارث علی شاہ اہل روحانیت میں ایک درخشاں ستارے کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ سلسلہ وارثیہ آپ ہی سے جاری ہوا۔

خاندانی حالات: آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا سید اشرف ابی طالب ہیں جو اپنے وقت کے شیخ کامل تھے۔ وہ اپنے بال بچوں سمیت نیشاپور سے ہجرت کر کے ہندوستان میں آ کر ضلع بارہ بنکی صوبہ یوپی کے قصبہ رسول پور میں آباد ہو گئے۔ چار صدی بعد آپ کے خاندان میں سے حضرت سید عبدالاحد رسول پور سے ہجرت کر کے دیوہ میں مع پورے خاندان سمیت آ کر سکونت پذیر ہو گئے۔ انہیں دیوہ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

والدین: آپ کے والد گرامی کا نام سید قربان علی شاہ ہے جو سید عبدالاحد کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد کا پیشہ زمینداری تھا اور ان کا شمار دیوہ کے رئیسوں میں ہوتا تھا مگر ان کی عادات درویشانہ تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ بی بی سکینہ تھا جو سید شیر علی کی دختر نیک اختر تھیں۔ نہایت ہی خداترس اور پاکدامن خاتون تھیں۔

شجرۂ نسب: آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

حاجی سید وارث علی شاہ بن قربان علی شاہ بن سلامت علی بن سید کرم اللہ بن سید احمد بن عبدالاحد بن عمر نور بن زین العابدین بن عمر شاہ بن عبداللہ شاہ بن علاء الدین بن عزالدین بن اشرف ابی طالب بن محمد محروق بن ابوالقاسم بن علی عسکری بن ابو محمد

Marfat.com

بن محمد جعفر بن محمد مہدی بن علی رضا بن قاسم حمزہ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

ولادت: آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک 1238ھ مطابق 1822ء میں دیوہ میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا انتقال آپ کی پیدائش سے چند ماہ قبل ہو گیا۔ اور تین سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ اب آپ اپنے نانا سید شیر علی کی آغوش محبت میں آ گئے۔

تعلیم و تربیت: جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو گھر پر ہی آپ کی دینی تعلیم کا بندوبست کیا گیا ایک مولوی صاحب گھر پر آ کر پڑھانے کے لئے مقرر کئے گئے۔ آپ نے ان سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کر لیا۔ کچھ ابتدائی کتابیں بھی پڑھ لیں۔ اس کے بعد تعلیم کے لئے آپ کو امام علی صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا کچھ عرصہ آپ نے ان سے تعلیم حاصل کی۔

ابھی آپ کی عمر شریف بمشکل سات آٹھ سال ہو گی کہ محبّ صادق کو اپنی محبت میں دادی جان کے پیار کی شرکت بھی منظور نہ ہوئی چنانچہ محبت و شفقت کا یہ سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

دادی صاحبہ کے وصال کے بعد دنیا میں بڑی بہن کے علاوہ اور کوئی چاہنے والا نہیں رہ گیا تھا جن کے شوہر حضرت خادم علی شاہ صاحب اپنے وقت کے کامل بزرگ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ قیام لکھنؤ میں تھا اس لئے بزرگ بہنوئی حضرت وارث علی کو دیوہ سے اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو فرنگی محل میں داخل کرا دیا جہاں آپ نے حدیث و تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ جوشِ عشق الٰہی میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا گیا...... حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر وقت ہی وجدانی کیفیت طاری رہنے لگی۔

Marfat.com

اکثر ویرانوں میں نکل جاتے اور یادِ الٰہی میں غرق ہو جاتے آخر کوئی تلاش کرتا ہوا ان تک پہنچ جاتا اور مراقبے سے چونکا دیتا آخر لوگ آپ کو دیوانہ خیال کرنے لگے جب آپ کی بہن نے یہ سنا تو بے قرار ہو گئیں اور اپنے صاحب باطن شوہر سے بولیں اب تو یہ سن سن کر میرا کلیجہ پھٹنے لگا ہے کہ مٹھن میاں کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ...... پہروں جنگل میں کہیں گم سم بیٹھے رہتے ہیں اگر واقعی ان کے ہوش و حواس درست نہیں تو آپ ان کے لئے دعا فرمائیے۔ یہ سن کر حقیقت آشنا شوہر کا ارشاد ہوا تم اس قسم کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرو۔ جو لوگ مٹھن میاں کو پاگل سمجھتے ہیں وہ خود پاگل ہیں۔ یہ صاحبزادے پیدائشی ولی ہیں اور دنیا کے ہنگاموں سے بھاگ کر حق کی تلاش میں رہتے ہیں۔ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے جب بڑے بڑے ہوشیار ان کی دیوانگی کا دم بھریں گے۔

بیعت و خلافت: حضرت حاجی خادم علی شاہ صاحب نے وارث علی کی طبیعت میں عشق الٰہی کا جب زیادہ جوش و خروش دیکھا تو آپ کو باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ قادریہ چشتیہ میں داخل فرما لیا۔ ابھی آپ کی عمر صرف گیارہ سال ہوئی تھی کہ پیر روشن ضمیر نے اپنے کمسن مرید کو روحانیت میں کامل دیکھ کر خلافت عطا فرما دی۔ اس پر بعض پہلے سے موجود مریدوں کو اختلاف بھی ہوا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ مرید نہیں بلکہ اپنے پیر کی مراد ہیں۔

سید خادم علی شاہ صاحب اب بیمار رہنے لگے تھے۔ سن شریف بھی ستر سال کے قریب پہنچ رہا تھا۔ عمر کے اس آخری حصے میں مرشد کامل نے اپنے مرید باصفا پر اس قدر بارش لطف و کرم فرمائی کہ گلشن ولایت میں بہار آ گئی۔ نام خدا اب آپ کی عمر تیرہ سال ہو چکی تھی۔ پیر و مرشد کا کام بھی اب ختم ہو چکا تھا چنانچہ 14 صفر المظفر 1253ھ مطابق 1837ء بروز دوشنبہ حضرت حاجی خادم علی شاہ کو رب تعالیٰ نے اپنے پاس واپس بلا لیا۔ اس موقع پر نواب اودھ کی جانب سے سات ضرب توپ سر کی گئیں جس سے شہر بھر میں حضرت کے وصال پاک کا اعلان عام ہو گیا۔

Marfat.com

تیسرے روز سوئم کی فاتحہ کے بعد نواب اودھ کے داروغہ کارخانہ جات مولوی منا جان نے سنہری دستار اس مجلس میں مشائخ وقت کے سامنے پیش کی اور عرض کی کہ جو حضرت حاجی خادم علی کا جانشین خاص اور اس دستار فضیلت کا حقدار ہوا اسے یہ امانت سونپ دی جائے تاکہ اس کی پیروی سب پر لازم آئے چنانچہ اس عہد کے قطب الاقطاب حضرت اکبر شاہ صاحب اور دیگر مشائخ عظام کے باہمی مشورے سے سید سعادت علی نبیرہ غوث گوالیاری اپنی جگہ سے اٹھے اور تین بار سورہ فاتحہ پڑھ کر بسم اللہ کرکے دستار مبارک کو سید وارث علی شاہ صاحب کے سر اقدس پر سجا دیا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف صرف 14 سال تھی کہ سلسلۂ بیعت بھی جاری ہو گیا۔

سیر و سیاحت

سفر حج: حضرت وارث علی شاہ صاحب کی عمر اب پندرہ سال ہو چکی تھی۔ شفیق بہنوئی کے وصال کو بھی ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ اب وطن میں ان کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ آپ حج پر جانے کی سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں خواب میں پیرومرشد نے ہدایت کی کہ تم سفر اختیار کرو چنانچہ آپ نے گھر کا سارا سامان غرباء میں تقسیم کر دیا اور آبائی جائیداد رشتہ داروں میں بانٹ دی۔ اس کے بعد مالکانہ حقوق کے سارے کاغذات لے جا کر تالاب میں غرق کر دیئے۔ اس طرح دنیا کے جھمیلوں سے چھٹکارا حاصل کر کے سفر حج پر تن تنہا پیدل روانہ ہو گئے۔

سفر اٹاوہ: کانپور ہوتے ہوئے اٹاوے میں تشریف لائے اور پٹھانوں کے محلّہ کٹرہ شہاب خاں میں مختصر قیام فرمایا۔ جہاں آپ ٹھہرے تھے وہاں آج کل عظیم الشان آستانہ وارثیہ بنا ہوا ہے۔ یہاں ہر سال اعلیٰ پیمانے پر عرس وارث منعقد ہوتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں عین نوجوانی کے عالم میں حضرت ابو الحسن شاہ صاحب سرکار وارث پاک کے مرید ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔ بارہ سال کے روزے اس شان سے رکھے کہ ایک لونگ سے افطار فرماتے اور پانی پی کر پھر روزہ رکھ لیتے۔ موصوف سے سلسلہ وارثیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

Marfat.com

اٹاوہ کے قیام کے دوران سرکار وارث پاک نے ایک اور عاشق مزاج کو تاڑا وہ شاعر رنگیں بیاں تھا اور کسی کا عاشق جانباز بھی، سرکار عالم پناہ نے اسے دیکھا اور ایک ہی نظر میں اس کے عشق مجازی کو عشق حقیقی میں بدل دیا۔ پھر بعد میں دیوے بلوایا اور صرف سترہ سال کی عمر میں احرام عطا فرما کر فقیری کی سند دے دی۔ اس وقت سینے سے لگا کر پشت بیدم پر سرکار نے اپنا نورانی ہاتھ جو رکھا تو مہر درویشی کے طور پر اس جگہ ایک نشان ابھر آیا جو ساری عمر سند کے طور پر نمایاں رہا۔

آخر بیدم نے عشق وارث میں اپنا وطن چھوڑ کر یار کا دیار دیوہ بسایا اور عشق حقیقی کا وہ راگ سنایا کہ جس کی آواز سے برصغیر کی فضا میں اب تک گونج رہی ہے، چنانچہ کلام بیدم کو وہ شہرت دوام اور قبول عام حاصل ہوا کہ آج بھی ہندو پاک میں کوئی محفل سماع کلام بیدم سے خالی نہیں ہوتی۔

شکوہ آباد: اٹاوے میں چند روز قیام کرنے کے بعد آپ شکوہ آباد پہنچے جہاں پر آپ کی ملاقاتیں لوگوں سے ہوئیں جو آپ کی ذات سے متاثر ہو کر مرید ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ شکوہ آباد کے ایک رئیس اعظم مولوی احسان الٰہی صاحب دولت کو بحفاظت رکھا کرتے تھے۔ سرکارِ عالی سے مرید ہوئے تو ان کو نصیحت فرمائی گئی کہ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا ایمان کی نشانی ہے یہ الفاظ سرکار کی زبانِ حق بیان سے نکلے ہی تھے کہ رئیس اعظم پر ایسا اثر ہوا کہ اپنی کل جائیداد غریبوں میں تقسیم کر کے بیت اللہ شریف کی راہ لی۔ آخر وہیں اللہ اللہ کرتے کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شکوہ آباد سے آپ فیروز آباد گئے اور پھر وہاں سے پیدل آگرہ پہنچ گئے وہاں چند روز قیام کر کے جے پور تشریف لے گئے۔

جے پور میں چند روز قیام: جے پور میں آپ کی تشریف آوری کا شہرہ پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ حسب دستور راستوں پر لوگ آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ خود ہندو راجہ بخت سنگھ اپنی رانی کے ساتھ استقبال کو حاضر ہوا اور راستے ہی میں قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے عرض کی کہ کچھ نصیحت فرمائیے چنانچہ آپ نے راجہ کو تلقین

Marfat.com

فرمائی کہ انصاف کا دامن نہ چھوڑنا، پتھر نہ پوجنا اور جھٹکے کا گوشت نہ کھانا۔ مسلمان ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے جب وہ مسلمان ہوا تو اس کے بعد ریاست کے بہت سے ہندو آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر توحید پرست بن گئے۔ غرضیکہ جے پور میں کچھ روز قیام کرنے کے بعد آپ خواجہ کی نگری اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے دربار میں حاضری: اجمیر شریف پہنچ کر جب آپ آستانہ خواجہ پر حاضری دینے کے لئے جانے لگے تو درگاہ شریف کے باہر بیٹھے ہوئے کچھ قلندروں نے آپ کے جوتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ازراہ مذاق کہا میاں صاجزادے! یہ بغل میں روٹیاں دبائے کہاں جا رہے ہو؟ یہ بات آپ کو ناگوار گزری چنانچہ جوتوں کو آپ اپنے پاؤں میں پہننے لگے یہ دیکھ کر درگاہ کا ایک مجاور دوڑ آیا اور منع کرنے لگا کہ میاں صاجزادے کیا تمہیں خبر نہیں کہ یہ خواجہ صاحب کا دربار ہے یہاں جوتے پہننا سخت بے ادبی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے جوتے قلندروں کی طرف اچھال دیئے اور فرمایا "نادانو! یہ اگر روٹیاں ہیں تو لو آپس میں بانٹ لو"

اس کے بعد آپ نے اس مجاور سے فرمایا اگر جوتا ایسی ہی بری چیز ہے تو اب تم مجھے زندگی بھر کبھی جوتا پہنے نہ دیکھو گے اور واقعی پھر آپ نے ساری عمر جوتا نہ پہنا۔

یہ خواجہ بزرگ کے عرس شریف کا زمانہ تھا بڑے بڑے مشائخ آئے ہوئے تھے۔ محفل سماع جمی ہوئی تھی۔ حاضرین محفل پر آپ نے جو نظر جمائی تو عجب قدرت خداوندی نظر آئی کہ بدن لرزنے لگے۔ سب گریہ و زاری کرنے لگے۔ کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ رہی۔ جب ہوش آیا تو سب قدم بوس ہوئے اجمیر شریف میں ہر شخص کی زبان پر اب آپ ہی کا ذکر تھا۔ بیشتر آپ کے مرید ہوئے۔ ایک ہفتہ آپ نے قیام فرمایا اور دربار خواجہ میں دولت بیعت کو خوب لٹایا۔

آخر آپ اجمیر شریف سے چل کر ناگور پہنچے یہاں سب سے پہلے رئیس شہر پیرزادہ مولوی حسین بخش صاحب پر سرکار کی نگاہِ تیز اثر پڑی۔ تیر نظر سے گھائل ہو کر

Marfat.com

وہ ایسے مرید ہوئے کہ اسی وقت سرکار کو اپنے گھر لے گئے۔ یہاں تین روز تک آپ مہمان رہے۔ لوگ آ آ کر آفتابِ ولایت سے اکتسابِ نور کرتے رہے۔ آخر تمام طالبین کو فیض یاب کرنے کے بعد آپ ممبئی کی طرف روانہ ہو گئے۔

ممبئی میں قیام: ابھی آپ شہر ممبئی میں داخل نہ ہوئے تھے کہ ممبئی کے مشہور سیٹھ یعقوب صاحب زیرِ دام آئے اور بصد اصرار سرکارِ عالی وقار کو اپنے گھر لائے۔ یہاں سارے خاندان سمیت بیعت ہو کر سرکار کی غلامی میں آ گئے۔ اس کے بعد ولایت کے آفتابِ عالم تاب کا جو اجالا پھیلا تو لوگ کشاں کشاں نور کی بھیک لینے کے لئے آنے لگے۔ ممبئی کے ایک سیٹھ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور مرید ہو گئے اور اعلیٰ پیمانے پر دعوت کا مستقل طور پر انتظام کیا اور جہاز کی روانگی تک سرکارِ والا کو اپنے یہاں مہمان رکھا۔ یہاں بھی شمع ولایت پر لوگ پروانہ وار گرنے لگے اور تیرہ و تار دل نورِ ولایت سے جگمگانے لگے۔

سفر حجاز اور جہاز کا واقعہ: ممبئی کے قیام کے دوران مریدوں نے آپ کی بے سروسامانی دیکھ کر سفری سامان آپ کے ساتھ کرنا چاہا مگر آپ نے قطعاً پسند نہ فرمایا چنانچہ ایک دن سادگی کے ساتھ اپنا کمبل اٹھا کر تن تنہا آپ جہاز پر سوار ہو گئے۔ کچھ مریدوں نے آپ کے ساتھ چلنا چاہا مگر آپ نے کسی کو اپنے ساتھ نہ لیا بلکہ تمام مسافروں سے الگ جہاز کے ایک تاریک کونے میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانہ میں آپ صیام وصال رکھ رہے تھے جو تیسرے روز افطار کرتے تھے مگر یہاں نہ کوئی افطاری کا انتظام تھا نہ ہی کھانے کا اہتمام ...... بس شکر کا شربت اور صبر کا توشہ ساتھ تھا ...... غرضیکہ سفر کٹتا رہا ...... جہاز چلتا رہا ...... لیکن ساتویں روز جہاز چلتے چلتے یک بہ یک رک گیا ...... محمد تقی ...... ناخدائے جہاز نے طوفانی خطرے کا اعلان کر دیا۔ لوگوں کے چہرے زرد پڑ گئے مگر آپ تمام خطرات سے دور تجلیات الٰہی میں گم تھے ...... روزہ پر روزہ رکھتے ہوئے آج آپ کو مسلسل سات روز بے آب و دانہ گزر چکے تھے ...... اسی رات جہاز کے ایک امیر مسافر ملک التجار سیٹھ ضیاء الدین

Marfat.com

نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں وہ ڈر گیا اور عرض کیا کہ حضور اگر کوئی قصور سرزد ہوا ہے تو معافی دی جائے۔ آپ نے جواب دیا ضیاء الدین! افسوس کا مقام ہے کہ تم خود تو کھاتے ہو اور پڑوسی کو بھول جاتے ہو ملک التجار نے کہا کہ حضور کون سا پڑوسی تو اس پر اسے جواب ملا کہ جہاز میں جو تمہارے ساتھ سفر کر رہا ہے۔

ملک التجار سوچ میں پڑ گیا کیونکہ کسی خاص پڑوسی کی طرف اشارہ نہ تھا۔ اس لئے احتیاطی طور پر سارے جہاز کی دعوت کر دی۔ وہ خوش تھا کہ اس طرح تعمیل حکم کی سعادت حاصل کر لی ...... مگر جب رات ہوئی تو وہی خواب پھر نظر آیا ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ناراضگی کے اثرات برابر ظاہر ہو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس کا دم گھٹنے لگا ...... کانپتے ہوئے ہونٹوں سے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ زر و مال سب آپ پر قربان آپ اب بھی مجھے خوش نظر نہیں آ رہے؟

حضور نے پھر وہی جواب دیا ''ضیاء الدین! تمہارے پڑوسی نے تو اب بھی کھانا نہیں کھایا'' اب کے ضیاء الدین نے التجا کی ''یا رسول اللہ! مجھے اس پڑوسی کا دیدار کرا دیجئے'' حضور نے فرمایا جہاز میں تلاش کرو تمہیں وہ مل جائے گا یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ضیاء الدین بیدار ہوا تو اسے یقین ہو گیا کہ جہاز پر یقیناً کوئی غیرت مند متوکل شخصیت موجود ہے جس کے نزدیک عام دعوت میں شریک ہونا بے عزتی ہے لہٰذا اس نے دعوتِ عام کا اہتمام تو کیا مگر جب سب مہمان آ گئے تو بکمال احتیاط اس مہمانِ خدا کو تلاش کرنے کے لئے جہاز کے ناخدا سے مسافروں کے ناموں کا رجسٹر طلب کیا اور ایک ایک مسافر کو خود شمار کرنے لگا۔ آخر اس صابر و شاکر کا نام معلوم کر ہی لیا جو اب تک دعوت تجلیات الٰہیہ میں مشغول تھا اور آج بھی اس دعوتِ شیراز میں شرکت کرنے نہ آیا تھا چنانچہ اب ملک التجار خود پاگلوں کی طرح اس بندہ خاص کو کونے کونے میں تلاش کرنے لگا۔

Marfat.com

بالآخر جب جہاز کے تہ خانہ میں پہنچا تو دیکھا کہ یہاں اندھیرے میں ایک شعلہ طور روشن ہے جس میں ایک نورانی تصویر بشکل انسانی جلوہ گر ہے، دوڑ کر قدموں میں گرا۔ اب تک حاضر نہ ہونے کا عذر پیش کیا پھر بہ اصرار کھانا کھانے کی درخواست کی۔ ازراہِ اخلاق آپ نے چند لقمے تناول فرما لئے۔ اس کے بعد ملک التجار نے زبانِ حال سے کہا: ''للہ اب مجھے اپنے دامن رحمت سے وابستہ کر لیجئے'' آپ نے کہا کہ فقیر بننا ہر ایک کے اختیار میں نہیں ہے مگر وہ بڑا سوداگر تھا...... اور اس کا تو یہ دیکھا بھالا سودا تھا چنانچہ ملک التجار نے آپ کا دامن نہ چھوڑا اور بہ ہزار منت وسماجت آپ کا مرید ہو گیا۔

غرضیکہ کھانا کھلا کر جب وہ اپنی جگہ پر واپس پہنچا تو جہاز بدستور چلنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر ہر ایک خوش ہوا اور ہر ایک کو منزل پر پہنچنے کی امید ہو گئی۔ میقات پر آپ نے احرام باندھ لیا آخر کار آپ جدہ پہنچ گئے۔

حضرت وارث مکہ مکرمہ میں: کہا جاتا ہے کہ آپ 29 شعبان کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہاں حرم شریف کے قریب ایک خدا رسیدہ بزرگ انتظار میں کھڑے تھے انہوں نے آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا ''آپ نے بہت دیر کی'' یہ کہہ کر آپ کے زانو پر سر رکھا اور جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ نے ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام فرمایا۔

یکم رمضان کو آپ اپنے میزبان عبداللہ حسن مکی کے ہمراہ طوافِ کعبہ کو جا رہے تھے کہ اس دور کے ایک زبردست بزرگ جو یہاں دوراۓ کبریٰ کے نام سے مشہور تھے قریب آئے آپ کو سینے سے لگایا اور خوشخبری سنائی کہ:

''صاحبزادے! آج بیت اللہ شریف میں آپ پر وہ انوارِ الٰہیہ برسیں گے جو سینکڑوں سال بعد کسی کو نصیب ہو رہے ہیں، مبارک ہو''

یہاں سارے رمضان شریف میں روزانہ آپ مقام ابراہیم پر دو رکعت نمازِ نفل میں خوش الحانی سے پورا کلام پاک ختم فرماتے...... لوگوں کے دل کھنچے چلے آتے اہل

Marfat.com

ذوق سنتے اور لطف اندوز ہوتے۔

اس طرح پہلا حج مبارک آپ نے ۱۸۳۶ھ میں ادا فرمایا جو حج اکبر تھا۔

حاضری مدینہ منورہ: حرم شریف میں ساڑھے تین ماہ انوارِ الٰہیہ کی بہاریں لوٹنے کے بعد آپ بصد عجز و نیاز دربار حبیب میں حاضری کے لئے پیدل روانہ ہوئے۔ آخر کچھ عرصہ میں آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے چنانچہ بصد ذوق وشوق مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور انہیں وجدانی کیفیات میں پہلے آپ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اس کے بعد نیچی نظر کئے ہوئے حریم ناز کی جلوہ گاہ خاص کی طرف بڑھے اور عالم باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راز و نیاز کی جو باتیں ہوئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر جو شفقت فرمائی اسے اللہ ہی جانتا ہے مگر جب آپ دربار رسالت سے باہر آئے تو آپ سراپا کاشف اسرارِ الٰہیہ اور مظہر شان مصطفائی کا نمونہ بنے ہوئے تھے۔ خود اہل مدینہ آپ کی جذباتی و وجدانی کیفیات سے حد درجہ متاثر تھے اور ہر طرح آپ کی دلجوئی اور عزت افزائی کرتے تھے۔

نجف اشرف اور کربلا معلیٰ: مدینہ منورہ کی نورانی فضاؤں میں آپ نے تین ماہ گزارے۔ جمادی الاوّل ۱۲۵۴ھ / ۱۸۳۸ء میں نجف اشرف کی زیارت کو پیدل روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ اس لئے سفر دیر سے ختم ہوا۔ آخر کار ۱۷ جمادی الثانیہ کو نجف اشرف پہنچے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دینے والے نے اپنے لاڈلے کو نہ جانے کیا کچھ دیا اور پانے والے نے اپنے جد امجد سے کیا کچھ پایا۔

یہاں اکیس روز قیام کرنے کے بعد آپ کربلائے معلیٰ کی زیارت کو روانہ ہو گئے۔ ننگے سر، ننگے پاؤں پیدل سفر کرتے رہے۔ دشوار گزار راستے کے مصائب جھیلتے ہوئے جب کربلا میں پہنچے اور وہاں کی مٹی سے خون شہیداں کی بو محسوس کی تو دل بے قابو ہو گیا۔ اسی حالت میں گرتے پڑتے سید الشہداء امام عالی مقام علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہاں پہنچ کر آپ کی حالت غیر ہوگئی۔ مرقد انور میں

Marfat.com

اپنے جد امجد کو آرام فرما دیکھ کر دنیا نظر میں ہیچ ہوگئی۔

اس وقت سے آپ نے اپنے لئے پلنگ، مسہری، تخت، چوکی پر آرام کرنا حرام کر لیا۔ زندگی میں پھر کرسی، چارپائی، تخت، چوکی وغیرہ پر کبھی نہ لیٹے بیٹھے اور اسی وقت سے ترک لذات کی بھی ٹھان لی۔ چنانچہ شہیدانِ کربلا کی بھوک پیاس کو یاد کر کے ہمیشہ کے لئے روزہ رکھنا اختیار فرمایا۔ الغرض تیرہ روز یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ بغداد شریف آ گئے۔

قیام بغداد: بغداد شریف میں داخل ہونے سے پہلے ہی حضرت پیر سید مصطفیٰ صاحب سجادہ نشین درگاہِ جیلانی کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بشارت ہوئی کہ ہندوستان سے ہمارے خاندان کا روشن چراغ آ رہا ہے۔ اسے زرد رنگ کا احرام پیش کیا جائے۔ نام اس کا وارث علی ہے۔ صاحب سجادہ نے جیسے ہی حضرت غوث الاعظم کا حکم سنا جلدی سے دو احرام زرد رنگ کے بنوائے اور آپ کی آمد کا انتظار کرنے لگے جب بغداد شریف میں آپ کا ورود مسعود ہوا تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے آپ کا بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور خانقاہ عالیہ میں ٹھہرایا اور وہ دونوں احرام نذر گزارے۔ یہ خاص معاملہ دیکھ کر حاضرین محفل میں سے بعض نے حضرت سجادہ نشین صاحب سے سوال کیا کہ حضور سب کو تو خرقہ و دستار عطا فرماتے ہیں مگر آپ کو زرد احرام پیش کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم دستار اپنی مرضی سے دیتے ہیں مگر حضرت حاجی صاحب کو احرام شریف خاص حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی مرضی سے نذر ہوا۔ مجھے ایسا ہی حکم ہوا تھا جس کی تعمیل کی گئی۔

بغداد شریف میں قیام کے دوران آپ دن میں قدیم صوفیائے کرام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کرتے اور شب کو حضرت غوث الثقلین کے آستانہ عالیہ کی مسجد شریف میں عباداتِ الٰہیہ کیا کرتے۔

دوبارہ حج: بغداد شریف سے روانہ ہو کر یکم ذوالحجہ تک آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

Marfat.com

اس سال آپ کو اتوار کے دن ...... حج ...... کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ادائے حج کے بعد آپ پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور خوب سعادتیں حاصل کیں۔

یہاں سے آپ بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کی۔ اس کے بعد افریقہ کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ سیاحت کے بعد آپ نے آکر پھر حج کی سعادت حاصل کی۔ غرضیکہ سیر و سیاحت کی تمام مدت میں حج کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

وطن واپسی: حجازِ مقدس کے پہلے سفر میں چار مرتبہ حج کرنے کے بعد آپ جہاز کے ذریعہ ممبئی پہنچے اور یہاں سے اندرو، اجین ٹونک، اجمیر شریف اور دہلی وغیرہ ہوتے ہوئے ۱۸۴۱ء میں لکھنؤ تشریف لائے یہاں ایک ہفتہ قیام فرمانے کے بعد دیوہ شریف آکر رونق افروز ہوئے۔

پہلے تو ننگے سر، ننگے پاؤں احرام پوش فقیر کو دیکھ کر لوگ پہچانے نہیں لیکن بعد میں شہرت ہوگئی کہ حاجی وارث علی حج کر کے احرام پہنے ہوئے آئے ہیں چنانچہ سب کو خوشی ہوئی۔ عزیزوں نے دعوتیں کیں اور کچھ رشتہ داروں کو آپ کی شادی کا بھی خیال پیدا ہوا چنانچہ سید اعظم علی صاحب کی دختر نیک اختر پیدائش ہی کے وقت سے آپ کے ساتھ منسوب تھیں اس لئے رشتہ داروں نے چاہا کہ یہ شادی ہو جائے مگر آپ نے صاف انکار کر دیا مگر عزیزوں کا اصرار بڑھتا گیا جس کے جواب میں بار بار انکار کرنا بھی مناسب نہ جانا اور خاموشی سے لکھنؤ تشریف لے گئے۔

دوبارہ سفرِ حج: کچھ عرصہ اپنے شہر لکھنؤ میں رہنے کے بعد آپ نے پھر حجاز مقدس کے سفر کا ارادہ فرما لیا چنانچہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء کو آپ کی بلند ہمتی نے یہ سفر جہاز سے بے نیاز ہو کر پیدل شروع کیا۔

اس زمانہ میں نہ ایسے پختہ راستے تھے اور نہ ہی آرام گاہیں مگر اللہ کا فقیر لق و دق صحراؤں کو عبور کرتا ہوا بلند و بالا پہاڑوں کو روندتا ہوا چلا جا رہا تھا آخر کار آپ اپنی محبوب منزل مدینہ منورہ میں ذیقعدہ کے تیسرے ہفتے پہنچ گئے وہاں کچھ عرصہ قیام فرما

Marfat.com

کر حج بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ نے سیر و سیاحت کے لئے ترکی کے ایک قافلے کے ساتھ سفر اختیار فرمایا۔

سفر ترکی: مکہ مکرمہ میں حج کے دوران ایک ترک امیر عبداللہ صاحب آپ کا مرید ہو کر ترکی آنے کی درخواست کر گیا تھا چنانچہ حسب وعدہ آپ اس کے پاس ترکی پہنچے۔ عبداللہ حاجب شاہی دربار میں ایک خاص مقام رکھتا تھا اور سلطان تک اس کی رسائی تھی۔

الغرض ایک دن عبداللہ حاجب اصرار کر کے اپنے پیر و مرشد کو شاہی باغ کی سیر کرانے لے گیا۔ اتنے میں شاہی سواری بھی آ گئی اور تھوڑی ہی دیر بعد دنیا کا سب سے بڑا ذی اقتدار سلطان ترکی عبدالمجید خان اپنے رعب دار چہرے پر شاندار مونچھیں کھڑی کیے ہوئے حضرت وارث علی شاہ صاحب کے روبرو کھڑا تھا۔ اسے سخت حیرت تھی کہ شاہی باغ میں کمبل بچھائے ایک احرام پوش فقیر کس بے نیازی سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اتنے میں سرکارِ وارث پاک نے ایک اچٹتی ہوئی نظر سلطان پر ڈالی جو تیر کی طرح سلطان کے دل کے پار ہو گئی۔

سلطان اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا گھبرا کر عبداللہ صاحب سے پوچھا "صاحب! یہ بزرگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں ٹھہرے ہیں؟"

عبداللہ کے جواب دینے سے پہلے ہی آپ نے جواب دیا "فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں!"

سلطان نے حیرت سے پوچھا "آپ ترکی زبان بھی جانتے ہیں؟" آپ نے یہ فرما کر سلطان کو مزید حیرت زدہ کر دیا کہ ہمیں دل کی زبان آتی ہے اور جسے دل کی زبان آتی ہے وہ سب زبانیں جانتا ہے۔

سلطان اب لاجواب ہو چکا تھا۔ سب امیر وزیر مصاحب اور غلام حیران و پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ کس پائے کا فقیر ہے جس کے سامنے عرب و عجم کا سب سے زیادہ طاقتور سلطان بے بس و مجبور

Marfat.com

کھڑا ہوا ہے۔ آخر سلطان نے لرزتے ہوئے جسم اور کانپتے ہوئے ہونٹوں سے شاہی محل میں چلنے کی درخواست کی جسے سرکارِ عالی وقار نے قبول کرتے ہوئے اگلے روز آنے کا وعدہ فرمالیا۔

دوسرے دن شاہی محل اللہ کے فقیر کے لئے سجایا جارہا تھا۔ یہ منظر بھی کس قدر دلفریب ہوگا کہ ایک احرام پوش فقیر ننگے سر ننگے پاؤں شاہی محل کی آرائش و زیبائش سے بے نیاز چلا آرہا تھا۔ اور اندر سے باہر تک محل میں شاہی بیگمات شہزادے شہزادیاں وزراء امراء سفراء قطار اندر قطار اس اللہ والے کے استقبال کے لئے گردن جھکائے کھڑے ہوئے تھے۔

الغرض جب سرکار تشریف لائے تو سب سے پہلے سلطان عبدالمجید خان اپنے تمام اہل و عیال سمیت مرید ہوئے۔ اس کے بعد محل کا سارا عملہ اور تمام وزراء و امراء آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ اب شہر میں سلطان کی ارادت مندی اور شرفِ غلامی حاصل کرنے کی خبر جو مشہور ہوئی تو قلعہ کے نیچے عوام کا اژدحام ہو گیا ہر شخص عقیدت مندی کے جوش میں فخر غلامی حاصل کرنے کے لئے بے چین نظر آتا تھا۔ ہجوم کی کثرت کے پیش نظر حکم ہوا کہ ایک رسہ محل کے نیچے لٹکا دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ جو رسہ کو چھولے گا وہ ہمارا مرید ہے۔

رسہ گرتے ہی مجمع بے قابو ہو گیا حتیٰ کہ عمال نے عرض کیا کہ سرکار! محبت کا یہ تماشا کہیں خونی نظارہ نہ بن جائے۔ یہ سن کر سرکار والا جھروکے میں تشریف لائے اور روئے انور کا نظارہ کراتے ہوئے فرمایا جس نے ہمیں دیکھ لیا وہ ہمارا مرید ہو گیا۔ اس طرح محل کے جھروکے سے لوگوں نے آفتاب ولایت جو طلوع ہوتے دیکھا تو قلب روشن ہو گئے چہرے تمتمانے لگے۔ لوگ آپس میں گلے ملتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے گویا عید کا منظر تھا۔

سلطان کے اصرار پر آپ نے یہاں ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ اس کے بعد ترکی کے تاریخی مقامات کی سیر کا قصد کیا چنانچہ جب آپ دردانیال پہنچے تو آپ کو پیاس

Marfat.com

محسوس ہوئی۔ اس وقت حسین بک نامی ایک ترک افسر نے بڑے ادب سے آپ کو پانی کا ایک ٹھنڈا گلاس پیش کیا اور عرض کیا یا سیدی ہل جزاء الاحسان الاالاحسان پانی پی کر جو آپ نے اسے دیکھا تو اسی ایک نظر کرم سے اس کے دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ دیکھتے ہی دیکھتے حسین بک رومی شاہ بن گئے اور وہ اس طرح کہ ''دردانیال'' سے دیوہ شریف آئے اور سرکار سے احرام پا کر ''رومی شاہ'' کے خطاب سے نوازے گئے بحکم سرکار ''کوہِ آبو'' پر پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ آخر یہیں اللہ اللہ کرتے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ترکی میں سرکارِ وارث پاک کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ لوگ کسی طرح آپ کو جدا نہ کرتے تھے۔ آخر جب آپ نے حج بیت اللہ شریف کا عذر پیش کیا تو سب مجبور ہو گئے۔ یہاں سے رخصت ہو کر آپ مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج ادا فرمایا اس کے بعد وطن عزیز کی طرف روانہ ہو گئے اور ۱۸۴۴ء کے قریب آپ دیوہ شریف پہنچے مگر جلد ہی یہاں سے دل اکتا گیا۔ محبوبِ خدا کی یاد تڑپانے لگی دیار حبیب کی محبت وطن عزیز کی محبت پر غالب آئی چنانچہ دیوانہ وار آپ پھر پیدل روانہ ہو گئے خشکی کے راستے یہ آپ کا تیسرا سفرِ حج تھا جو رجب کے مہینے میں ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں شروع ہوا۔ حج ادا کر کے آپ ایک ایرانی قافلے کے ساتھ آخری ذی الحجہ کو ایران تشریف لے گئے۔

روس اور یورپ کی سیاحت: ایران کا دورہ ختم فرما کر آپ اپنے ایک عقیدت مند محمد عارف کے ساتھ روس کی سیاحت پر روانہ ہو گئے۔ یورپ میں آپ سے پہلے کسی صوفی درویش نے آپ کی طرح تبلیغ روحانیت کے لئے سیاحت نہیں کی۔ یہ تمام سفر آپ نے پیدل طے کیا۔ دورانِ سیاحت راستے میں ملنے والے عیسائیوں کو آپ نے توحید کا سبق پڑھایا۔ اس طرح جب آپ جرمنی پہنچے تو وہاں پرنس بسمارک کو آپ سے والہانہ عقیدت ہو گئی۔ اس نے آپ کی میزبانی کی عزت حاصل کی چنانچہ پٹنہ ہائی کورٹ کے جج سید شرف الدین صاحب تحریر کرتے ہیں۔

Marfat.com

یورپ سے اپنی تعلیم ختم کر کے جب میں وطن واپس آیا تو سرکار وارث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں میری سیاحت یورپ کا ذکر چل نکلا۔ اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ قریب قریب سارا یورپ سرکار کا روندا ہوا ہے ...... روم، روس، جرمنی وغیرہ ممالک خوب دیکھے بھالے ہیں چنانچہ اسی سلسلے میں سرکار نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا بسمارک سے ملاقات ہوئی ہے؟ میں نے عرض کیا ''بڑے آدمی ہیں، دیکھا ضرور ہے لیکن ملاقات نہیں ہے مگر حضور انہیں کیسے جانتے ہیں؟'' فرمایا ''ہم اس کے مہمان رہے تھے، بہت اچھا آدمی ہے۔''

اس کے بعد شہزادہ ملان کے بارے میں سوال فرمایا میں نے عرض کیا کہ ''تصویر تو دیکھی ہے مگر ملاقات نہیں ہوئی'' اس کے علاوہ سرکارِ والا شہزادہ سرویا کی بہت تعریف کرتے تھے اور اندازِ کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ آپ کا مرید ہو چکا تھا۔

پھر سرکار نے کسی اور شہر کا نام لے کر پوچھا ''بیرسٹر! تم وہاں بھی گئے تھے؟'' میں نے عرض کیا حضور گیا تھا۔ تو آپ نے پوچھا کہ کہاں ٹھہرے تھے؟ بیرسٹر نے کہا ہوٹل میں ٹھہرا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس ہوٹل میں جو گرجا کے پاس ہے؟ بیرسٹر نے جواب دیا جی ہاں اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''ہم بھی وہاں گئے تھے اور وہاں کے رکن اعظم میریسن کے یہاں تین روز تک مہمان رہے تھے لوگ وہاں کے بہت خلیق تھے۔''

اکثر جذب کے عالم میں آپ اپنی غیر ممالک کی سیاحت کے واقعات بیان فرماتے تھے حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کئی سال تک مغربی ممالک کے سفر پر رہے۔ اس کی تصدیق یوں بھی ہوئی کہ ایک مرتبہ سرکارِ والا بارہ بنکی سے ردولی جانے کے لئے ریل میں سوار ہوئے۔ اتفاق سے اسی ڈبے میں ایک یورپین کو بیٹھے دیکھا۔ سرکار نے اس پر بڑی شفقت فرمائی۔ پہلے کچھ سنگترے عنایت کئے پھر حکم ہوا کہ صاحب کو اونی تہبند دے دو، کسی نے دہی پیڑوں سے بھری ہوئی ایک بڑی ہانڈی

Marfat.com

پیش کی تھی ...... فرمایا کہ یہ بھی انہیں دے دو۔ پھر ارشاد ہوا کہ سیب اور انگوروں کی ٹوکری بھی دے دو۔ غرض مختلف چیزیں عطا فرمانے کے بعد آپ نے ان سے پوچھا ...... تمہارا مکان کہاں ہے؟ انہوں نے یورپ کے کسی شہر کا نام بتایا پھر دریافت کیا کہ فلاں شخص کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہ میرے دادا تھے دو سال ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے۔ وہ ہمیشہ زمین پر سوتے تھے اور ایک کتاب پڑھا کرتے تھے اس پر آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے یار تھے جب ہم وہاں گئے تھے تو انہوں نے ہماری بڑی خاطر داری کی تھی۔

الغرض یورپ کے سفر سے واپس ہوتے ہوئے آپ نے مصر کی سیاحت کی۔ وہاں سے بیت المقدس تشریف لائے۔ حج کا زمانہ قریب تھا لہٰذا آپ دیارِ یار کی طرف روانہ ہوئے۔ طویل مسافت اور تکان کی وجہ سے یہاں پہنچتے پہنچتے آپ علیل ہو گئے۔ لہٰذا حج ادا کرنے کے بعد اہل مکہ نے مزید سفر سے آپ کو روک دیا چنانچہ صحت یاب ہونے کے بعد آپ عدن تشریف لے گئے اور آس پاس کے دیگر علاقوں کی سیاحت کرتے ہوئے یمن کی یادگار ملاحظہ فرمائی۔ وہاں سے اطراف کی سیر کرتے ہوئے ماہ رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج ادا کرنے تک یہاں قیام فرمایا۔ اس کے بعد دیار محبوب کی یاد نے ستایا تو اہل مکہ سے بغل گیر ہو کر رخصت چاہی۔ اس طرح محرم کی ابتدائی تاریخوں میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ یہاں دو ہفتے تک بارگاہِ سرور کونین میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے رہے۔ آخر جمعہ کی نماز کے بعد اپنے نانا جان علیہ السلام سے رخصت چاہی پھر اپنے خاندان کے دیگر بزرگوں کو الوداعی سلام پیش کرنے کے لئے جنت البقیع میں حاضری دی اور دادی جان ...... حضرت خاتون جنت کے لوحِ مزار کو چوم کر الوداع کہی ...... اس طرح زار و نزار اشکبار ہندوستان واپس لوٹے۔

وطن واپسی: سرزمین عرب سے روانہ ہو کر آپ جہاز کے ذریعے ممبئی پہنچے، یہاں سے پیدل چل کر سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے دربارِ اقدس میں حاضری

Marfat.com

دی۔ یہ ۱۸۵۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد آپ دیوہ شریف تشریف لائے اور پھر اس سرزمین کو ایسی عزت بخشی کہ ڈاک خانہ کی سرکاری مہر پر بھی دیوہ شریف ہی لکھا جانے لگا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد آپ کی خدمت میں پہلے سے بھی زیادہ ہجوم رہنے لگا۔ ہندوستان بھر سے سمٹ سمٹ کر طالبانِ حق دیوہ شریف چلے آ رہے تھے چنانچہ اس بار آپ نے بعض مریدوں کو احرام پوش بنا کر آدابِ احرام پوش کی ہدایات فرمائیں۔

عادات وخصائل: حضرت حاجی وارث علی شاہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ اس لئے ان کی عادات وخصائل بڑے ہی بے نظیر تھے۔ وہ فطرت کے محرم راز تھے۔ ان کی اک اک ادا اللہ کی محبت اور عشق مصطفیٰ میں رنگی ہوئی تھی۔ اس لئے جہاں وہ گئے ان کی عادات سے محبت اور انسانی خدمت کے چشمے پھوٹے۔ ان کی باتوں اور اداؤں نے لوگوں کے تاریک دلوں کو روشن کر دیا۔ ان کی ہر عادت اہل دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔ آ عمل کر کے دیکھ لے۔

اتباع شریعت: حضرت وارث علی شاہ شریعت کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھتے تھے۔ نماز کے ادب واحترام میں تو اس قدر توجہ فرماتے تھے کہ ہر حال میں اپنے مولا کے حضور ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ ضعیفی کے باوجود تہجد کی بارہ رکعت بھی کھڑے ہو کر ہی ادا فرماتے رہے حتیٰ کہ اخیر زمانہ میں جب ضعف حد سے بڑھ گیا تو بھی یہی اصرار ہوتا تھا کہ نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کریں گے۔ آخر جب سجدے سے سر اٹھاتے تھے خدام بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو کھڑا کر دیتے اور پکڑ کر کھڑے رہتے۔

مسجد کے احترام میں ہمیشہ پیدل نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہوتا یا چلچلاتی دھوپ ہوتی مگر آپ سواری ہرگز قبول نہ فرماتے خواہ مسجد کتنی ہی دور ہوتی۔

آپ کو مساجد سے بڑی محبت تھی کبھی کسی مسجد کو ویران دیکھا تو فوراً جلال آ گیا

Marfat.com

اور دل میں فوراً یہ خواہش اٹھتی کہ اللہ اپنے نبی کی مساجد کو ہمیشہ آباد رکھے۔

پابندی صلوٰۃ: نماز کو آپ نے اپنی مریدی کی شرط قرار دیا اور صاف صاف اعلان فرمادیا کہ جو نماز نہ پڑھے وہ ہمارا مرید ہی نہیں۔ خود آپ کا یہ عمل تھا کہ پنجگانہ نماز ہمیشہ اول وقت میں ادا فرمایا کرتے تھے اور یہ بات کہتے کہ ''نماز میں عموماً دیر کرنا کاہلی کی دلیل ہے۔''

نماز کا ہر رکن بہت دیر میں ادا کرتے تھے اور نماز بہت اطمینان سے پڑھتے تھے۔ جس وقت آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے احرام شریف کو اپنے سر سے مثل گھونگھٹ لپیٹ کر گلے سے ایک پیچ نکال لیتے۔ اس وقت ایسی شان محبوبی نظر آتی کہ ہر شخص کی آنکھ سرکارِ والا کی طرف اٹھ جاتی۔ آپ اکثر فرماتے تھے نماز روح کی غذا ہے۔ ان تمام ہدایتوں سے آپ کا شوقِ نماز جھلکتا ہے اور نماز کی طرف آپ کی بے پناہ رغبت کا پتہ چلتا ہے۔

روزہ کی عادت: سرکارِ وارثِ پاک نے چودہ سال کی عمر میں رمضان شریف کے روزوں کے بعد شش عید کے روزے رکھے تو پھر اسی سلسلے میں دائم الصوم ہو گئے اور یوم وصال کے روزے رکھنے لگے، دوسرے تیسرے اور کبھی پانچویں دن روزہ افطار کرتے تھے اور جب آپ نے حجازِ مقدس کا سفر کیا تو متواتر سات سات روز کے بعد افطار فرماتے تھے۔ مسلسل اٹھارہ سال تک آپ اسی طرح ہفت روزہ افطار فرماتے رہے۔ افطار بھی نہایت قلیل اور سادہ غذا سے ہوتا تھا۔ سالہا سال گولر کی ابلی ہوئی ترکاری سے بھی افطار فرمایا۔

اتباعِ سنت: سنت کی پیروی میں آپ شدت فرماتے تھے۔ کثرت نوافل سے آپ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جاتے تھے اور ان سے خون بہنے لگتا تھا۔ زندگی بھر سنت کے مطابق ہمیشہ سیدھی کروٹ لیٹے جس سے سیدھے پہلو پر زخم کے نشان پڑ گئے تھے۔ کھانا خواہ برائے نام چکھا مگر سنت کے مطابق خلال ضرور فرمایا۔ سنت کی پابندی کے طور پر دن میں قیلولہ بھی فرماتے۔ خواہ حالات کیسے ہی ناساز گار ہوتے

Marfat.com

آپ ہر حال میں سنت پر عمل فرماتے۔ چنانچہ سخت ترین سردی کے موسم میں بھی جمعہ کے دن غسل فرماتے حتیٰ کہ جمعہ کو بارش بھی ہو رہی ہوتی تب بھی آپ غسل ضرور فرماتے۔ سنت کی باریکیوں پر آپ کا عمل تھا۔ چنانچہ ریش مبارک میں روزانہ باقاعدہ طور پر شانہ ہوتا تھا۔ سرمہ بھی عین سنت کے مطابق سیدھی آنکھ میں تین سلائی اور الٹی آنکھ میں دو سلائی لگایا جاتا تھا۔ آپ نے کسی سنت میں کبھی ذرہ بھر ردوبدل پسند نہ فرمایا تین دن سے زیادہ کبھی کسی کے یہاں مہمان نہ ٹھہرے اور اپنے میزبان سے کسی فرمائش کا اشارہ تک نہ فرمایا غرضیکہ اتباعِ سنت کو آپ نے اپنے عمل سے اس نقطہ عروج تک پہنچایا جو اسلاف کا معراج کمال ہے۔

درود پاک پڑھنے کی تلقین: اگر کوئی شخص ورد و وظیفہ پڑھنے کی اجازت چاہتا تو آپ عام طور پر صرف درود شریف پڑھنے کی اجازت دیتے اور فرما دیتے کہ اللہ کے واسطے پڑھنا دنیا کے واسطے نہ پڑھنا۔ ہر کس و ناکس کو بجز درود شریف کی اجازت کے اور کچھ پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ایک پرانے مرید نے عرض کیا کہ حضور ہمارا ایمان ہے کہ محبت ایک عطائی نعمت ہوتی ہے جسے محنت سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے کہ محبت نہ سہی محبت الٰہی کی طرف دل کی رغبت ہو جائے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا کہ اگر محبت الٰہی کا بہت شوق ہے تو یہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

اس کے پڑھنے سے دل نرم ہو جاتا ہے اور محبت اثر کرنے لگتی ہے۔

غریب پروری: سرکارِ وارث پاک چونکہ قدرت کی طرف سے ایک دردمند دل لے کر آئے تھے۔ اس لئے ناداروں، مسکینوں اور خستہ حالوں پر بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے۔ ان کے مقابلے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ راجا مہاراجا کے مقابلے میں ہمیشہ غریب لوگوں کو ترجیح دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ غریب لوگ آپ کو بہت پسند کرتے۔

Marfat.com

اظہار ہمدردی: اکثر دکھ درد کے مارے لوگ اپنی التجائیں لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے مگر آپ کی زبانِ مبارک سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں نکلتا تھا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ کی توجہ خاص سے یہ کام ہو جائے گا بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے امید رکھنے کی تلقین فرماتے تھے جب کوئی غم کا مارا اپنا دکھڑا بیان کر کے رحم کا طالب ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ مالک ہے اللہ مالک ہے وہی مدد کرے گا۔ غرضیکہ آپ کبھی کوئی ایسی بات ہی منہ سے نہ نکالتے تھے جس سے کسی کشف و کرامت یا آپ کے تصرف کا اظہار ہو بلکہ اپنی روحانی قوت کے پردہ داری اس طرح فرماتے تھے جیسے کوئی اپنا عیب چھپاتا ہے۔

چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ جب کوئی غرض مند سرکار والا کو اپنی طرف متوجہ نہ دیکھتا تو طرح طرح سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتا چنانچہ کوئی چاقو لے کر سامنے آ جاتا کہ ابھی اپنے جسم میں گھونپ کر خودکشی کیے لیتا ہوں اور کوئی بھاری پتھر لے کر دھمکاتا کہ ابھی سر پھوڑ کر مرا جاتا ہوں۔ اپنی طبیعت کی نرمی کے سبب آپ ان افعال سے سہم جاتے اور اس کے حق میں امید افزا کلمات ادا فرماتے۔ اس وقت لوگ آپ کا دامن چھوڑتے۔

تعویذ دینے کی ممانعت: سرکار وارثِ پاک عشق الٰہی سے سرشار تھے۔ اس لئے طبعاً گنڈوں، چلے، وظیفوں اور عملیات کے قطعی خلاف تھے۔ خود فرماتے تھے ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام ہے اور رضائے شاہد حقیقی کے سامنے سر خم کرنا فرض عین ہے۔ چنانچہ اپنے اسی مشرب کے مطابق آپ نے اپنے خرقہ پوشوں کو بھی سختی سے یہی ہدایت فرمائی کہ فقیر کو چاہئے کہ نہ گنڈا کرے نہ تعویذ دے کیونکہ وہ اہل رضا جو محض اللہ کی ذات خاص پر کامل توکل کرتے ہیں ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ذاتِ الٰہی کے ماسوا دوسرے اسباب کا خیال تک دل میں نہیں لاتے اور محض راضی بہ رضائے الٰہی رہتے ہیں۔

قرآن پاک سے محبت: سرکارِ وارث پاک کو علم القرآن پر بڑا عبور حاصل

Marfat.com

تھا۔ ساتوں قراءتوں کے ماہر تھے۔ خصوصاً مدنی اور مصری قراءتوں کا بہت شوق تھا۔ شروع زمانہ میں پورا کلامِ مجید روزانہ ختم فرمالیا کرتے تھے حتیٰ کہ سفر میں ایک کوس میں تین پارے اور دس کوس میں پورا کلام پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔ روزانہ بعد نماز ظہر باقاعدگی سے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بچوں کے ختم قرآن پر جو دھوم دھام ہوتی تھی اس سے بہت خوش ہوتے تھے۔

اوصاف سیرت و کردار: جاننا چاہئے کہ آپ کے اجداد کرام قصبہ دیوہ شریف کے بہت بڑے رئیس ابوالمعظم اور امیر کبیر تھے۔ زر و جواہر عمال خزانہ دیہات مزرعہ جات صدہا زیر حکومت تھے۔ سامان امارت ہر ایک قسم و عمارات پختہ و اسباب ظاہری ضروریات دنیاداری ہر ایک قسم بے شمار تھا۔ کتب ہائے عربیہ و فارسی کے کتب خانے تھے۔ سپاہی پیادے، نوکر چاکر، دائی اندر باہر صدہا ملازم اور نمک خوار تھے۔ غرض اس جوار و دیار میں مثل آپ کے اجداد کے کوئی رئیس ہم پلہ نہ تھا۔ باوجود اس سامان امارت اور ریاست کے جس وقت آپ نے منزل فقر میں قدم رکھا۔ سب سامان و اسباب پر لعنت کر دی اور جو کچھ نقد وجنس ریاست امارت تھی سب راہِ خدا میں لٹا دی۔ کچھ سروکار نہ رکھا۔ توکل علی اللہ پر قانع و شاکر ہو گئے چنانچہ یہ حالت استغنا و نفرت اسباب دنیا تمام عمر آپ کی رہی۔ کبھی اس طرف توجہ اور خیال نہ کیا اگر کوئی ہفت اقلیم کی دولت اور اسباب سامنے لاکر پیش کرتا تو آنِ واحد میں سب بانٹ کر بیٹھ جاتے اور تقسیم کر دینے سے اس درجہ خوش ہوتے کہ بیان سے باہر ہے۔ کیسی ہی قیمتی کوئی چیز ہوتی ایک منٹ اس کا رکھنا بار ہوتا۔ تمام عالم کے تحفے تحائف بیش قیمت بڑے بڑے رئیس راجہ تعلق دار حکام حضور میں لاکر پیش کرتے چند ساعت میں آپ تقسیم کر ڈالتے۔ اکثر تحائف کے پیش کرنے والے کو اس کا معاوضہ فوراً اس سے بڑھ کر قیمتی عنایت فرماتے۔ بارِ احسان کسی کا کبھی آپ نہ رکھتے۔ روپیہ اشرفی پیسہ کبھی ہاتھ سے اپنے نہیں چھوا۔ حتیٰ کہ سونے چاندی کی اشیاء کو کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا اگر کسی ناواقف نے کبھی بطور نذر روپیہ سامنے پیش کیا تو اظہار نفرت فرمایا۔ کبھی کسی بیش بہا

Marfat.com

نادر چیز پر نظر ڈالی اور نہ حقیر ذلیل اشیاء سے نفرت فرمائی۔ دونوں کو ایک ہی نظر سے ملاحظہ فرمایا۔ اکثر عشاق جاں نثار روٗسائے جوار و دیار مثل بادشاہ حسین رئیس کبرہ و فدا حسین خان صاحب رئیس کبرہ و چودھری لطافت حسین خاں صاحب رئیس رامدانہ و حاجی عباس حسین خان صاحب رئیس بابو پور و شیخ عنایت اللہ صاحب رئیس سیدن پور و حاجی بشیر احمد خان صاحب رئیس غازی پور و راجہ دوست محمد خاں صاحب رئیس رائے پور و ٹھاکر پنچم سنگھ صاحب رئیس زینا و مولوی شرف الدین صاحب جج پٹنہ و بیگم صاحبہ ردولی شریف و عائشہ بی بی صاحبہ گیا۔ و منشی غنی حیدر صاحب وکیل گیا و حافظ حسن صاحب و کندھیا لال صاحب و حافظ پیاری صاحب و میاں شیدا صاحب لکھنوی و عبدالصمد صاحب نور باف ساکن مسولی۔ و تراب بز قصاب ساکن پیتے پور و بنو بھٹیاری امین آباد لکھنو۔ غرضیکہ تمام روٗسا و امراء و احکام امیر غریب جولاہے کجڑے، قصائی بنیے مہاجن جو مثل پروانہ شیفتہ و جاں نثار اس شمع ہدایت کے تھے۔ ایام سرما میں حسب حوصلہ اپنے جڑاولیں مثل رضائی لحاف، گدے کے ایک سے ایک اعلیٰ اور بیش قیمت کم خواب، اطلس، زربفت نیمرزی، اصلی جامہ دار مخملی، اصلی پھلور، اونی پھلور، جاپانی ایک سے ایک بڑھ کر لا کر پیش کرتے ان کو بھی حضور اوڑھ لیتے اور اگر کوئی غریب عقیدت مند اپنے حوصلہ کے موافق چھینٹ وغیرہ کے جڑاول پیش کرتا اس کو بھی آپ بخندہ پیشانی نہایت شوق کے ساتھ زیب تن فرماتے۔ کمخواب وغیرہ اور سوتی چھینٹ میں کچھ فرق نہ فرماتے۔ دونوں کو ایک ہی حیثیت سے استعمال فرماتے اگر اطلس کم خواب کی رضائی لحاف ہے تو اس میں ہاتھ منہ عطر تیل پونچھ گیا اور اگر چھینٹ کی ہے تو اس میں بھی۔ اس کی عمدگی سے غرض نہ اس کی کم حیثیتی کا خیال۔ اگر کسی نے تعریف کر دی کہ حضور یہ بہت بیش قیمت ہے تو کچھ پروانہیں اور اگر کسی نے معمولی بتلا دی تو کچھ خیال نہیں کیا۔

ہمیشہ عادت شریف تھی کہ جہاں ایک چیز کے موجود ہونے پر کسی نے دوسری چیز لا کر پیش کر دی تو اس کا رکھنا ایک منٹ کو بار خاطر ہو جاتا۔ جب تک وہ کسی کو نہ

Marfat.com

دیتے قرار نہ آتا۔

مندرجہ بالا اوصاف پر ہمیشہ کاربند و رضا و تسلیم رہے۔ حرص و طمع و کبر و حسد و رشک و غضب و محبت دنیا و کذب و غنیمت و غیب بینی سے کام نہیں رکھا۔ دنیاوی ذکر و افکار کبھی حضور نہ سنتے۔ اگر کوئی اپنی پریشانی و بیکاری یا تکلیف بیماری و تردد و عیالداری کو حضور میں عرض کرتا تو فرماتے خدا مالک ہے، خدا مالک ہے۔

جناب امام الاولیا فرماتے کہ ہم دنیا کے جھگڑوں بکھیڑوں کو کیا جانیں۔ دنیا مردار پر ہم نے پہلے ہی لعنت کر دی۔ ہماری منزل عشق کی ہے۔ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ چاہے کوئی ہو۔ عاشقانہ قصے اور حکایات شبانہ روز حضور میں ہوا کرتے تھے۔ مخصوص یہ خدمت قصہ گوئی تراب علی شاہ صاحب ساکن بھٹولی و قاضی بخشش علی صاحب ساکن گدیہ کو عطا ہوئی تھی بعض اور خدام اگر کوئی قصہ کہانی کہتا تو بھی سنتے اور محظوظ ہوتے۔ گفتگو سے نہایت متنفر ہوتے۔ نہ گنڈا لکھنے سے مطلب نہ تعویذ سے نہ وظیفہ سے غرض۔ نہ عمل پڑھنے سے مطلب۔ عمل اس کلیہ پر تھا کہ خدا کے سامنے بھی ہاتھ نہ پھیلانا چاہئے۔ خدا سے بھی محبت کرے تو بلا مطلب کی۔ اکثر فرماتے تھے کہ عاشق کے دین و دنیا دونوں خراب مگر محبت اچھی چیز ہے۔ دنیا اسی سے قائم ہے۔ محبت میں کسب نہیں جس قدر کسب ہوگا وہی تصنع ہے۔ محبت بلا مطلب کی ہونی چاہئے۔ خواہ کسی سے کیوں نہ ہو۔ سچی ہونی چاہئے خدا محبت ہی سے ملتا ہے۔ محبت سے دو دل بھی اس طرح مل جاتے ہیں جس طرح کسی زنجیر کی کڑیاں اس کا پھندا اس میں اور دونوں مستقل اور مضبوط ہیں تو نباہ ضروری ہے اگر ایک میں بھی کمزوری ہوئی تو محبت ہی کے زور میں الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ محبت کے زور کے مقابلے میں دنیا کی کسی شے میں زور نہیں ہے۔ محبت میں جس قدر تکلیف پہنچے جو ہو مگر اس سے پھرے نہیں وفا لازمی ہے۔ خدا نے محبت انسان کے لئے بنائی ہے۔ فرشتوں کا فخر ہے اطاعت انسان کا فخر ہے محبت!

ہر وقت ہر لحظہ حضور اقدس رضا و تسلیم میں رہتے۔ قصے کہانیاں بھی اس غرض

Marfat.com

سے سنتے کہ کسی کو فضول بات کرنے اور خیال کے بتانے کا موقع نہ ملے۔ حضور تہ بند میں منہ چھپائے یادِ خدا میں محو رہتے اور لوگ سمجھتے کہ حضور قصہ سن رہے ہیں۔ ایک سچے عاشق اور صابر و شاکر کا حضور پورا نمونہ تھے۔

حاجی صاحب کا لقب: آپ نے کل سترہ حج کئے اور تمام حج آپ نے اس سادگی سے کئے کہ نہ تو مریدوں کا قافلہ آپ کے ساتھ تھا نہ کوئی خادم ہمرکاب تھا، نہ کوئی سامانِ سفر ساتھ لیا، نہ سواری کا خیال کیا، نہ موسم کی خرابی کا غم، نہ راستے کی مشکلات کا کھٹکا، جب عشق الٰہی نے جوش مارا عاشق صادق نے اپنا کمبل اٹھایا اور پیدل دیارِ حبیب کی طرف چل دیا۔ مکے کے راستے کے ہر ذرہ کو آنکھوں سے لگایا اور راہِ مدینہ کے ہر خار کو سر کا تاج بنایا آپ فرماتے تھے:

> ''خانۂ کعبہ کی زیارت کا شوق تو سبھی کو ہوتا ہے مگر صاحب خانہ کے دیدار کا شوق ہزار میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے۔''

اس ذوق و شوق اور اس قدر کثرت سے حج کرنے کے باوجود آپ نے اپنے نام کے ساتھ کبھی حاجی کا لفظ تک نہ لکھوایا۔ نہ کبھی خود کو حاجی کہلوایا مگر من جانب اللہ ایسی شہرت عام ہوئی کہ ساری مخلوق خدا آپ کو از خود حاجی صاحب کہنے لگی۔ ہندو پاکستان کے کسی حصہ میں چلے جائیے۔ جہاں فقراء کا ذکر ہوگا تو حاجی صاحب سے مراد صرف اور صرف حاجی وارث علی شاہ صاحب کی ذاتِ گرامی ہی ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ رب کعبہ نے احرام کی طرح حاجی صاحب کا معزز خطاب بھی آپ ہی کی ذاتِ خاص کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔

چنانچہ پہلے حج کے موقع پر آپ نے جو احرام باندھا تو اس میں وہ تجلیات الٰہیہ نظر آئیں کہ پھر اس عاشقانہ لباس کو آپ نے کبھی اپنے جسم سے جدا نہ کیا۔ اسی کے ساتھ حج بیت اللہ کی تمام پابندیوں کو ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر حاوی کر لیا گویا حاجی صاحب قبلہ نے اپنی ساری عمر ہی لباس حج میں حالت حج کے اندر گزار دی۔ اس طرح زندگی بھر فیوضاتِ حج سے سرشار رہے آخر احرام شریف ہی سلسلہ وارثیہ کا

Marfat.com

"خرقۂ خاص" قرار پایا نیز اسی نسبت خاص کے سبب جو سیدنا وارثِ پاک کو رب کعبہ کے ساتھ حاصل تھی۔ وارثیوں کو حج کی سعادت زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ اپنی تعداد کے لحاظ سے ہر مقام پر وارثیوں میں حاجی زیادہ ملیں گے۔

کرامات

کرامات اولیاء برحق ہیں حضرت حاجی وارث علی شاہ اگرچہ کرامت کے اظہار کو پسند نہ کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار کشف و کرامات کا اظہار کیا تاکہ آپ کی بزرگی دوسروں پر عیاں ہو اور آپ کے فیضانِ ولایت سے لوگ مستفید ہوں۔ آپ کی چند کرامات حسب ذیل ہیں۔

تکلیف دہ اونٹ سے نجات: ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم مدینہ سے شام کو جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے کہا کہ حضرت اس راستہ سے آپ نہ جائیں۔ ادھر ایک اونٹ دشمن ہے جب کسی مسافر راہ گیر کو آتے دیکھتا ہے تو دوڑ کر اس کو زخمی کر دیتا ہے۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو قزاق لوگ جن کا اونٹ ہے مال و اسباب آ کر لے لیتے ہیں۔ مگر ہم نے نہ مانا، اسی طرف چلے۔ جب ہم ایک میدان میں پہنچے تو فی الواقع دیکھا کہ ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ ہمارے قریب منہ پھیلا کر دوڑا ہم نے کمر سے چاقو نکال کر اس کی زبان کاٹ لی۔ پس وہ فوراً زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ قزاق لوگ دوڑے آئے کہنے لگے کہ ہمارا اونٹ کیوں مار ڈالا۔ اب کیا کھائیں گے۔ ہم نے کہا خدا رازق ہے۔ سب نے توبہ کر لی اور کہا کہ حضرت ہم سب اس پیشہ پر لعنت کرتے ہیں۔ پھر وہ سب مرید ہو گئے اور ہم کو کئی دن مہمان رکھا۔

آپ کی باتوں سے متاثر ہو کر ایک لڑکی مسلمان ہو گئی: سفر کرتے ہوئے جب آپ روس میں پہنچے تو لوگ آئے۔ اکثر لوگوں نے شکایت کی کہ بادشاہ کی لڑکی ایک کوٹھڑی میں برہنہ باغ میں رہتی ہے۔ نہیں معلوم کیا آسیب ہے۔ ہم نے کہا ہم اس جھگڑے کو کیا جائیں۔ سہ پہر کو ہم تفریحاً باغ کو گئے۔ مولوی صاحب

Marfat.com

بھی ہمارے ساتھ تھے۔ باغ کے پھاٹک پر غشی اور سپاہی پہرے پر تھے۔ باغ کے اندر جانے کو منع کیا۔ آخر کو بہ منظوری اجازت دی ہم نے قدم پھاٹک میں رکھا تو اس لڑکی نے ہوش میں آ کر کپڑے پہنے۔ ہم گئے تو اس نے اپنے طریق سے سلام کیا۔ ہم فرش قالین پر لیٹ گئے۔ اس نے مسہری پر لیٹنے کو اصرار کیا۔ ہم نے کہا یہ فقیروں کو زیبا نہیں ہے۔ اس نے پوچھا آپ کسی کے عشق میں فقیر ہوئے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں پوچھا کہ کیا وہ بہت حسین ہے۔ ہم نے کہا ہاں اس نے کہا نام اس کا کیا ہے۔ ہم نے کہا کیا کرو گی پوچھ کے۔ اس نے کہا اگر بہت حسین ہے ہم بھی اس سے عشق کریں گے ہم نے کہا مشکل ہے۔ اس نے کہا بتلایئے آپ کا طریقہ کیا ہے اور وہ کون ہے۔ ہم نے کہا طریقہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور اس کا نام خدائے عزوجل ہے۔ غرضیکہ کلمہ پڑھا اور کہا میرا اب کسی سے واسطہ نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ ہم نے سب پر لعنت کر دی۔ اس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ ہمیں تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ہم خدا کے ہو گئے۔ وہاں سے کچھ تنخواہ اس کے نام اور کچھ ہمارے نام لکھ کر آئی۔ ہم نے کہا کہ ہم روپیہ پیسہ لے کر کیا کریں گے ہم لعنت کر چکے، واپس کر دی۔ اس کی کچھ تنخواہ تھی۔ اس سے کہا کہ خدا کی راہ میں خرچ کرو اور غریبوں، محتاجوں کو دو اور غریبوں کے لڑکوں کی شادی کر دیا کرو کہ خدا خوش ہوگا چنانچہ وہ ایک قریہ موسومہ محمدیہ میں بیٹھ رہی۔ نام اس کا زوفہ تھا۔ چھ سات سال تک زندہ رہی خدا خدا کیا کرتی بعد ازاں اس کا انتقال ہو گیا پہاڑ پر اس کی قبر بنی ہے۔

<u>خوفناک مقام پر اللہ کی پناہ میں آنے کا واقعہ</u>: ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ روس کے آگے ایک پہاڑ ہے ہم وہاں گئے ایک شخص ہمارے ساتھ تھا پہاڑ میں راستہ تھا۔ ہم تیز جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ جو تھا اس نے منع کیا کہ اس جنگل میں جنگلی آدمی رہتے ہیں تیز چلنے سے وہ جان جائیں گے ہمیں مارنے آئیں گے اور دانتوں سے کاٹیں گے۔ ان کے دانتوں میں زہر ہے۔ آدمی مر جاتا ہے لہٰذا آہستہ آہستہ چلیے غرضیکہ اس جنگل میں ایک مقام پر کمبل بچھا کر ہم بیٹھے تو تمام زن و مرد،

Marfat.com

پیر و جوان نہایت حسین مگر برہنہ بالوں سے تمام بدن پیر تک ڈھکا ہوا ناخن بہت بڑے بڑے سب جمع ہوئے اور کہا تم اگر بھو کے ہو تو یہ لوٹا اس درخت میں لگاؤ اور درخت کو مروڑو۔ چنانچہ ہمارے ساتھی نے لوٹا لگایا اور درخت کو مروڑا، دودھ سے لوٹا بھر گیا کہا پیو۔ ہم نے دو گھونٹ پیا۔ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ ہمارے ساتھی نے دو تین گھونٹ پیا۔ بعد اس کے ہم نے پوچھا کہ کیا کریں۔ انہوں نے کہا باقی بچا ہوا اسی درخت کی جڑ میں ڈال دو۔ ساتھی نے ڈال دیا۔ اس سفر میں جہاں خواہش بھوک پیاس کی ہوتی ایسا ہی درخت پہچان کر عرق نکال لیتے۔ بولی ان کی بخوبی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

جذام کے مرض سے نجات: سرکار وارث پاک کے باطنی فیوض و برکات اور روحانی اثرات سے خاص و عام برابر کا فیض اٹھاتے تھے بلکہ آپ کی نگاہ پر اثر کمزوروں، ناداروں، بروں اور بدکاروں کے حق میں زیادہ کارگر ثابت ہوتی تھی. چنانچہ ہر قسم کے سالک و مجذوب، رند و پارسا، عالم و جاہل فلسفی و منطقی، الحاوی اور نیچری ہجوم در ہجوم آپ کے پاس آتے اور حقانیت کی دولت سے دامن دل بھر لے جاتے ......!

بہت سے فلاسفر جو پہلے معجزوں اور کرامتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے جب آپ سے ملتے تو قائل ہو جاتے ...... اسی طرح ہٹ دھرم، دہریئے (جو پیغمبر تو کیا خدا تک کے قائل نہ تھے) جب آپ کو دیکھتے تو خدا پر ایمان لے آتے ...... آپ کی ولایت کی یہ تاثیر تھی کہ جس بستی میں آپ پہنچتے تھے وہاں کے چھوٹے بڑے سب لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ آپ کوئی دوا نہ دیتے تھے مگر ایک اشارے میں مریضوں کی صحت ہو جاتی تھی۔ آپ کی زبان فیض ترجمان میں تاثیر مسیحائی تھی، چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ جب آپ ...... چندر گڑھ ...... میں رونق افروز ہوئے تو وہاں کا ایک بیمار خاکروب بھی بڑی عقیدت سے حاضر ہوا ...... مگر دور ہی سے سلام کر کے آہ و زاری کرنے لگا ...... اسے جزام کا مرض لاحق تھا اس لئے قریب نہ آتا تھا اور دور کھڑا روتا،

Marfat.com

چلاتا تھا۔

''میاں! اب میرا ہاتھ کون پکڑے گا سب کے مولا تو آپ ٹھہرے!...... مجھے کون قبول کرے گا۔''

دو دن برابر وہ اسی طرح تڑپتا رہا آخر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آیا...... مضطرب ہو کر آپ نے فرمایا ''میں تجھے اپنی آنکھوں کے ذریعہ مرید کرتا ہوں! مجھے اچھی طرح دیکھ لے'' یہ کہہ کر آپ نے اپنا رخ روشن اس کی طرف پھیر دیا چنانچہ رب نے ایسی مسیحائی دکھائی کہ آپ کی ایک نظر کی تاثیر سے اس کی صحت عود کر آئی! دیکھتے ہی دیکھتے سب زخم بھر گئے ...... موزی مرض سے نجات پائی ...... دولت دارین مفت میں ہاتھ آئی...... صحت یاب ہو کر خاکروب عالم جوش و مستی میں سرکار والا کے قدموں لوٹا جاتا تھا...... یہ منظر بھی قابل دید تھا۔

آپ کی توجہ سے ایک لڑکی فقیر ہو گئی: ایک دن حضور فتح پور میں رونق افروز تھے فرمایا کہ حال سفر کا کہیں عرض کیا گیا کہ ضرور ارشاد ہو۔ فرمایا کہ ہم کعبہ شریف کے سفر میں ایک مقام پر پہنچے۔ ایک قوال کے مکان پر گئے۔ دروازے پر وہ قوال بیٹھا تھا۔ اس نے کہا آیئے استاد زادے اس وقت ہم کچھ گن گناتے تھے۔ وہ سمجھا کہ قوال ہیں۔ اس نے کہا آپ ٹھہریے میں ابھی آتا ہوں۔ کسی رئیس کی لڑکی کی نسبت کے لئے لوگ آنے والے تھے وہ وہاں گیا تھوڑی دیر میں ایک چوبدار آیا۔ اس نے کہا کہ آپ کو رئیس نے یاد کیا ہے چلیے ہم گئے۔ صاحب سلامت کے بعد ہم کنارے فرش پر بیٹھ گئے۔ اس قوال نے کہا کہ کچھ سناؤ۔ رئیس نے بھی کہا کہ کچھ کہو۔ ہم نے کہا کہیں کہا ہاں سناؤ۔ تب ہم نے کہا کہ سنائیں تم جانو۔ کہا ہاں پھر ہم نے کہا سناتے ہیں پس ہم نے ایک چیز اٹھائی کوٹھے پر لڑکی تھی اور مستورات تھیں وہ لڑکی غش ہو کر گر پڑی اور کرتہ چاک کر ڈالا۔ غل ہوا کہ تم نے جادو کیا۔ ہم نے کہا کہ کیونکر معلوم ہوا کہ جادو ہے جب تم نے کہا کچھ کہو تو ہم نے کہا غرض کہ اس لڑکی نے کہا میں بیاہ نہ کروں گی، جس شکل کو میں نے دیکھا ہے اسی صورت پر میرا خاتمہ ہو۔

Marfat.com

میں نے سب دنیا پر لعنت کر دی اگر خدا بھی مجھ کو ملے تو اس صورت میں ملے پھر وہ فقیر ہوگئی ہم وہاں سے چل دیئے۔

اللہ تعالیٰ نے پیاس بجھانے کا ذریعہ بنا دیا: ایک روز حضور نے فرمایا کہ ہم سیر کو روس کی جانب چلے۔ راستہ میں مولوی عارف علی ایک جہاز پر جو ہمارے ہمراہ آئے تھے ملے ساتھ ہوئے۔ صحرا میں کہ جہاں کوسوں پانی کا نام نہ تھا گزر ہوا تو مارے پیاس کے مولوی صاحب کی زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی اور دم لبوں پر آ گیا۔ مولوی صاحب نے کہا حضرت مارے پیاس کے اب دم نکلتا ہے۔ بس ہم نے ایک مقام پر اونچی زمین پھٹی ہوئی دیکھی۔ تو مولوی صاحب سے کہا کہ اس کو کھودو۔ مولوی صاحب نے کھودا تو اس میں سے ایک تربوز نکلا۔ بیچ سے کاٹ کر ہم نے بھی پانی پیا اور مولوی صاحب کو بھی پلایا۔ سوکوس گرد میں وہاں پانی نہیں ہوتا۔ یہی تربوز زمین میں قدرتی پیدا ہوتے ہیں۔

ایک شخص کے راہ راست پر آنے کا واقعہ: سردار علی صابری کا کہنا ہے کہ مجھے ترکی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں مولانا سید کاظم علی صاحب مشہور ماہر زبان ترکی تھے مگر نہایت کم سخن اور تنہائی پسند بزرگ تھے۔ کسی کو قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے۔ اپنے کمرے کا دروازہ بند کئے تنہا پڑے رہتے تھے۔ بہر حال علم کی سچی طلب تھی اس لئے دو ماہ کی مستقل جدوجہد کے بعد مولانا کو رضامند کر ہی لیا۔ اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ مولانا ظاہر میں جس قدر خشک مزاج اور سخت گیر تھے۔ باطن میں اسی قدر خوش مزاج اور مہربان تھے البتہ یہ ضرور ہوتا تھا کہ باتیں کرتے کرتے وہ اچانک کھو جاتے تھے ...... آہیں بھرتے تھے ...... اور ''یا وارث'' کا نعرہ لگاتے تھے۔ اس کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے ہر وقت ''یا وارث'' کہتے رہتے تھے۔ ...... تھوڑی دیر بعد آنکھیں نمناک ہو جاتی تھیں اور بڑی عقیدت سے جھوم جھوم کر ...... سیرت وارث ...... سے واقعات سنانے لگتے تھے۔ حضرت حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ شیفتگی اور عقیدت مندی دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور

Marfat.com

ایک دن میں نے مولانا سے پوچھ ہی لیا کہ...... ''جناب! آپ کا سارا خاندان تو کٹر قسم کا شیعہ ہے پھر آپ قبلہ حاجی صاحب سے اس قدر زیادہ عقیدت کیونکر رکھتے ہیں؟...... پہلے تو مولانا نے بات ٹالنے کی کوشش کی مگر میرے بے حد اصرار پر آخر مولانا نے اپنی آپ بیتی سنائی......!

''عین جوانی کے عالم میں جب مولانا عربی، فارسی اور دینیات کی تعلیم مکمل کر چکے تو اچانک ایک حسین طوائف کو دیکھ کر متاعِ عقل و ہوش کھو بیٹھے اس کے عشق میں مبتلا ہو کر گھر کی ساری دولت گنوا بیٹھے جب کچھ پاس نہ رہا تو عاملوں اور جادوگروں کے چکر میں پڑ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر مطلوب پھر بھی حاصل نہ ہوا تو مولانا نے خود جادو سیکھنے کا فیصلہ کیا...... بنگال کا جادو مشہور تھا...... چنانچہ لکھنؤ کو خیر باد کہہ کر بنگال پہنچے اور پھر چٹا گانگ، سلہٹ اور آسام کے پہاڑی جنگلات میں گھوم گھوم کر جادو سیکھنے لگے، آخر کار سات سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد یہ کمال حاصل کر لیا کہ کسی بھی ذی روح کو مسخر کر سکتے تھے...... مگر اس عرصہ میں نماز روزہ تو دور کی بات ہے کلمہ تک بھول چکے تھے حرام، مردار اور ہر قسم کی گندگی کھاتے پیتے رہتے تھے گویا پکے جادوگر بن چکے تھے، قدرت بھی عجب تماشا دکھاتی ہے۔

اس تمام جادوئی چکر کے بعد تمام شیطانی حربوں سے مسلح ہو کر جب لکھنؤ پہنچے تو وہ طوائف مر چکی تھی جس کی تمنا میں انہوں نے متاعِ دین و دنیا لٹا دی تھی۔ اس طرح جب اپنے شہر آرزو کو برباد پایا تو رہی سہی عقل بھی جاتی رہی۔ دیوانے ہو کر گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنے لگے...... ایک گندا سا تھیلا ہاتھ میں ہوتا جس میں جادو کا سامان رہتا تھا۔

دن گزرتے رہے آخر ایک دن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کا گزر ''دیوے شریف'' کی طرف ہوا...... وہاں پہنچ کر...... آپ کا سامنا...... سرکارِ وارثِ پاک سے ہو گیا۔

خود مولانا کا بیان ہے کہ سہ پہر کا وقت تھا، آستانہ عالیہ میں حاجی صاحب قبلہ

Marfat.com

دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کا حلقہ کیے ہوئے زمین پر بحالت مراقبہ رونق افروز تھے!
......بغیر نظر اٹھائے حاجی صاحب نے دریافت فرمایا......کون ہے؟"
مولانا نے جواب دیا......"میں جادوگر ہوں"
یہ سن کر سرکارِ عالم نواز نے آنکھیں کھولیں......کنکھیوں سے دیکھا اور فرمایا......
"کیسے جادوگر ہو؟"

مولانا نے اپنے زعم میں جواب دیا "بہت بڑا جادوگر!"
سرکار نے فرمایا......"خوب جادو جانتے ہو؟"
عرض کیا......"جی ہاں! اس وقت میری ٹکر کا جادوگر موجود نہیں!"
ارشاد ہوا......"اچھا ہمیں بھی اپنا جادو دکھاؤ"
اس وقت خانقاہ کے سامنے سے ایک بھینس گزر رہی تھی۔ انہوں نے اس پر جادو کیا......بھینس گر پڑی اور خون اگلنے لگی......حاجی صاحب یہ خونی منظر دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور فرمانے لگے۔
"یہ تو بڑا ظلم ہے......یہ تو بڑا ظلم ہے"......"اسے ٹھیک کرو......اسے ٹھیک کرو"
انہوں نے اپنا جادو واپس لے لیا......اور بھینس کمزوری کی حالت میں بمشکل اٹھی اور نڈھال سی ایک طرف کو چلی گئی......!
اب سرکارِ عالی وقار پر جلال کا عالم طاری ہو چکا تھا۔ آپ نے برجستہ فرمایا "اچھا مجھ پر تو جادو کرو"
مولانا بھی جادو کے زعم میں بھرے بیٹھے تھے......فوراً تیار ہو گئے......خود بتاتے تھے کہ......حاجی صاحب بدستور اس وقت تک دونوں ہاتھوں کا حلقہ بنائے بیٹھے رہے چنانچہ میں نے پہلے نیچے رکھے ہوئے سیدھے ہاتھ پر جادو کیا جو بے اثر ثابت ہوا......چنانچہ میں نے الٹے ہاتھ پر پہلے سے زیادہ زوردار جادو کیا......مگر وہ بھی بے اثر رہا......اس کے بعد میں جھلا جھلا کر حاجی صاحب قبلہ کے مختلف اعضاء پر جادو کرنے لگا......حاجی صاحب ہر بار یہی فرماتے تھے۔

Marfat.com

"تم کیسے جادوگر ہو، مجھ پر جادو نہیں کرتے۔"

آخر کار میں نے جھنجلا کر کہا سرکارِ پرانوار کے بیچ قلب پر شدید ترین وار کیا ......مولانا کا بیان ہے کہ معاً وہاں پر ایسی برق کوندی کہ خود میری آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ گئیں ......پہلی بار مجھ پر ہیبت طاری ہوئی ......لیکن ابھی ایک مرحلہ باقی تھا...... چنانچہ عرض کیا کہ...... "جناب آپ کی آنکھوں پر وار کرتا ہوں"

آپ نے فرمایا...... "اجازت ہے!......اجازت ہے!"

مولانا کا بیان ہے کہ جسم کے اس نازک ترین حصے پر میں نے اپنے سات سالہ ریاض کا سخت ترین وار کیا......معاً سرکارِ اقدس نے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے اٹھائے ......آنکھیں کھولیں اور یہ فرماتے ہوئے کہ...... "تم کیسے جادوگر ہو؟"...... مجھے تیز نظر سے دیکھا......بس ان کا دیکھنا تھا کہ

دل کی دنیا تہ و بالا ہوگئی!......آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا ع

پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

...... جب ہوش آیا تو میں نے یہ دیکھا کہ میں سرکارِ عالی قدر کے قدموں میں گرا پڑا ہوں اور بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہوں ...... دل و دماغ سب آنسو بن کر بہ جانے پر آمادہ نظر آتے تھے ...... اس طرح سب کثافت دھل گئی ......مطلع قلب و نظر صاف ہو گیا......آخر کار سرکارِ عالی وقار نے اپنا دست مبارک پیٹھ پر پھیر کر مجھے دلاسا دیا......اور اپنے قدموں سے اٹھا کر کلمہ طیبہ پڑھایا۔

اب مغرب کا وقت قریب تھا ارشاد ہوا کہ

"جاؤ......نہا کر آؤ......نماز پڑھو...... جادو بری چیز ہے ......درود شریف پڑھا کرو!"

چنانچہ اس دن نماز میں وہ مزا آیا کہ آج بھی اس لطف کو ترستا ہوں۔

اس کے بعد سرکارِ وارث پاک کے دست حق پرست پر میں باقاعدہ بیعت ہوا ......اب پورے طور پر تائب تو ہو ہی چکا تھا......سرکار کی توجہ سے جادو بھی یکسر بھول

Marfat.com

گیا ع

بھلی ساعت میں آئی دولت ایمان ہاتھوں میں

اس وقت میں نے مولانا سے ازراہِ مذاق پوچھا کہ......کبھی وہ بھی یاد آتی ہیں جنہیں ہماری استانی بنانے کی حسرت آپ کے دل میں رہ گئی تھی؟

مولانا نے جواب دیا کہ

''سرکار وارثِ پاک کی نگاہوں میں سب کچھ دیکھ لیا......سب کچھ مل گیا...... کوئی تمنا اور حسرت باقی نہ رہی۔

نگاہ فیض کا اثر: سرکارِ وارثِ پاک کی تعلیمات کا مقصد وحید محبت الٰہی اور غیرتِ ایمانی پیدا کر کے فقر کی دولت سے مالا مال کرنا تھا تاکہ صحیح فقیری کی راہ ہموار ہو سکے چنانچہ اس سلسلے میں ذیل کا واقعہ بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے:

''یہ ۱۸۵۹ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت سرکارِ عالم نواز سانڈی میں تشریف لائے ہوئے تھے اور قلعہ کی مسجد میں قیام فرما تھے۔ اس مسجد سے کچھ فاصلہ پر خطیبوں والی مسجد تھی اس میں ایک ''وارثی'' احرام پوش درویش نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ ان کے ہمراہ انہی کے ایک پیر بھائی منشی رحم رحمٰن وارثی بھی تھے۔ جب دونوں نماز پڑھ چکے تو خدا جانے آپس میں کیا بات ہوئی کہ ایک دوسرے پر توجہ ڈالنے لگے...... مغرب کی نماز سے عشاء کے وقت تک یہی حالت رہی کہ دونوں صاحبوں کا مقابلہ رہا ...... بالآخر منشی رحم رحمٰن بے ہوش ہو کر گر پڑے ...... ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور اس طرف سرکارِ وارثِ پاک اپنی جگہ پر اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور ایک خادم سے ارشاد فرمایا کہ ''رحم رحمٰن بے ہوش ہے اسے خطیبوں والی مسجد سے اٹھا لاؤ......''

اور احرام پوش فقیر کی بابت فرمایا کہ اسے کہنا کہ

''تو کم ظرف ہے......ضبط نہیں کر سکتا اور دوسروں پر اثر ڈال کر اپنے کمال کو ظاہر کرنا چاہتا ہے...... اپنا نقصان اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے...... میں تجھ کو چھپاتا ہوں اور تو ظاہر ہوتا ہے!''

Marfat.com

رحم رحمٰن صاحب سرکار میں لائے گئے ان کو ہوش بھی آ گیا مگر سرکار کی ناراضگی احرام پوش پر کچھ اس طرح ظاہر ہوئی کہ تمام حاضرین خوفزدہ ہو گئے آخر قدموں پر گر کر گریہ وزاری کے ساتھ معافی کی درخواست کی۔ خیر احرام پوش فقیر کو معافی تو ہو گئی مگر اس کے بارے میں آپ یہی فرماتے تھے کہ

"ہم فقیر بنانا چاہتے ہیں اور یہ مشائخ بنے جاتے ہیں۔"

اسی سلسلے میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

"توجہ ڈالنا تو ایک قسم کا تماشا ہے، اصل توجہ وہ ہے کہ اگر موتی پر ڈالے تو پانی ہو جائے ...... اگر پتھر پر ڈالے تو خاک ہو جائے۔"

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو، نظر حقیقت میں وہ نظر ہے
اٹھے تو بجلی پناہ مانگے، گرے تو خانہ خراب کر دے

چنانچہ آپ کی نگاہِ فیض اثر کی یہی شان تھی کہ کسی کو نظر ملانے کی جرأت نہ ہوتی تھی جسے نظر ملا کے دیکھ لیا بسمل کی طرح قدموں میں لوٹنے لگا۔

آپ کی توجہ سے ترقی مل گئی: سرکارِ وارث پاک کم حیثیت لوگوں کا بہت خیال فرماتے تھے...... اکثر تیلی، تنبولی، دھنے، جولاہے، کونجڑے، قصائی، بھٹیارے اور کباڑی کے یہاں قیام فرماتے تھے ...... جہاں بڑے بڑے تعلقہ دار، نواب، جج، بیرسٹر، راجا اور مہاراجا ان غریبوں کے گھر پر سرکارِ اقدس سے ملنے کے لئے آتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ سرکارِ عالم نواز لکھنؤ میں ...... بنو بھٹیاری ...... کے یہاں رونق افروز تھے...... یہ ۱۸۸۲ء کی بات ہے ...... مصر میں خانہ جنگی چھڑ چکی تھی اور ...... والئے مصر ...... نے انگریزی سرکار سے مدد طلب کی تھی ...... انگریزی افواج کار سالدار ہر خاص و عام سے معلوم کرتا پھرتا تھا کہ آج کل حاجی صاحب قبلہ سیاحت پر کہاں ہیں؟ ......اس کے رسالہ کو مصر جانے کا حکم ہوا تھا ...... لمبے چوڑے ڈیل ڈول والا یہ جواں سال کماندار بہت پریشان نظر آ رہا تھا ...... وارثِ پاک کا عاشق زار

Marfat.com

ہونے کی حیثیت سے سرکار کے دیدار سے محروم جانا نہیں چاہتا تھا...... سوچتا تھا......
اے کاش! اخیر وقت میں سرکارِ عالم پناہ کی قدم بوسی حاصل ہو جاتی تو بڑی خوش قسمتی ہوتی ورنہ ایسی مہم سے واپسی کی بھلا کیا امید ہو سکتی ہے ...... یہ انگریزی سپاہ کے رسالدار علی محمد خاں صاحب بہادر وارثی تھے جن کا رسالہ ابھی لکھنؤ ہی میں مقیم تھا...... انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ سرکارِ عالم نواز بھی لکھنؤ ہی میں مقیم ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی ...... بھاگے بھاگے سرائے امین آباد...... پہنچے۔ جیسے ہی سرکار کے روئے روشن پر نظر پڑی، طبیعت بے قرار ہو گئی ...... دل بھر آیا ...... سرکار کی آغوش محبت میں منہ دے کر رونے لگے ......سرکارِ عالم پناہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے بے چین ہو کر اٹھ بیٹھے ......اور فرمانے لگے:

"علی محمد! اگر تم پانی میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ......اور اگر آگ میں ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ...... ہزار کوس پر ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ......!"

رسالدار صاحب نے عرض کیا:

"سرکار! مجھے مصر جانے کا حکم ہوا ہے۔"

تو آپ نے فرمایا۔

"علی محمد! مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہیں ...... کیوں علی محمد! ...... اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں فتح حاصل کر لے تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہو گی؟ ......ولایت شہر بہت اچھا ہے ...... اچھا جاؤ سیر کر آؤ ...... پھر ملاقات ہو گی!"

یہ فرما کر سرکارِ والا اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور رسالدار صاحب کو سینے سے لگا کر رخصت کیا۔

رسالدار صاحب کا بیان ہے کہ جہاز بمبئی سے روانہ ہوا تو راستے میں میں بیمار پڑ گیا ...... حالت بگڑ گئی ...... رات کو سرکار نے بشارت دی کہ:

"علی محمد! گھبرانا مت۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں یہ کوئی تکلیف نہیں۔"

Marfat.com

آنکھ کھلی تو صحت کاملہ حاصل ہو چکی تھی۔

اس کے بعد اسمٰعیلیہ کی بندرگاہ پر جہاز پہنچا۔ سامان اترنا شروع ہوا تو مختلف رسالوں ...... میں گڈ مڈ ہو کر میرا سامان گم ہو گیا...... اسباب وہاں اس کثرت سے جمع تھا کہ میرا سامان ملنا ناممکن ہو گیا...... ایسے کڑے وقت میں میں نے سرکار کو یاد کیا کہ ...... یا حضرت! اب تو سخت مشکل کا سامنا ہے میں بغیر ساز و سامان اور بے وردی کیا کروں گا......!

آخر حضرت کی توجہ سے میرا کھویا ہوا کل سامان مل گیا...... اس سے بڑھ کر یہ کرم ہوا کہ جب میرا رسالہ جنگ میں شریک ہوا تو دشمن کی توپوں سے آگ کی بارش ہو رہی تھی مگر میرے رسالے کے آدمی تو آدمی کسی خچر تک کے کوئی خراش نہیں آئی اور سرکار کی نظر کرم سے ہم آگ کے طوفان سے صحیح سلامت گزر کر آسانی سے قلعہ قاہرہ پر قابض ہو گئے...... وہاں قلعہ میں میرا رسالہ ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہا...... دورانِ قیام قاہرہ کے بازار سے جا کر میں سرکار کے لئے چاقو چھری خرید لیا۔

اس کے بعد میرا رسالہ تو ہندوستان واپس کر دیا گیا اور مجھے دیگر فاتح سرداروں کے ساتھ فتح یابی کی خوشی میں شاہی مہمان کی حیثیت سے لندن روانہ کیا گیا ...... جہاں ''ونڈسر محل'' میں ہمیں اتارا گیا...... وہاں قیصرۂ ہند ملکہ وکٹوریہ نے ہماری بڑی خاطر داری کی ...... ہمارے اعزاز میں شاہی دعوت کا اہتمام ہوا...... جس میں ملکہ معظمہ نے میووں بھری چاندی کی تھالی ہمیں عنایت کی اور اپنے دست خاص سے سب کے سامنے ہمیں بہادری کا تمغہ پہنایا...... تمام محلات اور شاہی تفریح گاہوں کی سیر کرانے کا حکم ہوا...... یہاں ہمارے قیام کے دوران ہماری کوٹھی پر شاہی بگھی ہر وقت سیر کرانے کے لئے تیار کھڑی رہتی تھی۔ غرضیکہ بڑے اعزاز کے ساتھ ہم ہندوستان واپس ہوئے۔

وہاں ولایت میں بھی سرکارِ والا کے لئے میں نے چاقو خرید کئے تھے۔ چنانچہ جب میں سرکار میں حاضر ہوا تو وہ سب چاقو چھریاں خدمت عالی میں پیش کر دیں

Marfat.com

......سرکار والا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پیار سے ایک گھونسہ اپنے دست مبارک سے میری پیٹھ پر رسید کیا......اس کے بعد تو دن دونی رات چوگنی ایسی ترقی ہوئی کہ رسالدار میجری کے عہدے پر فائض ہوا......اس کے بعد دو مرتبہ شاہی مہمان کی حیثیت سے ولایت گیا......!

میں جب بھی سرکار میں حاضر ہوتا تو یہ ضرور فرماتے کہ:

''رسالے میں یہ سب کے افسر ہیں۔''

چنانچہ آپ کی نظر کرم نے تمام ہندوستانیوں میں سب سے اعلیٰ عہدے پر پہنچایا۔

ایک مولوی پر نگاہ عنایت کا اثر: سرکار سیدنا وارث پاک اناؤ کے وکیل تفضّل حسین صاحب کے یہاں تشریف فرما تھے، اسی دوران سہارنپور کے ایک مولوی عبدالمنان حاضر ہوئے اور سوال کرنے لگے کہ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ''قیامت سے پہلے دیدارِ الٰہی حاصل ہوسکتا ہے؟'' آپ نے جواب دیا کہ:

''مولوی صاحب! آپ کو اس آیت شریف کا علم نہیں......مَنْ کَانَ فِی ھٰذِہٖ اعمیٰ فھو فی الآخرۃِ اعمیٰ (جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں پر بھی اندھا ہی رہے گا)''

یہ فرما کہ آپ نے مولوی صاحب کی طرف تیز نظر سے دیکھا۔ نہ معلوم تیز نظر نے کیا کرشمہ دکھایا کہ مولوی صاحب بے حال ہو کر لوٹنے لگے۔

ناوک لگا جگر پہ تو دل پرسناں لگی
کاری لگی نظر تری کافر جہاں لگی

مولوی صاحب ناچتے پھرتے تھے اور پڑھتے جاتے تھے ع

جادو بھرے نینا نے مارا

لوگ حیران تھے کہ ع ذرا سی دیر میں دنیا بدل گئی دل کی

اور جو کوئی کہتا کہ مولوی صاحب کیوں ناچتے ہو؟......''رو کر کہتے بھائی یہ دیکھا

Marfat.com

بھالا سودا ہے...... جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھا اور جو نہ دیکھا تھا وہ دیکھا سمجھانا بے کار ہے!''

غرضیکہ آٹھ دن تک مسلسل یہی جوش و مستی کا عالم رہا۔ کھانے پینے تک کا ہوش نہ تھا۔ آخرکار وکیل صاحب رحم کھا کر مولوی صاحب کو ساتھ لئے سرکارِ عالی کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ یہ غریب مولوی بے آب و دانہ تڑپ رہا ہے، للہ کرم فرمائیے! سرکار نے مسکرا کر پوچھا ''مولوی صاحب! کیسا مزاج ہے!''

مولوی صاحب اب ہوش میں آ چکے تھے عرض کرنے لگے:

''واللہ کائنات آپ کے انوارِ ذات سے معمور ہے بس اب تو یہ التجا ہے

کہ اپنا بندہ بنا لیجئے!''

سرکار نے فرمایا:

''مولوی صاحب! کفر کی باتیں نہ کرو!''

مولوی صاحب نے عرض کیا:

''کفر ہو یا اسلام، آپ تو اب جلدی سے مجھے اپنی غلامی میں داخل فرمائیے۔''

چنانچہ سرکارِ عالم نواز نے مولوی صاحب کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی بے قراری دیکھ کر اسی وقت بیعت کیا اور چند ہدایتیں دے کر رخصت فرمایا۔

<u>ارشادات عالیہ:</u> حضرت حاجی وارث علی شاہ کی تعلیمات آپ کے ارشادات عالیہ ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ ہو۔

عاشق کبھی بے ایمان نہیں مرتا۔

عشق میں انتظام نہیں۔

عاشق دین و دنیا دونوں سے بے خبر و بے نیاز ہے۔

عاشق کی سانس بلاکسب و ذکر عبادت ہے۔

عاشق غافل نہیں سمجھا جا سکتا اس کی یہی نماز اور یہی روزہ ہے۔

جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو اس کی کوئی سانس معشوق کی یاد سے خالی نہیں

Marfat.com

ہوتی۔

عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔

فرمایا محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

محبت ہے تو ہم ہزار کوس پر بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

محبت عین ایمان ہے۔

فقیر کم مشائخ زیادہ ہوتے ہیں چونکہ منزل عشق سخت دشوار گزار ہے۔ اس لئے طالب اس راستے کو مشکل سے پسند کرتے ہیں۔

جس کو سب شیطان کہتے ہیں، اس راہ میں وہ دوست بن جاتا ہے دشمنی نہیں کرتا۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور بات ہے۔ بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے۔ دیکھ کے عاشق ہونا ممکن ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چرواہے کو اپنی شریعت کی رو سے منع کیا۔ سو وہ ناپسندیدہ ہوا اور اس کا وہی خلاف شرع کرنا پسند ہوا اس کو دل سے تعلق ہے۔

عاشق جو کچھ معشوق کی نسبت کہے بجا و درست ہے اور جو کچھ تعظیم کرے وہ سزا وار ہے اور معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ مقام رضا و تسلیم ہے۔ عاشق کو چارہ نہیں اور عاشق اپنے معشوق کی تعریف ہر پہلو سے کرسکتا ہے نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر عذاب و ثواب ہے۔ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید۔ پس دوسرا وہ آنکھ نہیں پا سکتا۔

مذہب عشق میں کفر و اسلام سے غرض نہیں جو کچھ ہے معشوق ہے۔

زبانی پڑھنا لکھنا اور ہے اور دل سے محبت اور ہے۔ زبانی پڑھنے لکھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ محبت عجیب چیز ہے۔

عشق کی الٹی چال ہے۔ جس کو پیار کرتا ہے اسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے۔

علم اور چیز ہے عشق اور چیز ہے، جہاں حضرت عشق آئے وہاں علم اور عقل کا

Marfat.com

کام نہیں رہتا۔

معرفت کسی چیز نہیں ہے محض وہبی ہے۔ جس کو چاہے خدا اپنی معرفت بخشے اس پر کسی کا اجارہ نہیں۔

سنی سنائی آنکھ بند کرنے سے اور سانس روکنے سے اور حق حق کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ وہبی چیز ہے جس کو چاہے خدائے پاک اپنی دولت معرفت دے دے، یہاں کسب کا کام نہیں۔

جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے۔

جس کے تصور میں مرو گے اسی کے ساتھ حشر ہوگا۔

جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان نہیں۔

جس صورت کا خیال پختہ ہو جائے گا وہی صورت بعد مرگ بھی قائم رہے گی۔

جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔

کسی کو برا نہ کہو نہ برا سمجھو۔

کسی کی عداوت کو دل میں جگہ نہ دو۔

دشمن سے بدلہ نہ لو۔ دشمن کے ساتھ سلوک کرو یہ حضرت شیر خدا کی سنت ہے۔

ایمان خدا کی محبت کا نام ہے۔

من و تو کا جھگڑا جائے تو خدائی نظر آئے۔

اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے۔

موحد ہونا مشکل ہے۔

آج کل توحید ٹکے سیر ہے۔ بھیک مانگتے ہیں بڑی چیز یہ ہے کہ مر جائے اور ہاتھ نہ پھیلائے۔ توحید کی قدر آج کل نہیں ہے۔

عشق وہی ہے جو کسب سے نہیں حاصل ہوتا۔

محبت کرو کسب سے کچھ نہیں ہوتا۔ محبت ہے تو سب کچھ ہے، محبت نہیں تو

Marfat.com

ریاضت بیکار ہے۔

ایک صورت کو پکڑ لو، وہی تمہارے ساتھ یہاں بھی رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی۔

محبت میں شاہ و گدا کا فرق نہیں رہتا، جیسے محمود و ایاز کا واقعہ ہے۔

یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔

رضائے یار عشق کا ایمان ہے۔

جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے (اور ارسطو نے بھی فرمایا) عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر رہتا ہے۔

معشوق کی جفا کو عاشق عطا سمجھتا ہے۔

محبت میں انسان اندھا ہو جاتا ہے۔

ایمان محبت کامل کا نام ہے۔

عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کرے۔

عشق میں سر دے تو یہ مہم سر ہے۔

جب تک خود بینی ہے حقیقت سے حجاب رہے گا۔ خود پرستی حجاب کو بڑھاتی اور مقصود سے دور رکھتی ہے اور بے خودی حجاب کو اٹھاتی ہے۔

مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے۔ جب تک قطرہ نہیں ملتا قطرہ رہتا ہے اور جب مل جاتا ہے تو وہی قطرہ دریا ہو جاتا ہے پھر اسے کوئی قطرہ نہیں کہتا۔

انسان اسی کے ساتھ رہتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے۔

پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے جو پیر کی شکل ہے بس یہی سب کچھ ہے۔ پیر کی ذات میں فنافی اللہ اور فنافی الرسول کا مرتبہ

جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے اس میں عداوت کو گنجائش نہیں ہوتی۔

ہماری منزل عشق میں خلافت و جانشینی نہیں جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا خلیفہ

Marfat.com

ہے (پھر یوں بھی فرمایا ہے) کہ ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعویٰ جانشینی کا کرے وہ باطل ہے۔ ہمارے یہاں کوئی ہو چمار ہو یا خاکروب جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔

جس کی قسمت کا جو ہے وہ اس کو ملے گا اور اگر زندگی میں نہیں ملا تو مرتے وقت ضرور ملے گا اور مرتے وقت نہ ملا تو اس کی قبر میں ضرور ٹھونس دیا جائے گا۔

بھائی بھائی میں باہمی محبت ہونا اس کی دلیل ہے کہ ان کو باپ سے محبت ہے۔

خدا محض آسمان پر نہیں ہے ہم تم میں چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

بس ایک صورت پکڑ لے خدا مل جائے گا۔

دنیاداری دکانداری ہے۔

ہمارے یہاں مجوسی، عیسائی سب مذہب والے برابر ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

جو کچھ ہے لگاؤ ہے، باقی جھگڑا سب دکھلانے کی چیز ہے۔ اگر لگاؤ نہیں تو خاک ہے۔

عاشق کے مرید صادق کا انجام خراب نہیں ہوتا۔

عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے اگر عاشق کی زبان سے کوئی بات غلط بھی نکل جائے تو اس کو بھی سچ کر دیتا ہے۔

عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ اس پر نہ سانپ کا زہر اثر کر سکتا ہے اور نہ شیر کھا سکتا ہے۔

عاشق کی ابتداء میں عین ہے اور شرع کی آخر میں عین ہے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات کو آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ کمال عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے عاشق وہی ہے جو ذات معشوق میں محو ہو جائے۔

عشق ایک بے نظیر معشوق ہے اور محبوب کی محبت کے اثرات اس میں کیمیا کی خاصیت رکھتے ہیں۔

Marfat.com

جس کو معشوق چاہتا ہے عشق کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔

کمال عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے۔

علم وہی حاصل کرنا چاہئے جو مرنے کے وقت کام آئے اور وقت موت زبان سے نکلے اگر زبان سے کلمہ ادا نہ ہو سکا علم کس کام آیا۔

موحدین شیطان و رحمان میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو برا نہیں کہتے بلکہ واقعہ ابلیس خاص قسم کا ایک سبق ہے۔ لیکن شریعت کی رو سے ابلیس نے یہ غلطی ضرور کی کہ آدم کو غیر سمجھا خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا خیال نہ کیا۔

ہر شخص پر پابندی، شریعت اور اتباع سنت لازم ہے۔

شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے شجرہ سے کام ہے۔

محبت کرو، محبت ہی سے سب کچھ ہے۔ بے محبت نماز روزہ بھی سب بیکار۔ دیکھو واقعہ کربلا کو لوگ نماز پڑھتے تھے روزہ بھی رکھتے تھے مگر دل میں محبت آل رسول کی نہیں تھی۔ تب ظلم و ستم پر کمر باندھ کر ستیاناس ہوئے۔

جس پر سر توحید منکشف ہو جاتا ہے وہ جانتا ہے زبان سے اس کا راز ادا ہونا مشکل ہے۔

اگر شوق کامل اور طلب صادق ہے تو ہر ذرہ میں حبیب کی دید نصیب ہو سکتی ہے۔

مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے۔

علمائے ظاہر کی الٹی چال ہے جو دیکھ کے سجدہ کرے اسے کافر کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدہ کرے اسے مومن۔

عاشق وہی ہے جو ذاتِ معشوق میں محو ہو جائے۔

عاشقی ایک ملامت ہے انسان دین و دنیا سے گزر جاتا ہے اور فراق میں مر جاتا ہے۔ اسی فراق میں تو مزا آتا ہے، ورنہ کچھ بھی نہیں۔

Marfat.com

عشق میں ترک ہی ترک ہے ترک دنیا، ترک عقبیٰ۔

خیال میں صورت معشوق نقش کرنا چاہیئے جو صورت نقش ہوگئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بلکہ اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اس کا حشر و نشر قیامت دوزخ و بہشت بلکہ کثرتِ جذب میں وہ خود ہی ہو جاتا ہے، جس کو عشق و محبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے۔

منزلِ عشق میں ذات صفت ہو جاتی ہے اور صفت ذات۔

جس نے جان قربان نہیں کی وہ عاشق نہیں لیلیٰ کے ہزاروں اور یوسف کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر یہ مجنوں اور زلیخا ہی کا حصہ تھا جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔

انا الحق سب پکارتے ہیں اور فنا فی اللہ بھی ہونے کو موجود ہیں مگر انا الشیطان یا انا یزید کوئی نہیں بولتا۔ یہ بات مشکل ہے۔

نقل کو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل کو دیکھنا چاہیئے۔

جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

مسجد، مندر، گرجا میں جہاں جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے۔

اپنے میں جو سانس چلتی ہے یہی ذات ہے بس اس کی تصدیق مشکل ہے۔

تصدیق ہزاروں میں ایک کو ہوتی ہے ہر شخص کا حصہ نہیں پھر اس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔

صاحب توحید ہونا آسان ہے مگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔

جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جا کر کیا کرے گا۔ وہاں جا کر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا۔ خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو چھت ہے۔

محبت سے کچھ نہیں جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔

نماز روزہ اور ہے تصدیق اور ہے، اگرچہ تصدیق مانع صلوٰۃ نہیں مگر حالت

Marfat.com

ضرور قابل لحاظ ہے۔

کتابیں پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا، تصدیق اور چیز ہے۔

عشاق کو اللہ کی طرف سے ہر حال میں ایک حال ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر مخلوق سے جو چاہیں کرا دیں۔

لنگوٹ بند وہ ہے جو تمام عورتوں کو اپنی ماں بہن کے مثل جس طرح جانتا ہے اسی طرح خواب میں بھی وہ کسی عورت کو نفسانی خواہش کے ساتھ نہ دیکھے۔

جو طمع میں گھر جائے وہ ہمارا نہیں ہے۔

بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے۔ بلا مانگے دے تو لے لے۔

فقیر کا کوئی گھر نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں۔

معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب ہی تو رحم و فضل ہے۔

تسلیم و رضا جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے اور خیر تو خیر ہی ہے اور تکلیف بھی عاشق و معشوق کا راز و نیاز ہے۔

جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو۔ نہ کسی کے حق میں دعا کرو نہ بد دعا۔ تم رضا و تسلیم کے بندے ہو۔

تسلیم و رضا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان کو میدانِ کربلا میں شہید کرا دیا، کوئی کیا سمجھ سکتا ہے، رمز عاشقی و معشوقی نازک ہے۔

انسان جس چیز کو مضبوط پکڑے اور اس پر رک جائے وہیں خدا ہے۔

نفوس کو ذائقہ موت ہے اور روح کو ذائقہ موت نہیں۔ قرآن پاک میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یہ نہیں فرمایا کُلُّ رُوْحٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۔

عشق تین حرفوں سے مرکب ہے ع، ش، ق۔ عین سے عبادت الٰہی مقصود ہے۔ شین سے پابندی شرع شریف، قاف سے قربانی نفس۔

باوجود اقتدار خدا کے واسطے ایک عضو خاص کو بیکار کر دو اور کام نہ لو۔ شیطان کو

Marfat.com

بغل میں رکھ کر یادِ خدا کرنا بڑا کام ہے۔ از نفس خود سفر کردن بڑی منزل ہے۔

تمام صفاتِ عشق ذات میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اس میں گم ہو جانے ہی کو وصال کہتے ہیں اور خودی میں نہ رہنا یہی کمال ہے۔ عشاق جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب آفتاب فلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے مخلوق کی نگاہ سے کالعدم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کواکب کا وجود آسمان پر ہے۔ اسی طرح عشاق کا وجود معشوق میں ہے بمصداقِ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (جو اللہ کا ہوا اللہ اس کا ہوا) عاشق و معشوق ایک ذات ہو جاتے ہیں۔ بس اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ وہ آفتاب حقیقی تمام انوار و اوصاف عشاق کو اپنے میں جذب کر لے۔

<u>وصال:</u> حضرت حاجی وارث علی شاہ کی عمر جب بڑھاپے کی حد میں داخل ہو گئی تو جسم میں ضعف اور نقاہت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔ عمر کا چوراسیواں سال تھا کہ آپ کو زکام ہوا۔ یہ محرم کی 9 تاریخ تھی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو بخار ہو گیا اور بخار کی شدت دن بدن بڑھتی گئی۔ آخر 30 محرم <u>1323</u>ھ مطابق 16 اپریل <u>1905</u>ء کو آپ کا وصال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وصال سے قبل آپ نے اپنے قریبی حلقہ ارباب کو باتوں ہی باتوں میں دنیا سے چلے جانے کے بارے میں بتا دیا۔

آپ کے وصال کی خبر دیوہ شریف اور اس کے دور و نزدیک بہت جلد پھیل گئی اور لوگ آپ کے جنازہ میں شرکت کے لئے جمع ہو گئے۔ آخر آپ کا جنازہ ہوا اور آپ کو آپ کی درگاہ ہی کے مقام پر دفن کر دیا۔ جہاں آپ کی قبر مبارک مرجع خلائق ہے۔ یعنی آپ کا روضہ اقدس دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی ہندوستان میں ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت برصغیر پاک و ہند کی وہ شخصیت تھی جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں علم وعرفان کی دنیا میں مثل آفتاب چمکی اور برصغیر میں فروغ اسلام کے لئے انہوں نے گراں قدر خدمات اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو تاریخ پاک و ہند میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ آپ اہل اسلام کے عظیم محسن اور رہنما تھے۔

پیدائش: آپ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ کے والد ماجد اور دیگر عزیز واقارب شفقت اور پیار سے احمد میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے مگر آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا اور بعدازاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

شجرۂ نسب: آپ کا نسب نامہ اکثر کتب میں مستند روایتوں کے ساتھ درج ہے جو اس طرح ہے:

امام احمد رضا خاں بن مولانا تقی علی خاں بن مولانا رضا علی خاں بن مولانا حافظ محمد کاظم علی خاں ابن مولانا شاہ محمد اعظم خاں بن محمد سعادت یار خاں بن محمد سعید اللہ خاں رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

خاندان: آپ کے اباؤ اجداد قندھار کے موقر قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے جسے افغان بھی کہا جاتا ہے۔ محمد سعید اللہ خاں صاحب جو عالی جاہ شجاعت جنگ بہادر کے

Marfat.com

لقب سے مشہور تھے اور قندھار سے مغل بادشاہوں کے عہد میں سلطان محمد نادر شاہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے حکومت وقت نے انہیں شش ہزاری منصب جلیلہ سے سرفراز کیا تھا۔ لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر میں تھا کچھ دنوں کے بعد دہلی پہنچے تو اس وقت آپ شش ہزاری کے عہدے پر فائز تھے اور شجاعت جنگ کا حکومت کی جانب سے ایک عظیم تمغہ و خطاب دیا گیا تھا۔ حضرت سعید اللہ کے صاحبزادے حضرت سعادت یار خاں سلطان وقت کی حکومت کے وزیر مالیات تھے۔ ان کی امانت داری اور دیانت داری کا یہ عالم تھا کہ سلطان محمد شاہ نے بدایوں کے کئی مواضعات انہیں عطا کئے جو آج بھی اس خاندان کے حصے میں ہیں۔ ان کے صاحبزادے حضرت محمد اعظم خان صاحب بھی وزارت اعلیٰ کے عہدے پر فائز تھے مگر کچھ برسوں کے بعد سلطنت کی ذمہ داریوں سے سبکدوشی اختیار کر کے زہد و اتقاء اور ریاضت و روحانیت کی جانب مکمل طور پر مائل ہو گئے اور حضرت محمد اعظم ہی کی ذات والا تبار سے قندھار کے خانوادوں میں علم و فضل، ورد و وظائف، زہد و تقویٰ کا بول بالا شروع ہوا اور یہی وہ عظیم خاندان ہے جن کی روحانی کرنوں نے پورے عالم کو علم و حکمت کا درس دیکر تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا۔

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم و تربیت جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب قدس سرہما کی آغوش تربیت و محبت میں ہوئی اور باقاعدہ ۱۲۷۵ھ کے اوائل میں تعلیم کا آغاز فرمایا چنانچہ اس وقت ایک حیرت انگیز واقعہ پیش ہوا۔ جو اس طرح ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد استاذ محترم کے پڑھانے کے مطابق آپ ابجدی تمام حروف کو پڑھتے رہے اور جب لا کی باری آئی تو خاموش رہے۔ استاد نے کہا پڑھو میاں؟ تو آپ نے فرمایا کہ علیحدہ علیحدہ تو دونوں حرفوں کو پڑھ چکا ہوں دوبارہ کیوں؟ جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب قدس سرہ موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا استاد کا کہا مانو؟ حسب الحکم پڑھ تو لیا مگر چہرے سے الجھن دور کرنے کے لئے فرمایا بیٹا! تمہارا خیال درست ہے اور تمہارا

Marfat.com

سمجھنا بجا ہے، مگر بات یہ ہے کہ شروع میں جس کو تم نے الف پڑھا تھا حقیقت میں وہ ہمزہ ہے اور ل کے ساتھ الف ہے چونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے لام کے ساتھ ملا دیا گیا تو آپ نے پھر...... اعتراض کیا کہ اس کو کسی بھی حرف کے ساتھ ملا دینا کافی تھا۔ لام ہی کے ساتھ کیوں ملایا گیا، جد مکرم نے غایت محبت میں گلے سے لگا لیا اور فرمایا بیٹا دراصل ل اور الف میں صورۃً اور سیرۃً دونوں اعتبار سے مناسبت ہے۔ ظاہراً لکھنے میں دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے اور سیرۃ اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے یعنی وہ اس کے بیچ ہے اور وہ اس کے درمیان۔ تب آپ مطمئن ہوکر استاذ کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے۔

آپ کی عمر شریف ابھی چار سال کی تھی کہ آپ نے قرآن پاک کا ناظرہ ختم کر لیا۔ چھ سال کی عمر شریف ربیع الاول کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہوکر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں میلاد شریف پڑھا۔ آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اور خداداد علم کے زور کا یہ عالم تھا کہ اس ننھی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح عربی میں لکھ ڈالی نیز کتاب کا صرف چوتھائی حصہ استاد سے پڑھتے اور باقی خود سنا دیتے اردو فارسی کی ابتدائی کتابیں آپ نے جناب مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھی۔ (بعد میں مرزا صاحب نے آپ سے ہدایہ کا سبق لیا) پھر تمام دینیات کی تعلیم و جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد امام المتکلمین حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز سے مکمل فرمایا۔ تیرہ برس کی مختصر سی عمر میں ۱۲۸۲ھ میں والد ماجد سے درسیات کی تکمیل کی تعویذ وغفور مادۂ فراغت ہیں۔ ۱۲۹۱ھ بعد تھوڑے دنوں رامپور کے قبائل کے مولانا عبدالعلی ریاضی داں سے شرح چغمنی کے چند سبق پڑھے۔

آپ نے اپنی فراغت کا ذکر خود ہی اس طرح فرمایا ہے۔

وسط شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال دس ماہ اور پانچ دن کا ایک نوعمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض

Marfat.com

ہوئی اور شرعی احکام میری طرف متوجہ ہوئے۔

علوم عربیہ سے فراغت کے بعد ہی والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خاں قدس سرہٗ العزیز نے افتاء کی ذمہ داریاں بھی سونپ دیں اور اس چھوٹی سی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ بچے کی ناک میں دودھ چڑھ کر حلق میں اتر جائے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا اور فرمایا یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء میں سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں منصب افتاء عطا ہوا۔ اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت بکری تو منصب افتاء ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس ۱۰ مہینے ۴ دن کی تھی۔ جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین جاری ہے والحمد للہ۔

یہ بات واضح رہے فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے تعلیم کی غرض سے کسی دیگر مدرسہ میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ علوم وفنون کو اپنے والد گرامی کی بارگاہ میں اور اپنے مکان کے اندر ہی حاصل فرمایا۔ بعض کوتاہ اندیش آپ پر یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے فلاں مدرسہ یا فلاں کے ساتھ پڑھا ہے اور اسی ذاتی چپقلش کی وجہ سے یہ جھگڑا پیدا ہوا ہے۔ یہ بات تاریخ کے بالکل خلاف اور سراسر بہتان ہے۔

خصائل و عادات: آپ کی عادات بہت اچھی تھی۔ آپ ہنستے وقت کبھی قہقہہ نہ لگاتے، جمائی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے، نہ قبلہ کی طرف کبھی پاؤں پھیلاتے، خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال کرتے، ہمیشہ نماز با جماعت ادا فرماتے، چوبیس گھنٹے میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے آرام فرماتے باقی تمام وقت تصنیف و کتب بینی اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے اور ہمیشہ تصنیف و تالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی میں

Marfat.com

وقت گزرتا اور اوراد و اشغال کے لئے خلوت میں تشریف لے جاتے، آپ ہمیشہ بشکل نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے، اسی طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے میم کہنیاں، ح کمر میم پاؤں، دال بن کر گویا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو کچھ آپ کے دل میں ہوتا وہی زبانِ مبارک سے ادا فرماتے اور جو کچھ زبان سے فرماتے تو اس پر عمل ہوتا۔

آپ الحب للہ و لبغض فی اللہ کی زندہ تصویر تھے اور اشداء علی الکفار و رحماء بینہم کے مطابق بد دینوں ملحدوں، مرتدوں اور کفار پر چٹان کوہ کی طرح سخت تھے۔ اپنوں کے لئے آغوش مادر اور بازوئے برادر تھے اور غریبوں کے لئے ایک غضبناک اور بپھرا ہوا شیر جس میں نرمی و مروت بھی تھی اور سختی و حلاوت بھی۔ رقت و لطافت بھی تھی اور شدت و صلابت بھی جب کسی سنی عالم سے ملاقات ہوتی تو دل باغ باغ ہو جاتا۔ اس کی اتنی عزت کرتے جس کے لائق وہ اپنے آپ کو نہ سمجھتا، جب حاجی حج بیت اللہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے پہلے ہی پوچھتے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی ہے؟ اگر وہ ہاں کہتے تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر کہتے کہ نہیں تو پھر ان کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے۔

<u>جود و سخا:</u> آپ کی مکمل زندگی سلف صالحین کے طریقے پر گزری۔ اخلاق و عادات، عبادت و ریاضت کے علاوہ بخشش و عطا کے میدان میں بھی آپ کی زندگی تقلیدی زندگی ہے چنانچہ کاشانۂ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا۔ بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار رقمیں مقرر تھیں اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں کے لئے ہی نہ تھیں بلکہ باہر بذریعہ منی آرڈر امدادی رقمیں روانہ فرمایا کرتے تھے۔

<u>بیعت و خلافت:</u> آپ ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد شاہ مولانا محمد نقی

Marfat.com

خاں حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محب الرسول بدایونی کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے اور اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے۔ آپ کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدایہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منصوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضیلیہ (۱۰) نقشبندیہ ملائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعہ (۱۳) علویہ منامیہ وغیرہ وغیرہ

اجازات کے علاوہ مختلف اذکار، اشغال و اعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی مثلاً خواص القرآن، اسماء الٰہیہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، حزب البر، حزب النصر، حرز الامیرین، حرز الیمانی دعاء مغنی، دعاء حیدری، دعاء عزرائیلی، دعاء سریانی، قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرا قصیدہ بروہ وغیرہ وغیرہ

آپ کو آپ کے شیخ طریقت نے اسی وقت بیعت کے ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نواز دیا جس کا اظہار حضرت شاہ مولانا ابوالحسین نوری میاں قدس سرہٗ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شیخ طریقت سے اس طرح فرمایا۔

حضور! آپ کے یہاں تو طویل عرصہ بامشقت مجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں اعلیٰ حضرت اور آپ کے والد ماجد قدس سرہما کو بیعت کرتے ہی خلافت دیدی گئی؟

تو حضرت نے ارشاد فرمایا میاں صاحب! اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ، ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے، یہ دونوں حضرات صاف ستھرا دل لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی ...... پھر آپ کے مرشد گرامی نے یہ بھی فرمایا کہ

Marfat.com

مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آلِ رسول تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا ہے؟ تو میں بارگاہِ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا، لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہو گئی، کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آلِ رسول! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔

علوم وفنون: آپ حیرت انگیز ذہانت وفطانت کے مالک تھے چنانچہ آپ کی چودھویں صدی کا بے مثال عبقری شخص کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ آپ نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم وفنون میں خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم وفنون کی تعداد ۴۵ ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ جملہ مذاہب (۵) اصول فقہ (۶) جدل (۷) تفسیر (۸) عقائد (۹) کلام (۱۰) نحو (۱۱) صرف (۱۲) معانی (۱۳) بیان (۱۴) بدیع (۱۵) منطق (۱۶) مناظرہ (۱۷) فلسفہ (۱۸) تکسیر (۱۹) ہیاۃ (۲۰) حساب (۲۱) ہندسہ (۲۲) قراۃ (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر ومقابلہ (۳۴) حساب سیتینی (۳۵) لوگارثمات (۳۶) توقیت (۳۷) مناظر ومرایا (۳۸) اکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثلث مسطح (۴۲) ہیاۃ جدیدہ (۴۳) مربعات (۴۴) حقر (۴۵) زائرچہ۔

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض وقوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد) نظم ونثر فارسی، نثر ونظم ہندی خط نسخ اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ اس طرح آپ نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر

Marfat.com

آئے گا جو اس قدر علم و فنون پر دستگاہ رکھتا ہو۔

حج بیت اللہ: آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات قلبیہ کی آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے۔ اس نظم کا مطلع ہے ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اس سفر مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علماء مثلاً مفتی شافعیہ احمد (حلان) ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء اور مفتی حنفیہ شیخ عبدر بن سراج م ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ھ وغیرہم سے حدیث تفسیر، فقہ اور اصولِ فقہ میں سندیں حاصل کیں اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں نماز مغرب کے بعد ایک اور امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح م ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہے اور جوش عقیدت میں فرمایا۔

انی لا جد نور اللہ فی هذا الجبین ۔ یعنی بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں شیخ حسین بن صالح موصوف نے آپ کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

دوسری بار ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ اس موقع پر بھی ایک نظم لکھی تھی جس کا مطلع یہ ہے ع

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے

جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

Marfat.com

اس مبارک سفر میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی جس کا بخوبی اندازہ آپ کی شہرۂ آفاق کتاب حسام الحرمین الدولتہ المکیہ اور کفل الفقیہ الفاہم وغیرہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

بے مثل قوت حافظہ: اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ بے نظیر تھی۔ آپ کی بے مثل ذہانت اور حیرت انگیز قوت حافظہ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تکمیل فتویٰ میں جو حضرات آپ کے معاون ہوتے جب انہیں کوئی جزئیات فقہ کتب فقہ میں نہ ملتیں تو آپ ان کی رہنمائی فرماتے اور یہاں تک فرما دیتے کہ یہ فلاں کتاب جلد فلاں کے فلاں صفحہ اور سطر میں ہے اور واقعی جب فقہ کی کتب میں وہ جزئیات تلاش کی جاتیں تو وہ واقعی اسی کتاب اور صفحہ پر ہوتیں جہاں اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔ مولانا حسین احسان ابتدائی تعلیم میں آپ کے ہم سبق تھے۔ ان کی روایت ہے کہ شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے۔

آپ کی قوت حافظہ کا اندازہ اس طرح بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ حافظ کا لفظ لکھ دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو ہمیں قرآن پاک یاد ہی کر لینا چاہئے چنانچہ رمضان المبارک میں عشاء کے بعد تراویح میں حافظ صاحب سے پارہ سن کر دور فرما لیتے اس طرح رمضان شریف کے تیس دنوں میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کا انعام بھی تھا اور حافظے کی کرامت بھی۔

اگر کوئی با آواز بلند قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا اور اعراب کی غلطی کرتا تو آپ کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوتے اسے فوراً ٹوک دیتے تھے اور اصلاح فرما کر یہ بھی بتا دیتے کہ وہ کس پارے کے کس رکوع کس آیت کے کس لفظ پر لغزش کا شکار ہوا۔

فتویٰ نویسی: آپ کے والد ماجد نے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی فتویٰ نویسی کی

Marfat.com

خدمت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ آپ نے پہلا فتویٰ دستار بندی کے اگلے روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ کو لکھا۔ اس کے بعد آخری دم تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ''فتاویٰ رضویہ'' آپ کا بلند پایہ شاہکار ہے اور بارہ ضخیم جلدوں میں ہے جو فقہ حنفی کا نہایت تحقیقی جامع اور قابل قدر ذخیرہ ہے۔

فتویٰ صادر کرنے کی خداداد صلاحیت: فتویٰ صادر کرنے کی صلاحیت آپ میں خداداد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا، جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح، مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کے تشفی بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں۔ اور فلسفیوں میں اس خبط لَا یَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ اِلَّا الْوَاحِد (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرما دی جاتی تھی یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرما دیا کرتے تھے۔

علوم قرآن میں مہارت: اعلیٰ حضرت کو علوم قرآن میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ آپ کے علم قرآن کا اندازہ آپ کے قرآن پاک کے ترجمے کنز الایمان سے بخوبی لگایا جا سکتا۔ جو دیگر تراجم سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔ آپ نے ترجمے میں آداب اور حقائق کی وضاحت کو ہر ممکن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور کسی مقام پر بھی ترجمہ قرآن پاک کی اصل حقیقت اور روح سے دور نہیں ہوتا۔ کنز الایمان

Marfat.com

گونا گوں خوبیوں کی بنا پر بہت مشہور ہے۔

آپ نے فتویٰ میں جن قرآنی آیات سے استنباط کر کے مسائل کا حل پیش کیا۔ ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے نہایت ہی موزوں ہیں جس سے علوم قرآن میں آپ کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے پھر آپ کو قرآن پاک کی تلاوت سے والہانہ لگاؤ تھا بارہا آپ جب تلاوت فرماتے تو اشک بار ہو جاتے۔

اعلیٰ حضرت کا علم حدیث: قرآنی حقائق اور مسائل کی اس وقت تک وضاحت نہیں ہوسکتی جب تک کہ صحیح علم حدیث نہ ہو۔ اس لئے احیائے دین کے لئے قرآن پاک کے علاوہ حدیث وسنت مطہرہ پر کامل عبور کا حاصل ہونا نہایت ہی ضروری ہے لہٰذا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم الحدیث میں بھی بڑے راسخ تھے۔

شعر گوئی میں آپ کا مقام: اعلیٰ حضرت کو شعر گوئی میں بھی بہت بلند مقام حاصل تھا اور آپ کی شعر گوئی مدحت رسول کے ساتھ وابستہ ہے یعنی آپ شاعری کا مقصد صرف نعت گوئی ہے پھر شعر وادب میں نعت گوئی ایک مشکل صنف ہے کیونکہ عام شاعری میں شاعر آزاد ہوتا ہے لیکن نعت گوئی میں یہ آزادی نہیں بلکہ نعت گوئی میں ہر مقام پر تعظیم اور حدود شرع کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ آپ کی زبان و بیان بڑا دلکش اور جاذب ہے پھر آپ نعت گوئی میں عشق رسول کے بحر بیکراں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں آپ نے اپنے اشعار میں جس چیز پر زیادہ زور دیا وہ عشق رسول کی پاس داری ہے اور یہی درس آپ نے اپنی نعت گوئی میں دیا ہے کہ جب تک مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو عقیدت اور محبت کا مرکز نہیں بنائیں گے وہ نجات نہیں پا سکتے۔

کلام رضا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باطنی آنکھ سے سامنے دیکھ کر جو قلبی واردات آپ پر پیدا ہوتی ہے آپ اسے کہہ

Marfat.com

ڈالتے ہیں جس سے شعر میں سوز و محبت اور مدحت رسول کا ایسا انداز پیدا ہوتا ہے کہ ہر درد رکھنے والا مسلمان آپ کے اشعار کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتا ہے۔

تصانیف: آپ کی تصانیف بے شمار ہیں چودہ سال کی عمر سے آپ نے مسلسل لکھنا شروع کیا اور آخری دم تک لکھتے رہے۔ اس عرصہ کے دوران آپ نے تقریباً ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں جن میں چھوٹی بڑی کتب اور رسائل سبھی شامل ہیں جو موضوع کے اعتبار سے مختلف علوم پر محیط ہیں۔

آپ کی سب سے بڑی کتاب فتاوٰی رضویہ ہے جو بارہ جلدوں میں ہے جس میں مسائل کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ پڑھنے والے حضرات فوراً مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

تصنیف و تالیف کا زیادہ کام آپ نے عمر کے آخری حصہ میں کیا۔ اس کے بارے میں حضرت سید ابو برکات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی عمر پچاس برس ہوگئی تو آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف کی طرف مبذول کر دی اور اسی زمانے میں آپ نے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔

تفسیر و ترجمہ قرآن: آپ نے عشق و محبت کی زبان میں قرآن حکیم کا ایک فقید المثال ترجمہ کیا ہے جو علمی ادبی اعتقادی ہر حیثیت سے معیاری ہے اور قرآن مجید کی حقیقی جھلک کا آئینہ دار ہے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) کے شدید اصرار پر ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۱ء میں یہ ترجمہ مکمل ہوا جس کا نام کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن رکھا گیا۔ کتب تفسیر و لغت وغیرہ بغیر دیکھے آپ زبانی فی البدیہہ برجستہ بولتے جاتے اور حضرت صدر الشریعہ اسے لکھتے جاتے، بعد میں جب حضرت صدر الشریعہ و دیگر علماء کرام اس ترجمہ کا کتب تفاسیر و لغت سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتے کہ یہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق اور ان کا ترجمان ہے پھر اس پر آپ کے خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے عنوان سے تفسیر و

Marfat.com

حواشی لکھے۔

ذیل میں چند آیات کے تراجم بطور تقابل پیش کر رہا ہوں۔ تفصیل کے لئے توضیح البیان و محاسن کنز الایمان کا مطالعہ کریں۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا (پ ۱۹ سورۂ نمل : ۵۰)

اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب (محمود الحسن) غرض وہ ایک داؤ چلے اور ہم بھی ایک داؤ چلے (ڈپٹی نذیر احمد) اور یہ چال تو وہ چلے اور پھر ایک چال ہم نے چلی (مودودی) اور وہ ایک چال چلے اور ہم نے بھی ایک چال چلے۔ فتح محمد اور انہوں نے کیا ایک مکر اور ہم نے بھی (محمد دہلوی غیر مقلد) اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی (اعلیٰ حضرت)

مذکورہ بالا تراجم پر غور فرمائیں اور بغور پڑھیں کہ تمام لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر مکر فریب، داؤ اور چال جیسے بازاری الفاظ استعمال کیے جس کو پڑھ کر ہر انصاف پسند ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ ان تمام مترجمین نے صرف لغت کے معانی کا اعتبار کر کے ذات باری پر کیسے رکیک جملے کئے اور ان الفاظ نے ذات باری کے تقدس کو مجروح و پامال کیا۔ اس کے برخلاف امام اہلسنّت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ آپ پڑھیں گے تو ان تمام شکوک و شبہات کو آپ نے ترجمے میں حل فرما دیا اور ذات باری کے تقدس کو بھی برقرار رکھا اور فرمایا کہ انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔ سبحان اللہ۔

<u>حلیہ مبارکہ:</u> مجدد اعظم، امام اہلسنّت اعلیٰ عظیم البرکت قدس سرہٗ کا شبستان عقیدت اس طور پر ہے۔ آنکھیں موزوں اور خوبصورت نگاہ میں قدرے تیزی جو حقائق کی تہ تک پہنچنے میں بے مثال اور مشہور روزگار تھی، پیشانی کشادہ، بلند اور دمکتی ہوئی جس پر عظمت اسلام کی لکیریں ہویدا تھیں۔ مخالفتوں کے طوفان اور پیہم یلغار میں بھی جس پر کبھی بل نہ آیا۔ چہرہ ملیح، شگفتہ و شاداب، جلال و جمال کی کھلی ہوئی تفسیر جس پر پیار و محبت اور خلوص وفا کی شعائیں جھلمل جھلمل کرتی نظر آتیں اور اگر

Marfat.com

کبھی تیور بگڑ جاتے تو دہکتا ہوا شعلہ اور برستا ہوا انگارہ ناک جو ہمیشہ اونچی اور سر بلند رہی جس نے خارجی اور داخلی ہر محاذ پر اسلام دشمن طاقتوں کی ناکیں خاک آلود کر دیں۔ آواز: نکلتی تو دہن سے پھول جھڑتے، نہایت پر درد اور کسی قدر بلند بھی تھی اور اگر گرجدار ہوتی تو دل سینوں میں لرز اٹھتے اس میں ایسی گھن گرج اور غراہٹ شامل ہوتی کہ گویا ؏

ضیغم ڈکارتا ہوا نکلا کچھار سے

سینہ: علوم و معارف کا گنجینہ، حامل شریعت و طریقت، امین ادب و شاعری جو عشق رسول کی آتش سوزاں میں انگاروں کی طرح بھڑکتا اور آتش مجمر کی طرح سلگتا رہا۔

دل: آئینہ کی طرح صاف و شفاف، خوفِ خدا، فکر آخرت، فروغ دین، اصلاح امت کے بے قرار اور مچلتے ہوئے ارمانوں کا گہوارہ جو اپنوں کے لئے وسیع تھا اور غیروں کے لئے جس میں کوئی جگہ نہ تھی کیونکہ وہ لذت چشیدہ بادۂ حب نبی تھا۔

ذہن دماغ: عالمانہ و مجتہدانہ، باریک بین و نکتہ رس، ذکاوت و فطانت جس کی بے نظیر دینی و علمی مباحث و مسائل میں بڑا ژرف نگاہ، اور فکری کجروی کی گرفت شہرہ آفاق۔

پنجہ: فولادی اور اسد اللہی جس سے گستاخانِ رسول کا خون ہمیشہ ٹپکتا رہا جس نے بڑے بڑے سورماؤں کی کلائیاں مروڑ کر رکھ دیں۔

قلم: رواں دواں، سیال، لیکن محتاط اور ذمہ دار نڈر اور بے باک شارح دین متین محافظ ناموس رسالت جو دنیا کے ہر حربے کا جواب اپنی تحریر سے دے سکتا تھا۔ اور جو سینہ باطل میں نشتر بن کر چبھ جاتا گویا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار — اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

قدم: جو ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رہا جس کے لئے بوریائے بوذر اور سریر

Marfat.com

سلمان دونوں برابر تھے اور جس کی دھمک سے ایوان باطل کے فصیلیں تڑخ اٹھیں۔

علالت: آپ نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ مبارکہ کو وصال سے دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر تجہیز و تکفین وغیرہ سے متعلق ضروری وصایا جو چودہ اہم باتوں پر مشتمل ہے قلمبند کرائے۔ عین اذان جمعہ میں ادھر حی الفلاح کی پکار سنی ادھر روح پرفتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔ فاضل جلیل حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب جنہوں نے اس الوداعی سفر کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے:

وصیت نامہ تحریر کرایا۔ وصال شریف تک کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد فرمایا۔ جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا عرض کیا گیا۔ فرمایا گھڑی کھلی ہوئی سامنے رکھ دو۔ یکا یک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹا دو یہاں تصاویر کا کیا کام ہے؟ یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ، روپیہ، پیسہ پھر ذرا وقفہ سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا:

وضو کراؤ، قرآن عظیم لاؤ، ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب سلمہ سے پھر ارشاد ہوا۔ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں۔ حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تیقن سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبانی سے زیر زبر میں اس وقت فرق ہوا۔ خود تلاوت فرما کر بتا دی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال، بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارکہ پر ایک لمحہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعانِ خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

خود اسی زمانہ میں ارشاد فرمایا تھا جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں۔ وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

آخری تحریر: ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بروز جمعہ مبارکہ ۱۲ بج کر ۲۱ منٹ پر یہ وقعی وصایا قلمبند ہوئے۔ دستخط بقلم خود بحالت صحت وحواس واللّٰہ شہید ولہ الحمد وصلی اللّٰہ تعالیٰ و بارك وسلم ۔ علی شفیع المذنبین، والہ الطیبین، وصحبہ المکرمین، ذابنہ وَحِزْبہ اِلٰی بِدَالآبِدین، آمین والحمد للہ رب العالمین ۔

تاریخ وصال: آپ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ مبارکہ بعمر ۶۸ سال دو بج کر ۳۸ منٹ پر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔

قطعہ ہائے تاریخ وصال اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ از میر نذر علی درد کوروی مرحوم حافظ، محدث۔ منطقی، حاجی فقیہہ ومتقی، احمد رضا خاں مولوی کو آ گیا حکم قضا ہر سمت ہے شور وفغاں ہر دل میں ہے درد نہاں ہے شامِ غم آ گیں عیاں، ہر لب پہ ہے واحیرتا تیغ اجل کا کاٹ بھی اے درد بیڈھپ کا ہے، ہیں بے سروپا، شرع ودیں علم وکرم فضل وتقا دیگر

در پئے رحلت احمد رضا　　　گفت کہ الحق رضی اللہ عنہ

غسل شریف: آپ کے غسل شریف میں علمائے عظام، سادات کرام اور حفاظ شریک تھے۔ جناب سید اظہر علی صاحب نے لحد کھودی۔ جناب حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ نے حسب وصیت شریف غسل دیا اور جناب حافظ امیر حسین صاحب مراد آبادی نے مدد دی۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اور سید محمود جان صاحب اور سید ممتاز علی صاحب و جناب مولانا محمد رضا خاں صاحب نے پانی ڈالا اور جناب حکیم رضا خاں صاحب، جناب لیاقت علی خاں صاحب رضوی اور منشی فدا یار خاں صاحب رضوی پانی دینے میں مصروف رہے۔

Marfat.com

تجہیز و تکفین: سیدی حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ علاوہ دیگر خدمات کے وصیت نامہ کی دعا بھی لوگوں کو یاد کراتے رہے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب قدس سرہٗ نے مواد سجود پر کافور لگایا۔

حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ نے کفن شریف بچھایا۔ الغرض غسل و تکفین سے فراغت حاصل ہونے پر عورتوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔ گھر میں عورتوں کی اور باہر مردوں کی بے حد کثرت تھی۔ ایسا جوش کبھی نہ دیکھا کاندھا دینے کی آرزو میں آدمی پر آدمی گرتا تھا۔ وجد و شوق نے لوگوں کو از حد خود رفتہ و بے خود بنا دیا تھا۔ جو جنازہ تک پہنچ گئے وہ ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔

نماز جنازہ: جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہا۔ شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی۔ عید گاہ میں نماز جنازہ ہوئی۔ نماز جنازہ صدر الشریعہ استاذ العلماء حضرت مولانا امجد علی رضوی مصنف بہار شریعت نے پڑھائی۔ پہلے سے عید گاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے منتظر تھے کہ امام اہلسنت، مجدد اعظم کا یہ آخری جلوس ہے لاؤ نظارہ کر لیں۔ بعد نماز عید گاہ میں زیارت کرائی گئی اور واپسی پر تمام راہ میں لوگوں نے دل کھول کر زیارت کی۔ حسب وصیت ''کروڑوں درود'' والی نظم نعت خواں پڑھ رہے تھے۔

مزار مقدس: آپ کا مزار پر انوار خانقاہ بریلی شریف انڈیا، محلہ سودگران رضا نگر میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ باقی باللہ سلسلہ نقشبندیہ میں بڑی عظمت والے بزرگ ہوئے ہیں ان کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں طریقت نقشبندیہ نے فروغ پایا اور اپنے دور میں خلاف شرع امور کو ختم کر کے لوگوں کی اصلاح کی جس سے سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ ہونے والے لوگوں کو نفسانی پاکیزگی اور اخلاقی سربلندی حاصل ہوئی۔

نام ونسب: آپ کا اصل نام رضی الدین تھا لیکن آپ حضرت باقی باللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی تھا آپ عالم باعمل اور صاحب وجد و حال تھے۔ آپ ایک عرصہ سے اپنے قبائل سمیت کابل میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کی شادی کابل میں ایک خاتون سے ہوئی جس کا نسبی تعلق حضرت شیخ عمر یا غسانی سے ملتا تھا۔ جو خواجہ احرار کے نانا تھے۔ یاد رہے کہ قاضی عبدالسلام کی بیوی کی والدہ خاندان سادات سے تھیں۔

ولادت: حضرت خواجہ باقی باللہ کی ولادت کابل میں 12 جولائی 1564ء مطابق 971ھ میں ہوئی۔

تحصیل علم: کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے ظاہری علوم مولانا محمد صادق سے حاصل کئے جو اپنے دور کے انتہائی عالم و فاضل تھے اور ان کا شمار علماء کبار اور شعراء میں ہوتا تھا۔ وہ سمرقند کے رہنے والے تھے کچھ عرصہ کے لئے کابل میں آئے اور یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا انہی ایام میں حضرت خواجہ باقی

Marfat.com

باللہ ان کے حلقہ تدریس میں شامل ہوئے کچھ عرصہ کے بعد وہ واپس سمرقند گئے تو حضرت خواجہ باقی باللہ بھی ان کے ہمراہ سمرقند چلے گئے اور وہاں مروجہ علم حاصل کیے۔

شوقِ تلاشِ حق: آپ کے بارے میں کتب میں لکھا ہے کہ زمانہ بچپن ہی سے آپ پر تجرید وتفرید اور گوشہ نشینی کے جذبات غالب تھے۔ بعض اوقات آپ تمام دن سوچ و بچار میں گزار دیتے منقول ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ زمانہ طالب علمی میں بھی اولیاء وقت کی مجلسوں میں حاضر ہو کر ان سے کمالاتِ باطنی حاصل کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں اتفاق سے پاک و ہند میں آپ کا گزر ہوا۔ راہِ حق کی طلب میں سالکوں اور مجذوبوں کی اس درجہ تلاش فرماتے تھے کہ اس سے زیادہ قوتِ بشری متحمل نہیں ہو سکتی۔

لاہور میں برسات کے موسم میں دلدل کا راستہ چلنا بہت مشکل ہے مگر آپ باوجود نزاکت بدنی کے اہل دل کی تلاش میں طویل سفر طے فرماتے رہتے تھے۔ بیابانوں، قبرستانوں، ویرانوں اور باغوں میں خدا تعالیٰ اور اس کے دوستوں کی جستجو میں پھرا کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے پاک دل لوگوں سے ملاقات کی اور ان سے فیض پایا۔ ماوراء النہر اور بلخ و بدخشاں کے سفر میں اس سلسلہ نقش بندیہ کے بزرگوں اور دوسرے سلسلوں کے اولیاء اللہ سے آپ نے ملاقات فرمائی اور ان کے فوائد و برکات سے مستفید ہوئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ "اگرچہ ہم نے اتنی ریاضتیں نہیں کیں جس قدر بعض اولیاء اللہ نے کی ہیں لیکن وہ انتظار اور بے قراری و بے تابی، برداشت کی ہے جو بہت سی ریاضتوں اور سختیوں کو شامل تھی۔ اس زمانہ میں میری والدہ ماجدہ میری بے قراری، بیداری کی کثرت اور ناتوانی و کمزوری کے غلبہ کو دیکھ کر بہت شکستہ دل اور رنجیدہ ہوئی تھیں۔ اور نہایت گریہ و زاری کے ساتھ از روئے عجز و نیاز بارگاہ بے نیاز میں عرض کرتی تھیں کہ خداوند! میرے اس فرزند کی مراد کو پورا کر دے جس نے تیری

Marfat.com

طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کر لیا ہے اور جوانی کی لذت سے ہاتھ دھو لئے ہیں ورنہ مجھے زندہ نہ رکھ کیونکہ میں اس کی ناکامی اور بے آرامی کو دیکھنا برداشت نہیں کر سکتی ہوں۔"

اکثر اوقات رات اور سحر کے درمیان آپ ایسی ہی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں کیا کرتی تھیں۔ پس آپ کی اس دعا اور مناجات سے یہ مراتب مجھ کو نصیب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہماری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ آپ کا کلام یہاں ختم ہوا۔

روحانی تربیت: حصول روحانیت میں اگرچہ آپ کا انتساب حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ سے ہے اس کے باوجود آپ اویسی المشرب بھی تھے اور آپ کی تربیت حضرت خواجہ بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کی روحانیت سے تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک بزرگ کی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھ پر ایک تجلی پڑی اور میں اپنے آپ سے بھلا دیا گیا اور حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والملت والدین کی روحانیت متبرکہ کی کشش نے ذکر کی تلقین اور القائے جذبات سے سرفراز فرمایا۔ میں نے دست ہمت کو ہر طرف سے چھڑا لیا اور طلب کا دامن چن کر اہل اللہ کی تلاش میں مصروف ہو گیا اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کی۔

آپ نے گناہوں سے پہلی بیعت توبہ حضرت خواجہ عبید اللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر کی لیکن رجوع کا خیال اور ترک کا عزم باطن میں مخفی تھا اور خواجہ کی التماس فاتحہ ظاہر میں مولانا لطف اللہ کے خلفاء سے تھی اور وہ مولانا خواجگی وہیدی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ تھے چونکہ استقامت کی توفیق پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے دوبارہ حضرت بندگان افتخار شیخ قدس سرہٗ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت شیخ مذکور سمرقند میں تشریف فرما تھے اور خانوادہ حضرت خواجہ احمد بسوی قدس سرہٗ کے اکابر سے تھے۔ اگرچہ حضرت میری توبہ کو روا نہیں رکھتے تھے اور فرمایا کہ "تم ابھی جوان ہو" لیکن فقیر کا ارادہ یقینی تھا۔ اس لئے حضرت نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خدا استقامت

Marfat.com

دے۔ آپ کی فراست صادق آئی اور عزیمت پھر درہم برہم ہوئی اور عجیب خرابی پیش آئی۔ تیسری بار پھر بے تکلف و اختیار کے حضرت امیر عبداللہ بلخی قدس سرہٗ کی خدمت میں توبہ کا جذبہ ظہور کو پہنچا۔ اس دفعہ کی توبہ سے مصافحہ کرتے ہی بڑی دولت نصیب ہوئی۔ امید ہے کہ اس کی برکات قیامت تک باقی رہیں گی۔ الغرض کچھ مدت تک یہ توبہ نگہداشت کی حدود میں رہی مگر اس پر بھی اسم اَلْمُضِلُّ کی تاثیر غالب آ گئی۔ آخرکار ہدایت صمدیت سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الحق والدین قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں توبہ کی صورت پختہ ہوئی اور طریقہ اہل اللہ کی طرف میلان کامل پیدا ہوا۔ اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ (ڈوبنے والا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے) کے مطابق میں ہاتھ پیر مارتا تھا بالآخر ایک مخدوم نے فرمایا کہ جو ذکر مُعَنْعَنْ (یعنی مسلسل و متصل) آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہنچتا ہے وہ فائدہ مند ہوتا ہے۔ مجھے بھی اسی کی تلاش تھی لہٰذا اسی مخدوم سے ذکر اور مراقبہ کا طریقہ حاصل کیا۔ اور تقریباً دو سال تک اس مخدوم کے ذکر و مراقبہ اور ان کے سلسلہ کے اوراد کی پابندی کی گئی۔

سنا ہوا تھا کہ سالک جب تک چالیس سال کے قریب لَاۤ اِلٰہَ کے میدان کو طے نہیں کر لیتا اِلَّا اللّٰہ کی منزل تک نہیں پہنچتا۔ فقیر کی ناتجربہ کاری نے اس بات پر ابھارا کہ چالیس سال ذکر میں گزرنے کو غنیمت خیال کرے اور اسی صورت پر عبادت اور قناعت کئے جاتے اگرچہ اس زمانہ میں دوسرے طریقہ کے سلوک طے کرنے کے لئے اشارات غیبیہ ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن فقیر اپنے مضبوط قدم کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹاتا تھا اور طریقہ نقش بندیہ کے بزرگوں کی زمین کرم میں وَفِیْھَا مَاتَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ اور اس میں وہ چیزیں ہیں جنہیں جی چاہیں کا بیج بوتا تھا اور امید کرتا تھا کہ انشاء اللہ العزیز آخرکار کسی بزرگ کا دست کرم اس بیج کو مَا لَا عَیْنٌ" رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ" سَمِعَتْ (جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا کی نہر سے سیراب کر کے رہے گا۔

Marfat.com

خواجہ املنگی سے بیعت: آخرکار فقیر کشمیر میں پہنچا اور حضرت شیخ نالالی قدس سرہٗ کی مجلس میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اور ان کی نگاہ فیض کی برکات سے بہرہ مند ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ان مقدس نظروں کی برکت سے فتح یاب میسر ہوا چونکہ حضرت شیخ مالالی قدس سرہٗ کو سلسلہ عالیہ نقش بندیہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ آپ نے ان بزرگوں کے آستانہ کی طرف توجہ کرنے والے پر اسی خانوادہ کی کھڑکی سے توجہ فرمائی۔ جب حضرت شیخ دنیا سے جنت کی طرف انتقال فرما گئے تو فقیر پر حضرات خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کی معہودہ غیبت جلوہ گر ہونے لگی اور ان کی پاکیزہ روحیں خوابوں میں خوش خبریاں اور ہدایات فرماتی رہیں۔ ان بزرگوں کی ان توجہات سے نسبت میں قوت پیدا ہوگئی اور دائرہ غیبت مستحکم ہوا اور راستہ روشن اور صاف ہوگیا اور ایک قسم کی جمعیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرات خواجگان کی عنایت کی کشش سے حقائق پناہ، ارشاد دستگاہ حضرت مولانا خواجگی املنگی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا اور بڑی خواہش اور رغبت سے آپ سے بیعت کی اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور حضرات خواجگان قدس اللہ اسراہم کا طریقہ حاصل کیا اور حضرت خواجگی املنگی قدس سرہٗ کی خدمت اور خواجہ نقش بند اور ان کے خلفاء کی ارواح طیبہ کے طفیل سے اس راستہ کے چلنے والوں اور اس درگاہ کے نیازمندوں سے ہوا۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْناً وَاَمِتْنِیْ مِسْكِيْناً وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (اے خدا مجھ کو مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر مار اور مساکین کی جماعت کے ساتھ میرا حشر فرما اور سلام اس شخص پر ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی) آپ کا ارشاد پاک یہاں ختم ہوا۔

مرشد سے خلافت ملنے کا واقعہ: منقول ہے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ نے مولانا خواجگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر کیا اور ابکنہ ایک منزل پر رہ گیا تو حضرت مولانا املنگی کو معلوم ہوگیا کہ خواجہ محمد باقی ہمارے پاس آرہے ہیں۔ مولانا آپ کے استقبال کے لئے نکلے۔ راستہ میں ملاقات ہوئی مولانا نے آپ پر

Marfat.com

بہت شفقت اور مہربانی فرمائی اور آپ کو اپنی قیام گاہ پر لے گئے اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خواجہ کے لئے سردی کا انتظام کرو۔ آپ نے عرض کی کہ میں سردی کا انتظام اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ حضرت مولانا نے فرمایا ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں کہ تم ہر چیز رکھتے ہو۔ چراغ مہیا کر کے تیل اور بتی تیار کر کے لائے ہو بلکہ روشن کر کے حضرت نے آپ کو تین رات دن تک اپنے پاس رکھا اور اس مدت میں آپ بالکل خلوت میں مشغول رہے جو احوال اور مقامات حضرت خواجہ کو حاصل تھے ان کو آپ نے سنا اور بہت پسند فرمایا اور دوسرے فوائد سے نوازا۔ اس کے بعد خلافت سے مشرف فرمایا اور ہندوستان (پاک و ہند) جانے کی اجازت فرمائی۔ حضرت نے انکسار اور تواضع سے عذر کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ استخارہ کرو۔ استخارہ میں بھی اسی ملک کی ہدایت اور ارشاد کی آپ کو بشارت ملی۔

کہتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجگی قدس سرہٗ کے بعض پرانے مریدوں کو جب اس کی خبر ملی کہ حضرت خواجہ کو صرف دو تین دن میں خلافت دے کر پاک و ہند کی اجازت فرمائی گئی ہے تو غیرت سے جلنے لگے۔ حضرت مولانا کو جب اس کی خبر ملی تو فرمایا! اے دوستو! تم نہیں جانتے ہو کہ یہ جوان کام پورا کر کے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس نے ہمارے پاس صرف اپنے حالات کی تصحیح کی ہے۔ پس جو شخص ایسا تیار ہو کر آئے گا وہ اسی طرح جلدی سے رخصت کیا جائے گا۔ اس سے ملک ہندوستان (پاک و ہند) میں پوری رونق ظاہر ہوگی۔ اور بلند ہمت طالب اس کی مبارک تربیت سے مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہنچیں گے۔ اس کے بعد آپ کے مرشد نے آپ سے کہا ہندوستان چلے جاؤ اور وہاں اشاعت دین کا فریضہ ادا کرو۔ حکم ملتے ہی آپ نے سفر ہند اختیار کیا۔

لاہور اور دہلی میں قیام: حضرت خواجہ قدس سرہٗ ہندوستان میں آئے تو ایک سال تک لاہور میں مقیم رہے۔ اکثر علماء اور فضلاء آنجناب کے معتقد اور اس عالی گروہ کے کمالات سے بہرہ ور ہوئے۔ اس کے بعد اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے

Marfat.com

بزرگوں کی بشارت کے موافق دہلی میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کو آفتوں سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ مقام مزارات بابرکات اولیاء اللہ کا مرکز ہے۔ آپ یہاں قلعہ فیروزی میں مقیم ہوئے جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ پنج وقتہ نماز کے لئے آپ مسجد فیروزی میں تشریف لاتے تھے۔ اس زمانہ میں اکثر اوقات نماز عشاء کے بعد آپ مراقب ہوتے اور ایک ہی مراقبہ میں صبح کر دیتے تھے۔ پنج وقتہ سے فراغت پانے کے بعد جب آپ قیام گاہ پر تشریف لائے تو اپنے مکان کے دروازہ پر تھوڑی دیر ٹھہر جاتے تھے اور آپ کے تمام اصحاب دست بستہ سر جھکائے حلقہ کر کے نہایت ادب اور تواضع کے ساتھ آپ کے حضور میں کھڑے رہتے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور آنجناب بھی کسی کی طرف نظر نہ کرتے اور سر بمراقبہ یا نظر برقدم کھڑے رہتے تھے اگر اتفاقاً آپ کی نظر کسی پر یا کسی کی نظر آپ پر پڑ جاتی تو وہ فوراً بے ہوش اور بے خبر ہو جاتے اور بے اختیار نعرے مارتے تھے اور مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپنے لگتے تھے اور شہر میں ایک شور برپا ہو جاتا تھا چنانچہ دہلی کے بازاری اس شور کو سن کر تماشا دیکھنے کے لئے آ جاتے تھے۔ اور تماشائی بھی صوفیوں کی طرح بے اختیار ہو کر زمین پر تڑپنے لگتے تھے۔ آپ کی شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی۔ اور جہاں جہاں طالبان صادق تھے وہ اس آفتاب عالم تاب کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ دہلی اور اطراف و اکناف کے مشائخ وقت باوجود خلافت و مشیخیت اور سجادہ نشینی کے جاہ و حشمت کو ترک کر کے نیازمندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

آپ کا طریقہ: حضرت اقدس کا طریقہ شریفہ گمنامی، گوشہ نشینی، حالات کو چھپانا، انکساری اور دید قصور کا تھا۔ ضرورت کے سوا آپ گفتگو نہیں فرماتے تھے اور باوجود اس کے آنے جانے والوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے ملاقات فرماتے تھے۔ جب آپ طالبوں کی طلب کی مضبوطی کو دیکھتے تو ان کو اپنے آغوش عنایت اور سایہ تربیت میں لے لیتے اور جس شخص کو آپ قبول فرماتے پہلے اسے توبہ کے لئے حکم

Marfat.com

دیتے اگر اس کے عشق اور محبت میں ترقی دیکھتے تو اس کو اپنی صورت کو دل میں بطور رابطہ اور نگہداشت رکھنے کے لئے ارشاد فرماتے اور اس راستہ کی بہت سی فراخی عنایت فرما دیتے۔ اکثر طالبوں کو آپ ذکر قلبی بتلاتے تھے۔ بعض لوگوں کو ذکر لا الہ الا اللہ اور بعض کو اسم اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری کراتے تھے۔ بہت سے طالب صرف آپ کے دیدار سے آپ کی نسبت حاصل کر لیتے تھے۔ جس شخص کو آپ ذکر تعلیم فرماتے تھے اور اس پر ہمت و توجہ فرماتے تو اسی وقت اس کا دل ذکر الٰہی کے جوہر سے آباد ہو جاتا تھا بعض کو اسی وقت عالم مثال یا عالم ارواح یا عالم معانی اس پر کھل جاتا تھا اور یہ حال مدتوں تک قائم رہتا تھا۔ بعض لوگ آپ کی توجہ کے وقت مرغ لبسمل کی طرح تڑپنے لگتے تھے۔ اور بعض بے خود ہو جاتے تھے۔ اور پھر آپ کی توجہ سے ہوش اور افاقہ میں آتے تھے۔

فضائل و خصائل: حضرت خواجہ باقی باللہ بڑے ہی صاحب کمال اور صاحب جلال بزرگ ہوئے ہیں۔ یاد الٰہی میں شب و روز یکتا تھے۔ آپ سنت مصطفیٰ کے سختی سے پابند تھے۔ نوافل کی کثرت فرماتے۔ آپ اخلاق حسنہ میں بے مثل تھے۔ درویشوں اور عالموں کی بے پناہ عزت کیا کرتے تھے۔ شفقت و رحم اور عفو و درگزر میں لاثانی تھے۔ احساس طبیعت کا یہ حال تھا کہ کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپ نے تحمل بردباری زہد و استغنا فیاضی اور سادہ لوحی میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔ آپ کی عادات و اخلاق کے چند نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں۔

عاجزی و انکساری: آپ کی طبیعت میں عاجزی و انکساری بہت زیادہ تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ ایک خط کے آخر میں لکھتے ہیں "اے اللہ تو مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار۔" حضرت مجدد الف ثانی اگرچہ حضرت کے مرید اور خلیفہ تھے اور ان کی تربیت کا ہر مرحلہ آپ کی رشد و ہدایت کا ثمر تھا لیکن فرمایا "شیخ احمد (حضرت مجدد) آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے سیارے اس میں گم ہیں۔" تالیف قلوب اور اپنی فروتنی کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے۔ آپ ہمیشہ اپنے روحانی

Marfat.com

مدارج کو چھپانے کی کوشش کرتے۔

اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی طالب بیعت کے لئے حاضر ہوتا تو فرماتے کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں۔ کسی مرد کامل کی تلاش کرو اور اگر پتہ چلے تو مجھے بھی بتانا۔ آپ کے خلیفہ شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا۔ وہ آپ کا عذر سن کر مرشد کی تلاش میں آگرہ چلے گئے۔ وہاں پریشان پھر رہے تھے کہ کان میں قوالوں کی آواز آئی جو شیخ سعدی کا یہ شعر گا رہے تھے۔

تو خواہی آستیں افشاں و خواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکانِ حلوائی

(تو چاہے آستین جھاڑ اور چاہے دامن اندر کھینچ۔ مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہ جائے گی) یہ سنتے ہی وہ واپس آئے اور اصرار کر کے بیعت ہو گئے۔

شفقت و رحم: آپ کی طبیعت بڑی مشفقانہ تھی۔ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ جب آپ لاہور سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے تو اکثر ایسا اتفاق پڑتا کہ آپ ایک فرسنگ بلکہ ایک میل بھی طے نہ کرتے کہ کوئی عاجز پیادہ نظر پڑتا۔ یہ دیکھ کر آپ اسے اپنے گھوڑے پر سوار کرتے اور خود اس پیادہ کے مکان تک پیدل چلتے اور سر پر چادر اوڑھ لیتے تاکہ کوئی آشنا آپ کے اس عمل خیر پر اطلاع نہ پائے۔ جب مکان کے نزدیک پہنچتے تو بغرض اخفا آپ پھر گھوڑے پر سوار ہو جاتے۔

آپ کی شفقت حیوانات کے بھی شامل حال تھی چنانچہ ایک رات آپ تہجد کے لئے اٹھے۔ ایک بلی آ کر آپ کے لحاف پر سو گئی۔ آپ نے بلی کو جگانا گوارا نہ کیا اور خود دن چڑھے تک سردی کی تکلیفیں برداشت کرتے رہے۔

زُہد و قناعت: حضرت خواجہ کے زہد و قناعت کا یہ حال تھا کہ آپ کی مجلس میں امور دنیا کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ ہاں اگر کوئی حاجت مند حاضر ہوتا تو اس کی سفارش فرما دیتے۔ اور ان کاموں میں اپنے اور اپنے درویشوں کے لئے کبھی کوئی تدبیر نہ کرتے

Marfat.com

تھے اور اپنے مریدوں کے لئے سوائے فقرہ سکنت و قناعت کے کچھ نہ چاہتے اور فرماتے کہ جس کو ہم سے مالی امداد پہنچے وہ یقین کر لے کہ اس کے ساتھ ہمیں دینی محبت کم ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں بعضے متمول و مالدار التماس کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو آستانہ شریف کے فقراء کے لئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا جائے مگر آپ ان لوگوں کے بارے میں اجازت نہ دیتے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ نسبت معنوی درست کر لی تھی۔ ہاں اوروں کے لئے منظور فرماتے۔ آپ متاع دینوی کے قبول کرنے سے اس قدر متنفر تھے کہ جس وقت آپ نے سفر حجاز کا ارادہ کیا تو مرزا عبدالرحیم خانخاناں نے جو فقراء سے عموماً اور حضرت خواجہ سے خصوصاً کمال عقیدت رکھتا تھا۔ ایک لاکھ روپیہ نقد آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں کے زادراہ کے لئے بھیجا اور عرض کیا کہ اسے قبول فرما کر مجھے ممنون فرمائیں۔ حضرت خواجہ نے یہ سنا تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ حج کرنا ہمارے لئے اس قدر ضروری نہیں کہ مسلمانوں کا اس قدر سیم وزراء اپنے صرف میں لا کر ضائع کر دیں۔ غرض وہ روپیہ آپ نے قبول نہ کیا اور واپس کر دیا۔

بلند ہمتی: اگرچہ ابتداء سے انتہا تک بڑے بڑے عظیم الشان حالات آپ پر وارد ہوئے مگر آپ کی بلند ہمت نے کسی ایک حال و کشف پر قناعت نہ کی بلکہ باوجود کمال کے آپ ہمیشہ اپنی نایافت کا اظہار فرماتے تھے اور عین بحر وصال میں خشک لب وتشنہ رہتے تھے۔

کنارہ کشی: تفرید آپ پر اس قدر غالب تھی کہ طالبوں کو اپنی صحبت میں رکھنے اور مشخیت کا خیال تک نہ تھا۔ صرف دو تین سال درویشوں کی تربیت میں مشغول رہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ آپ کی عنایات سے درجہ کمال پر پہنچ گئے تو آپ ارباب ارادت کی تعلیم وصحت سے کنارہ کش ہو گئے اور یاروں کو ان کے حوالہ کر کے خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور قطب آفاق بوعلی دقاق قدس سرہ کی طرح دزدو اندوہ کے ساتھ سر مبارک گریبان نیستی میں لے گئے اور بجز مسجد جامع کے وہ بھی

Marfat.com

نماز جماعت کے لئے اور کہیں تشریف نہ لے جاتے۔

معمولات: آپ کے کھانے پینے اور مسکن میں بے قصیدی اس درجہ تھی کہ اگر کئی روز تک آپ کے لئے ایسا کھانا لایا جاتا جو آپ کو مرغوب و مطبوع نہ ہوتا تو آپ ہرگز یہ نہ فرماتے کہ اور طرح کا کھانا لاؤ۔ اسی طرح اگر بدن مبارک کے کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ دوسرے سفید و صاف کپڑے لاؤ۔ علی ہذا القیاس آپ تنگ و تاریک مکان میں رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شکستہ ہو جاتا یا کوڑے کرکٹ سے پٹ جاتا مگر آپ تسلیم و رضا کے بحر میں ایسے غرق تھے کہ اس کی مرمت و صفائی اور روشنی کا ذکر تک آپ کی زبان مبارک پر نہ آتا۔ باوجود ایسی تسلیم و رضا اور ضعف بدن کے جو دائمی تھا آپ کو ہر وقت باوضو رہنے اور کثرت سے طاعت بجالانے کا نہایت شوق تھا۔ نماز عشاء پڑھ کر آپ حجرے میں تشریف لے جاتے۔ کچھ دیر مراقبہ میں بیٹھتے۔ جب اعضاء پر ضعف غلبہ کرتا تو اٹھ کر از سرنو وضو کر کے دو رکعت پڑھ کر مراقب ہو جاتے۔ پھر جب اعضاء میں درد محسوس ہوتا تو اسی طرح کرتے۔ اکثر رات اسی طرح گزر جاتی۔

لقمہ میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ہدیہ جو آتا اگرچہ بحکم حدیث صحیح عفن لا نرد الہدیۃ اسے رد نہ کرتے مگر اسے بجنسہ اپنے مصارف میں نہ لاتے بلکہ کسی پاک محل سے قرض حسنہ لے کر اس کے عوض اسے دے دیتے۔ کیونکہ بحکم فقہاء وہ حلت میں ایک اور درجہ پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نہایت تاکید فرمایا کرتے کہ کھانا پکانے والا وضو کے ساتھ بلکہ صاحب حضور و صفا ہو اور پکاتے وقت دینوی بات زبان پر نہ لائے اور فرماتے تھے کہ جو لقمہ بغیر حضور و احتیاط کے کھایا جائے اس سے ایک دھواں پیدا ہوتا ہے۔ جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کا وسیلہ ہیں ایسے قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ آپ تمام مریدوں کو اس احتیاط کی ترغیب دیتے تھے جو لوگ اس احتیاط میں تساہل سے کام لیتے۔ آپ اپنی نسبت کی نزاکت و صفائی کی وجہ سے اس کا نقصان ان کے حالات میں معائنہ فرماتے چنانچہ ایک روز ایک صاحب

Marfat.com

حال و کشف درویش آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے کام میں بستگی اور باطن میں کدورت پاتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے کیا تقصیر سرزد ہوئی ہے۔ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا کہ لقمہ میں بے احتیاطی ہو گئی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ لقمہ تو وہی ہے جو میں ہر روز کھایا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر خوب دریافت کرو ہمیں تو بجز اس کے کچھ نظر نہیں آتا۔ لقمہ کے کسی جزو میں ضرور فتور آیا ہو گا۔ جب اس درویش نے اچھی طرح تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ جن لکڑیوں سے کھانا پکایا جاتا تھا ان میں سے دو تین لکڑیاں ایسی شامل کر دی گئی تھیں جن میں احتیاط سے کام نہ لیا گیا تھا۔

لقمہ کی طرح آپ نماز میں بھی یہاں تک احتیاط کرتے کہ صف جماعت میں اپنی جانب اپنے خالص اصحاب میں سے کسی کو کھڑا کرتے کیونکہ اگر بیگانہ ہوتا تو فوراً اس کی غفلت و نقصان مع خطرات کے آپ کے آئینہ قلب میں منعکس ہوتا۔ ایک روز ایک درویش نے جو لحاف کا محتاج تھا۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھی اس کے دل میں لحاف مانگنے کا خطرہ گزرا۔ وہ خطرہ حضرت خواجہ پر ظاہر ہو گیا۔ ادائے نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ جس کو لحاف کی ضرورت ہے اسے لحاف دے دو۔ اس درویش کا بیان ہے کہ میں اس روز سے ڈرتا رہا کہ مبادا کوئی خطرہ جو حضرت خواجہ کی ملامت کا باعث ہو میرے دل پر گزرے۔

رشد و ہدایت: رشد و ہدایت کے فن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ صرف تین چار سال کے عرصہ میں آپ نے اس میدان میں جو عظیم کامیابی حاصل کی وہ بہت کم بزرگوں کے حصہ میں آئی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کے طریقہ تعلیم اور مرشدانہ شان کی اپنی کتاب مبدا و معاد میں ان الفاظ میں تعریف کی ہے ''ہم حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت میں چار اشخاص تھے کہ باقی سب اصحاب میں امتیاز رکھتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک کو حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے جدا جدا معاملہ تھا اور یہ فقیر یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد

Marfat.com

ایسی صحبت اور ایسی تربیت وارشاد ہرگز وجود میں نہیں آئی تھی۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اگرچہ ہم خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے مشرف نہ ہوئے تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم نہ رہے۔''

تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ سماع و رقص و وجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بلند آواز سے ''اللہ'' کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب کا خیال رکھے۔ لقمہ میں احتیاط کا خیال رکھتے۔ کھانا پکانے والا باوضو اور صاحب حضور ہو۔ ایک صاحب کشف درویش نے فیض میں کمی کی شکایت کی۔ فرمایا کہ لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے۔ جب خوب تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایندھن میں ترک احتیاط ہو گئی ہے۔ خود ہر وقت باوضو رہتے۔ بیعت کرتے وقت طالب سے توبہ کراتے۔ پھر طریقہ رابطہ و نگہداشت کی تعلیم دیتے۔ زیادہ تر طالبوں کو ذکر قلب اور بعض کو نفی اثبات کی تلقین کرتے۔ اس تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی محبت و توجہ کو شامل حال کرتے۔

ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی نے رمضان میں رات کے وقت ایک خادم کے ہاتھ حضرت کے پاس فالودہ بھیجا۔ وہ سادہ آدمی تھا، کسی خادم کو جگانے کے بجائے سیدھا خاص دروازہ تک چلا گیا۔ حضرت خود ہی فالودہ لینے آئے اور اس سے نام پوچھا اور فرمایا کہ ہمارے میاں شیخ احمد کا خادم ہے تو ہمارا ہی ہے۔ جیسے ہی وہ واپس ہوا جذب و سکر اس پر غالب ہونا شروع ہوا۔ وہ چلاتا، گرتا پڑتا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ زمین آسمان سب جگہ ایسا بے رنگ نور نظر آتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اس بے چارہ کے سامنے ہوئے اور اس ذرہ پر آفتاب کا پرتو پڑ گیا۔

ایک لشکری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے آیا اور اپنا گھوڑا سائیں کو دے آیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت طہارت کے لئے مسجد سے باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس ہوئے تو اتفاقاً اس سائیں پر نظر پڑ گئی۔ آپ تو مسجد میں تشریف لائے

Marfat.com

اور اس پر جذب و بے خودی غالب ہوئی۔ وہ شور کرتا ہوا بازار سے گزرا اور وہاں سے جنگل میں چلا گیا۔

آپ کی تعلیمات

راہِ سلوک کے متعلق آپ کے ارشاداتِ عالیہ حسبِ ذیل ہیں:

عقیدہ اہل سنت: آپ کا ارشاد ہے کہ ہمارے طریقہ نقشبندیہ کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر ثابت قدمی، دوام آگاہی اور عبادت۔ اگر کسی شخص میں ان تین میں سے کسی ایک میں بھی فتور پڑ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔

ذکر الٰہی: آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو اس راہ کا شوق ہو اسے چاہیئے کہ سچی توبہ کے بعد حتیٰ المقدور زہد و توکل و قناعت و عزلت و صبر و توجہ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اسی کو سفر در وطن کہتے ہیں۔

مراقبہ: مراقبہ کی حقیقت انتظار کرنا ہے اور انتظار کی صفائی مقصود کی طلب میں ہے۔ ایسی حالت میں کہ طالب اپنی قوت و طاقت سے نکل جائے اور مقصود جل ذکرہ کے دیدار کا مشتاق اور اس کے عشق کے سمندر میں مستغرق ہو جائے۔ قوت و طاقت کی دید کوشش کا غبار ہے اور آستانہ انتظار کشش ہے۔ اس قسم کا مراقبہ سوائے منتہی اور قریب الانتہاء کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتا۔

پیروں کی قسمیں: پیر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک پیر خرقہ، دوسرا پیر تعلیم اور تیسرا پیر صحبت۔ پیر خرقہ وہ ہے جو خرقہ پہنا کر خلافت عطا کرتا ہے۔ پیر تعلیم ذکر کی تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں۔ پیر صحبت وہ ہے جس کی صحبت میں رہ کر روحانی ترقیاں حاصل کی جائیں۔ ہندوستان میں چشتیہ و کبرویہ میں دارومدار پیر خرقہ پر ہے اور وہ کسی شخص کے لئے کئی پیروں کو تسلیم نہیں کرتے۔ بعض بزرگوں کے نزدیک پیر خرقہ اور تعلیم کا متعدد ہونا مکروہ ہے لیکن پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا پیر اجازت دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہاں پیر خرقہ

Marfat.com

متعدد نہیں ہوتے لیکن پیر تعلیم اور پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔

محبت ذات و صفات: محبت ذات و محبت صفات کی تحقیق میں سلسلہ سخن شروع تھا۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ محبت صفات یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ وہ عالم ہے یا شجاع ہے۔ تو اس وقت اس کی محبت موقوف ہوگی صفت علم و شجاعت پر۔ اگر یہ اوصاف اس سے دور ہو جائیں۔ تو اس کی ہمت بھی جاتی رہے اور محبت ذاتی یہ ہے کہ کسی شخص کو بغیر لحاظ کسی صفت کے دوست رکھے۔ یہ نہیں کہ جب وہ کسی صفت کے ساتھ متصف ہو تو اس وقت محبت میں زیادتی ہو۔ اور جب کسی صفت کے ساتھ منصف نہ ہو تو محبت میں نقصان آ جائے۔

توکل: توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھ رہیں کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے بلکہ سبب مشروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہئے اور نظر سبب ہی پر نہ رکھنی چاہئے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو حق سبحانہ نے مسبب پر پہنچنے کے لئے بنایا ہے۔ اس صورت میں مگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا تو یہ اس کی بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہئے۔ بعدازاں اسے اختیار ہے چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

ولایت کا مطلب: ولایت (واؤ پر زبر کے ساتھ) بندگی کا قرب ہے جس کا تعلق حق تعالیٰ سے ہے۔ اور ولایت (واؤ کے نیچے زیر کے ساتھ) خلق میں مقبولیت کا باعث ہے۔ کرامات کا تعلق دوسری قسم کی ولایت سے ہے۔ صاحب استعداد کو برکات پہلی قسم کے زیر اثر ملتی ہیں۔ بعض کو دونوں میں سے کوئی ایک ولایت اور بعض کو دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ انہیں دونوں میں سے کوئی ایک ولایت اور بعض کو دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ انہیں دونوں حاصل ہوتی ہیں مگر ایک قوی اور ایک ضعیف ہوتی ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کی ولایت واؤ پر زبر والی ہمیشہ دوسری ولایت پر غالب ہوتی ہے۔ شیخ اپنی وفات پر پہلی قسم ولایت اپنے ساتھ

Marfat.com

لے جاتا ہے اور دوسری قسم اپنے مخلص کو چھوڑ جاتا ہے۔

کشف کی اقسام: کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں۔ کشف صوریہ میں خطا و لغزش کی بڑی گنجائش ہے۔ جن مکاشفات میں خیال کو دخل ہے ان میں خطا ہو جاتی ہے تاہم الہام پر مبنی علوم یقینی میں خطا کو دخل نہیں۔ جو لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کو کشف کی ضرورت نہیں کیونکہ کشف دو قسم کا ہے۔ ایک کشف دینوی جو بالکل کسی کام نہیں آتا۔ دوسرا کشف اخروی ہے جو کتاب و سنت میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اور عمل کے لئے کافی ہے۔

طالب اور شیخ کی مثال: آپ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کو اس سلسلہ کے شیخ سے ایسی محبت ہو جائے کہ اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کی صورت حاضر رہتی ہو تو طریقہ رابطہ اختیار کرنا چاہئے۔ اس طریقہ کا مدار ارتباط جانبین پر ہے جس طرح روئی آتشی شیشہ سے مقابل ہو کر سورج کی حرارت حاصل کرتی ہے۔ طالب اور شیخ کی مثال روئی اور آتشی شیشہ آفتاب نما کی ہے۔ یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کیونکہ انہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت محبت بدرجہ کمال حاصل تھی۔ آپ کی نسبت نسبت حُبی ہے۔

تبلیغ و ارشاد کی بنیاد: مشائخ جو لوگوں کے ارشاد و تربیت میں مشغول ہوتے ہیں اس کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوا کرتا ہے حق سبحانہ کا الہام یا پیر کا حکم و امر۔ یا بندگان خدا پر شفقت یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں اور گمراہی کو ان کے عذاب و ضرر کا سبب جانتے ہیں تو نہایت ترحم سے ان کے عذاب کا دفعیہ چاہتے ہیں۔ پس شفقت کا متقضا یہ ہے کہ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کر کے لوگوں کو وعظ و نصیحت سے حفظ آداب اور اقامت شرائع کا حکم دیں۔ مثلاً فقہ و حدیث کا پڑھنا پڑھانا اور اس کے مطابق عمل کرنا مگر ان کو واصل بحق کرنا شفقت کی شرط نہیں بلکہ وہ ایک زائد امر ہے۔ اس محل پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس طریقہ تربیت کا ماحصل انجذاب ایمانی ہے جس کی دعوت تمام انبیاء و رسل دیتے

Marfat.com

رہے ہیں۔

توحید کیا ہے؟: توحید حاصل کرنی چاہئے۔ محققین متکلمین کے نزدیک توحید یہ ہے۔ نہیں موثر وجود میں کوئی شے سوائے اللہ کے۔ یعنی اپنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے تیئں قدرت سے خالی کرنا۔ اگرچہ متاخرین علماء میں سے بعضے قدرت موثرہ کو فی الجملہ بندہ میں بھی ثابت کرتے ہیں اور ان کی توحید یہ ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، لیکن زیادہ صحیح مذہب پہلا ہی ہے اور صوفیہ کرام جس طرح فعل وقدرت کو حق سبحانہ سے منسوب کرتے ہیں سات صفات میں سے باقی علم وسمع وبصر وحیات وارادہ وکلام کو بھی حق سبحانہ سے منسوب کرتے ہیں۔

طبقات اہل اللہ: اہل اللہ کے تین طبقے ہیں، عباد، صوفیہ اور ملامتیہ۔ عباد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہر عبادت پر اکتفا کیا۔ وہ صوفیہ کے ذوق و وجد سے بہرہ ور نہیں ہوتے۔ صوفیہ وہ ہیں جو ظاہر عبادت کے ساتھ وجد و ذوق سے بہرہ ور ہیں۔ وہ واپنی کرامات کو مخلوق سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔ اس طبقہ میں ایک طرح کی رعونت و نخوت رہ جاتی ہے۔ ملامتیہ وہ ہیں جو عام لوگوں کے لباس میں رہتے ہیں۔ ظاہر میں فرائض وسنن پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مشہور وظاہر نہیں کرتے۔ یہ حق تعالیٰ کا اتباع ہے کیونکہ وہ بھی لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ طبقہ رعونت سے پاک ہے اور عبودیت میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ عنہ اور خود اپنے آپ کو اس طبقہ کا سردار بتایا ہے۔ جو ملامتیہ ایسی ناپسندیدہ حرکات کرتے ہیں جن سے وہ مخلوق کی نظروں سے گر جائیں وہ مرتبہ میں صوفیاء سے کم درجہ کے ہیں کیونکہ مخلوق ان کی نظروں سے ساقط نہیں۔

مقامات سلوک: سلوک کے دس مقامات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص گناہ کی زندگی میں ملوث ہے یا اس کے دل میں دنیا کی رغبت ہے یا اسباب پر

Marfat.com

نظر رکھتا ہے یا ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے یا اس کے اوقات ذکر حق سے معمور نہیں یا خدا سے خدا کے علاوہ کچھ اور مانگتا ہے یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا یا اپنی ذات پر نظر رکھتے ہوئے اپنی قوت و ذہانت پر بھروسہ کرتا ہے یا احکام ازلیہ کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا وہ یقینی طور پر سلوک میں ناقص ہے۔ پھر فرمایا کہ بعض منتہی سالکین بھی جو اپنی خواہشات سے باہر آ گئے ہیں بقدر ضرورت معاش پر اکتفا کرنے لوگوں سے میل جول اور مجاہدہ نفس میں ثابت نہیں ہو رہے ہیں وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ منہ کرنے والا ہے)

درستگی عقیدہ و نیت: حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص درست اعتقاد اور صحیح نیت کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا رہے تو اگر اسے زندگی میں ذوق و وجد حاصل نہ ہوں تو موت کے بعد اسے عطا کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول بیان کر کے فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی جہاں میں سکرات الموت کے وقت اس دولت سے مشرف کر دیتے ہیں۔

سورہ اخلاص کے معنی: سورہ اخلاص کے معنی کے بیان میں فرمایا کہ اس کو سورہ اخلاص اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرک جلی و خفی کے غبار سے خالص و پاک ہو جاتا ہے اور اس کے عمل میں فی الجملہ اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ اعتقاد کا شرک خفی سے پاک ہونا اس طرح ہے کہ الوہیت میں ایسی ذات کا اعتقاد رکھے کہ عرصہ امکان میں کسی طرح کوئی اس کا مثل نہ ہو ورنہ اس کا معتقد ممکن ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے اکابر نے فرمایا ہے کہ توحید قدیم کو حادث سے الگ کرنے کا نام ہے۔

رویت باری تعالیٰ: آنکھ کے ساتھ باری تعالیٰ کی رویت (دیدار) موت کے بعد ہو گی کیونکہ رویت مکمل انکشاف کا نام ہے جب تک روح کا تعلق اس بدن کے ساتھ ہے انکشاف نہیں ہو سکتا کیونکہ روح خواہ کتنی ہی بے تعلق ہو جائے کم سے کم

Marfat.com

حیات کا تعلق باقی رہے گا۔

کرامات و تصرّفات: آپ کے روحانی تصرفات اور کرامات بے شمار ہیں۔ ان میں چند حسب ذیل ہیں۔

قحط کی شدت میں کمی: ایک مرتبہ لاہور میں آپ تشریف فرما تھے کہ یہاں پر قحط پڑ گیا۔ لوگوں کو کئی کئی روز روٹی کا منہ نہ دیکھنا نصیب ہوتا۔ آپ نے اپنے مخیّر مریدوں کو حکم دیا آپ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی امداد کریں۔ آپ دن بھر لوگوں سے غلہ اور گندم اکٹھی کرتے اور شام کے وقت فاقہ زدگان میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے قحط سے متاثر لوگوں کی خاطر اپنی خوراک گھٹا دی اور اپنے حصے کی خوراک مستحقین میں تقسیم کروا دیا کرتے تھے۔ قحط سے متاثرین آپ کے گھر کے اردگرد جمع ہو جاتے۔ آپ فرماتے جس دن ایک بھی فاقہ زدہ میرے در سے خالی پیٹ لوٹا وہ میری زندگی کا بدترین دن ہوگا اور اس کے لئے میں خدا کے آگے جواب دہ ہوں گا۔ آپ کے مرید بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق بھوکے لوگوں کی امداد کرتے تھے اور آپ کے ان فلاحی اعمال کی وجہ سے قحط کی شدت کافی حد تک ختم ہو گئی۔

آپ کی دعا سے قوت مل گئی: شہر دہلی کے ایک فاضل نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال تک وہ اس پر قادر نہ ہوا۔ اس نے دعا و دوا بہت کی۔ کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ ایک روز حضرت خواجہ سوار ہو کر کسی جگہ کو جا رہے تھے۔ اس نے راستے میں آپ کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نہایت نیاز مندی سے اپنا قصہ عرض کیا۔ حضرت کو اس پر رحم آیا۔ آپ نے گھوڑے سے اتر کر اس کو بغل میں لے کر خوب معانقہ کیا اور فرمایا جاؤ فتح ہے۔ فاضل موصوف نے اسی وقت اپنے جسم میں عجیب قوت محسوس کی اور نہایت آسانی سے اپنی عورت پر قادر ہو گیا۔

ایک برے افسر کا انجام: ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے حضرت خواجہ کے ایک ہمسایہ پر ظلم کیا۔ آپ وہ ظلم دیکھ کر بے قرار ہو گئے اور اس افسر کو نصیحت کی مگر وہ

Marfat.com

بدبخت باز نہ آیا۔ حضرت کو اس مظلوم پر نہایت رحم آیا۔ آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ ہمارے حضرات خواجگان بہت غیرت مند ہیں۔ یہ انہی کے پڑوس میں رہتا ہے۔ خبردار رہنا وہ تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ ایک چور کے خون کے مقدمہ میں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

قریب المرگ بچہ تندرست ہو گیا: ایک ضعیفہ کا تین چار سال کا لڑکا حصار فیروز آباد کی دیوار پر سے گر پڑا۔ دیوار کے نیچے سنگین فرش تھا۔ گرتے ہی اس کے کانوں سے خون بہنے لگا اور سانس بند ہو گیا۔ گریہ وزاری اور بے قراری کی حالت میں ماں کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ سوجھا کہ حضرت خواجہ کے قدم محترم میں سر رکھ کر اس کی زندگی کی التماس کی۔ حضرت کی عادت تھی کہ اپنی توجہ و تصرف کو بہت چھپایا کرتے۔ آپ نے طب کی ایک کتاب طلب کی اور فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا نہ مرے گا۔ حاضرین نے تعجب کیا کہ کون سی کتاب یہ بات بتا رہی ہے۔ آپ ایک لحظہ خاموش رہے۔ وہ قریب الموت لڑکا اپنی حالت پر آ گیا۔ لوگ حیران رہ گئے۔

لاعلاج مرض سے فی الفور آرام: ایک وحشی شیخ زادہ آپ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ حضرت کو بتایا گیا تو فرمایا کہ اس کے دل میں خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنا آبائی سلسلہ دوبارہ اختیار کرنا چاہیے۔ مجھ پر یہ بات ظاہر ہو گئی اور مجھے غیرت ہوئی۔ اس بیماری کی یہی وجہ ہے۔ مریض تک یہ بات پہنچی تو اس نے اس کی تصدیق کی اور ندامت کے ساتھ توبہ کی۔ چنانچہ اسے فی الفور آرام آ گیا۔

نان بائی کو اپنے جیسا بنا دیا: ایک مرتبہ خواجہ باقی باللہ کے دربار میں بہت سے مہمان آ گئے۔ ان کے پاس اس وقت کھانے کا کوئی سامان نہ تھا اور کوئی رقم بھی نہ تھی جس سے کھانا خریدا جا سکتا۔ آپ نے دل میں سوچا کہ مولا مہمان تو خالی نہیں جانے چاہئیں اور خدا نے آپ کے ذہن میں ایک ایسی چیز ڈالی جس سے آپ کی

Marfat.com

مہمانی اور اولیاء کو چار چاند لگ گئے۔ آپ نے اپنے خادم سے کہا جاؤ اور فلاں نان بائی سے کہو کہ پانچ چھ آدمیوں کا کھانا بھجوا دے اور اس کو معاوضہ اس کی حسب منشا ملے گا۔ آپ کے حکم کے مطابق خادم نان بائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا حکم اس کو سنایا۔ نان بائی بولا میں نے اس وقت نہاری پکا رکھی ہے اور روٹیاں بھی تیار ہیں لیکن کھانا اس شرط پر دوں گا کہ خواجہ صاحب نے جو وعدہ کیا ہے کہ معاوضہ حسب منشا ملے گا۔ وہ پورا کریں۔ خادم نے نان بائی سے کہا ''خواجہ صاحب جو بات کرتے ہیں وہ پوری بھی کرتے ہیں اس لئے تم بے فکر رہو۔'' نان بائی بولا میرا معاوضہ کوئی ایسا ویسا نہ ہو گا میں تو معاوضہ میں ہندوستان کی حکومت طلب کروں گا اور اگر وہ مجھے مل جائے تو پھر خواجہ صاحب کو ولی مانوں گا۔ خادم نے کہا تو ایسے کرو کہ کھانا لے کر میرے ساتھ چلو اور خواجہ صاحب سے خود بات کر لینا۔ دونوں خواجہ صاحب کی خانقاہ میں پہنچے تو خادم نے نان بائی کا مطالبہ خواجہ صاحب کو بتلا دیا۔ آپ نے فرمایا ''تم فکر مت کرو مہمانوں کو شکم سیر ہونے دو اور پھر تمہارا معاوضہ تمہاری خواہش کے مطابق ملے گا۔'' نان بائی چپکا ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا اور مہمان اور خواجہ صاحب کھانا کھانے لگ گئے۔ جب سب لوگ کھانا کھا کر بیٹھ گئے تو خواجہ صاحب نے نان بائی سے کہا ''دیکھو تمہارا کھانا بڑا لذیذ تھا اور سب نے بڑا خوش ہو کر کھایا۔ اب تم واقعی اس بات کے حقدار ہو کہ تمہیں اس کا معاوضہ تمہارے حسب منشا دیا جائے۔ اس لئے تم خود بتاؤ کہ کیا معاوضہ چاہتے ہو۔''

نان بائی بولا مجھے طلب تو ہندوستان کی حکومت کی تھی مگر آپ کی شکل دیکھ کر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میں شکل وصورت، اعمال وکردار اور سیرت میں آپ جیسا ہو جاؤں۔''

آپ نے نان بائی سے کہا ''ایسا کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم کچھ اور طلب کرو۔''

نان بائی نے تمسخرانہ طور پر کہا ''اگر آپ میری یہ خواہش نہیں پوری کر سکتے تو

Marfat.com

دوسری کیسے کریں گے۔ میں نے جو مانگنا تھا مانگ لیا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میری یہ خواہش پوری کر سکتے ہیں تو فبہا ورنہ میں چلا جاتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا ''میں نے جو وعدہ کیا ہے اس کو تو ضرور ایفا کروں گا لیکن میں چاہتا ہوں تو اپنی خواہش بدل لیتا تو اچھا تھا۔''

اس نے کہا آپ میری پہلی خواہش ہی پوری فرما دیں یہی میری حتمی خواہش ہے۔ آپ کو اس کو پورا کرنے میں تامل کیوں ہے۔ آپ نے جواب دیا مجھے کوئی تامل نہیں مگر وہ خواہش تمہاری حیثیت سے بہت زیادہ ہے کیونکہ جس برتن میں جتنی چیز سمائی ہوتی ہے اگر اس میں زیادہ چیز ڈال دی جائے تو اس کے دو نتیجے برآمد ہوتے ہیں یا وہ برتن ٹوٹ جاتا ہے یا چیز چھلک پڑتی ہے۔ نان بائی بولا حضرت! آپ کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں لہٰذا آپ میرا مقصد پورا کیجئے۔ خواجہ صاحب نے سکوت فرمایا اور اس کو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے۔ خادم اور مہمان دونوں نان بائی اور خواجہ صاحب کی گفتگو سن رہے تھے اور حیران تھے کہ جو خواہش اس نے کی ہے وہ کیسے پوری ہوگی۔ وہ دونوں کے حجرے سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد حجرے کا دروازہ کھلا اس کے اندر سے خواجہ باقی اللہ نکلے۔ دونوں کی شکل و صورت ایک جیسی تھی۔ چال ڈھال ایک جیسی تھی فرق صرف اتنا تھا کہ ایک ہوشیار تھا اور دوسرا مدہوش اور بے خود تھا اور پاؤں لڑکھڑا کر زمین پر رکھ رہا تھا مگر دوسرے بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔ جو ٹھیک ٹھاک تھے وہ اصل خواجہ باقی اللہ تھے۔ تھوڑی دیر میں جو مدہوش خواجہ باقی اللہ تھا درحقیقت نان بائی تھا زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ خواجہ باقی باللہ نے فرمایا میں نے اس سے کہا تھا کہ جس برتن میں جتنی سمائی ہو اس میں اتنی ہی چیز ڈالنی چاہئے کیونکہ یا چیز چھلک جاتی ہے یا برتن ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ اس نان بائی پر مدہوشی اور سکر تین دن تک قائم رہا اور اس واقعہ کی اتنی شہرت ہوئی کہ لوگ دور دور سے خواجہ باقی اللہ نان بائی کو دیکھنے آتے تھے اور چند ہی روز میں نان بائی اللہ کو پیارا ہو گیا مگر اس کو باقی اللہ ہی کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

Marfat.com

آپ کی توجہ سے اولاد مل گئی: ایک بانجھ عورت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے ہاں کوئی بچہ نہیں اور میرا خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سبب سے میں بہت رنجیدہ ہوں۔ اس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرمارہے تھے۔ تھوڑی سی کھا کر باقی اس کو دیدی اور فرمایا: یہ مادہ حیات حاضر ہے۔ اس عورت نے آپ کے دست مبارک سے وہ معجون لے کر کھائی اور آپ کی برکت سے اس کا مرض جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد دی اور اس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ ترک کر دیا۔

سلوک وطریقت کی تربیت: ایک دفعہ ایک مسجد میں آپ نماز پڑھ رہے تھے آپ کے پیچھے ایک شخص محو نماز تھا۔ اس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس پر کسی کی نظریں پڑ رہی ہیں لیکن پھر یہ سوچ کر اس وہم کو دل سے نکال دیا کہ سامنے جو بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں ان کی اس طرف پشت ہے پھر ان کی نگاہ کیونکر پڑ سکتی ہے مگر اس کے باوجود وہ شخص کافی دیر اسی کیفیت سے دوچار رہا۔ نماز ختم کرنے کے بعد اس شخص نے جب غور کیا تو وہ حیران رہ گیا جس بزرگ نے اس پر اپنی نگاہیں مرکوز کر رکھی تھیں ان کا منہ تو قبلہ رخ تھا مگر نگاہیں دوسری طرف سے اس شخص کو دیکھ رہی تھیں۔ جب وہ بزرگ بھی نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔

''اے نیک بزرگ آپ میاں مسجد میں تو نو وارد ہیں لیکن آپ میں ایک چیز جس نے مسخر کر دیا ہے میں اس کے متعلق آپ سے کچھ آگاہی چاہتا ہوں۔ اک ذرا سی نظر کرم اگر مجھ پر ہو جائے تو میں بھی جان لوں کہ آپ روحانیت میں کس قدر بلند شخصیت ہیں۔''

اس بزرگ نے جواب دیا ''اے شخص میں واقعی اجنبی اور مسافر ہوں اور یہاں سفر کرتے ہوئے کچھ دیر کے لئے رک گیا ہوں۔ مگر تو مجھے جو صاحب روحانیت سمجھ رہا ہے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور اس کے فضل اور رحمت کا

Marfat.com

متلاشی ہوں اور حق تعالیٰ سے ہر وقت دعا گو رہتا ہوں کہ وہ مجھے اپنا قرب عطا فرما دے۔ اس کے علاوہ میرے اندر کوئی چیز نہیں۔"

اس شخص نے عرض کی "اے اجنبی بزرگ میں اگرچہ کوئی عالم فاضل تو نہیں مگر میں نے ابھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آپ اگلی صف میں تھے۔ میں آپ کے پیچھے والی صف میں تھا۔ آپ کی پشت کی طرف میرا منہ تھا مگر میں نے نماز میں بھی محسوس کیا جیسے آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ نماز کے بعد میں نے آپ کو غور سے دیکھا کہ آپ کا منہ قبلہ رخ بھی ہے اور میری طرف بھی ہے اور یہ بات شعبدہ بازی نہیں ہو سکتی یہ کرامت کسی اللہ والے میں سے ہی ظاہر ہو سکتی ہے اور آپ کو میں نے جتنا دیکھا اور جس حال میں دیکھا آپ سراپا خدا کے ولی ہیں لہٰذا آپ مجھے بھی اپنے خزانہ روحانیت سے کچھ عطا فرمائیں۔"

اجنبی بزرگ نے اس شخص سے کہا دیکھو! اگر تم نے کچھ محسوس کیا ہے تو اس کا چرچا مت کرو۔ کیونکہ ریاضت اور مجاہدے کے بعد اگر انسان کو اللہ کی مہربانی بھی میسر ہو جائے تو ایسا وقت آ جاتا ہے جب انسان کا سینہ جوش انوار سے ابلنے لگتا ہے اور وہ نور جب ظاہر ہو جائے تو ہر دیکھنے والے کو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس کی طرف دیکھا جا رہا ہے۔

اس شخص نے اصرار کیا کہ مجھے بھی کچھ عطا ہو تو ان اجنبی بزرگ نے اس شخص کو اپنے ساتھ نماز ظہر پڑھائی اور اس کو اپنے ساتھ خدا کا ذکر کرایا۔ اس کی حالت ایسے ہو گئی جیسے شدید سردی میں کپڑوں کے بغیر کسی کی ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد آپ نے اس کو دیگر سلوک و طریقت کی تربیت دی اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

<u>پیر کامل:</u> کہتے ہیں کہ ایک خراسانی جوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کے مزار مبارک کا مجاور تھا اور حضرت کی روحانیت سے ایک پیر کامل کا طالب تھا جو قید حیات میں ہو۔ جب حضرت باقی باللہ دہلی میں رونق افروز ہوئے تو اس جوان کو واقعہ میں دکھایا گیا کہ طریقہ نقشبندیہ کا ایک بزرگ اب شہر میں وارد ہوا

Marfat.com

ہے تم اس کی خدمت کو لازم پکڑو چنانچہ وہ جوان حسب الامر آپ کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کر کے قبولیت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسکین اپنے تئیں اس کے شایاں نہیں سمجھتا۔ وہ کوئی دوسرا ہوگا۔ جب آپ نے بطریق انکسار بہت سے عذر کئے وہ جوان واپس چلا گیا۔ دوسری رات واقعہ میں اس سے کہا گیا کہ پیر کامل وہی بزرگ ہیں جن کی خدمت میں تم حاضر ہوئے اور ان کی انکساری دیکھی۔ دوسرے روز وہ آپ کے آستانہ پر ایسا آیا کہ پھر واپس نہ گیا اور شرف قبولیت حاصل کیا۔ اور دیکھا جو دیکھا اسی طرح حضرت خواجہ کے خلیفہ حسام الدین کا بیان ہے کہ میں حسب الارشاد پیر کامل کی تلاش میں آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس شہر میں پہنچ کر حیران و پریشان تھا کہ کیا کیا جائے اور دل میں کہتا تھا کہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہو کر عرض کروں گا کہ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ مگر جیسا بزرگ آپ فرما رہے تھے مجھے نہیں ملا۔ اسی اثناء میں میں ایک راستہ میں گزر رہا تھا کہ ایک مکان سے راگ کی آواز آئی۔ کان لگا کر بغور جو سنا تو قوال شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کی یہ بیت گا رہے تھے۔

تو خواہی آستیں افشاں و خواہی دامن اندرکش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دکانِ حلوائی

یہ بیت سن کر مجھے مزید اشتیاق پیدا ہوا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ماجرا بیان کیا اور پایا جو پایا۔

<u>تواضع اور خاکساری:</u> صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ ایک روز میں ایک مسجد کے گوشہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے شیوہ اولیاء اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا۔ اسی ضمن میں اس نے کہا کہ میں نے عمر بھر میں ایک شخص کو دیکھا ہے جو بے نفسی اور بردباری میں اس زمانہ میں بے مثل ہے اور ہمارے محترم کا نام لیا۔ اور بیان کیا کہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر تھا کہ ناگاہ خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس اللہ سرہٗ تشریف لا

Marfat.com

رہے ہیں۔ خدام نے مزار شریف کے قریب آپ کے لئے ایک تخت بچھایا۔ اور اس پر فرش اور تکیہ لگایا۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ایک آزاد فقیر آیا۔ اس کی نظر جو تخت و فرش پر پڑی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کس کے لئے ہے۔ خدام نے کہا کہ فلاں بزرگ کے لئے ہے۔ یہ سن کر وہ حضرت خواجہ کو سخت سست کہنے لگا۔ اسی اثناء میں حضرت خواجہ بھی آپہنچے۔ آپ کو دیکھ کر وہ اور برافروختہ ہوا اور آپ کے سامنے ہرزہ گوئی کر کے کہنے لگا کہ اے شخص! تو ایسی کون سی لیاقت رکھتا ہے کہ یہاں تیرے واسطے فرش بچھایا جائے۔ حضرت خواجہ کے ہمراہ جو درویشوں کی بڑی جماعت تھی وہ یہ سن کر بے آرام ہوگئی اور چاہتی تھی کہ اس بے لگام فقیر کو تنبیہ کرے مگر حضرت نے اپنی نگاہِ خشم آلود سے سب کو اس ارادے سے باز رکھا اور خود اس بدزبان فقیر کے پاس جا کر نہایت نرمی سے عذر کیا اور فرمایا کہ میں کسی لائق نہیں آپ جو کچھ فرماتے ہیں درست ہے یہ سارا تکلف میرے اشارے اور علم کے بغیر ہوا ہے۔ آپ معاف کیجئے اور مجھ بدنصیب کے پیچھے اپنا مغز خالی نہ فرمایئے۔ آپ زبان مبارک سے یہ فرماتے جاتے تھے اور اپنی آستین مبارک کے ساتھ اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھتے جاتے تھے اور اظہار تواضع فرما رہے تھے۔ چند درہم خوادس نے مانگے تھے دے رہے تھے راوی کا قول ہے کہ میں نے کسی طرح کا تغیہ و تذبذب حضرت خواجہ کے حال و قال میں نہ دیکھا۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ نفس تمکین جسے کہتے ہیں وہ اس عالم میں موجود ہے۔

کیف و مستی: شیخ تاج الدین جو حضرت خواجہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے خواجہ عجیب کیفیت کے ساتھ دریا کے ساحل کی طرف متوجہ ہوئے۔ قباء کے بند کھلے۔ سینہ ننگا، عمامہ پریشان، چہرہ مبارک سے شکستگی اور قلق و اندوہ کے آثار نمایاں۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو میرا احساس ہوا۔ نہایت آہ و درد کے ساتھ فرمایا کہ تاج اس قدر واردات اور احوال اور فیوضات اور انوار و اسرار مجھ پر وارد ہو رہے ہیں

Marfat.com

کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو جائے تو ان کے لکھنے کے لئے کافی نہ ہو مگر مجھے ان سے کیا کام۔ میرا مطلوب دید و دانش سے دور ہے۔

طلب بے چون و مطلب ہیچ گونہ
نہ آں راشبہ ونہ ایں رانمونہ

<u>نماز مومن کا معراج ہے:</u> یہ بھی شیخ تاج الدین کا بیان ہے کہ ایک روز میں صف جماعت میں حضرت خواجہ کے پہلو میں تھا۔ نماز کے درمیان آپ پر گریہ و اضحلال کے خطبہ کے آثار محسوس ہوئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اسی حالت میں حجرے میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے آیا اور آپ کو اسی حال میں پایا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے خلاف ادب گستاخانہ عرض کیا؟؟؟ بے اختیار رونے اور اندوہ آشفتگی کا سبب کیا ہے۔ فرمایا تو اس بات کو دریافت نہ کر۔ ہم کو اس درد و اندوہ میں رہنے دے چونکہ خواجہ کی عنایت نے مجھے بہت دلیر کر دیا تھا میں نے اصرار کیا۔ فرمایا عین نماز میں جو مومن کی معراج ہے میری روح نے مقصود وراء الوریٰ کی طلب میں عروج کیا اور حتی المقدور اس کی جستجو میں کوشش کی مگر جب کامیاب نہ ہوئی تو ناچار حیران و گریاں اپنے تئیں قفس قالب میں لاڈالا۔ اس کا یہ گریہ و اندوہ اسی حسرت کی وجہ سے تھا۔

<u>آپ کو دیکھنے سے خدا یاد آجاتا:</u> ایک روز آپ کا گزر ایک ہنود کی بستی پر ہوا جہاں کے باشندے کھیتی باڑی کا کام کیا کرتے تھے جونہی ان کی نظر آپ پر پڑی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ عجیب شخص ہے۔ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔

<u>عظمت و شان:</u> ایک معمر فاضل کا بیان ہے کہ ایک روز مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ دیکھا کہ صف جماعت کھڑی ہے۔ اور حضرت خواجہ بھی صف میں تشریف رکھتے ہیں پہلی صف بھر گئی تھی مگر خواجہ کے پہلو میں درویشوں نے بپاس ادب کچھ جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ چونکہ مجھے خواجہ سے چنداں عقیدت نہ تھی اور میں نے آپ کو بچہ سا دیکھا

Marfat.com

تھا۔ اس لئے اپنی نسبت ان کو کم عمر پا کر رعایت ادب کا خیال نہ آیا اور اس خالی جگہ میں گھس کر نیت باندھ لی۔ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ خواجہ کی عظمت و شان نے مجھ پر اثر کیا۔ ہر چند میں نے بچنے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ میں عین نماز میں پیچھے ہٹنے لگا۔ ہٹتے ہٹتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ اگر ایک قدم اور پیچھے ہٹوں تو چبوترے سے نیچے گر پڑوں مگر میں خبردار ہو گیا اور یہ معاملہ دیکھ کر خواجہ بزرگوار کے مخلصوں کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

قطب وقت: ایک روز لاہور کے ایک فقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ ابلق گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے پیچھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یہ قطب وقت ہے۔ بعدازاں اس درویش نے حاضر خدمت ہو کر قبولیت کی درخواست کی۔ آپ نے حسب معمول عذر پیش کیا۔ وہ بے چارہ مسجد میں آ کر درویشوں کے مجمع میں روتا ہوا کہنے لگا کہ یارو! کیا ناز و گداز ہے کہ اپنا جمال دکھا کر میرا دل لے لیا ہے۔ اب جو ناشاد و خانہ خراب حاضر خدمت ہوا ہوں تو یوں جواب دیتے ہیں اور آستانہ سے نکالتے ہیں۔ کیا کروں کہا جاؤں اس نے اس ماجرا کو ایسے پیرایہ میں بیان کیا کہ بہت سے حاضرین بے ہوش ہو گئے اور عجیب شور برپا ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ کے کان تک پہنچا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے عرض کیا گیا۔

کز لب شیرین تو شوریست در ہر خانہ

آپ نے تبسم فرمایا اور اس درویش کو بلا کر تلقین سے سرفراز فرمایا۔

تا نگرید طفل کے جوشد لبن　　　تا نگرید ابر کے خندد چمن

وصال: وفات فرمانے سے قبل حضرت نے اپنی بی بی صاحبہ سے فرمایا کہ اس سال چالیس سال کی عمر میں مجھے ایک واقعہ عظیم پیش آنے والا ہے چنانچہ اسی سال آپ نے وفات پائی۔

اسی زمانہ میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب سلسلہ

Marfat.com

عالیہ نقشبندیہ کے کسی شخص کا انتقال ہونے والا ہے پھر فرمایا کہ شہر دہلی کے کنارے کوئی جگہ اختیار کرنی چاہیئے اور تعلقات کو ترک کر کے وہیں دفن ہونا چاہیئے۔ اس بارہ میں آپ نے بعض احباب کو استخارہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ استخارہ راست نہیں آیا تو یہ ارادہ ترک فرمادیا گیا۔

اسی زمانہ میں آپ نے فرمایا کہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ جس غرض کے لئے تم کو لایا گیا تھا وہ پوری ہوگئی۔ اب کوچ کرنا چاہیئے۔ اسی زمانہ میں دوسری مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ قطب زمانہ کی وفات ہوگئی اور میں اس وقت اپنے مرثیہ میں ایک قصیدہ بلیغ پڑھ رہا ہوں جس میں بڑی بڑی تعریفیں مندرج ہیں۔

جمادی الثانی کی پندرھویں تاریخ کو حضرت پر مرض کا غلبہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ احرار قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ پیراہن پہنو۔ اس خواب کو بیان کر کے آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن پیراہن ہی ہے۔

اسی زمانہ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ایک مخلص نے سفر کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ چند روز تک کہیں نہ جاؤ۔ ہمارا وقت آخر ہوگیا ہے۔ اس ضعف کی حالت میں آپ سے بہت کچھ وقائق علوم ظاہر ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں ایک رات استغراق و استہلاک کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حاضرین نے اس کو نزع کی حالت خیال کیا۔ بہت دیر کے بعد جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اگر مرنے کے معنی یہی ہیں تو کیا اچھی چیز ہے جس سے افاقہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔

سن **1012**ھ جمادی الثانی کی پچیس تاریخ کو آثار موت ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ اس حالت میں ایک درویش کی زبان سے کلمہ یَا اِلٰهَ الْعَالَمِیْن نکلا آپ نے فوراً منہ پھیر کر اس کی طرف دیکھا حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ نام محبوب کے سننے کے شوق میں بے اختیار متوجہ ہوگئے۔ اس کلام سے چشم

Marfat.com

مبارک میں آنسو بھر آئے جب تھوڑا دن باقی رہ گیا تو ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال پا گئے۔

دوسرے دن مخلصین نے جنازہ اٹھایا تو فرط غم کی وجہ سے ان پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ وہ اس جگہ تابوت نہ اتار سکے جہاں قبر تیار کی گئی تھی بلکہ ایک دوسری جگہ تابوت جا اتارا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہاں حضرت نے ایک دن وضو کر کے دوگانہ پڑھا تھا اور اٹھتے وقت وہاں کی خاک دامن مبارک پر لگ گئی تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی خاک دامن گیر ہوگئی ہے چنانچہ وہیں بیرون شہر دہلی جانب اجمیری دروازہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہوئے۔ خواجہ حسام الدین کی کوشش سے مزار پر مقبرہ تعمیر ہوا مگر آپ کی وصیت کے مطابق اس پر گنبد نہ بنایا گیا۔

آپ کی تاریخ وصال 25 جمادی الثانی بروز ہفتہ 1012ھ مطابق 30 نومبر 1603ء ہے۔

اولاد: حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت آپ کے دونوں بیٹے نہایت کم سن تھے۔ خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ کلاں اور خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد کی عمر دو دو تین تین سال سے زیادہ نہ تھی۔ حضرت نے اپنی زندگی میں ہی انہیں حضرت مجدد الف ثانی سے توجہ دلائی تھی۔ ان کی عام خبر گیری اور پرورش کی سعادت خواجہ حسام الدین کے حصہ میں آئی۔

Marfat.com

امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی نقشبندیہ کے ان اولیائے کاملین سے ہیں جن کے ذریعے ہندوستان میں احیائے دین کا فریضہ سرانجام ہوا۔ سرزمین ہند کے لوگ جو غفلت کے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے آپ کے ذریعہ سے صاحب رشد و ہدایت بنے۔

آباؤ اجداد: آپ فاروقی النسب ہیں کیونکہ آپ کا نسب نامہ پدری (۲۷) ستائیس واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ پس آپ فاروقی ہیں۔ سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں آپ کے اسلاف میں چھٹی پشت کے امام رفیع الدین کے ہاتھوں شہر سرہند آباد ہوا۔ یہاں پہلے جنگل تھا جسے سہرند (شیروں کا جنگل) کہتے تھے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (جن سے سلطان کو عقیدت تھی) نے سلطان کو بتایا کہ یہاں ایک بڑا ولی اللہ پیدا ہوگا اور اسے یہاں شہر آباد کرنے کو کہا۔ چنانچہ فیروز شاہ نے اس کا حکم جاری کیا اور یہ کام امام رفیع الدین کے سپرد کیا۔ امام موصوف کو سہروردی سلسلہ میں حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے خلافت حاصل تھی۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد حضرت عبدالاحد نے عین عالم شباب میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت کی۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن الدین نے ان کو فوائد و برکات سے مالا

Marfat.com

مال کر کے طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت ۹۷۹ھ میں مرحمت فرمایا۔

انہوں نے حضرت شاہ کمال کتھیلی سے سلوک طریقہ قادریہ طے کیا اور حضرت شاہ کمال سے فوائد و برکات کے علاوہ نسبت فردیت حاصل کی۔ رہتاس میں حضرت شیخ عبداللہ داد سے اور جون پور میں حضرت شیخ علی قوام نظامی سے فیض روحانی حاصل کیا۔

ولادت: آپ 14 شوال 971ء بمطابق 26 جون 1564ء شب جمعہ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ روضہ قیومیہ کے مطابق آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ سور، ریچھ اور بندر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ان کے سینے سے نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ظالموں اور ملحدوں کو بکروں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے۔ کوئی بلند آواز سے کہتا ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقاً (کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل اسی لئے ہے کہ مٹ جائے) شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارا لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعے ظلمت والحاد و بدعت کا خاتمہ ہوگا۔

نام و لقب: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا نام احمد، لقب بدر الدین، کنیت ابو البرکات اور خطاب مجدد الف ثانی ہے۔ آپ نے دین اسلام کی نئے سرے سے احیاء کی اس لئے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔

شجرۂ نسب: آپ کا عالی نسب امیر المومنین امام الاعدلین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ صاحبزادے ہیں شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ فرزند تھے شیخ زین العابدین کے۔ (یعنی زین العابدین) بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللہ بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین المعروف

Marfat.com

فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ (اصغر) بن شیخ عبداللہ واعظ (اکبر) بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحٰق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

بچپن: آپ مختون پیدا ہوئے تھے اور بچوں کی طرح روتے نہیں تھے۔ آپ کا بدن یا کپڑا کبھی ناپاک نہیں ہوتا تھا، آپ کو کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔ ابھی آپ دودھ ہی پیتے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد نے حضرت شاہ کمال کتھیلی کو آپ کی علالت کی اطلاع دی اور ان کو اپنے گھر لائے حضرت شاہ کمال کتھیلی نے آپ کو دیکھا، گود میں لیا اور آپ کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ یہ عالم باعمل عارف کامل ہوگا اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عافیت میں تربیت سے مستفید ہوں گے، تاقیامت اس کا نور روشن رہے گا، اکثر اولیائے امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں، باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔

یہ فرما کر حضرت شاہ کمال کتھیلی نے اپنی زبان آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ نے اس کو چوسنا شروع کر دیا۔ حضرت کمال کتھیلی بہت خوش ہوئے اور خوشی کی حالت میں فرمایا۔

"ہمارے طریقہ قادریہ کی تو تمام نعمت اس کو پہنچ گئی۔"

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ آپ نے بہت جلد قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے بعد علم ظاہری کی تحصیل اپنے والد سے شروع کی۔ بہت سی درسی کتب پڑھ کر جلد ہی فارغ ہوئے۔ پھر مولانا کمال کے پاس سیالکوٹ گئے اور ان سے کچھ کتابیں پڑھیں جس میں تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی، تفسیر بیضاوی مع دیگر تصنیفات قاضی بیضا، صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوٰۃ المصابیح ترمذی شریف مع شمائل، جامع صغیر قصیدہ بردہ قابل ذکر ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں تمام متداول علوم کی تکمیل کے بعد واپس

Marfat.com

سرہند شریف تشریف لائے اور درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔

صحبتِ علماء: آگرہ اس زمانے میں دارالسلطنت تھا اور دربار سے منسلک بڑے بڑے اہل علم وہاں مقیم تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ اس دوران ابوالفضل اور فیضی سے بھی ہم مجلس ہونے اور علمی مباحث میں شرکت کا موقع ملا۔ ان دنوں فیضی اپنی بے نقط تفسیر ''سواطع الالہام'' لکھ رہا تھا۔ عربی کے حروف تہجی میں بندہ پندرہ حروف منقوط ہیں اور صرف گیارہ غیر منقوط یعنی بے نقط۔ اس لئے صرف ایسے الفاظ کا انتخاب جن کے تمام حروف بے نقط ہوں بڑا مشکل علمی کام تھا۔ فیضی کو جب بھی کسی عبارت میں دقت پیش آتی وہ آپ سے مدد لیتا تھا اور آپ اسے عبارت لکھ کر دے دیتے تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا ابوالفضل بھی قائل تھا اور آپ کی بڑی عزت کرتا تھا۔ تاہم یہ رفاقت زیادہ دیر نہ چل سکی۔ ایک مجلس میں ابوالفضل نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہے تو آپ ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ آئے۔ جب کئی روز تک ابوالفضل کے ہاں نہ گئے تو آدمی بھیج کر آپ سے معذرت کی اور اپنے پاس بلا بھیجا۔

قیام آگرہ کے دوران آپ کو دربار اکبری کے علماء کے انداز فکر کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور اس مرکز علم میں رہ کر اپنا علمی پایہ بلند کرنے کا موقع ملا چنانچہ اس دوران آپ نے کئی علمی رسائل عربی اور فارسی زبان میں لکھے۔ انہی میں سے ایک رسالہ رد رفض بھی تھا۔ اس کی تحریر کا باعث یہ امر تھا کہ عبداللہ خان ازبک والئی سمرقند بخارا نے خراسان پر حملہ کر کے ۹۹۳ھ میں ہرات پر قبضہ کر لیا اور پھر مشہد کا محاصرہ کر لیا۔ مشہد کے شیعہ علماء نے اسے اس شہر میں قتل و غارت سے باز رکھنے کے لئے شیعیت کے حق میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ اس رسالہ کی خوب اشاعت کی گئی۔ برصغیر کی علمی مباحث میں اس کا ذکر ہوتا تھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک مدلل رسالہ تحریر فرمایا جو بعد میں شیعہ امراء کی طرف سے آپ کی مشکلات کا باعث بھی بنا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت: آگرہ سے واپسی پر آپ نے سلوک و تصوف کی دنیا میں قدم رکھا۔ طریقت کی تعلیم و تربیت بھی آپ نے اپنے والد سے شروع کی اور ان سے خرقہ خلافت چشتیہ صابریہ حاصل کر کے جانشین ہوئے۔ سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ کی اجازت بھی اپنے والد سے حاصل کی اور طریقہ کبرویہ اپنے استاد شیخ یعقوب کشمیری سے حاصل کیا۔ اس کے باوجود آپ کو پورا اطمینان نہ ہوا۔ کتاب و سنت کی پیروی کا خیال اس قدر غالب تھا کہ چشتی سلسلہ کی خلافت کے باوصف سماع کی طرف طبیعت مائل نہ ہوئی۔

ان دنوں آپ کو حج بیت اللہ کا بے حد اشتیاق رہتا تھا لیکن والد بزرگوار کی کبر سنی کے سبب یہ ارادہ معرض التوا میں رہا۔ آپ کے والد گرامی نے ۱۰۰۷ھ میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اگلے سال آپ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور دہلی پہنچے۔ ان دنوں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لا چکے تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست مولانا حسن کشمیری نے آپ کے سامنے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت بشاشت سے ملے اور آپ سے ارادہ و قصد کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ارادۂ حج کا اظہار کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی افتادِ طبع کے برعکس فرمایا کہ اگرچہ ارادہ نیک ہے لیکن چند روز اس جگہ فقراء کے پاس قیام کرنے میں کیا حرج ہے۔ آپ نے حسب ارشاد ایک ہفتہ قیام کا فیصلہ کیا۔ ابھی دو روز ہی گزرے تھے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے جذب کی وجہ سے آپ میں طریقہ نقشبندیہ اختیار کرنے کا شوق غالب آ گیا اور آپ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت بغیر استخارہ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے مگر یہاں اپنی روش کے برعکس فی الفور آپ سے بیعت لی (۱۵۹۹ء) اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔ اسی وقت اس کے اثرات ظاہر ہوئے اور آپ کا دل ذاکر ہو گیا اور پھر حلاوت و لذت قلبی کے ایسے معاملات پیش آئے کہ نہ دیکھے نہ

Marfat.com

سے۔ دو ماہ میں آپ کو تمام نسبت حاصل ہو گئی۔

ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلوت میں طلب کیا اور اپنے واقعات بیان فرمائے کہ جب مجھے حضرت خواجہ املنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ، وہاں تم سے طریقہ جاری ہو گا تو میں نے اپنے میں اس قابلیت کو نہ پا کر عذر کیا۔ حضرت نے مجھے استخارہ کا حکم دیا۔ استخارہ میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک طوطی ایک درخت کی شاخ پر بیٹھی ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو مجھے سفر ہندوستان میں سہولت ہو گی۔ اس خیال کے آتے ہی وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت خواجہ املنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں تم سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہو گا کہ جہان اس سے روشن ہو گا اور تم بھی اس سے بہرہ یاب ہو گے۔ حضرت کا یہ اشارہ تمہاری طرف تھا۔ جب میں سرہند شریف میں پہنچا تو خواب میں کسی نے مجھے کہا کہ تم قطب کے پڑوس میں آ کر ٹھہرے ہو اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا۔ صبح اٹھ کر میں اس جگہ کے درویشوں سے ملنے گیا مگر کسی کو اس حلیہ اور قابلیت کا مالک نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے کسی فرد میں یہ استعداد ہو گی جو بعد میں ظاہر ہو گی۔ پھر جب تمہیں دیکھا تو وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی موجود تھے۔ پھر ایک روز میں نے دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے اور اس کی روشنی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی ہے اور لوگ اس چراغ سے بکثرت چراغ روشن کر رہے ہیں۔ جب سرہند شریف کے قرب و جوار میں پہنچا تو وہاں کے دشت و صحرا کو مشعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ یہ اشارہ بھی تمہاری طرف تھا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دولت کمال و تکمیل عطا فرما کر سرہند شریف رخصت کیا۔ یہاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے طالبان کی تربیت کا کام شروع کیا اور آپ کی ذات سے اثر عظیم ظاہر ہونے لگا اور لوگ کشاں کشاں آپ

Marfat.com

کے پاس حاضر ہونے لگے۔ اس کے بعد دوبار اور مرشد کی زندگی میں دہلی تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔ اب آپ پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات بہت بڑھ گئی تھیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم لوگوں کو خود بیعت کرتے تھے بلکہ جو اس غرض سے آتا اسے آپ کے پاس بھیج دیتے۔ اپنے کم سن بیٹوں کو بھی آپ سے توجہ دلائی۔ بعض اوقات تو اس طرح آپؒ کا ادب کرتے اور حلقہ میں بیٹھتے کہ گویا آپ مرشد اور وہ خود مرید ہیں۔

مرشد کی خدمت میں حاضری: جب دوسری بار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دہلی آئے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کابلی دروازہ تک پاپیادہ مع خدام آپ کا استقبال کیا اور اپنے اصحاب کو تاکید کی کہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں کوئی میری طرف متوجہ نہ ہوا کرے بلکہ سب ان کی طرف متوجہ رہا کریں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے اصحاب نے تامل کیا تو فرمایا کہ ''شیخ احمد آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے ستارے اس میں گم ہیں۔'' مجلس سے اٹھتے وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی طرف پیٹھ بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک خط میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''شیخ احمد نامی ایک شخص سرہند کا رہنے والا کثیر العلم اور قوی العمل ہے چند روز فقیر کی صحبت میں رہا۔ اس سے عجیب حالات دیکھنے میں آئے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوگا جس سے جہاں روشن ہو جائیں گے۔ اس کے بھائی اور رشتہ دار سب نیک اور طبقہ علماء سے ہیں۔ اس شیخ کے بیٹے جو ابھی بچے ہیں اسرار الٰہی ہیں۔

مرشد کی طرف سے اس قدر افزائی کے باوجود آپ مرشد کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے میاں احمد کے بلانے کو بھیجا۔ جیسے ہی میں نے جا کر کہا کہ آپ کو حضرت طلب فرماتے ہیں تو خوف سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔

Marfat.com

لاہور میں قیام: آخری ملاقات میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ لاہور جائیں۔ چنانچہ سرہند شریف واپس آ کر چند روز قیام کیا اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ وہاں علماء و فضلاء کی کثیر تعداد طریقہ میں داخل ہوئی اور بہت لوگ آپ کی صحبت کیمیا خاصیت کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔ حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی آپ کے حلقہ بیعت وارادات میں داخل ہوئے اور بہت سے مشائخ نے آپ سے فیوض باطنی حاصل کئے۔

قیام لاہور کے دوران ایک عالم نے آپ سے وحدت الوجود کے متعلق سوال پوچھا۔ آپ نے اس کے کان میں کچھ بات کی جسے سن کر اس کا رنگ اڑ گیا اور آنسو بہہ نکلے۔ وہ آپ کے زانوؤں کو ہاتھ لگا کر رخصت ہوا۔ لاہور میں ہی آپ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنی چنانچہ تیزی سے دہلی پہنچے اور مزار مبارک پر حاضری دی۔

سرہند میں قیام: اب آپ نے اپنے مرشد کی خانقاہ میں رہ کر حلقہ و مجلس کا اہتمام کیا مگر حضرت خواجہ مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ درویشوں نے حسد کی بنا پر آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ جب تلخی زیادہ بڑھی تو آپ نے یہاں قیام مناسب نہ سمجھا اور واپس سرہند شریف تشریف لے گئے۔ بعد میں ان درویشوں نے معافی چاہی تو آپ نے انہیں معاف فرما دیا۔

اس کے بعد آپ زیادہ تر سرہند شریف میں مقیم رہے البتہ جمادی الثانی میں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا مہینہ تھا آپ ہر سال دہلی جاتے اور مزار مبارک پر حاضری دیتے۔ اس دوران دو تین بار آگرہ جانے کا بھی اتفاق ہوا۔

درس و تدریس: حضرت شیخ نے سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس و تدریس اور تصنیف رسائل کے ذریعہ سے تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ بعدازاں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے اجازت ارشاد پا کر تلقین میں مشغول ہو گئے تھے۔ اور حسب اشارہ پیر بزرگوار لاہور میں اشاعت طریقہ فرما رہے تھے کہ

Marfat.com

حضرت خواجہ نے وفات پائی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے مریدین نے آپ سے تجدید بیعت کر کے استفادہ باطنی جاری رکھا۔ آپ کے کمالات عالیہ کی برکت اور انوار صحبت کے فیض سے سلسلہ نقشبندیہ تھوڑے عرصہ میں ہندوستان میں دور دور شائع ہو گیا۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ مجددیہ ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں بھی پھیلنے لگا چنانچہ تجدید و قیومیت کے چھٹے سال شیخ طاہر بدخشی شیخ احمد برکی، خواجہ یوسف برکی، شیخ حسن برکی، مولانا یار محمد قدیم طالقانی، مولانا صالح گولامی، شیخ عبدالحق شادمانی اپنے اپنے شہروں سے دور دراز سفر طے کر کے سرہند شریف میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ مجددیہ میں داخل ہوئے۔ یہ سب خلافت سے سرفراز ہو کر ذریعہ اشاعت طریقہ بنے۔ تجدید کے بارہویں سال بہت سے جن بھی حضرت کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ چنانچہ جنوں کا بادشاہ مع لشکر آپ کا مرید ہو گیا۔

تجدید کے چودھویں سال حضرت شیخ نے اپنے خلیفے بغرض ہدایت خلق دنیا کے اطراف میں روانہ کئے چنانچہ ستر اہل ارادت بسر کردگی مولانا یار محمد قدیم طالقانی ملک ترکستان و قپچاق کو بھیجے اور چالیس ارادت مند یمن شام و روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسین روانہ فرمائے اور اپنے دس معتبر یار مولانا صادق کابلی کے تحت میں کاشغر کی طرف روانہ کئے۔ اور تین بڑے بڑے خلیفوں کو بسر کردگی مولانا شیخ احمد برکی توران بدخشان اور خراسان کی طرف رخصت کیا۔ ان خلفاء کی ہر جگہ بڑی عزت ہوئی اور ان ملکوں کے چھوٹے بڑے امیر وزیر بادشاہ تک حضرت کے خلفاء کے مرید بن گئے۔ خراسان بدخشان اور توران میں تو طریقہ عالیہ احمدیہ کا اس قدر رواج ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہ تھا جہاں اس سلسلہ کے خلفاء نہ ہوں یہاں تک کہ عبداللہ خان اوزبک جو وہاں کا بادشاہ تھا حضرت کا ایسا معتقد ہو گیا کہ کوئی کام آپ کے خلفاء کے مشورے کے بغیر نہ کرتا۔

خلفاء کے علاوہ حضرت کے مکتوبات کے ذریعہ سے بھی تبلیغ و اشاعت ظہور میں آئی۔ مکتوبات کی پہلی جلد ۱۰۲۵ھ میں تمام ہوئی جسے حضرت کے خلیفہ خاص شیخ یار محمد

Marfat.com

جدید طالقانی نے جمع کیا تھا۔ لوگوں نے اس کی نقلیں حاصل کیں اور ایران تو ران بدخشاں ماوراء النہر میں شائع ہوئی اور اس کا بہت اچھا اثر پڑا چنانچہ تجدید کے بائیسویں سال ایک درویش بلخ سے ہندوستان آیا۔ اس کی وساطت سے وہاں کے اکابر نے مثلاً مشائخ میں سے سیادت پناہ سید میرک شاہ اور شیخ المشائخ کبروی میر محمد اور میر مومن بلخی نے اور علماء میں سے مولانا زبانی حسن قبادانی اور مولانا نولک نے درخواستیں بھیج کر غائبانہ بیعت کی۔

اس مقام پر یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے تجدید و قیومیت کے پندرھویں سال میں اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو سلطان ہند جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر بغرض اشاعت طریقہ آگرہ میں بھیجا جہاں اس سلسلہ عالیہ کا کوئی خلیفہ نہ تھا۔ اور اسے تاکید کر دی کہ مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نہ آنا۔ چنانچہ شیخ صاحب لشکر سلطانی میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں ان کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ارکان سلطنت میں سے خانخاناں، اعظم خاں، خانجہاں لودھی، سکندر خاں، سید صدر جہاں اسلام خاں اور مہابت خاں وغیرہ داخل سلسلہ ہو گئے اور مجلس حلقہ گرم ہونے لگی۔

کرامات: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں ان میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

آپ کا پیراہن ہر مرض کی دوا: ایک درویش طبع شخص امین نامی جو کہ چوٹی کے علماء میں بھی شمار ہوتا تھا اور پہلے حضرت خواجہ دیوانہ سواتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ سخت علالت میں گرفتار تھا ایسی علالت کہ جس پر نہ تو کسی دعا اور دوا اثر انداز ہوئی تھی۔ امین نامی نے ایک آدمی حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت عالیہ میں بھیجا اور نہایت انکساری کے ساتھ عریضہ بھی بھیجا اور توجہ کے لئے گزارشات پیش کیں اور عرض کیا کہ حضور تبرکاً کچھ کپڑا عنایت فرمایا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کو ان پر بہت رحم آیا اور عریضے کے جواب

Marfat.com

میں تحریر فرمایا کہ

"بڑھاپے کی شدت کی وجہ سے اندیشہ نہ کریں۔ انشاء اللہ تندرست ہو جاؤ گے اس معاملے میں مجھے پورا پورا اطمینان ہے اور جو آپ نے کپڑا طلب کیا ہے وہ آپ کو بھیجا جا رہا ہے اسے بدن پر پہنیں اور اس کے نتائج سے امید وابستہ رکھیں انشاء اللہ برکات کا حامل ہوگا۔"

امین نامی شخص نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا پیراہن مبارک پہنا اور ان کا کئی سالہ پرانا مرض دور ہو گیا ایسا کہ جیسے پہلے مرض لاحق ہوا ہی نہیں تھا۔ پھر وہی مریض آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کا مرید بن گیا اور باقی تمام عمر آپ کی ہی خدمت میں گزاری اور آپ کے خاص مریدین میں شمار ہوا۔

<u>دوبارہ عہدہ گورنری عطا فرمانا:</u> ایک شخص عبدالرحیم خان خاناں اپنے وقت کا نواب تھا اور صوبہ دکن کا گورنر بھی تھا اور اس خیال میں تھا کہ دکن کے علاقے پر اپنا قبضہ ہو جائے۔ اسی سوچ میں کافی عرصہ گزر گیا بادشاہ کے قریب بیٹھنے والوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ عبدالرحیم نے دشمن سے پوشیدگی میں صلح کر لی ہے اور ظاہر میں جنگ کر رہا ہے۔ بادشاہ نے یہ بات سن کر عالم طیش میں آ کر عبدالرحیم خانِ خاناں کو گورنری سے معزول کر دیا اور یہاں تک کہ اس کے قتل کا بھی خدشہ تھا۔ عبدالرحیم حضرت میر محمد نعمان جو کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا خلیفہ تھا کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ میر محمد نعمان نے حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت عالیہ میں اس معاملے میں بہت التجا اور نیاز مندی کے ساتھ عریضہ لکھا۔ حضرۃ مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی نے اس عریضے کے مطالعے کے بعد قلمدان منگوا کر اس عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

"آپ کے ارسال کردہ عریضے کے مطالعہ کے وقت عبدالرحیم خانِ خاناں بڑی قدر و منزلت والے نظر آئے اس معاملے میں خاطر جمع رکھیں۔"

حضرت میر نعمان رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ

Marfat.com

النورانی کا یہ مکتوب عبدالرحیم خانِ خانان کے پاس بھیج دیا۔ اس نے کہا حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ سے یہ بات بعید نہیں ہے لیکن بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ بادشاہ بہت متنفر ہو چکا ہے اور حاسد لوگوں نے خوب زہر اگلا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے مکتوب گرامی کے آنے کو ابھی دس بارہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ بادشاہ کا قلب عبدالرحیم خانِ خانان کی طرف سے صاف ہو گیا اور اسے پھر دکن کی گورنری سے سرفراز کیا گیا اور خلعت خاصہ سے بھی سرفراز فرمایا۔

بیماری کا اپنے سر لینا: ایک رئیس آدمی جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کا بہت زیادہ عقیدت مند تھا بیان کرتا ہے کہ میں ایک ضروری کام سے لاہور سے اکبر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں سرہند میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاقاً وہاں بیماری میں مبتلا ہو گیا اور خیال کیا کہ چند دنوں کے لئے یہیں وقت گزاروں آپ نے اس رئیس سے فرمایا:

"جاؤ صحت یاب ہو جاؤ گے اور ضروری کام بھی در پیش ہے۔"

رئیس آدمی کا بیان ہے کہ مجھے فوری شفا ہو گئی اور میں سفر کے لئے چل پڑا۔ تین دن تک تو صحت بحال رہی لیکن چوتھے دن پھر بیمار ہو گیا۔ دل میں خیال کرنے لگا کہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ جاؤ صحت یاب رہو گے اور اب تو پھر بخار نے آ گھیرا ہے۔ یہ کیا عجب بات ہے۔ اسی اثناء میں حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی روحانی طور پر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ:

"خاطر جمع رکھو میں نے تمہاری بیماری اپنے سر لے لی ہے۔ اٹھو اور اپنے سفر کی تیاری کرو۔"

پھر مجھے اسی وقت بیماری سے نجات مل گئی اور تمام ضعف دور ہو گیا اور اپنے سفر کی تیاری کر لی۔

حضرت مجدد الف ثانی کی صحبت کے اثرات: ایک درویش صفت آدمی جو کہ ابھی تک وہ حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت

Marfat.com

عالیہ میں حاضر نہ ہوا تھا آپ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صحبت کی وجہ سے بڑے سے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو آخر اس کی کیا وجہ ہے شاید پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ سب کچھ دے دیا جاتا ہوگا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

''اس مسئلہ کا حل صحبت پر موقوف ہے۔''

وہ درویش طبع آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب سی حالت طاری ہوگئی۔ آپ نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب فرما کر فرمایا:

''آج ہی ہم نے تمہارا ورق لوٹ دیا ہے اور تمہارے حالات کو بدل دیا ہے اور یہ بات تمہاری سمجھ میں آئی ہے یا نہیں۔''

درویش نے یہ بات سنتے ہی آپ کے قدموں پر سر رکھتے ہوئے تمام اسرار و رموز بیان کر دیئے اور آپ کی صحبت کی فضیلت کا اعتراف کرنے لگا۔

حالت کا سلب ہو جانا: ایک باکمال درویش صفت آدمی حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اس درویش باکمال کا قلب ایسا ذاکر تھا کہ اس کے قریب بیٹھنے والا آدمی بھی ذکر کی آواز کو بخوبی سن لیتا تھا اور بالخصوص جب وہ سو جاتا تھا تو دور سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی اور اسے کئی درویشوں سے خلافت حاصل تھی اور آپ سے بھی وہ یہی توقع رکھتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''یہ شخص صاحب استعداد ہے لیکن ذکر کے غلبے اور مشائخ کی خلافت نے اسے متکبر بنا دیا ہے اور اسی وجہ سے اس کی ترقی کے راستے میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے اس کا حل یہ ہے کہ اس کے حال کو سلب کر لیا جائے۔''

Marfat.com

چنانچہ دو روز نہ گزرے تھے کہ اس کا حال سلب کر لیا گیا۔ وہ نہایت حیرانی کے عالم میں ڈوب گیا اور آنکھوں سے حسرت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ آپ نے چند دن اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی تو اس کا غرور و تکبر دور ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کو علیحدگی میں بلا کر سلب کئے ہوئے حال سے سرفراز فرمایا اور بہت زیادہ فیض سے نوازا۔

بارش کا بند ہو جانا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی جب اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے موسم برسات میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا۔ بارش کثرت سے ہوتی تھی اور دن رات میں فرصت نہ ملتی تھی۔ آپ مسجد میں تراویح میں قرآن مجید پڑھتے تھے ہوا کے تعفن اور گرمی کی زیادتی سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بہت تکلیف پہنچ رہی تھی۔ ایک رات تراویح سے فراغت کے بعد جب آپ مسجد سے باہر آ رہے تھے تو آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری دائمی سنت ہے بارش راتوں میں نہ ہوا کرے اور ہم تراویح مسجد کے صحن میں ادا کریں تو کیا اچھا ہو! خدا کی شان کہ ایسا ہی ہوا کہ ستائیسویں رات تک بارش نہ ہوئی پھر ایک دم بارش شروع ہوئی۔

دیوار کے گرنے کی غائبانہ خبر دینا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی جب لاہور میں تشریف لائے تو ایک رات عشاء کی نماز کے بعد اس گھر کی ایک دیوار کے قریب جہاں پر آپ ٹھہرے ہوئے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ آج رات کوئی شخص اس دیوار کے قریب سے ہرگز نہ گزرے اور نہ ہی سوئے۔ اس وقت بادل کا نام و نشان نہیں تھا اور نہ ہی بارش تھی۔ بعض لوگ آپ کی یہ بات سن کر حیران ہوئے کیونکہ دوسری دیواریں اس سے زیادہ خراب حالت تھیں اور وہ دیوار سب سے زیادہ مضبوط تھی۔ وہ دیوار پچھلی رات میں گر گئی۔ ایک کنیز اس وقت اس دیوار کے نزدیک تھی جس پر مٹی کے چند ڈھیلے گرے۔ آپ نے غصے سے فرمایا کہ میں نے تو رات کو ہی کہہ دیا تھا کہ اس دیوار کے قریب مت جانا۔

Marfat.com

وقت نزع سے مطلع کرنا: ایک شخص کا بیان ہے کہ میری والدہ سخت بیمار تھیں۔ میں حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت عالیہ میں کچھ رقم حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ کی نذر کے لئے پیش کی اور والدہ کے لئے شفا کی درخواست کی۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ یہ نذر اپنے پاس رکھو اور اس خوبی کے ساتھ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمتہ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ

''اے شخص ہوش کر اپنی والدہ کے پاس جا کیونکہ اب اس پر وقت نزع طاری ہے۔''

میں اسی وقت خواب سے بیدار ہوا اسی وقت بے تابی کے عالم میں آپ کی خدمت قدسیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نمازِ تہجد پڑھ چکے ہیں۔ میں نے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور جو خواب دیکھا تھا وہ عرض کیا۔ آپ یہ سنتے ہی مراقبہ میں چلے گئے اور کچھ دیر اس حالت میں رہے پھر ارشاد فرمایا کہ:

''اے شخص جلدی جا اب تیری والدہ پر وقت نزع طاری ہے۔''

میں روتا ہوا والدہ کے سرہانے آیا اور ان کی نبض دیکھی کہ نبض ختم ہو چکی تھی اور کچھ دیر کے بعد دارِفنا سے عالم بقا کی طرف روح پرواز کر گئی۔

دوا میں افیون کا ملانا اور حضرۃ مجدد کا غیبی خبر دینا: ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں اور میرے ایک دوست جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے مریدین میں سے تھے۔ امساک کے لئے اپنے گھر میں دوا تیار کی۔ اور اس میں افیون بھی ڈالی۔ صرف اس بات کا ہمیں دو آدمیوں کو ہی علم تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ ہم دونوں بوقت نماز ظہر حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ واپسی پر وہ دوا کھائیں گے۔ آپ کا خیال تھا کہ فارغ ہونے کے بعد گھر میں تشریف لے جائیں۔ دروازے پر

Marfat.com

آپ کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں کو قریب طلب فرما کر بہشت اور حور وقصور کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ دینوی لذتوں کی نفی فرمائی اور آخرت کی لذتوں کی ترغیب دلائی اور پھر مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ:

"وہ دوا جو افیون سے تم لوگوں نے تیار کی ہے وہ مت کھانا۔"

ہم لوگ سخت حیران ہوئے اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس دوا کو پانی میں ڈال کر باہر بہا دیا۔

تباہی کا پیش خیمہ بننا: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے مریدین میں سے ایک آدمی جو کافی دولت مند تھا اور وہ امیر دولت مند آپ کے قریب ملک احمد نامی کی حویلی میں رہتا تھا۔ ایک روز آپ نے اسے آگاہ فرمایا کہ اس حویلی سے نکل جاؤ ورنہ تم ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اتفاقاً وہ دولت مند وہاں سے نکل نہ سکا اور سخت حوادث کا شکار بن گیا۔

جادو کا علم سیکھنے سے منع فرمانا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کے ایک مرید نے بیان کیا کہ جن دنوں میں آپ کو بادشاہ کے ہاتھوں اور دین کے دشمنوں کی وجہ سے تکلیف پہنچی تو ایک آدمی جو جادو کا عالم تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہندی میں چند اسم سے واقف ہوں وہ یہ کہ ظہر سے عصر کی نماز تک اگر وہ پڑھ لئے جائیں تو اسی دن دشمن پر ہلاکت کا سامنا ہو جاتا ہے اور یہ بات میرے تجربہ میں آئی ہے۔ جادوگر نے وہ اسم مجھے کاغذ پر لکھ کر مجھے دیئے کہ مکان کی چھت کی لکڑی میں رکھ دو۔ میں نے جادوگر سے وہ اسم سیکھ کر وہ پرچہ مکان کی چھت میں رکھ دیا۔ میں نے اپنے دل میں طے پایا کہ اب منگل کو پھر پڑھوں گا۔ ناگاہ میں نے رات کو خواب میں حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کو دیکھا کہ گویا آپ اپنے دانتوں میں کلی کی انگلی دبا کر فرما رہے ہیں کہ مرید میرا ہو اور عمل جادوگر سے سیکھے اور اس پر عمل بھی کرے۔ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ خبردار ایسا قبیح عمل نہ کرنا اور وہ سراسر جادو ہے پھر میں نے وہ عمل ترک کر دیا۔ اس کے بعد بادشاہ اس

Marfat.com

ایذا رسانی سے بہت شرمندہ ہوا اور آپ کو گوالیار سے بلوایا اور آپ اپنے وطن تشریف لے آئے۔ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی خدمت قدسیہ میں حاضر ہوا۔ ایک عالم آپ کی ملاقات کے لئے آ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر آپ میرے سامنے مجھے اس عمل سے منع فرمائیں گے بغیر اس کے کہ میں اس کا اظہار کروں تو میں اس عمل کو چھوڑ دوں گا ورنہ ایک بار تو دشمن کے جگر پر ضرور تیر ماروں گا۔ آپ تین دن تک سرہند میں رہے اور میں مسلسل تین دن تک آپ کی خدمت قدسیہ میں اس نیت سے گیا۔ تیسرے دن آپ مجمع خلائق سے رخصت ہو کر مکان میں تشریف لے جا رہے تھے کہ دروازے میں اندر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ فلاں شخص کو بلاؤ۔ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ ہندی اسم مت پڑھنا کہ وہ سراسر جادو ہے وہ نہایت شرمندہ ہوا اور اس عمل قبیح سے منکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''ایسی باتیں کیوں کرتے ہو تم نے تو وہ اسم فلاں جادوگر سے سیکھا ہے۔ اور وہ کاغذ جس پر جادوگر نے وہ اسم لکھ کر دیئے تھے وہ تم نے اپنے گھر کی چھت کی فلاں لکڑی میں رکھ دیئے ہیں۔ وہ عمل اپنی تاثیر میں ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے بتایا تھا لیکن خبردار کبھی ایسا نہ کرنا جادو سراسر حرام ہے۔ جاؤ اور اس کاغذ کے پرزے کو چھت سے نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو''

میں نے یہ تمام ارشاد سن کر سر تسلیم خم کیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

''مجھ سے عہد کرو کہ اس کاغذ کے ٹکڑے کو جا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اور پھر کبھی بھی ایسے قبیح عمل کے قریب تک بھی نہ جاؤ گے۔''

پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنا دست رحمت میرے ہاتھ پر پھیرا۔ ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی کہ مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میں عالم حیرت میں گم ہو گیا۔ پھر میں نے فوراً گھر آ کر اس کاغذ کے پرزے کو چھت سے نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

Marfat.com

دورانِ خواب قلب کا ذاکر بنا دینا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کا ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں ایک تڑپ موجزن رہتی تھی کہ میں آپ سے طریقہ ذکر حاصل کروں۔ کسی وجہ سے اس سعادت کے حاصل کرنے میں دیر ہی دیر ہوتی گئی۔ ایک رات میں نے مصمم ارادہ کیا کہ کل آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کروں گا کہ مجھے مریدی سے سرفراز فرمائیں اور طریقہ ذکر سے مستفیض فرمایا جائے۔ اسی رات خواب میں یہ دیکھا کہ ایک گہرا سمندر ہے اور میں اس کے اس کنارے پر کھڑا ہوں اور حضرت مجدد الف قدس سرہٗ النورانی دوسرے کنارے پر تشریف فرما ہیں اور میں بھی اس کوشش میں ہوں کہ دوسرے کنارے پر پہنچ جاؤں۔ اتفاقاً آپ کی نگاہِ التفات مجھ بے کس پر پڑی تو آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا:

"اے شخص جلدی آجا، بہت جلدی آجا تو نے تو بہت دیر کر دی۔"

حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی کا یہ فرمانا ہی کہ میرا قلب ذاکر ہو گیا صبح خواب سے بیدار ہو کر آپ کی خدمت عالیہ میں یہ واقعہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا یہی ہمارا طریقہ ہے اسے جاری رکھو۔

لڑکے کی خوشخبری دینا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی کا ایک مرید تجارت کا کام کرتا تھا۔ تاجر نے آپ کی خدمت قدسیہ میں عرض کیا کہ حضور میں بوڑھا ہو چکا ہوں لیکن کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا جو دنیا میں میری یادگار ہوتا۔ آپ اس معاملے میں توجہ فرمائیں۔ آپ نے تھوڑی دیر مراقبہ کیا اور پھر فرمایا:

"تجھے اس بیوی سے جو اب تیرے گھر میں موجود ہے اس سے لوحِ محفوظ میں کوئی لڑکا لکھا ہوا نہیں ہے اگر دوسری شادی کرو گے تو اس بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔"

اتفاقاً اس کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اور اس نے دوسری شادی کی جس سے اللہ کریم نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔

Marfat.com

شراب سے چھٹکارا دلانا: حضرت مولانا محمد امین نامی ایک آدمی جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کا بہت زیادہ عقیدت مند تھا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض پرواز ہوا کہ حضور نواب شیر خواجہ جو والد کی طرف سے سید ہے لیکن والدہ محترمہ کی طرف سے خواجہ زادہ ہے اور اس کے اباؤ اجداد باہر سے مقام ارفع حاصل کر کے آئے ہیں آپ اگر توجہ فرمائیں تو اس کو شراب نوشی سے نجات مل جائے آپ اس کی اصلاح فرما کر مومن بنا دیں اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو ایک بہت بڑی جماعت اصلاح پا جائے گی چونکہ اس کے حقوق میرے ذمے ہیں اس لئے آپ کی خدمت میں عرض پرواز ہوں۔ یہ بات سن کر آپ عالم سکوت میں ڈوب گئے لیکن جب مولانا نے بار بار اصرار کیا تو پھر ایک دن آپ نے توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا:

> ''مولانا میں شیر خواجہ کے حال کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ وہ فسق و فجور کی گھنگھور گھٹاؤں میں پھنسا ہوا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ اسے اس دلدل سے نجات مل جائے مگر میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ اسے اس فعل سے نجات مل جائے گی اور راہِ راست کی طرف کھینچ لاؤں گا۔''

بالآخر عرصہ دراز کے بعد شیر خواجہ نے تمام فسق و فجور سے توبہ کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا اور آپ کا یہ فرمان کہ آخر اسے اس دلدل سے نجات مل جائے گی۔ قولِ صادق ہوا۔

خواب میں انتقال کی خبر کی تصدیق: ایک شخص نے بیان کیا کہ جب حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی قلعہ گوالیار میں محبوس تھے تو سرہند شریف میں آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی۔ میں اس خبر کو سن کر بہت زیادہ پریشان ہوا۔ فاتحہ خوانی کی تو اسی رات جس رات کہ میں آہ و زاری کر رہا تھا دیکھا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی چند درویشوں کے ساتھ حجرے میں تشریف

Marfat.com

فرماہیں اور میری طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

''اے شخص میرے انتقال کی جو خبر مشہور ہو چکی ہے سراسر جھوٹ ہے۔''

میں جب سو کر اٹھا اور ہر طرف سے اس خبر کی تصدیق کی تو ہر جگہ سے یہی خبر ملی کہ آپ ہر طرح سے خیر و عافیت سے ہیں اور اس خبر کے بعد آپ کئی سال تک زندہ و سلامت رہے۔

میرزا فتح پوری کی رہائی: شہنشاہ اکبر کے انتقال کے وقت اور جہانگیر کی تخت نشینی کے موقع پر میرزا شاہ رخ کے بیٹے میرزا فتح پوری نے بغاوت کا نشان ظاہر کیا۔ اتفاقاً خواجہ کلاں نے عبداللہ خان کو اس علم بغاوت کے متعلق لکھا۔ عبداللہ خان نے یہ میرزا فتح پوری پر حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اور بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے اسے قید میں ڈلوا دیا اور بہت عرصہ وہ قید میں رہا۔ اور جب کبھی کوئی شخص بادشاہ کے سامنے اس کی رہائی کا ذکر کرتا تو بادشاہ ضمانت طلب کرتا۔ اس کی سرکشی کی وجہ سے کوئی ضمانت نہ دیتا اور اس کا معاملہ طویل ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیر و سیاحت کے دوران آگرہ پہنچے اور کٹڑہ مظفر خان میں قیام فرمایا۔ میرزا فتح پوری کو جب آپ کی تشریف آوری کی خبر ملی تو اس نے اپنا ایک وکیل بڑی نیاز مندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا اور اپنی رہائی کے لئے عرض کرایا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا:

''جاؤ۔ مرزا فتح کو رہائی حاصل ہو گی۔''

اس نے پھر عرض کیا کہ حضور کب رہائی حاصل ہو گی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''کل رہائی حاصل ہو گی۔''

جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ نے اسے یاد کیا اور اپنے پاس بلوایا اور بڑی عزت سے رہا کر دیا اور کہا کہ:

''میں ہی تمہاری ضمانت دیتا ہوں۔''

ہار جیت کی خبر دینا: ایک شخص جس کا نام میرزا مظفر تھا جو سرہند کا فوجدار تھا

Marfat.com

اور قصبہ جیت پور میں رہائش پذیر تھا۔ اس خیال میں تھا کہ پہاڑی سرکش مخلوق پر حملہ کرے۔ ایک درویش سے رجوع کیا اور بشارت کا طالب ہوا۔ اس درویش نے اسے فتح کی بشارت دی۔ اس کے بعد اس کے دل میں تردد پیدا ہوا اور اس نے حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں نامہ تحریر کیا اور اس بشارت کے متعلق بھی آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ:

"اس حملے میں فوج دار کو شکست ہو گی۔ بشارت دینے میں عجلت کی گئی جب تک صبح کی سفیدی کی طرح کوئی بات صاف طور پر ظاہر نہ ہو جائے زبان پر نہیں لانا چاہیے۔"

تین چار دن نہ گزرنے پائے تھے کہ اس فوج دار کی جنگ ان پہاڑ والوں سے چھڑ گئی اور اس کو شکست ہوئی اور اس کا علم اور نقارہ بھی چھین لیا گیا۔ پھر وہ حیرت زدہ ہو کر واپس لوٹے۔"

حرمین شریفین کی حاضری میں سلامتی کی خبر: ایک دفعہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے خواجہ حسام الدین احمد دہلوی نے مصمم ارادہ کیا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ حضور میرا ارادہ کہ میں کچھ ساتھیوں کے ساتھ یہ سفر مبارک اختیار کروں اور وہیں قیام کروں اور وہیں دفن ہو جاؤں۔ اس معاملے میں آپ توجہ فرما کر ارشاد فرمائیں کہ یہ سفر اس طرح سلامت رہے گا یا نہیں اور اس میں رضائے الٰہی کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

"ساتھیوں عزیزوں کے ساتھ سلامت نظر نہیں آتا بلکہ ممانعت سی نظر آتی ہے۔ ہاں اگر آپ تنہا سفر کریں تو بہت اچھا ہو گا۔ اور سلامتی سے پہنچ جاؤ گے۔"

خواجہ حسام الدین احمد کا شوق پر کمال تھا اس لئے انہوں نے بہت کوشش کی کہ اہل و عیال کے ساتھ سفر حجاز اختیار کیا جائے بلکہ بادشاہ وقت سے بھی

Marfat.com

درخواست کی گئی مگر اجازت نہ مل سکی۔

ایک ساعت بیس سال سے بہتر: مولانا محمد حنیف کابلی جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کے خاص مریدین میں سے تھا بیان کرتا ہے کہ مجھے ایک کامل درویش صفت آدمی نے بتایا کہ میں حرمین شریفین کے لئے عازم سفر ہوا۔ جب سرہند شریف پہنچا تو آپ کے آستانہ عالیہ کی حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت آپ نماز عشاء سے فارغ ہو چکے تھے اور خلوت نشینی اختیار کرنا چاہتے تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے خادم سے فرمایا:

"اے درویش! وقت اچھا ہے۔ یہی روٹی تمہارے لئے مرشد کی حیثیت سے تمہاری تربیت کے لئے کافی ہے۔"

اس کے بعد میں آپ سے رخصت ہوا اور ہر گھڑی میری کیفیت بدلتی گئی اور ہر لحظہ میرے حالات مین تبدیلی ہوتی گئی۔ اور جو کچھ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت میں جو میں نے کی تھی اس کی بو بھی نہ پائی تھی اور اس کا رنگ بھی نہ دیکھا تھا۔

گناہِ کبیرہ سے بچانا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کے ایک مرید کا بیان ہے کہ میرا تعلق ایک فاحشہ سے ہو گیا۔ میں نے بے اختیار ہو کر ایک دن اسے اپنے خلوت خانے میں بلا کر بزم فحش آراستہ کی اور اس کے قریب ہونا چاہتا تھا کہ اچانک حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی ظاہر ہوئے اور آپ نے میرے منہ پر طمانچہ لگایا اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔ طمانچہ لگتے ہی میرے بدن میں رعشہ پیدا ہو گیا اور برائی والی تمام قوت سلب کر لی اور جو کام میں کرنا چاہتا تھا اس سے سخت نادم ہو کر اپنے ارادہ گناہ سے توبہ کر لی۔

جن کا آپ کی آواز سن کر فرار ہو جانا: حضرت نور محمد تہاری رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ علیہ جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کے مرید اور خلیفہ

Marfat.com

خاص ہیں جنہیں آٹھ دفعہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا نے بیان کیا کہ ایک مکان میں ایک جن رہا کرتا تھا جو میرے بھائی کا دشمن تھا بہت تکلیف دیتا تھا حتیٰ کہ اسی خبیث کی تکالیف میں وفات ہوئی۔ میری رہائش بھی اسی گھر میں تھی۔ میرے بھائی کے انتقال کے بعد میرے رہائشی مکان پر ہیبت ناک اشکال نظر آنے لگیں اور میرا دماغ ہمیشہ پھولوں کی خوشبو سے معطر رہتا تھا۔ بالآخر میرے ساتھ بھی بھائی جیسی حالت کا سامنا ہونے لگا۔ جب میرے اعزہ و اقرباء نے یہ بات سنی تو وہ میری زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ایک رات میں اپنی بیوی کے ساتھ تھا اور ابھی نیند کا غلبہ نہیں ہوا تھا کہ وہ جن یکا یک ہم دونوں کی نظر پڑھا اور ہم پر آ کر بیٹھ گیا اور اس قدر اس نے زور لگایا کہ ہمارے ہاتھ بھی جنبش نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی ہم پاؤں سے لحاف تک اٹھا سکتے تھے۔ جب حالت اس طرح اضطراب و اضطرار کی ہوئی تو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی ظاہر ہوئے اور آواز دی کہ:

"اے نور محمد کچھ خوف نہ کر دیکھ یہ جن ابھی بھاگ جائے گا۔"

جن نے میرے آقا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی آواز سنتے ہی ہمیں چھوڑ دیا اور جب میں اٹھا تو اسے نظر سے غائب پایا۔ اس کے بعد ہمارے گھروں میں سے کسی کو بھی جن کا خوف لاحق نہیں ہوا اور تمام جنات وہاں سے کوچ کر گئے اور اپنا سامان اٹھا کر لے جا رہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ حضرت مجدد قدس سرہ نے ہمیں یہاں سے نکال دیا ہے اور اب ہم سوڈھی وال جا رہے ہیں اور پھر کبھی بھی ادھر کا رخ نہیں کریں گے۔

<u>ارادوں کا علم ہونا:</u> ایک درویش آدمی جس کا نام میر شرف الدین حسین تھا، بیان کرتا ہے کہ ایک دن میرے دل میں خیال گزرا کہ چند نفیس قسم کے کپڑے جو میرے گھر میں موجود تھے اور کچھ مصالحہ جات جو کھانوں وغیرہ میں ڈالے جاتے ہیں آپ کی خدمت میں بھیجوں۔ میں نے ان چیزوں کو نکال کر اکٹھا کیا اور اپنے رضائی

Marfat.com

بھائی اللہ یار نامی کے ساتھ روانہ کیا۔ اتفاق سے ایک عورت جو میری عزیزہ تھی اور میرے گھر میں مہمان تھی کہنے لگی کہ اس قسم کے کپڑے درویش لوگ کیا کریں گے وہ خود تو انہیں پہنیں گے نہیں۔ میں نے کہا بالفرض اگر آپ نہ پہنیں گے تو آپ کے اہل خانہ تو پہنیں گے۔ جب اللہ یار نامی شخص نے وہ کپڑے اور مصالحے آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کئے تو آپ نے ایک نظر دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ مصالحہ جات لے جائیں اور کپڑوں کے بارے میں فرمایا کہ میر شرف الدین حسین سے کہو کہ یہ کپڑے واقعی نفاست میں یکتا ہیں مگر درویشوں کے کس کام اور بعض عورتوں کو جو تمہارے گھروں میں ہیں انہیں دے دو کیونکہ وہ عورتیں اس قابل ہیں کہ پہن سکیں۔ اس طرح کپڑے وغیرہ آپ نے واپس کر دیئے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ عورت تائب ہو گئی۔

ایک مرید کی غیب سے مدد فرمانا: حضرت مولانا مرتضیٰ نامی ایک شخص نے بیان کیا کہ میں ایک بار لشکر میں گیا اور میں نے معاش کے لئے کوشش شروع کی۔ اس زمانے میں یہ کام بہت مشکل سے ہوتا تھا اور بہت سے خدمت گزار بہت عرصہ تک لشکر میں رہتے تھے اور ان کا کام کسی طرح بھی نہ بنتا تھا۔ میں اس کام میں بہت مایوس ہوا۔ مایوسی کی حالت میں ایک رات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی اور باطن میں آپ سے مدد چاہی۔ پھر اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ آپ نے وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لیا اور اس پر اپنے قلم سے کچھ لکھ دیا اور مجھے دے دیا۔ صبح کو میں نے اہل دفتر کی طرف اپنے کام کے لئے رجوع کیا تو اسی روز میری درخواست منظور ہو گئی۔ سب خدام حیران و پریشان تھے کہ اس کا کام اتنی جلدی کس طرح ہو گیا۔ جب کہ ہم کئی سالوں سے لشکر میں کام کر رہے ہیں اور اس کام کے امیدوار بھی ہیں۔ ہمیں تو کامیابی نہ ہو سکی یہ واقعہ سن کر سب کے سب آپ کے معتقد ہو گئے۔

حضرت مجدد کی خدمت میں بچے کا نذرانہ: میر شرف الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک نیک اور متقی شخص تھے بیان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا جس کا نام شمس

Marfat.com

الدین احمد تھا۔ ابھی اس کی عمر دو سال کے قریب تھی کہ دہلی کے اردگرد کا علاقہ بڑی سخت بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ شمس الدین احمد بھی اسی بیماری میں سخت بیمار ہوگیا۔ دو تین دن اس نے دودھ پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ ہوش قائم نہ رہ سکے۔ جان کنی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پاؤں سے جان نکل کر کمر تک آگئی اور سینے تک پہنچ گئی۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے رونے لگے۔ لیکن میں بارگاہِ خداوندی میں متوجہ ہوا اور نذر مانی کہ یہ بچہ جب پانچ سال کا ہوگا تو اس کی دایہ کے ساتھ اسے حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں بھیج دوں گا تاکہ بڑا ہو کر آپ کی غلامی میں عمر بسر کرے اور اپنی تمام عمر طاعت الٰہی میں گزارے اس نذر ماننے کے بعد فوراً ایسا محسوس ہوا کہ اس کے بدن میں پھر جان آگئی۔ وہ حرکت کرنے لگا۔ آنکھیں کھول کر دودھ طلب کیا اور صحت یاب ہوگیا۔ ایسا جیسا کہ بیمار تھا ہی نہیں۔

شمس الدین احمد آپکا دیندار درویش تھا گھر والوں نے کوشش کی کہ بچہ درویش نہ بنے بلکہ دنیا دار بنے جن لوگوں نے ایسا خیال کیا انہیں سخت مالی و جانی نقصان پہنچا بالآخر بچہ تمام عمر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا غلام رہا۔

مردوں کو نسبت عطا کرنا: ایک شخص مرتضیٰ نامی جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی کے خاص مریدین میں سے تھا نے بیان کیا کہ میرے والد ماجد نے بوقت رحلت وصیت فرمائی تھی کہ میری نعش کو میرے آقا حضرت مجدد قدس سرہ النورانی کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا کہ مجھے اپنے سلسلے میں داخل فرمالیں۔ حضرت مجدد قدس سرہ النورانی کا یہ طریقہ بھی تھا کہ مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرما دیا کرتے تھے۔ میں نے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ کی وصیت پر عمل کیا۔ والد ماجد کا جنازہ آپ کی خدمت میں نمازِ جنازہ کے لئے لایا اور والد ماجد کی وصیت کردہ گزارش بھی کر دی۔ حضرت مجدد قدس سرہ النورانی نے فرمایا کہ:

"یہ بات کل حلقہ ذکر میں معلوم کرنا۔"

Marfat.com

پوشیدہ حال کا ظاہر فرمانا: حضرت مولانا محمد حنیف کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو نہایت نیک اور پارسا اور اہل علم آدمی تھے اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں اور کابل کے علاقہ میں رشد و ہدایت کا کافی کام کیا، نے بیان کیا کہ حضرت شیخ محمد صدیق نامی شخص جو کولاب کے رہنے والے تھے اور اب کابل میں سکونت اختیار کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں تجرید تفرید کی وضع میں برہان پور کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب سرہند پہنچا تو میں نے حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی کے اوصاف و مناقب جو پہلے سنے تھے ان سے بھی زیادہ سنے۔ لوگوں نے بتایا کہ اگر تمام دنیا میں گھوم کر دیکھو گے تو جو کچھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی سے حاصل ہو سکتا ہے اس کا ذرہ برابر حصہ بھی کہیں سے نہیں مل سکتا۔ یہ بات سن کر میں بہت خوش ہوا اور بلا توقف آپ کے آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب میں آپ کے آستانہ عالیہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ ظہر کی نماز ادا فرما کر اصحاب کے ساتھ مراقبے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

میں بھی ایک گوشے میں بیٹھ گیا فارغ ہوئے تو میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے میرا باطنی حال کے متعلق دریافت فرمایا اور فرمایا:

"اے درویش! جو کچھ تمہارے دل میں ہے مجھ سے بیان کرو اور انکار کا راستہ مت اختیار کرو۔"

میں نے اپنا حال بیان کرنے سے انکار کیا اور عرض کیا حضور والا، میرے تو کوئی احوال نہیں۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے میرے حالات ابتداء سے آخر تک بیان فرما دیئے۔ آپ کا فرمان سن کر میں بہت پریشان ہوا۔ پھر آپ نے خلوت نشینی اختیار کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ کل نماز اشراق کے بعد آنا۔ دوسرے دن وقت مقررہ پر حاضر ہوا۔ اتفاق یہ ہوا کہ آپ نماز اشراق ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے تھے۔ تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر میں نے دیکھا کہ

Marfat.com

ایک صوفی منش آدمی مسجد میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے کہا کہ حضرت مجدد قدس سرہ جب تشریف لائیں تو ان سے کہہ دینا کہ ایک درویش آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے چونکہ آپ باہر تشریف نہ رکھتے تھے۔ اس لئے اس نے دعا کی درخواست کی اور برہان پور کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس صوفی نے کہا کہ آپ نے مجھے آپ کے لئے یہاں بٹھا رکھا ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اگر محمد صدیق نامی درویش آئے تو مجھے خبر کر دینا حالانکہ میں نے اپنا نام حضرت مجدد قدس سرہ کو نہیں بتایا تھا۔ وہ صوفی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری درخواست دعا پہنچائی۔ آپ نے مجھے اندر بلوالیا اور خود اٹھے وضو کیا اور نماز تحیۃ الوضوادا کر کے پھر مراقبہ میں چلے گئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا یہاں آؤ۔ میں آگے بڑھ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے پھر مراقبہ کیا۔ اس کے بعد ذکر قلبی فرمایا اور متوجہ ہوئے۔ میرے حالات میں انقلاب آنے لگا۔ ایک ہی ساعت میں اس قدر عنایات فرمائیں کہ برسوں کی ریاضت ذرّہ برابر تھی اور ہر حال جو آپ پر وارد ہوتا آپ اس کی حکمت عملی کا ظہور فرما دیتے۔

دیوار کا گر جانا: ایک درویش کا بیان ہے کہ اجمیر شریف کی مسجد کی جنوبی دیوار بنیاد سے کمزور پڑ گئی تھی اور ستون بھی ٹیڑھا ہو گیا اور ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کہ آج کل وہ گرنے والی ہے اور جو شخص بھی دیوار کے پاس سے گزرتا تھا چھلانگ لگا کر تیز رفتاری میں گزر جاتا۔ یہاں تک کہ آپ کے اصحاب کو بھی اس کے گر جانے کا ہر وقت خدشہ رہتا۔ ایک دن آپ (حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ النورانی) نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ:

"جب تک ہم فقیر لوگ یہاں ہیں یہ دیوار نہیں گرے گی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی وہاں رہے تو دیوار قائم رہی اور جس روز آپ وہاں سے تشریف لے گئے تو دیوار فوراً گر گئی حالانکہ اس وقت بارش کا بھی نام ونشان نہیں تھا۔

Marfat.com

روئے زمین پر نگاہ کرنا: ایک دفعہ حضرت شیخ مسعود رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کے بھائی ہیں۔ قندھار جانے کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ ایک دن علی الصبح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنے محرمانِ اسرار سے فرمایا کہ شیخ مسعود کو میں نے قندھار جانے والے قافلے میں تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ قندھار میں بھی تلاش کیا وہاں بھی دکھائی نہ دیا بلکہ سرہند سے قندھار تک ہر منزل کو دیکھا لیکن شیخ مسعود نظر نہ آیا بلکہ تمام روئے زمین کو چھان بین کیا کہیں نہ پایا شاید اس جہان فانی سے کوچ کر گیا ہے۔ سامعین نے یہ ارشاد سن کر تاریخ نوٹ کر لی۔ جب ایک عرصہ کے بعد وہ قافلہ واپس آیا اور شیخ مسعود کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں ماہ میں انہوں نے انتقال کیا تھا اور قندھار کے قرب وجوار میں دفن ہوئے۔ جب تصدیق کی گئی تو وہی دن، وہی مہینہ، وہی تاریخ تھی۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا تھا۔

دل پر عورت کا نقش ہونا: ایک شخص جس کا نام خواجہ جمال الدین حسین رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلفاء سے تھے اور خواجہ ابوالفضل کے بہنوئی تھے، کے صاحبزادے ہیں۔ خواجہ جمال الدین حسین اپنے والد خواجہ حسام الدین کے حکم سے بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے دہلی سے سرہند آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ذکر کی تلقین فرمائی اور میرے حال پر توجہ فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرے دل پر کسی عورت کا نقش ایسا منقش ہے جیسے مٹی کے اندر پتھر گڑ گیا ہو۔ سچ بتاؤ کیا معاملہ ہے اور جب تک وہ اثر زائل نہ ہوگا مستفید نہ ہو گے۔ میں نے عرض کیا کہ میرا دل اپنی پھوپھی کی ایک کنیز پر آ گیا ہے اور اس پر دل کھو بیٹھا ہوں۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ میرا دل

Marfat.com

اس سے دور ہو گیا۔

مریضہ کی جان بخشی کرنا: حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہٗ النورانی کا ایک مرید جو ملتان میں رہائش پذیر تھا آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میری بیوی جو آپ کی مرید ہے کئی سالوں سے بیمار ہے اور اطباء بھی اس کے علاج سے عاجز آ چکے ہیں۔ اب آپ کی توجہ کی محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اس کی شفا کے لئے دعا کرتے ہیں۔ دعا مانگی گئی۔ اس شخص نے بہت تضرع و زاری کی کہ حضرت اسے اپنی ضمانت میں لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ اس شخص نے پھر اسی طرح عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''مطمئن رہو، ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا ہے۔''

وہ شخص آپ سے رخصت ہو کر ملتان آ گیا دیکھا کہ بیوی بالکل تندرست ہے کسی قسم کی بھی بیماری اس کے سر نہیں ہے۔ اس نے ملتان سے آ کر عریضہ لکھا کہ حضور میری بیوی اسی دن تندرست ہو گئی تھی کہ جس دن آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا ہے۔

ارشاداتِ عالیہ: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سلوک نقشبندیہ کی رہنمائی کے لئے ایک انمول خزانہ ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱- میری نظر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت و عداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں۔

۲- ''نجاتِ آخرت'' کا حاصل ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ تمام افعال و اقوال و اصول و فروع میں ''اہلسنّت و الجماعت'' کے سوا جتنے فرقے ہیں۔ سب زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے کل قیامت کے دن سب جان لیں گے مگر اس وقت کا جاننا کچھ نفع نہ دے گا۔

Marfat.com

۳- محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں۔ تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور ''کفر و کفار'' کے ساتھ ''نفرت و بیزاری'' رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔

۴- جو شخص تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت اور بے زاری نہ رکھے وہ ''درحقیقت مرتد'' ہے۔ اس کا حکم منافق کا حکم ہے۔

۵- جب تک اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک ''خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔

۶- جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا بالآخر منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے ان کو رسالت اور رحمت عالمیاں دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے۔

۷- جو علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر وہ اپنے خاص رسولوں کو مطلع کر دیتا ہے۔

۸- تمام امتی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور مملوک و غلام ہیں۔

۹- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کسی بشر کی طرح نہیں بلکہ عالم ممکنات کی کوئی چیز بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے اپنے ''نور'' سے پیدا فرمایا ہے۔

۱۰- عالم امکان جو تحت الثریٰ سے عرش تک جملہ موجوداتِ کائنات پر محیط ہے جس قدر بھی وقت نظر کے ساتھ دیکھا جاتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ''بزم امکان'' سے بالاتر ہیں۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

سایہ نہ تھا۔

۱۱- مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ربّ ہے۔

۱۲- تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سب سے افضل و اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر ان کے بعد سب سے افضل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں باتوں پر اجماع امت ہے اور چاروں آئمہ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضوان اللہ عنہم اور اکثر علمائے اہلسنّت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ میں سب سے افضل سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور پھر ان کے بعد تمام امت میں سے سب سے افضل سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

۱۳- جو لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں قرآن مجید میں کافر کہا ہے۔

۱۴- انبیاء واولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر نسبت ہوتی ہے۔ کوئی چیز ان سے دور ونزدیک نہیں۔

۱۵- اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

۱۶- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام کا طواف کرنے کے لئے کعبہ معظمہ حاضر ہوتا ہے اور ان سے برکتیں حاصل کرتا ہے۔

۱۷- عارف ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ عرض ہو یا جوہر آفاق ہو یا انفس تمام موجودات کے ذروں میں سے ہر ایک ذرہ اس کے لئے غیب الغیب کا دروازہ ہوتا ہے اور ہر ایک ذرّہ بارگاہِ الٰہی کی طرف اس کے لئے ایک سڑک بن جاتا

Marfat.com

ہے۔

۱۸- مقلد کو یہ جائز نہیں کہ اپنے امام کی رائے کے خلاف قرآنِ عظیم و حدیث شریف سے احکام شرعیہ خود نکال کر عمل کرنے لگے۔ مقلدوں کے لئے یہی ضروری ہے کہ جس امام کی تقلید کر رہے ہیں اس کے مذہب کا مفتی بہ قول معلوم کر کے اسی پر عمل کریں۔

۱۹- گروہ اہل اللہ کی خدمت میں خالی ہو کر آنا چاہئے تا کہ پر ہو کر واپس لوٹے اپنے افلاس و محتاجی کا اظہار کرنا چاہئے تا کہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرما دیں اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے۔

۲۰- تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت ہے اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے۔

۲۱- طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے۔ ایک شریعت پر استقامت اختیار کرنی کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہو۔ دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص پر اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں زیبا اور محبوب دکھائی دیں۔

۲۲- اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں منافقوں پر جہاد کرنے اور سختی فرمانے کا حکم دیا ہے۔
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ تو ثابت ہوا کہ کفار اور منافقین پر سختی کرنا بھی خلق عظیم ہے۔

۲۳- اسلام کی عزت کفر کی ذلت اور مسلمانوں کی عزت کافروں کی ذلت پر موقوف ہے جس نے کافروں کی عزت کی اس نے مسلمانوں کو ذلیل کیا۔

۲۴- محبتیں جو آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہوں ایک قلب میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں کفار جو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں کے دشمن ہونا

Marfat.com

چاہئے اوران کی ذلت وخواری میں کوشش کرنی چاہئے۔

۲۵- قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوفل۔ فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا وقت پر ادا کرنا ہزار ہا سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا کئے گئے ہوں۔

۲۶- منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے نمازِ فجر با جماعت سے فارغ ہو کر قوم پر نگاہ ڈالی اور دریافت فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ شخص رات کا اکثر حصہ بیدار رہتا ہے شاید وہ اس وقت سویا ہوا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وہ ساری رات سویا رہتا اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرتا تو بہتر تھا۔

۲۷- امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس(۴۰) نمازیں قضا کیں۔

۲۸- میرے مخدوم! اگر آج تھوڑی سی محنت کو ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ نہ بنائیں اور تھوڑی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ نہ کریں تو کل کون سا منہ لے کر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے اور کیا حیلہ پیش کریں گے۔

۲۹- ''اصحاب کہف'' نے جو اس قدر درجات پائے۔ صرف ایک نیکی کے واسطہ سے پالئے ہیں اور وہ ہجرت کی نیکی تھی۔ جو انہوں نے نور ایمانی کے ساتھ غلبہ کفار کے وقت کی۔ اگر ظاہری ہجرت میسر نہ آئے تو ہجرت باطنی ہی کی کامل طور پر رعایت کرنی چاہئے۔ ظاہراً لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے باطناً ان لوگوں سے الگ رہنا چاہئے۔

۳۰- ''طریقت وشریعت'' ایک دوسرے کا عین ہیں۔ ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں۔ فرق صرف اجمال وتفصیل اور استدلال کا ہے جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے۔ مردود ہے کل حقیقتا ردیہ الشریعۃ فہوز ندقۃ ہر حقیقت جسے

Marfat.com

شریعت رد کرے مردود اور باطل ہے۔

۳۱- شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔

۳۲- چونکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے والے بھی آپ کی متابعت کے واسطہ سے مرتبہ محبوبیت تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محبّ جس میں بھی اپنے محبوب کے شمائل و عادات و اخلاق پاتا ہے ان کو اپنا محبوب بنالیا ہے اس سے مخالفین کی برائی کا قیاس کر لینا چاہئے۔

۳۳- یاد رکھ! فقرا کے آستانے کی جاروب کشی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

۳۴- اپنے وقت عزیز کی قدر جانو! ''مخبر صادق'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ملک المسوفون'' یعنی یہ کام ابھی کرلوں گا کہنے والے ہلاک ہو گئے۔

۳۵- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ مرسل احادیث کی پیروی بھی مستند احادیث کی طرح کرتے ہیں۔
اسی طرح صحابی کے قول کو بھی حضرت ''خیر البشر'' صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ اسی لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پرہیز گاری، تقویٰ اور متابعت سنت کی برکت سے اجتہاد و استنباط کے نہایت درجہ پر فائز ہیں لوگ آپ کی بلندی شان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''تمام فقہاء امام اعظم ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔''

۳۶- خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کریں گے یعنی حضرت روح اللہ علیہ السلام کا اجتہاد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔

۳۷- متقیں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدوں کو علماء اہلسنت و جماعت (شکر اللہ تعالیٰ علیہم) کی آراء کے موافق درست کریں کیونکہ نجات اخروی ان

Marfat.com

بزرگوں کی صواب نمارائیوں کی پیروی سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگوار ہیں اور ان کے پیرو ہیں اور یہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے طریق پر ہیں۔

۳۸- اولاً علمائے اہلسنّت و جماعت کی آرا کے مطابق عقائد درست کیے جائیں کیونکہ یہی ایک فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا) گروہ ہے پھر اس کے بعد احکام فقہ، کے مطابق علم وعمل کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے ان دو اعتقادی اور عملی پروں کے حاصل ہونے کے بعد عالم قدس کی طرف پرواز کرنا چاہیے۔

۳۹- بداعتقادی جو اہلسنّت و جماعت کے خلاف ہے کہ قاتل ہے جو ابدی موت اور دائمی عذاب تک پہنچاتی ہے اگر عمل میں کوئی کوتاہی ہو تو معافی کی امید نہیں۔

۴۰- اہلسنّت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہے۔ ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر نجات متصور نہیں اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔ یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اس میں غلطی کا احتمال نہیں۔

<u>شادی و اولاد:</u> آگرہ کے مقام کے دوران ایک مرتبہ آپ کے والد آپ کو وطن واپس لانے کے لئے آگرہ آئے اور آپ کو ساتھ لے کر سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں تھانیسر کے مقام پر وہاں کے رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ اس شادی کے نتیجہ میں جو مال آپ کے ہاتھ آیا اس سے آپ نے سرہند شریف میں نئی حویلی بنوائی اور اس کے ساتھ ایک مسجد تعمیر کرائی۔ انہی ایام میں ایک مرتبہ آپ نہایت علیل ہو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے یہ حالت دیکھ کر دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کی صحت کے لئے نہایت گریہ و زاری کے ساتھ دعا مانگنا شروع کی۔ اسی گریہ وزاری میں انہیں نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تسلی رکھو۔ ہمیں اس شخص سے بہت کام لینے ہیں

Marfat.com

اور ابھی تو ان ہزاروں میں سے ایک کام بھی سرانجام نہیں پایا چنانچہ آپ کو جلد صحت ہوگئی۔

لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق (۲) حضرت خواجہ محمد سعید (۳) حضرت خواجہ محمد معصوم (۴) حضرت خواجہ محمد فرخ نے پندرہ سال کی عمر میں انتقال فرمایا (۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ نے آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۶) حضرت خواجہ محمد اشرف نے دو سال کی عمر میں وفات پائی (۷) حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ۔

آپ کی لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) بی بی رفعیہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو (۳) بی بی کلثوم، تینوں صاحب زادیوں کا بچپن میں انتقال ہوا۔

خلفاء عظّام: تذکرہ نگاروں نے آپ کے ۹ لاکھ مرید اور ۵ ہزار خلفاء کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم آپ کے سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے ممتاز خلفاء حسب ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ اور حضرت خواجہ محمد اشرف کے علاوہ آپ کے دیگر صاحب زادے آپ کے خلیفہ ہیں۔ مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی، شیخ عبدالہادی بدایوانی، مولانا شیخ طاہر لاہوری، مولانا صادق کابلی، شیخ بدیع الدین سہارن پوری، مولانا یوسف سمرقندی، شیخ احمد استنبولی، حضرت شیخ آدم بنوری حضرت شیخ بدرالدین سرہندی، حضرت شیخ محمد طاہر بندگی، حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اور حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔

حلیہ مبارک: حضرت دراز قد، نازک اندام، گندم گوں مائل بہ سفیدی اور کشادہ جبیں تھے۔ پیشانی اور رخسار مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہیں کرتی تھی۔ آپ کی ابرو سیاہ، دراز باریک اور کشادہ تھی۔ آنکھیں بڑی بڑی، ان کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید تھی۔ سر مبارک بلند،

Marfat.com

لب سرخ، دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا، دانت متصل چمکتے ہوئے، داڑھی مبارک گھنی اور مربع تھی، رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے پاؤں نہایت صاف رہتے تھے۔ بدن پر میل نہ بیٹھتا تھا۔ پسینہ میں خواہ گرمی ہو خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی۔ غرضیکہ آپ کی شکل ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا، بے اختیار پکار اٹھتا سبحان اللہ یہ ولی ہیں۔

لباس میں بھی سنت کا خاص خیال ہوتا تھا۔ ایک بڑا عمامہ سر پر، مسواک دستار میں، شملہ دونوں کندھوں کے درمیان، قمیض کی گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر، عصا ہاتھ میں، مصلیٰ کندھے پر اور سجدے کا نشان ماتھے پر نمایاں۔

وفات: اس عرصہ میں آپ کبھی کبھی اجازت لے کر سرہند بھی تشریف لے جاتے اور پھر واپس آ جاتے۔ اب آپ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور ضعف جسمانی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے چنانچہ آپ بادشاہ سے اجازت لے کر مستقل طور پر سرہند شریف تشریف لائے اور خلوت اختیار کی۔ ارشاد کی ذمہ داریاں اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیں۔

ان دنوں آپ اکثر موت کا ذکر فرماتے تھے۔ شب برات کو زوجہ محترمہ نے کہا کہ معلوم نہیں کہ کس کا نام دفتر ہستی سے محو ہوا۔ اس پر فرمایا: تم بطور شک کہتی ہو اور جو شخص دیکھتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے مٹ گیا ہے، اس کا کیا حال ہو گا۔ بارھویں محرم کو مجمع اصحاب میں فرمایا کہ مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ چالیس پچاس دن کے درمیان اس جہان سے جانا ہو گا۔ ۲۲ صفر کو فرمایا کہ اس معیاد کے چالیس دن گزر گئے۔ اب دیکھئے پانچ سات دنوں میں کیا ہو گا۔

اس دوران میں دمہ کا شدید حملہ ہوا۔ ایک مرتبہ اشک بار آنکھوں کے ساتھ آپ ہندی کا یہ دوہا پڑھتے تھے:

آج ملاوا کنت سوں، سکھی سب جگ دیواں وار

Marfat.com

(آج وصال کا دن ہے اے سکھی میں اس خوشی پر تمام دنیا کو نثار کر دوں)

۲۸ صفر ۱۰۳۴ بمطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء صبح کے وقت نماز اِشراق پڑھنے کے بعد داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اور اسی حالت میں انتقال فرمایا اور اسی روضہ میں جو آپ نے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی قبر پر بنوایا تھا دفن ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو بعد وفات خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ منکر نکیر کے ساتھ کیسے گزری۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بہ کمال رحمت پوچھا کہ اگر تو کہے تو منکر نکیر تیرے پاس آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہ کمال فضل انہیں میرے پاس نہ بھیجا۔

Marfat.com

Marfat.com